سلسلۂ آصفیہ

جلد ہشتم

تاریخ دکن

حصہ سوم

دکن پر شاہجہان کا حملہ - سلطنت نظام شاہی کی تباہی - سلاطین قطب شاہی و عادل شاہی کا مطیع ہونا - عادل شاہی سلطنت کے فتوحات انتہائی دکن مین اقوام مرہٹہ کا رعایا کے درجہ سے ترقی کرکے سپاہی بننا - شیواجی کی نمود - پرتگیز ڈچ ڈنمارک فرانسیسیون انگریزون کا تجارت کے لیے ہندوستان مین آنا عالمگیر کا ایام شاہزادگی مین دکن کا صوبہ دار ہونا - سلطان محمد عادل شاہ کے اخیر عہد تک دکن کے تمام مشائخ و بزرگان دین کا تذکرہ

حسب حکم

بعہد مبارک

حضرت خاقان ابن خاقان سکندر شوکت دارا دربان میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ سادس والی دکن خلد اللہ تعالیٰ ملکہٗ

بنگرانی

مولوی میر کاظم علیخان صاحب معتمد تعمیرات و صفائی و نگران کار سررشتۂ علوم و فنون

مولوی عبد الغفور خانصاحب رامپوری مترجم سررشتۂ علوم و فنون کی تصنیف

سررشتۂ علوم و فنون سرکار نظام مین مرتب ہوئی

اور

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھاپی گئی

سنہ ۱۹۰۳ء

سلسلۂ آصفیہ

جلد ہشتم

تاریخ دکن

حصہ سوم

دکن پر شاہجہان کا حملہ۔ سلطنت نظام شاہی کی تباہی۔ سلاطین قطب شاہی و عادل شاہی کا مغلون کا باجگذار ہونا۔ عادل شاہی سلطنت کے فتوحات انتہائی دکن مین اقوام مرہٹہ کا رعایا کے درجے سے ترقی کرکے سپاہی بننا۔ شیواجی کی نمود۔ ڈچ و ڈنمارک فرانسیسیون انگریزون کا تجارت کے لیے ہندوستان مین آنا عالمگیر کا ایام شاہزادگی مین دکن کا صوبہ دار ہونا۔ سلطان محمد عادل شاہ کے اخیر عہد تک دکن کے تمام مشایخ و بزرگان دین کا تذکرہ

جو

بعہد مبارک

حضرت خاقان ابن خاقان سکندر شوکت دارا دربان میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ سادس والی دکن خلد اللہ تعالی ملکہ

بنگرانی

مولوی میر کاظم علیخان صاحب معتمد تعمیرات و صفائی و نگرانکار سررشتہ علوم و فنون

مولوی عبد الغفور خانصاحب رامپوری مترجم سررشتہ علوم و فنون کی تصنیف

سررشتہ علوم و فنون سرکار نظام مین مرتب ہوئی

اور

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھاپی گئی

سنہ ۱۹۰۳ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

جب مین نے تاریخ دکن لکھنا شروع کی تھی تو ہرگز خیال نہ تھا کہ اس قدر بڑہجائیگی میرا مقصود صرف مبارک خاندان آصفیہ کی تاریخ لکھنا تہا پچھلی تاریخ صرف تمہید کے طور پر شروع کی تہی - مگر مضامین اس کثرت سے مل گیے کہ مین نے پچھلی تاریخ بہی مختصر طور پر کامل ہی لکھدینا ضروری سمجھا - اگرچہ اس گزشتہ تاریخ مین اختصار کو بہت کچھہ مدنظر رکھا گیا ہے - تاہم ابھی تک ایک اور جلد بہی اورنگ زیب عالمگیر کا بیان ختم کرنے درکار ہے - اوس کے بعد کہین انشاء اللہ تعالیٰ - نواب آصف جاہ نور اللہ مرقدہ کا حال شروع کرنے کی نوبت آئیگی -

یہان یہ بھی کہدینا ضروری سمجھتا ہون کہ ناظرین کتاب ہذا کو کتب سلسلۂ آصفیہ کی اشاعت کے لیے ہمارے حضرت خاقان بن خاقان سکندر شوکت دارا دربان اعلیٰحضرت قدر قدرت میر **محبوب علی خان** فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ سادس - جی - سی - ایس - ای - والی دکن

خلد اللہ تعالی ملکہ وقدرہ کا ممنون ومشکور ہونا اور ہمیشہ دست بدعا رہنا چاہیے۔ کہ
جنھون نے سررشتہ ہاے علمیہ کے بارہ مین بدستخط خاص حکم دیا ہے کہ ان کا
انتظام کیا جاے اور سب کو ایک شخص کی نگرانی مین مجتمع کر دیا جاے جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خاقان معظم کو علمی سررشتون کی اچھے اصول پر چلنے
کی جانب ایک خاص توجہ ہے چنانچہ اس حکم کی تعمیل کے واسطے وزیر با تدبیر
راجہ راجایان ہز اکسلنسی مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر کے۔ سی۔ آی۔ ای
پیشکار مدار المہام دکن نے حکم دیا ہے جس سے امید ہے کہ سررشتہ علوم وفنون کا
آیندہ انتظام پختہ اصول پر ہو جائیگا۔ اور مہاراجہ مدار المہام بہادر کا اسلامی علوم
کی ترقی پر بڑا بھاری احسان ہوگا۔

اخیر پر ہمین نواب شہاب جنگ مختار الدولہ افتخار الملک بہادر
معین المہام سرکار نظام کا بھی ممنون ومشکور ہونا لازم ہے جو سررشتہ علوم وفنون
کے سب سے اعلی حاکم اور لیاقت ذاتی معاملہ فہمی اور قدر دانی علم وہنر مین اپنا
نظیر نہین رکھتے اور جن کی خاص توجہ اور راے صائب سے سرکار نظام نے یہ
سررشتہ قایم کیا ہے۔

دستخط

عبد الغفور خان

مترجم سررشتہ علوم وفنون

فہرست مضامین تاریخ دکن

حصہ سوم

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	دیباچہ مصنف - - - ..	
	فہرست مضامین .. - - -	١
١	ہندؤن کے ساتھ مسلمانون کی رعایتین اور میل جول - - -	٢١
٢	ہندوستان مین مسلمانونکی قومیت کا تنزل	٢٢
٣	شمالی اور جنوبی ہندوالون کے مزاجون اور ضرورتون مین فرق - - -	٢٣
٤	شمالی ہندوالون کے روحانی اور جسمانی قوتونکا جنوبی ہندوالون سے بہتر ہونا	٢٤
٥	اہل اسلام اور اہل یورپ کے تعصب مین صرف لفظی فرق ہے - - -	٢٥
٦	دکن کے مسلمانون کی ہندون کی ترقی سے بے پروائی -	ایضاً
٧	مہاراشٹر دیس اور اوسکی دشوار گذاری	٢٦
٨	مرہٹون کے بڑے بڑے سردار اور خاندان مسلمان حکومتون مین - -	٢٨
٩	بہونسلہ خاندان اور مالوجی کے بیٹے شاہجی کا لوک جی جادو راے کی بیٹی سے بیاہ اور سیواجی کی پیدایش	٣٠
١٠	خانجہان اور دریا خان روہیلہ وغیرہ اور اون کی بغاوت کے اسباب شاہجہان سے	٣٢
١١	خانجہان کا بالا گھاٹ نظام شاہ کو دینا اور مالوہ پر تاخت کرنا مگر معافی مانگنے پر شاہجہان کا اوسے دکن کی صوبہ داری پر بحال رکھنا	٣٣
١٢	شاہجہانکا خانجہانکو مالوہ کی صوبہ داری پر اور مہابت خان کو دکن کی صوبہ داری پر مقرر کرنا	٣٤
١٣	شاہجہان کا دریا خان کا قصور بھی معاف کرنا	ایضاً
١٤	قطب شاہ کا ایران کو سفیر بھیجنا اور شاہجہان کا بھی اوسے خط دینا - -	ایضاً
١٥	کھیلوجی و درویش محمد کا اور عادل شاہ و قطبشاہ کے پیشکشون کا اور عبداللہ خان اور نصرت خان کا شاہجہان پاس جانا	٣٥

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۱۶	شاہجہان کا علاقہ بالاگہاٹ کو برہان نظام شاہ سے واپس لینا	۳۶
۱۷	بہیر خان زمان کی چڑہائی اور ساہوجی کی تاخت خاندیس پر اور دریا خان کا اوسے بہگانا اور بہیر کا شاہی قبضہ مین آنا	۳۷
۱۸	اعادت خان کا دکن کا صوبہ دار ہونا	ایضاً
۱۹	برہان نظام شاہ کا فتح خان کو قید اور مقرب خان کو اپنا وزیر کرنا اور اوس کے امرا کا شاہجہان پاس جانا	۳۸
۲۰	برہان نظام شاہ کا جادو راے کو قتل کرنا	ایضاً
۲۱	جادو راے کی بی بی گرجاے وغیرہ کا شاہجہان کے پاس جانا	۳۹
۲۲	خانجہان کو آصف خان کے عزیق سے نکلنا	۴۰
۲۳	خانجہان کا شاہجہان کے پاس سے بہاگنا اور شاہجہان کی فوج سے لڑ کر دولت آباد چلا آنا	ایضاً
۲۴	بہلول اور سکندر کا خانجہان سے ملنا اور نظام شاہ کا اون کی خاطر کرنا	۴۱
۲۵	شاہی فوج کو خانجہان کا پتہ نہ ملنا	۴۲
۲۶	شاہجہان کا خانجہان کے استیصال اور نظام شاہ کی تادیب کے لیے دکن مین آنا اور تین گروہون مین فوج کو منقسم کرنا	ایضاً
۲۷	شاہجہان کا قیام برہانپور مین اور خواجہ ابوالحسن کا اوس پاس آنا	۴۴

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۲۸	شاہجہان کا سرحد تلنگانہ پر راو رتن کو بہیجنا	۴۵
۲۹	دریا خان کا خانجہان سے ملنا اور شایستہ خان کے بجاے عبداللہ خان کا تقرر	ایضاً
۳۰	ابوالحسن کی روانگی ناسک کو اور قلعہ کالنہ و باتورہ پر تاخت	ایضاً
۳۱	برہان نظام شاہ کی فوج کی لڑائی کا ڈہنگ	
۳۲	اور شاہجہان کی فوج پر خانجہان کا حملہ	۴۷
۳۳	پٹیاور کی بغاوت اور اوسکا فرو ہونا	ایضاً
۳۴	شاہجہان کا مکرمت خان کو فوج کی حالت دیکھنے کے واسطے بہیجنا	۴۸
۳۵	وزیر خان کا ایرج کے مفسدون کو سزا دینا	ایضاً
۳۶	راو رتن کے بجاے نصیری خان کا تقرر	ایضاً
	متفرقات	۴۹
۳۷	ابوالحسن کا آگے بڑہنا اور لشکر کے واسطے رسد بہم پہونچانا	ایضاً
۳۸	مہلدار خان وغیرہ فوج نظام شاہی کی شکست	۵۰
۳۹	اعظم خان کو بجاے آصف خان کا سپہ سالار ہونا	۵۱
۴۰	مختلف سمتون کے سفرون کے لیے مختلف سواریان	ایضاً
۴۱	اعظم خان و مقرب خان و بہلول خان کے لشکرون کی حرکت اور خانجہان پر حملہ کرنے	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ	نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	کے لئیے اعظم خان کی تیاری -	۵۲	۵۳	مرتضی نگر کی رعایا کا دیانت خان کو قتل کرنا	
۴۲	اعظم خان کا حملہ خانجہان پر اور بہادر خان			اور خواجہ افضل کا وہان جا کر مفسدین کو سزا	
	برادرزادہ خانجہان کا قتل اور خانجہان کا بہاگنا	۵۳		دینا - - - - -	.
۴۳	خانجہان کی مصائب اور اعظم خان کا اوسکے		۵۴	شاہجہان کا صوبہ دار اوڑیسہ کو قطب شاہی	
	تعاقب مین جانا - - - -	۵۶		سرحد پر حملہ کا حکم دینا اور قطب شاہ و عادل	
۴۴	ساہوجی بہونسلہ اور اوس کا شاہجہان کے			شاہ کے پاس ایلچیون کو بہیجنا - -	۰۱
	ملازمون مین داخل ہونا - -	۵۸	۵۵	باقر خان کی تاخت قطب شاہی عملداری پر	۰۲
۴۵	خانجہان کا دولت آباد کے قریب پناہ گیر		۵۶	عبداللہ قطب شاہ کا محی الدین کی خاطرداری کرنا	۳
	ہونا اور دریا خان کا پائین گہاٹ مین تاخت کرنا	۵۹	۵۷	عبداللہ قطب شاہ کا نئی سعد و نیز فوجین بہیجنا	۰۳
۴۶	اعظم خان کا مقرب خان و بہلول خان کا		۵۸	باقر خان کا تلنگانہ پر دوسرا حملہ اور منصور گڈھ	
	تعاقب کرنا - - - -	۶۰		کا فتح کرنا - - - - - -	۷۴
۴۷	عبداللہ قطب شاہ کا سیر و شکار -	۶۱	۵۹	یولچی بیگ قطب شاہی کا سپاہ چودہری	
۴۸	عبداللہ قطب شاہ کا جشن مولود نبی			کلیکور کو قتل کرنا - - - -	۷۶
	صلعم - - - - -	۶۲	۶۰	خانجہان کا پنجاب کو بہاگنا اور راستہ مین	
۴۹	عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ کی تعزیہ داری	۶۳		کالنجر کے قریب جا کر قتل ہونا - -	۷۷
۵۰	عبداللہ قطب شاہ کی عیش پرستی -	۶۵	۶۱	برہان نظام شاہ کا لڑائی کو جاری رکہنا اور	
۵۱	منصور خان کی بجلتہ الملکی و سید محمد اسفراینی			اعظم خان کا قصبہ دہارور کو لوٹنا -	۸۰
	و قاسم بیگ کوتوال کا استعفا اور حسن بیگ		۶۲	اعظم خان کا قلعہ دہارور کو فتح کرنا -	۸۱
	کا کوتوال ہونا - اور ملا محمد تفرشی کی سرخیلی		۶۳	شیخ معین الدین کا محمد عادل شاہ سے نظام	
	اور فوج بہرتی کرنا - - -	۶۶		شاہی حکومت کی علی التنصیف تقسیم کرنیکا	
۵۲	عبداللہ قطب شاہ کا ایک نیا قصر بنانا اور			معاہدہ کرنا - - - -	۸۳
	شاہجہان کے آنے کی خبر سنکر اوسکا بیدار ہونا	۶۹	۶۴	مصطفی خان کا رندولہ خان کو شاہجہان	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	کی امداد کے واسطے بھیجنا -	۸۵
۶۵	باجی پولوائے عادل شاہی کا کوکن پر قبضہ کرنا اور سیدی سابا نظام شاہی کا اوسے مار کر ہر چھین لینا -	״
۶۶	عبد اللہ قطب شاہ کا خواجہ افضل ترک کو گلکنڈہ کو بھیجنا -	۸۶
۶۷	عبد اللہ قطب شاہ کا شاہ محمد کو برطرف کر کے شیخ محمد خاتون کو اپنا پیشوا کرنا -	۸۷
۶۸	شیخ محی الدین کا قطب شاہ سے اور معین الدین کا عادل شاہ سے پیشکش لیکر روانہ ہونا -	۸۸
۶۹	نصیری خان کا قلعہ قندہار کو محاصرہ کرنا اور اعظم خان کا اوسکی امداد کو جانیکا ارادہ	۸۹
۷۰	زندولہ خان کا اعظم خان سے ملک قلعہ دہارور کو مانگنا اور اعظم خان کا زندولہ خان سے لشکر شاہجہان کی مدد کی درخواست کرنا	۹۰
۷۱	اعظم خان کا مقرب خان اور بہلول خان کا تعاقب کرنا -	۹۲
۷۲	نظام شاہی فوج کا زندولہ خان کی طرف مصالحت کے ارادہ سے روانہ ہونا	۹۳
۷۳	زندولہ خان کا اعظم خان کی اتفاق سے طرح دینا -	۹۴
۷۴	مقرب خان کا شولاپور دینے کے وعدہ پر زندولہ خان کو اپنے ساتھ ملا لینا -	۹۴
۷۵	قلعہ شولاپور دینے پر نظام شاہ اور عادل شاہ کی مصالحت -	۹۵
۷۶	محی الدین اور معین الدین کی حفاظت کی غرض سے اعظم خان کا پرینڈہ کو لوٹنا	״
۷۷	اتفاق کے استحکام کے لیے مقرب خان اور زندولہ خان کی تحریر -	۵۰
۷۸	اعظم خان کا قلعہ پرینڈہ پر محاصرہ ڈالنا -	۹۸
۷۹	مقرب خان کا اعظم خان کے لشکر کو پریشان کرنا اور بھاگ جانا -	۹۹
۸۰	اعظم خان کا رسد نہ ملنے کی وجہ سے پرینڈہ کے محاصرہ کو چھوڑنا -	״
۸۱	دکھنیوں کا اعظم خان کو تنگ کرنا اور اوسکا دہارور میں پہونچنا -	۱۰۰
۸۲	اعظم خان کے پاس دلاور خان و دلیر خان ملک بدن و اعتبار راؤ کا پہونچنا -	۱۰۱
۸۳	دکن کا قحط عظیم -	۱۰۲
۸۴	انگریزوں کی خوش انتظامی کا شکریہ -	۱۰۶
۸۵	عبد اللہ قطب شاہ کا پیشکش شاہجہان پاس پہونچنا -	۱۰۷
۸۶	خواجہ ابو الحسن کا ناسک کا انتظام کرنا اور ساہوجی کا ناسک کو بھیجا جانا -	״

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۸۷	سپہدار خان کا قلعہ تلتم اور ستونده کو فتح کرنا - - - - - -	۱۰۹
۸۸	اعظم خان اور رندولہ خان و مقرب خان کی چھیڑ چھاڑ وغیرہ - - - -	″
۸۹	عبداللہ قطب شاہ کی مصالحت شاہجہان سے اور شاہجہان کا قطب شاہی مقبوضہ ملک قطب شاہ کو واپس دینا اور باقر خان کی فتوحات - -	۱۱۱
۹۰	کوچہ سلامت اور نصیری خان کا قلعہ قندہار کو فتح کرنا - - -	۱۱۳
۹۱	برہان نظام شاہ کا فتح خان کو قید سے نکالکر پیشوا کرنا - - -	۱۱۶
۹۲	مقرب خان کا آزردہ ہوکر شاہجہان پاس چلا جانا - - - - -	۱۱۸
۹۳	رندولہ خان کی درخواست اعظم خان سے مصالحت کے لیئے - -	۱۱۹
۹۴	شاہجہان کے لشکر کی شکست اور بہادر خان وغیرہ کی گرفتاری - -	۱۲۰
۹۵	اعظم خان کا برسات گزارنیکے واسطے موقع تلاش کرنا اور دکھنیوں کی چھیڑ چھاڑ	۱۲۲
۹۶	منصور خان و قاضی محمد سعید و وفا خان و مقرب خان و سکندر دوتانی -	۱۲۴
۹۷	ممتاز محل کی وفات اور اوسکی اولاد	۱۲۴
۹۸	عبداللہ قطب شاہ کی دختر کا بیاہنا	۱۲۵
۹۹	عبداللہ قطب شاہ کا ملاقی کے مرے پر مرزا احمد کو سرخیل کرنا - -	″
۱۰۰	محمد عادل شاہ کا عبداللہ قطب شاہ سے مدد خرچ کے واسطے جھگڑنا اور پھر صلح ہونا - - - - -	۱۲۶
۱۰۱	دیٹو جی نظام شاہی مرہٹہ کا عبداللہ قطب شاہ کے پاس آکر نوکر ہونا -	۱۲۹
۱۰۲	مقرب خان و اعظم خان و یاقوت خداوند خان و اوداجیرام کا شاہجہان پاس جانا	۱۳۰
۱۰۳	خواجہ ابوالحسن کی فوج کا پانی کی سیلاب سے سخت نقصان - -	″
۱۰۴	موسی دریا کی سیلاب کا حیدرآباد کے اندر گھسنا	۱۳۱
۱۰۵	عبداللہ قطب شاہ کا نصیر الملک کو گولاس اور فصیح الدین کو مرتضی نگر بھیجنا	۱۳۲
۱۰۶	دکن میں سلاطین دہلی کا سب سے اول ماہی مراتب دینا اور بعض دکھنیوں کا شاہجہان کی خدمت سے مشرف ہونا	″
۱۰۷	فتح خان کا برہان نظام شاہ کو قتل کرنا اور شاہجہان سے صلح چاہنا -	۱۳۳
۱۰۸	شاہجہان کا شاہزادہ حسین کو برہان	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	نظام شاہ کا جانشین تسلیم کرنا اور فتح خان سے جواہرات اور ہاتی طلب کرنا -	۱۳۵
۱۰۹	شاہجہان کا سلطان محمد عادل شاہ کی تادیب کے لیے آصف خان کو بھیجنا	۱۳۶
۱۱۰	شاہجہان کے ایلچی شاہ علی بیگ کا عبداللہ قطب شاہ کے پاس آنا - - -	۱۳۸
۱۱۱	شاہجہان کا وزیر خان کو فتح خان کی تنبیہ کیلئے متعین کرنا اور فتح خان کا جواہرات اور ہاتی اوسکے پاس بھیجنا - -	۱۳۹
۱۱۲	آصف خان کا قلعہ بھالکی کو فتح کرکے فتح خان کے حوالہ کرنا - - -	۱۴۰
۱۱۳	عبداللہ قطب شاہ کا فوجی انتظام اور فتح خان کے ایلچی کا اوس پاس آنا - -	۱۴۲
۱۱۴	آصف خان کا تیس ہزار فوج سے بیجاپور پہونچنا - - - -	۱۴۳
۱۱۵	بیجاپور والون کا ہوشیاری اور دلاوری سے آصف خان کا مقابلہ کرنا - -	۱۴۴
۱۱۶	بیجاپور والون کی صلح کے وعدون اور رسل و رسائل مین آصف خان سے چالاکیان -	۱۴۶
۱۱۷	آصف خان کا قلت رسد کے باعث بیجاپور کا محاصرہ چھوڑ کر اپنے ملک کو لوٹ جانا	۱۴۹
۱۱۸	عبداللہ قطب شاہ کی ڈاڑھی منڈانیکا جشن	۱۵۱
۱۱۹	شاہجہان کا دکن سے واپس ہونا اور دکن مین مہابت خان کا صوبہ دار ہونا	۱۵۳
۱۲۰	عبدالرسول وبہجی ومقرب خان کی کشتی	۱۵۴
۱۲۱	عبداللہ قطب شاہ کا اپنے سوارون کو سرحد سے بولانا اور شاہ علی بیگ کا رخصت ہونا اور عبداللہ کی ایک اور بیٹی کا پیدا ہونا - - -	۱۵۵
۱۲۲	پرینڈہ پر محمد عادل شاہ کا قبضہ -	۱۵۶
۱۲۳	توپ ملک میدان کا پرینڈہ سے بیجاپور آنا	۱۵۷
۱۲۴	فتح خان کی نالایقی سے نظام شاہی علمداری مین طوائف الملوکی - -	۱۵۹
۱۲۵	محمود خان کا قلعہ کالنہ مع توابعات خانزمان کے حوالہ کرنا - -	۱۶۱
۱۲۶	ساہوجی کا رندولخان کو دولت آباد کی فتح کے واسطے لانا - اور خانزمان خان کا فتح خان کی مدد کو جانا - - -	۱۶۳
۱۲۷	فتح خان کا بیجاپوریون سے ملکر خانزمان کی مخالفت کرنا - - - -	۱۶۵
۱۲۸	مہابت خان کے حکم سے خانزمان کا دولت آباد کی تسخیر پر متوجہ ہونا -	۱۶۶
۱۲۹	شاہجہان کی فوج کا دولت آباد کے قلعہ پر محاصرہ ڈالنا - - -	۱۶۷

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۱۳۰	یاقوت خان کا مہابت خان کے لشکر سے نکلکر بیجاپوروالون سے ملجانا - -	۱۶۹
۱۳۱	دکھنیون کا خیریت خان کے پاس غلہ پہونچانے کیلئے آنا اور لیرمیت کی فوج سے لڑائی ہونا	۱۷۰
۱۳۲	فتح نگر سے ترکمان خان کا رسد لے کر مہابت خان کو پہونچانا - اور اسپر لڑائیان	۱۷۱
۱۳۳	کسیلوجی کا مہابت خان کے پاس سے نکلکر بیجاپوریون مین جاملنا - - -	۱۷۳
۱۳۴	دکھنیون کا غلہ لاکر حصار مین ڈالنا اور شاہجہانیون کا اوسے چھین لینا -	۱۷۴
۱۳۵	اودا جیرام کا مرنا - - -	۱۷۶
۱۳۶	خانزمان خان کا بیجاپوریونکی فرودگاہ کو لوٹنا -	〃
۱۳۷	فتح خان کا حملہ محاصرین پر - -	۱۷۷
۱۳۸	خانزمان خان کا کہڑکی کو جانا اور آنا -	〃
۱۳۹	مہابت خان کا عنبرکوٹ کہ فتح اور مہاکوٹ کی فتح کی تدبیر کرنا - -	۱۷۸
۱۴۰	دکھنیونکا ارادہ برار اور تلنگانہ پر تاخت کرنیکا	۱۸۰
۱۴۱	رندولہ خان کا رسد قلعہ کو پہونچانا اور نصیری خان کا اوسے چھین لینا - -	〃
۱۴۲	خیریت خان کا بوعدہ امان قلعہ سے نکلنا اور بیجاپور کو جانا - - -	۱۸۱
۱۴۳	رندولہ خان کا الورہ مین قیام کرنا -	۱۸۲

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۱۴۴	خانزمان خان کا خزانہ اور غلہ اور بارود برہانپور سے جاکر لانا - -	〃
۱۴۵	عبداللہ قطب شاہ کا اپنی سرحد کی حفاظت کرنا - - - - -	۱۸۵
۱۴۶	خواص خان کا عبداللہ قطب شاہ کے پاس شیخ وبیر کو بھیجکر اپنے ساتھ ملانا	۱۸۶
۱۴۷	عبداللہ قطب شاہ کی بہن کا سلطان محمد عادل شاہ سے بیاہ - اور مراری پنڈت کا آگرا اوسے لے ہی جانا - -	۱۸۷
۱۴۸	شیر حاجی کی سرنگ کا طیار ہونا اور خانزمان پر دکھنیون کا حملہ اور ملتفت خان اور سیدی سالم کا مہابت خان کے پاس آنا	۱۹۲
۱۴۹	دکھنیون کا حملہ مہابت خان پر اور بڑی سخت لڑائی اور یاقوت خان کا مارا جانا	۱۹۳
۱۵۰	دکھنیون کا قلعہ کی حوالی سے ہٹ جانا	۱۹۵
۱۵۱	دکھنیون کی شکست اور شاہجہانیون کی فتح ہونیکی وجہ - -	۱۹۶
۱۵۲	مہابت خان کا قبضہ حصار مہاکوٹ پر	۱۹۸
۱۵۳	مراری کی مایوسانہ حرکت -	۱۹۹
۱۵۴	محلدار خان کا قلعہ بالی کو مہابت خان کے سپرد کرنا اور ساہوجی کی عیال کی گرفتاری - - -	〃

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۱۵۵	فتح خان کا قلعہ دولت آباد کو امان کے وعدہ پر خالی کر کے مہابت خان کے حوالہ کرنا - - - -	۲۰۰
۱۵۶	قلعہ دولت آباد - -	۲۰۲
۱۵۷	مہابت خان کا حسین نظام شاہ اور فتح خان کو ظفر نگر لیجانا اور دکھنیون کا تعاقب کرنا	۲۰۳
۱۵۸	بیجا پوریون کا محاصرہ دولت آباد پر اور مہابت خان کی آنیکی خبر سنکر اوسے چھوڑ دینا	۲۰۴
۱۵۹	حسین نظام شاہ کی قید اور فتح خان کا وظیفہ	۲۰۵
۱۶۰	خاندان نظام شاہیہ احمد نگر کا خاتمہ	۲۰۶
۱۶۱	راجہ بہارتھہ کا قلعہ دنگلور کو فتح کرنا	۲۰۹
۱۶۲	شاہزادہ شاہ شجاع کا دکن کی صوبہ داری پر آنا - - - -	〃
۱۶۳	شاہزادہ شجاع کا مہابت خان وغیرہ کو لیکر پرینیدہ کی تسخیر کو روانہ ہونا -	۲۱۱
۱۶۴	خواص خان کی تائید سے شاہجی اور مراری راو کا مرتضی نظام شاہ کو تخت پر بٹھانا - - - -	۲۱۲
۱۶۵	سدی سابا سیف خان کا تل کوکن کا ملک ساہجی کو دینا اور بیجاپور چلا جانا	۲۱۴
۱۶۶	شاہجی کا دغا سے سیواس راو کو قید کر کے جنبر پر قبضہ کرنا - -	〃

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۱۶۷	خواص خان شاہجہانی کا ساہجی کی تنبیہ پر مقرر ہونا - - - -	۲۱۵
۱۶۸	محمد عادل شاہ کا پرینیدہ کی حفاظت کیلئے انتظام کرنا - - - -	〃
۱۶۹	خانزمان کا پرینیدہ پر محاصرہ اور سیدی فرحان اور غالب قلعہ دارون کا قتل - -	۲۱۶
۱۷۰	دکھنیون کا حملہ شاہزادہ شجاع کی فوج پر اور مہابت خان کا خاندوران خان کی مدد سے جان بر ہونا - - -	۲۱۸
۱۷۱	اہل قلعہ کا محاصرین پر حملہ اور مہابت خان اور دکھنیون کے کے بیچ چپقلشین -	۲۱۹
۱۷۲	دکھنیون کا سید خانجہان اور خاندوران کے لشکو مین آگ لگا کر رسد چھین لینا	۲۲۰
۱۷۳	رندولہ خان کا حملہ الہوردی خان کی مورچہ پر	۲۲۲
۱۷۴	شاہزادہ شجاع کی فوج مین نااتفاقی اور دکھنیون کا اتفاق - - -	〃
۱۷۵	سید خانجہان اور خانزمان کا حملہ دکھنیون پر اور مودھوجی کا قتل - - -	۲۲۳
۱۷۶	شاہزادہ شجاع کا حملہ دکھنیون پر اور مراری کا زخمی ہو کر میدان سے نکل جانا	۲۲۴
۱۷۷	شاہزادہ شجاع کا پرینیدہ کا محاصرہ چھوڑ کر برہانپور کو کوچ کرنا - - -	۲۲۶

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۱۷۸	دکھنیون کا تعاقب کرنا اور شاہجہان کا شاہزادہ کو واپس بولانا - -	۲۲۰
۱۷۹	امام قلی سفیر شاہ ایران کا شاہجہان اور عبداللہ قطب شاہ پاس آنا - -	״
۱۸۰	عبداللہ قطب شاہ کا شیخ محمد خاتون کو کمر پیشوا مقرر کرنا - - -	۲۲۵
۱۸۱	مہابت خان خانخانان کی وفات اور خاندوران کا دکن کو آنا - - -	۲۳۱
۱۸۲	شاہجہان کا دکن کے ملک کو دو حصوں پر تقسیم کرکے خاندوران اور خانزمان کو اون کا صوبہ دار کرنا - - -	۲۳۲
۱۸۳	ساہوجی وغیرہ نظام شاہیون کی تاخت مغلیہ علاقہ پر اور خاندوران کا اونکی سرکوبی کو جانا	۲۳۳
۱۸۴	خاندوران کی دست برد ساہوجی وغیرہ پر اور خانزمان اور خاندوران کا اپنی اپنی صوبہ پر جانا	۲۳۴
۱۸۵	خواص خان کا مصطفی خان کو قید کرنا اور محمد عادل شاہ کی اوس سے آزردگی -	۲۳۵
۱۸۶	خواص خان کی خلاف پر رندولہ خان کا امرا کو جمع کرنا اور خواص خان کا شاہجہان سے مدد مانگنا - - - - -	۲۳۰
۱۸۷	ملک ریحان قلعہ دار شولاپور کا رندولہ خان سے ملنا اور پھر واپس چلا جانا - -	۲۳۸
۱۸۸	سیدی ریحان قلعہ دار شولاپور اور خواص خان کی دوستی - - - -	۲۳۹
۱۸۹	مراری پنڈت کا حملہ گوبندپٹ پر اور مراری کا شکست کہا کر دوبارہ کو بہاگنا -	۲۴۰
۱۹۰	رندولہ خان کا بیجاپور کو کوچ کرنا اور خواص خان کا قلعہ نشین ہونا - -	۲۴۱
۱۹۱	سلطان محمد عادل شاہ کا سیدی ریحان رقعہ رسان کی ذریعہ سے خواص خان کو قتل کرنا	۲۴۲
۱۹۲	سیدی ریحان رقعہ رسان مخاطب باخلاص خان - -	۲۴۴
۱۹۳	سلطان محمد عادل شاہ کا خود مختار ہونا اور اخلاص خان کو وزارت اور مصطفی خان کو منصب کار ملکی ملنا - - -	״
۱۹۴	مراری راؤ کا قتل - - -	۲۴۵
۱۹۵	ساہوجی کو مرتضی نظام شاہ ثالث کی نام سے حکومت - - - - -	۲۴۷
۱۹۶	ککرپا حیت کی بہاگنے پر خاندوران کا مالوہ جانا اور خاندیس مین الہ وردی خان کا آنا اور اورنگ زیب کا جہجار سنگہ پر جانا۔	۲۴۸
۱۹۷	شاہزادہ اورنگ زیب کا باقی سے مقابلہ اور اوس کا استاد میر محمد ہاشم -	۲۵۰
۱۹۸	مسیح الزمان حاکم سورت - -	۲۵۲

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۱۹۹	شاہجہان کا دکن کو آنا -	۲۵۳
۲۰۰	مکرمت خان کا شاہجہان کے فرمان کو محمد عادل شاہ پاس سے جانا -	۲۵۴
۲۰۱	عبد اللطیف کا شاہجہان کی فرمان کو عبد اللہ قطب شاہ پاس سے جانا -	۲۶۰
۲۰۲	شاہجہان کا بالاگھاٹ پہونچنا -	۲۶۵
۲۰۳	شاہجہان کا خاندوران خانزمان اور شایستہ خان کو مخالفین کی تنبیہ پر چین دیکر بھیجنا - - - -	؍؍
۲۰۴	شاہجہان کا دولت آباد آنا اور الہ وردی خان کا چاندہ اور دہرپ کی طرف جانا -	۲۶۷
۲۰۵	رامسیج اور کھیردرک کی فتح اور حسن خان ساہاجی سبالکر اور جہجار سنگہ کے بیٹے -	۲۶۸
۲۰۶	محمد عادل شاہ کا مکرمت خان کی ظاہر خاطر داری کرنا اور باطن مین مخالفت پر آمادہ ہونا اور شاہجہان کا اوسکی تنبیہ کو فوج بھیجنا - - - -	۲۶۹
۲۰۷	سلطان محمد عادل شاہ کا شاہجہان کی افواج کے مدافعہ کو بہلول خان رندولہ خان اور عنبر خان کو بھیجنا - - -	۲۷۰
۲۰۸	متفرقات - - - -	۲۷۱
۲۰۹	خانزمان کی تعاقب سے ساہوجی کا بھاگ کر	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	عادل شاہی عملداری مین جانا اور چاکنہ کی فتح اور خانزمان کو عادل شاہی عملداری پر تاخت کرنے کا حکم پہونچنا - -	۲۷۱
۲۱۰	خانزمان کی تاخت بیجاپور کی علاقہ مین کولار اور میرچ کی طرف اور ساہوجی کا اوس سے جنگ گریز کرنا - - -	۲۷۳
۲۱۱	سید خانجہان کی تاخت بیجاپور کی عملداری پر اور رندولہ خان وغیرہ سے لڑائیان -	۲۷۶
۲۱۲	خاندوران بہادر کی تاخت علاقہ بیجاپور پر اور بہلول خان وغیرہ سے لڑائیان -	۲۸۰
۲۱۳	عبد اللہ قطب شاہ کا عبد اللطیف کی خاطر کرنا اور اپنے ملک مین شاہجہان کے نام کا سکہ و خطبہ جاری کرنا - -	۲۸۵
۲۱۴	سلطان محمد عادل شاہ کا شاہجہان کی خدمت مین صلح کے لیے ایلچی بھیجنا -	؍؍
۲۱۵	الہ وردی خان کا قلعہ چاندور انجرای کانچنہ مانجنہ رولہ جولہ مرنت کول یوسر اچلا کر راجبہیر اور دہرپ کا فتح کرنا - -	۲۸۶
۲۱۶	شایستہ خان کا جنیر اور سنگمنیر کے سترہ پرگنہ فتح کرنا - - - -	۲۸۸
۲۱۷	انکی تنکی الکہہ پالکہہ قلعون کی فتح - -	۲۹۰
۲۱۸	شاہجہان کا سلطان محمد عادل شاہ کی	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	درخواست صلح کو منظور کرکے انپر سرداروں کو تاخت کرنیکی ممانعت کرنا	۲۹۱
۲۱۹	شاہجہان کا فرمان محمد عادل شاہ کے نام اور اوس کا محمد حسین کے ہاتھہ اوسکے پاس بھیجنا	۲۹۳
۲۲۰	پنجہ کا نشان	۲۹۸
۲۲۱	شاہجہان کے فرمان کے جواب مین محمد عادل شاہ کی عرضداشت	۲۹۹
۲۲۲	عبد اللہ قطب شاہ کا پیشکش اور اطاعت نامہ	۳۰۱
۲۲۳	شاہجہان کا عہدنامہ کی لوح زرین محمد عادل شاہ پاس بھیجنا	۳۰۴
۲۲۴	شاہجہان کی دست اندازی عبد اللہ قطب شاہ کے مذہب مین جائز ہونا	۳۰۵
۲۲۵	جنگ و صلح بالا کی بعض عام باتین	۳۰۷
۲۲۶	خانزمان بہادر کا ساہوجی کے استیصال پر مقرر ہونا	۳۰۹
۲۲۷	اکرمت خان کا محمد عادل شاہ کے پاس سے شاہجہان کے پاس پیشکش لانا	〃
۲۲۸	محمد عادل شاہ کی درخواست پر شاہجہان کا دکن سے مالوہ جانا	۳۱۰
۲۲۹	دکن کے مغلیہ حکومت کے صوبہ اور انکا شاہزادہ اورنگزیب کو مفوض ہونا	۳۱۱
۲۳۰	شاہجہان کا عبد اللہ قطب شاہ سے یاقوت کی انگوٹھی منگانا	۳۱۲
۲۳۱	شاہجہان کا عہدنامہ کی لوح زرین	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	عبد اللہ قطب شاہ کو بھیجنا	۳۱۳
۲۳۲	خاندوران کا قلعہ اودگیر فتح کرنا	۳۱۵
۲۳۳	اسمعیل نبیرہ ابراہیم عادل شاہ کا خاندوران کے ہاتھہ آنا	۳۱۷
۲۳۴	خاندوران کا قلعہ اوسہ کو فتح کرنا	۳۱۸
۲۳۵	خاندوران کا عبد اللہ قطب شاہ سے گجموتی ہاتی لینا	〃
۲۳۶	عبد اللہ قطب شاہ کی عرضی شاہجہان کے فرمان کے جواب مین	۳۱۹
۲۳۷	بہادر خان کا محاصرہ جنیرا اور خانزمان اور رندولہ خان کا ساہوجی کے تعاقب مین جانا	۳۲۱
۲۳۸	خانزمان کا ساہوجی پر دہاوا اور مرتضی نظام شاہ کا چتر و نشان وغیرہ چھین لینا	۳۲۳
۲۳۹	ساہوجی کا ماہولی کے قلعہ مین محصور ہونا	۳۲۴
۲۴۰	ساہوجی کا اپنے تمام قلعہ اور مرتضی نظام شاہ کو خانزمان کے حوالہ کرکے عادل شاہ کا ملازم ہونا	۳۲۵
۲۴۱	خاندوران کا حصار کتلیجہ و اشتہ کو فتح کرنا اور مرزبانان دیوگڈہ و چاندہ و کمنور وکالی بہیت سے پیشکش لینا	۳۲۷
۲۴۲	زمیندار دہندیرہ کا جنیر مین قید ہونا	۳۲۹
۲۴۳	شاہزادہ اسمعیل کا وظیفہ خاندوران و جی سنگہ و سید منتاج و سید خانجہان	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	کی ترقی مناصب وخطابات	۳۳۰
۲۴۱	شاہجہان کی نرم مزاجی اور تاریخ فہمی کی ایک حکایت	۳۳۱
۲۴۲	شاہزادہ اورنگ زیب کا باپ پاس شادی کتخدائی کے لیے جانا اور مرتضی نظام شاہ کا گوالیر کے قلعہ مین قید ہونا	۳۳۳
۲۴۳	خانزمان کے مرنے پر شایستہ خان کا دکن کی نیابت صوبہ داری پر مقرر ہونا	۳۳۴
۲۴۷	اورنگ زیب کا عقد شاہنواز خان کی بیٹی سے	〃
۲۴۸	عرب خان کا دیوہ ور پر اور محمد حسین کا ظفرنگر پر تقرر اور محمد امین میر جملہ کی وفات	۳۳۶
۲۴۹	اورنگ زیب کا دکن کو رخصت ہونا اور بگلانہ کی تسخیر کی تجویز	۳۳۷
۲۵۰	ملک بگلانہ اور اوس کے قلعہ	〃
۲۵۱	بگلانہ کی فتح	۳۳۹
۲۵۲	راسوم دیو زمیندار رام نگر کی اطاعت	۳۴۲
۲۵۳	سید عبدا [illegible] اور اوسکی دلاوری	〃
۲۵۴	راجہ جسونت سنگھ والی جودھپور کے باپ کا انتقال	۳۴۴
۲۵۵	راو چاندہ سرکار بیجاگڑھ عبداللہ قطب شاہ کا پیشکش	..
۲۵۶	پریم جی لیمبر زمیندار بگلانہ - اور کہیلوجی کا قتل	〃
۲۵۷	محمد عادل شاہ کا پیشکش شاہجہان کو بھیجنا	۳۴۵
۲۵۸	شاہزادہ اورنگ زیب کا باپ پاس جانا اور آنا اور محمد سلطان کی پیدائش	〃
۲۵۹	بابجی زمیندار چاندہ کا اپنے باپ کا جانشین ہونا	۳۴۷
۲۶	قلعداروں اور دیوان دکن کا تغیر و تبدیل اور قطب شاہ اور عادل شاہ کا پیشکش	〃
۲۶۱	بندر سورت مین گھوڑون کی خریداری	۳۴۸
۲۶۲	اورنگ زیب کا شاہجہان پاس جانا اور بخشیون وغیرہ کا تغیر و تبدیل وغیرہ	۳۴۹
۲۶۳	محمد عادل شاہ کا پیشکش جشن سالگرہ شاہجہان کے وقت	۳۵۰
۲۶۴	رات دن کی گھڑیون کی تقسیم	۳۵۱
۲۶۵	شاہزادہ اورنگ زیب کے بیٹے محمد معظم اور بیٹی زینت النسا بیگم کی پیدائش	۳۵۲
۲۶۶	پیشکش عبداللہ قطب شاہ شاہجہان کی سالگرہ کے وقت	۳۵۴
۲۶۷	مارد گونڈ کی سرکشی اور خاندان کا کنور کو فتح کرنا	〃
۲۶۸	شاہزادی بیگم صاحبہ کا جلنا	۳۵۶

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۲۶	اورنگ زیب کا بہن کی عیادت کو جانا	۳۵۶
۲۷۰	روپ سنگہ کا ہنی سنگہ نبیرہ راو چاندہ کا جانشین ہونا	۳۵۷
۲۷	اورنگ زیب کا مذہبی میلان اور گوشہ نشینی اور دکن کی حکومت سے معزولی	″
۲۷۱	خاندوران کا دکن مین صوبہ دار ہوتا اور بعض عہدہ دارون کا تغیر و تبدل	۳۵۸
۲۷۱	راجہ جی سنگہ کا دکن کی صوبہ داری پر منصرمنہ تقرر	۳۵۹
۲۷۲	میر محمد امین ہردی	″
۲۷۵	اورنگ زیب کا قصور معاف ہونا اور گجرات کی حکومت پر بھیجا جانا	″
۲۷	خاندوران کی سفارش سے ترقیان	۳۶۰
۲۷	خاندوران کا کشمیر ہو کر دکن کو روانہ ہونا	۳۶۱
۲۷	میر ابو الحسن کا محمد عادل شاہ کی طرف سے اور سید حسن کا قطب شاہ کی طرف سے پیشکش لے جانا	″
۲۷	خاندوران کا ناگہانی قتل	۳۶۲
۲۸	اسلام خان کا تقرر دکن کی صوبہ داری پر	۳۶۳
۲۸	علی مردان خان اور مراد بخش کا بلخ بدخشان کو فتح کرنا اور مراد بخش کا ادہی چھوڑ کر چلا آنا اور سعد اللہ خان کا وہان انتظام کو جانا	۳۶۴

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۲۸۲	شاہجہان کا شاہ شجاع اور اورنگ زیب کو بلانا	۳۶۶
۲۸۳	علی اکبر سوداگر اصفہان کا بندر سورت کا حاکم مقرر ہونا	۳۶۷
۲۸۴	اورنگ زیب کا بلخ و بدخشان کو جانا	۳۶۸
۲۸۵	اورنگ زیب کا بلخ سے واپس آنا اور اوسکی عقلمندی اور شجاعت کی شہرت	۳۶۹
۲۸۶	اللہ وردی خان کا شاہجہان کو گھوڑی بھیجنا	۳۷۰
۲۸۷	اسلام خان کے منصب کی ترقی	۳۷۱
۲۸۸	دکن کی مغلیہ صوبون کی جمع اور شاہزادون کی تنخواہ	″
۲۸۹	میر فصیح اور سید حسن کا قطب شاہ اور عادل شاہ کا پیشکش لیجانا	۳۷۲
۲۹۰	اسلام خان کا مرنا اور شاہنواز خان کا دکن مین اس کے بجائے انتظام کیلئے آنا	۳۷۳
۲۹۱	شاہ بیگ و حسام الدین و شمس الدین و سنائی بیگ کا تقرر	″
۲۹۲	شاہزادہ شاہ شجاع کا بنگالہ پر تقرر	۳۷۴
۲۹۳	الماس اور الماس کی کانین ہندوستان مین اور قطب شاہ کا الماس اور شاہجہان کا ایک قندیل مدینہ منورہ کو بھیجنا	۳۷۵
۲۹۴	شاہجہان کی بیٹون کا تقرر صوبون پر	۳۷۶
۲۹۵	ہادی داد خان و ایرج خان و دیانت خان کا تقرر	۳۷۷
۲۹۶	اورنگ زیب کا قندہار کی حفاظت کو جانا	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	ہونا ناکام واپس آنا - اور ٹھٹہ و ملتان کی صوبہ داری پر مقرر ہونا	۳۷۸
۲۹۷	دکن مین شائستہ خان کا صوبہ دار مقرر ہونا اور دوسرے کر تغیر و تبدل	۳۷۹
۲۹۸	سید مصطفیٰ خان بیجاپوری کا شاہجہان پاس اور محمد صفی و فتح اللہ کا محمد عادل شاہ پاس جانا اور پیشکش لانا	۳۸۰
۲۹۹	مرادبخش کا تقرر صوبہ داری کابل پر اور پھر مالوہ پر	۳۸۱
۳۰۰	امر سنگھ کی جانشینی اور روپ سنگھ نبیرہ راو چاندہ کا مرنا	״
۳۰۱	محی الدین سفیر روم کا دکن سے گزرنا	۳۸۲
۳۰۲	شائستہ خان اور عبداللہ قطب شاہ کا پیشکش	״
۳۰۳	ایرج خان و مرزا خان کا تقرر	۳۸۳
۳۰۴	اورنگ زیب کا قندہار کی تسخیر کو مکرر جانا اور ناکام واپس آنا	״
۳۰۵	دارا شکوہ شاہ شجاع اورنگ زیب مرادبخش سلیمان شکوہ کا صوبون پر تقرر	۳۸۴
۳۰۶	اللہ وردی خان پر شبہ شاہ ایران سے سازش رکھنے کا	۳۸۵
۳۰۷	سلیمان شکوہ کی کابل کو اور اورنگ زیب کی	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	دکن کو روانگی اور محمد صفی و حرشتی کا و منوہر داس کا دکن کو آنا	۳۸۶
۳۰۸	دارا شکوہ کا قندہار کو جانا اور بے نیل مرام واپس آنا	۳۸۷
۳۰۹	رانا سے اودے پور کے ملازم سنگت سنگھ کا دکن مین آنا	״
۳۱۰	شاہزادہ اعظم کی پیدائش اور مرادبخش کو صوبہ گجرات ملنا	۳۸۸
۳۱۱	اونیس برس گزشتہ کی دکن کی تاریخ نہ لکھنے کا عذر اور امراے اسلام کی تاریخ سے بے توجہی	״
۳۱۲	رندولہ خان اور ملک ریحان کا راجہ ایرہدر سے پیشکش لانا	۳۹۰
۳۱۳	محمد عادل شاہ کا ملک ریحان سے شولاپور لے لینا	۳۹۱
۳۱۴	رندولہ خان کا اکیرے کو فتح کرنا	״
۳۱۵	کرناٹک کے قلعون کی فتح کے لیے رندولہ خان کا جانا اور حنیر خان کی سرکشی اور قلعونکی فتح اور رندولہ خان کی وفات	۳۹۲
۳۱۶	شاہجی اور اسد خان کا راجہ راکل پر حملہ اور شکست	۳۹۴
۳۱۷	مصطفیٰ خان کا اور نیز ملک ریحان	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	وغیرہ کا کنجی کوٹہ کے محاصرہ کو اوٹھاکر راجہ رائے سے مقابلہ کو جانا -	۳۹۵
۳۱۸	مصطفیٰ خان اور راجہ رائے کی لڑائی اور دادلموا کا حملہ مصطفےٰ خان پر اور ملک ریحان کی وجہ سے مسلمانون کی فتح -	۳۹۷
۳۱۹	مصطفےٰ خان کا اول ملک ریحان کے نام پر فتح نامہ لکہنا اور بعد مین اوس کے خلاف کرنا اور اوس سے اور ملک ریحان سے رنج -	۳۹۹
۳۲۰	چنہرگل کی فتح اور جنجی کا محاصرہ -	۴۰۱
۳۲۱	گرانٹ دف صاحب کی تاریخ اور اوسکا اعتبار -	۴۰۲
۳۲۲	ساہوجی کو عادل شاہی حکومت سے جاگیر کا ملنا	۴۰۳
۳۲۳	ساہوجی کی بیبیان اور اولاد -	″
۳۲۴	برہمنون کا تعلق ہندو سرداروں سے اور داداجی کنڈدیو شیواجی کا محافظ اور اُستاد اور شیواجی کی تعلیم -	۴۰۴
۳۲۵	محکوم قوم کی اپنی حاکم قوم سے نفرت اور اکبر اور عادل شاہ کی غلطی ہندوون کو ہمسر بنانے مین -	۴۰۶
۳۲۶	شیواجی کا ابتدائی چال چلن اور اوسکے رفیق اور خود مختار بننے کے خیالات -	۴۰۸
۳۲۷	عادل شاہی حکومت کی غفلت پہاڑی قلعون سے -	۴۰۹
۳۲۸	شیواجی کا تورنا کے قلعہ کو لینا اور عادل شاہی حکومت کی لاپروائی -	۴۱۰
۳۲۹	شیواجی کو ایک دفینہ کا ملنا اور راج گڈہ کا بنانا -	۴۱۱
۳۳۰	عادل شاہ کا ساہوجی سے شیواجی کے حرکات سے بازپرس کرنا اور داداجی کی وصیت سے شیواجی کے خیالات مضبوط ہونا -	۴۱۲
۳۳۱	شیواجی کا پہر نگرجی اور باجی کا انتظام کرنا	۴۱۴
۳۳۲	شیواجی کا قبضہ قلعہ کنڈانہ پر اور پرگنہ سوپا و بارامتی وغیرہ -	″
۳۳۳	پورندہر کے قلعہ کا سیواجی کے ہاتھ آنا	۴۱۵
۳۳۴	سیواجی کی دانائی اور محمد عادل شاہ کی غفلت اور محلات کا بنوانا -	۴۱۶
۳۳۵	رودہیر اور دائی وگہاٹ مہتا وپنالہ و واڑی و سرنگر کے حاکم -	۴۱۷
۳۳۶	کلیان بہیمڑی اور جزیرہ کے حاکم -	۴۱۸
۳۳۷	سیواجی کا عادل شاہی خزانہ کو لوٹنا اور چھوٹے چھوٹے قلعون پر قبضہ کرنا -	۴۱۹
۳۳۸	آباجی کا مولانا احمد کو گرفتار کرکے کلیانی کے علاقہ پر قبضہ کرنا -	۴۲۰

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۳۳۹	سیواجی کا بیرواری اور لنگانہ کی قلعون کا بنوانا - - - -	۴۲۱
۳۴۰	مولانا احمد کا چھوٹ کر بیجاپور جانا اور باجی گھورپڑی کا ساہوجی کو قید کرنا -	″
۳۴۱	میر جملہ قطب شاہی اور مصطفیٰ خان عادل شاہی سے اوس کا عہد و پیمان	۴۲۳
۳۴۲	مصطفیٰ خان اور ملک ریحان کی رنجش	۴۲۶
۳۴۳	خیریت خان اور مصطفیٰ خان کے انتقال اور خان محمد کا سپہ سالار مقرر ہونا -	۴۲۷
۳۴۴	جنجی کے محاصرہ مین میر جملہ کی خلل اندازی اور ملک ریحان کا اوسے دھمکی دینا -	۴۲۹
۳۴۵	جنجی کی فتح - - -	۴۳۰
۳۴۶	واعظین کی نصیحت و حماقت سے مسلمانون مین دولت کمانے سی نفرت	″
۳۴۷	ڈچ ڈنمارک انگریز فرانسیسیون مین تجارت کا شوق پیدا ہونا -	۴۳۲
۳۴۸	ڈچ قوم کا مشرقی تجارت کے واسطے پرتگالیون کو یہان سے نکالنا -	۴۳۳
۳۴۹	پولیکٹ ڈچون کا دار السلطنت دکن مین ہونا	۴۳۴
۳۵۰	ڈنمارک والون کا دکن مین آنا - -	۴۳۵
۳۵۱	انگریزون کی ابتدائی حالت -	″

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۳۵۲	انگریزون کو ہندوستان کی تجارت کا شوق اور ایسٹ انڈیا کمپنی کا قایم ہونا -	۴۳۷
۳۵۳	کمپنی کی سند ملکہ انگلستان کی طرف سے	۴۳۸
۳۵۴	کمپنی کا سرمایہ اور اشیاے تجارت اور سماٹرا جاوہ مین کوٹھیان قایم ہونا -	۴۳۹
۳۵۵	انگریزون کا سورت گھوگھا کھمبات احمد آباد مین کوٹھیان قایم کرنا -	۴۴۰
۳۵۶	انگریزون اور ولندیزون کی لڑائیان اور انگریزون کے موسلی پٹم اور مدراس پٹم مین کوٹھیان اور فورٹ سنیٹ جارج کا بننا - - - -	۴۴۱
۳۵۷	یورپ والونکا مسلمانونکی نوکریان کرنا -	۴۴۲
۳۵۸	دولت آباد مین ڈچ گلنداز اور اونکی قدر	۴۴۳
۳۵۹	برنیر اور ٹیورنیر اور تھیونو کی سیاحت نامے	۴۴۴
۳۶۰	کرناٹک مین میر جملہ کی فتوحات -	۴۴۶
۳۶۱	ٹیورنیر کا کندی کوٹہ مین میر جملہ کے پاس جانا	″
۳۶۲	کنجی کوٹہ کا قلعہ اور شہر اور توپین مار کر میر جملہ کا اوسے فتح کرنا - -	۴۴۷
۳۶۳	میٹی فرانسیسی کا سرجن اور توپین ڈھالنے والا بنا مگر بنا نہ سکنا اور لوہارون کی نالایقی	۴۵۰
۳۶۴	ٹیورنیر کا میر جملہ کا مہمان ہونا اور اپنے	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	جواہرات اوسکے دکھانا اور ساتھ کھانا	
	کھانا - - - -	۴۵۱
۳۶۵	میر جملہ کا کانون سے ہیرے نکلوانا اور	
	ٹیورنیر کو دکھلانا - - -	۴۵۳
۳۶۶	میر جملہ کی محنت اور خردہ بینی اور مجرمون	
	کی سزا دہی - - -	۴۵۴
۳۶۷	ٹیورنیر کا میر جملہ سے اجازت لیکر گولکنڈہ	
	جانا اور دریاؤن پر سے عبور کا طریق -	۴۵۵
۳۶۸	اسلامی بدعات کا ترقی تہذیب کا مانع ہونا	۴۵۷
۳۶۹	دکن کی طبابت کی خراب حالت اور	
	عبداللہ قطب شاہ کا ڈاکٹر دی لان کو	
	رکہنا - - - -	۴۶۰
۳۷۰	عبداللہ قطب شاہ اور اوسکی بیگم اور مان کا	
	ڈاکٹر دی لان سے فصد کھلوانا -	۴۶۱
۳۷۱	محمد امین کی عدیم الفرصتی اور ٹیورنیر کا	
	نظام الدین احمد سے ملنا -	۴۶۳
۳۷۲	ٹیورنیر کی قیمت کے باب مین ایک خواجہ سرا	
	سے تکرار اور گولکنڈہ سے فرار کرنا -	"
۳۷۳	سید معصوم کا شاہ عباس ثانی صفوی کی	
	بہن سے نکاح اور سید احمد کا پیدا ہونا -	۴۶۵
۳۷۴	عبداللہ قطب شاہ کا سید احمد کو اپنی	
	بڑی بیٹی دینا - -	۴۶۶
۳۷۵	عبداللہ قطب شاہ کا مکہ مسجد کی تعمیر ملتوی کرنا	۴۶۸
۳۷۶	سید احمد کا ریاضی کے شوق کی وجہ سے	
	پادری افراہیم کی خاطر داری کرنا -	۴۶۹
۳۷۷	میر جملہ کے اقتدار سے حاسدون کا	
	عبداللہ قطب شاہ کو بدظن کرنا -	۴۷۱
۳۷۸	ڈاکٹر برنیر کا غلط بیان کہ عبداللہ کی مان	
	اور میر جملہ سے اور شاہجہان اور شاہجہان	
	کی بیٹی سے ناجائز تعلق تھا -	۴۷۳
۳۷۹	عبداللہ قطب شاہ کا محمد امین اور اوسکی	
	مان بہنون کو قید کرنا - -	۴۷۶
۳۸۰	میر جملہ کا شاہزادہ محمد شجاع سے مدد مانگنا	
	اور اوس کا انکار کرنا - - -	۴۷۷
۳۸۱	میر جملہ کا اورنگ زیب کی وساطت سے	
	شاہجہان کا ملازم ہونا - -	۴۷۸
۳۸۲	شاہجہان کا اورنگ زیب کی تحریک پر	
	عبداللہ قطب شاہ کی تنبیہ کا حکم دینا -	۴۷۹
۳۸۳	اورنگ زیب کا عبداللہ قطب شاہ کو	
	سلطان محمد کی فوج لیجانیکی دہمکی دینا -	۴۸۰
۳۸۴	اورنگ زیب کا سلطان محمد کو عبداللہ	
	قطب شاہ پر بہیجنا اور سلطان محمد کا حیدرآباد	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	پر قبضہ کرنا - - -	۴۸۱
۳۸۵	اورنگ زیب کا جاکر گولکنڈہ کا محاصرہ کرنا	
	اور لڑائی اور صلح کے پیغام - -	۴۸۳
۳۸۶	شاہزادہ سلطان محمد کا منصب -	۴۸۵
۳۸۷	اورنگ زیب اور عبداللہ قطب شاہ کی صلح	״
۳۸۸	خافی خان کا ایک بہتان اورنگ زیب پر اور	
	الفنسٹن صاحب کا اوسی سچ بتلانا اور اوسکی غلطی کا ثبوت	״
۳۸۹	ڈاکٹر برنیر کے ایک اور جھوٹی روایت -	۴۹۰
۳۹۰	خافی خان کی بیان کی رو سے اوپر کی لڑائی اور صلح	۴۹۱
۳۹۱	عبداللہ قطب شاہ کی بدانتظامی سے صلح	
	کے بعد بھی دکھنیون کا مغلون سے لڑنا	۴۹۶
۳۹۲	میر جملہ کا کرناٹک سے اورنگ زیب کی خدمت میں آنا	۴۹۸
۳۹۳	سلطان محمد کا نکاح عبداللہ قطب شاہ کی	
	دختر سے اور میر جملہ کو لیکر اورنگ زیب کی	
	واپسی اورنگ آباد کو - -	۴۹۹
۳۹۴	متعصدی بندر صورت کا ظلم اور	
	شاہجہان کا انصاف - -	۵۰۰
۳۹۵	میر جملہ کا شاہجہان پاس جانا اور ایک	
	الماس کا پیش کرنا جس کا نام غالباً کوہ	
	نور ہے - - - -	۵۰۳
۳۹۶	آصف جاہ کی نانا سعداللہ خان	
	وزیر اعظم شاہجہان کی وفات اور اوسکے	

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
	اوصاف - - -	۵۰۸
۳۹۷	محمد صفی بخشی دکن کی بجائی میر جعفر کا تقرر	۵۰۹
۳۹۸	سید ہاشم کی پرتگالیون کی ہاتھہ مین گرفتاری	
	اور خلاصی اور محمد عادل شاہ کی موت	״
۳۹۹	محمد عادل شاہ کا مقبرہ اور اوسکا گنبد	
	جو دنیا مین بے نظیر ہے - - -	۵۱۲
۴۰۰	بیجاپور کی جامع مسجد اور اوسکی نقاشی و	
	گلکاری - - - -	۵۲۰
۴۰۱	گگن محل کا جلنا اور تعمیر داد محل اور آثار	
	مبارک کا اوس مین رکھا جانا - -	۵۲۳
۴۰۲	سلطان محمد عادل شاہ کی وسعت مملکت	
	آمدنی اور خراج - - -	۵۲۴
۴۰۳	محمد عادل شاہ کے زمانہ مین عادل شاہی	
	سلطنت کا دوسرے سلاطین وغیرہ	
	سے میل جول اور اوسکی عزت -	۵۲۸
۴۰۴	سلطان محمد عادل شاہ کی عہد کی کثرت	
	آبادی اور ملک مین بے انتہا دولت و فراغت	۵۲۹
۴۰۵	عیدین سالگرہ اور نوروز کے جشن -	۵۳۳
۴۰۶	دکن کی صنعت و حرفت اور مسلمانونکی نیک چلنی	״
۴۰۷	محمد عادل شاہ کی زمانہ مین خانقاہون اور	
	مساجد مین کثرت عبادت سے رونق اور اونکا انتظام	۵۳۶
۴۰۸	ہندو مساکین کو خیرات اور اونکی مذہبی آزادی	۵۴۱

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۴۰۹	محمد عادل شاہ کا ہندؤن سے جزیہ لینا -	۵۴۳
۴۱۰	محمد عادل شاہ کی عہد مین امراے سلطنت کی کارگزاری کا حصہ - - -	۵۴۴
۴۱۱	محمد عادل شاہ کا معاملات ملکی کو سمجھنا -	۵۴۵
۴۱۲	محمد عادل شاہ کہ ملک گیری کا خیال مگر بے ضرورت لڑائی سے پرہیز -	۵۴۷
۴۱۳	قلعون اور شہرون کی حفاظت کا بندوبست	۵۵
۴۱۴	امرا کی جاگیرین اور فوج کی تنخواہ اور وجوہات اور داغ کا طریق - - -	۵۵۲
۴۱۵	باترلات کا انتظام اور محافظ سپاہی اور عدالت اور بادشاہ کے انصاف پر توجہ	۵۵۳
۴۱۶	محمد عادل شاہ کے زمانہ کی سکہ اوزان پیمانہ اور اون کا انتظام - -	۵۵۵
۴۱۷	محمد عادل شاہ کی تقسیم اوقات -	۵۵۶
۴۱۸	بزرگان دین کا تذکرہ .. -	۵۵۷
۴۱۹	بزرگان دین مین کی ریاکار و نسبی اسلام مین خرابیان اور زوائد - - -	۵۵۸
۴۲۰	امام المورخین اور مسعودی اور مولوی عبدالرحیم خان رامپوری کی دکن مین مسلمانون کے اول اول آنیکی نسبت حیرت انگیز تحقیقاتین - - - -	۵۶۰

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۴۲۱	حاجی بردی و حاجی کمی و حاجی سیف الملک و شیخ صلاح الدین - -	۵۶۲
۴۲۲	شیخ نصر اللہ پیر مٹھی پیر چھینا پیر معبری	
۴۲۳	پیر مقصود اور شیخ ابراہیم سنکانی	۵۶۷
۴۲۴	شیخ عین الدین گنج العلم شیخ مصطفے او ملی بی خوندمان - - -	۵۶۸
۴۲۵	شیخ عبد اللہ الغرلی پیر ضیاء الدین شیخ عین الدین و شاہ حافظ و شاہ حمزہ و شاہ حبیب اللہ و سید علی شہید - -	۵۷۰
۴۲۶	شاہ اصغر اللہ و ہدایت اللہ و شہباز و ابوالحسن فخرآبادی - - -	۵۷۳
۴۲۷	شیخ منتجب الدین و شیخ محی الدین	۵۷۴
۴۲۸	شیخ حمید شیخ لطف اللہ شیخ عبد الصمد اور شیخ عبد الکریم مصنف شرح لمعات	۵۷۵
۴۲۹	خلاصہ سوانح عمری شاہ صبغۃ اللہ دہوی	۵۷۷
۴۳۰	ملا حبیب اللہ بیجاپوری خلیفہ شاہ صبغۃ اللہ - - -	۵۸۵
۴۳۱	شاہ صبغۃ اللہ ثانی عرف شاہ صاحب	۵۸۹
۴۳۲	شاہ نور الدین صفوی اور شیخ نظام نارنولی اور فقرای اہل سنت اور شیعہ وغیرہ مین فرق	۵۹۰
۴۳۳	شاہ عتیق اللہ بابا میر شاہ علاء الحق شلوحی	۵۹۱

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۴۳۴	شاہ مرتضی قادری اور اخلاص خان وزیر ابراہیم عادل شاہ کی پابندی نماز	۵۹۴
۴۳۵	شاہ ابوالحسن قادری جو بڑے قوی پہلوان تھے	۵۹۵
۴۳۶	شاہ مصطفی و شاہ عبدالرزاق و خانخانان خان محمد	۵۹۸
۴۳۷	شاہ ہاشم کا بقیہ احوال - -	۶۰۰
۴۳۸	شاہ وجیہ الدین گجراتی مرشد شاہ صبغتہ اللہ و عم شاہ ہاشم - - -	۶۰۲
۴۳۹	شاہ مرتضی و شاہ مصطفی پسران شاہ ہاشم	۶۰۴
۴۴۰	شاہ میران جی و شاہ برہان الدین و بابا سنجل	۶۰۵
۴۴۱	شاہ غنی و شیخ سراج الدین جنیدی	۶۰۶
۴۴۲	سید محمد تعظیم ترک و شاہ نور اللہ کا ذکر و مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام ریاست نظام کی خوش اخلاقی - -	〃
۴۴۳	سید جعفر سقاف حنیف سقاف سید علوی سید مصطفی کا ذکر اور عبد العلی کو علم کا شوق	۶۰۷
۴۴۴	سید احمد شیخ فرید شیخ صالح ملا محی الدین و جمال محمد و شریف اللہ - -	۶۱۰
۴۴۵	سید میران شیخ علم اللہ قاضی علی محمد	۶۱۱
۴۴۶	سید عبدالرحمن برادر شاہ صبغتہ اللہ	۶۱۳
۴۴۷	شیخ علم اللہ محدث و شیخ نصیر -	۶۱۷
۴۴۸	ملا محمد زبیری شیخ اسمعیل شیخ عبدالرحمن متقی	۶۱۸

نمبر فقرہ	مضمون	صفحہ
۴۴۹	قاضی عبداللہ سید احمد سید سیف اللہ میاں ہوٹو	۶۱۹
۴۵۰	بی بی شمسان بی بی راجی لوشتی بی بی نعیمہ بی بی ستی تفاحہ بی بی قادریہ بی بی صالحہ	۶۲۰
۴۵۱	بزرگان رائچور شیخ بیبیان شاہ ابوطٰہ حسینی	۶۲۱
۴۵۲	شیخ سالار شیخ میان شیخ یونس شیخ علی شہید	۶۲۳
۴۵۳	شاہ کمل پوش پیر بالی پیر علاء الدین شاہ حسن شاہ حسین شیخ احمد علم بردار	۶۲۴
۴۵۴	شاہ ابدال سید احمد شاہ حسن غوری سید شاہ احمد پیر قابل پیر معصوم ولی پیر	۶۲۵
۴۵۵	شیخ برہان پیر گدائی شاہ سیلانی شاہ ہنگڑ شاہ کبیر شاہ کریم اللہ اسد اللہ غنی شیخ روحانی شیخ یحیی - - - -	۶۲۷
۴۵۶	سید شمس عالم پسر سید شاہ جنید حسینی جن کا مزار گوگی میں ہے - -	۶۲۸
۴۵۷	شیخ جلال برادر زادہ سید شمس عالم او کمل پوش	۶۳۰
۴۵۸	شاہ گنجین مذکور کی اسقدر کثرت سے ہونیکی وجہ	۶۳۱
۴۵۹	بزرگان بیجاپور کی ایک فہرست مع مختصر کیفیت کے	۶۳۳
۴۶۰	بقیہ بزرگان بیجاپور کی فہرست جن کا ذکر آئندہ کتاب میں آئیگا -	۶۴۰ ۶۴۰
۴۶۱	بزرگان رائچور کی ایک فہرست مع مختصر کیفیت کے	۶۵۲

تمت

ا- ہندوؤن کے ساتھ مسلمانون
ی رعایتین اور میل جول

اس وقت گولکنڈہ مین عبداللہ قطب شاہ بیجاپور مین سلطان محمد
عادل شاہ احمد نگر مین برہان نظام شاہ ثالث اگرہ مین شاہجہان
ساحب قران ثانی فرمان روا تھے اور سب نئے نئے تخت نشین ہوئے تھے - یہ لوگ
ن کے جانشین ہوئے تھے وہ سب ایسے گذرے تھے کہ جنہون نے اپنی حکومت کے
ستقلال اور ترقی کے لیے ہندوون کو اپنا کارپرداز اور رفیق بنایا تھا - اور اون مین سے
نہون ہی نے تو عیش و عشرت کی جوش مین آکر جو ہر وقت کے میل جول اور نظرون کے سامنے
ہنے کے سبب سے ہوتا ہے ہندو عورتون کو گھر مین ڈال لیا تھا - اور بعضون نے ہندوؤن
ا اپنا خیرخواہ بنانے کے لیے اون کی عورتون کو بیکر رشتے ناتے جوڑے تھے اور اون
کے رسوم بھی برتنے لگے تھے - اکبر جہانگیر شمال مین اور ابراہیم عادل شاہ دکن مین ہندوؤن کے

بعض خاص خاص مذہبی باتین ایسے عمل مین لانے لگے تھے کہ جو مذہب اسلام کے خلاف تہین اس وقت ہندوون کی عورتون کے پینے کے ذکر سے جو خیال کہ ہمارے ذہنون مین پیدا ہوتا ہے وہ اوس وقت نہین تھا۔ مسلمانون کا اوس زمانہ مین وہ اقبال تہا کہ غیر قومین اون سے ہر طرح رسوخ پیدا کرنے کو اپنی عزت کا باعث خیال کرتی تہین - بڑی سے بڑی رانی مہارانیون کے ڈولے اون کے گہرون مین ایک اشارہ پر چلے آتے تھے - ایک مدت کے ایک جگہہ رہنے بسنے اور مسلمانون کے برادرانہ سلوک سے ہندو اس زینہ پہ قدم رکھتے ہی اپنے آپ کو مسلمانون کا ہمسر سمجھنے کی ارادی کرنے لگے - اور مسلمانون سے وہ شیر و شکر کی طرح مل گیے وہ ان کے ایسے ہواخواہ ہو گیے کہ اون کے واسطے وہ اپنے ہندوون سے لڑتے اونہین قتل و غارت کرتے اور اسی کو سعادت دارین تصور کرتے تھے حقوق تو قدیم سے ہی سلطان و ذمی کے اہل اسلام کی حکومت مین شرعًا برابر ہی مقرر تھے - لیکن اب ایک مدت تک ایک ہی ملک مین رہنے سہنے سے باہم بہائی بندی ہی ہو گئی تہی - حاکم اور محکوم کا امتیاز اٹھہ گیا تہا اون کو ہتیار باندہنے کی ممانعت تو درکنار بادشاہ اونہین فوج مین بہرتی کرتے تو اعد سکہلاتے سپاہی بناتے اور سپہ سالار اور وزیر اعظم تک کے عہدے عنایت کر دیتے تھے - جاگیرین بہی اون کو ایسی ہی عطا ہوتین کہ جیسے مسلمانون کو دیجاتی تہین - اونہین اختیار ہوتا تہا کہ جہاین جس قدر فوج اپنی نوکر رکہین چاہے جیسے ہتیار باندہین - چاہے جس سے میل جول رشتہ ناتا کرین - اپنی ڈاک مقرر کرین اپنی قوم کو ترقی دین اور اپنے قوم و ملت کے لوگون کو اپنے پاس جمع کرین -

۲ - ہندوستان مین مسلمانون کی قومیت کا تنزل | اس اندہیر اور ناعاقبت اندیشی سے مسلمانون کی قومی محبت اور ہمدردی مین تنزل آگیا مسلمان سپاہی ہندو سردارون کی ماتحتی اور نوکری قبول کرنے

کو اپنی بے عزتی جو پہلے سمجھتے تھے۔ اب اوس کو بھول گیے۔ بلکہ ہندون کے ساتھ ہو کر
مسلمان مسلمانون ہی سے لڑنے کو مستعد ہوجاتے تھے۔ اب وہ دن چلے گیے تھے کہ
کہ بیجانگر کے سے عظیم الشان راجہ کے سلام اور نوکری کو بھی مسلمان عار سمجھتے تھے۔ مسلمان
ادنی ادنی نایکواڑیون کی ماتحتی مین چوکی پہرہ دیتے تھے اور نوکریان کرنے کی تمنا کرتے تھے
بددی حمیت اور ایرانی تورانی پاس ولحاظ آپس سے کوسون فوجکر ہو گیا تھا۔ اور جو کچھہ رہا سہا
تھا وہ بھی گور کنارہ لگا تھا۔ ولایت سے نئے خون کی آمد کی مسدودی نے شجاعت کے
رگ وپے کو سست دلپست کر دیا تھا۔

۳۔ شمالی اور جنوبی ہندوالوں کی مزاجون اور ضرورتون مین فرق

ہندوستان خاص اور دکن کی طرز معاشرت مین بڑا فرق ہے شمالی ہند مین ایک موسم تو ایسا آتا ہے کہ اوس مین نہایت سخت
سردی اور دوسرے مین نہایت شدت کی گرمی پڑتی ہے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے
کہ جس مین چاردن طرف بہار کا سمان نظر آتا ہے۔ دکن مین بجز اوس چھوٹے قطعہ کے
جو مغربی کوہستان مین واقع ہے سب جگہہ نہ تو سردی زیادہ ہوتی ہے نہ گرمی۔ ہمیشہ ایک
معتدل سا موسم رہتا ہے۔ اس لیے شمالی اور جنوبی باشندون کی ضرورتون مین بڑا فرق ہے
شمالی ملکون مین جہان عیش ونشاط کے سامانون کی تمنا ہوتی ہے وہان روزمرہ کی خوراک
پوشاک آرام وراحت کی چیزین بہم پہونچانے کے لیے سخت سے سخت محنت اوٹھانا پڑتی ہے
جیٹھہ بیساکھہ کی جلتی دھوپ مین جبکہ چوٹی کا پسینا ایڑی تک پہونچتا ہے اور پیٹھہ جلکر کوئلہ کی طرح
کالی ہوجاتی ہے اور پوس ماہ کی یخ بستہ سی زمینون مین لرزتے کانپتے کسانون کو ہل جوتنا
پڑتا ہے اور کام کرنے والون کو ایک مرتبہ تو اپنی کھال بھی بدن پر سے پھینکدینے کو
دل چاہتا ہے دوسرے وقت سیردن بوجہ رزائی لحافون کا گدہے کی طرح لادنا ہوتا ہے۔

لیکن اسی زمانہ مین دکن مین کسی کو کچھ پروا ہی نہین ہوتی - نہ اونہین سردی مین کسی چیز کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور نہ گرمی مین کچھ دقت پڑتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ساحل بحر کے نہایت قریب رہتے ہین کبھی انہون نے جہاندانی کے فن مین قدم نہین رکھا - بلکہ ہندوؤن نے تو سمندر مین جانیکو اپنے اوپر حرام ہی کر لیا تھا - اور جب یہان مسلمان بھی آئے تو آنے والے ہی جہاز بناکر بیان سمندر مین آئے اور رہ گیے - دکن والون نے انہین اپنی ضرورت کے لیے کبھی اپنے جہاز بنا کر نہین بلایا - اور جو حج سے مذہبی فرض کے ادا کرنے کے لیے بھی ضرورت پڑی تب بھی جہازرانی سے جی چرایا - اور دوسری قومون سے اس مین التجا کی -

۴ - شمالی ہندوالون کی روحانی اور جسمانی قوتون کا جنوبی ہندوانو سے بہتر ہونا -

اس آرام و آسایش اور سستی کا نتیجہ یہ ہے کہ دکن والے اپنے خیالات مین پختہ اور ذہنون کے تیز اس قدر نہین ہوتے کہ جیسے شمالی ہند کے ہین - شمال والے سرد آب و ہوا کی وجہ سے زیادہ توانا و تنہ رست ہوتے ہین اور انہین روحانی اور جسمانی دونون محنتین کرنا پڑتی ہین - اور قواے ظاہری اور باطنی دونو ترقی پذیر ہو جاتے ہین یہ ایسا قدرتی فرق ہے کہ ہندوستان خاص اور دکن مین ہمیشہ سے چلا آیا ہے - اور اب بھی باوجود اس کے کہ انگریزی حکومت بحری طاقت ہے اور چاہیے تھا کہ دکن والے اس عہد مین ساحل بحر کے قریب رہنے کے باعث شمال والون سے زیادہ ترقی کرتے مگر شمال والے ہی بڑھ چڑھکر ہین اور آیندہ بھی ایسے ہی رہین گے - اس وجہ سے شمالی ہندوالون کے جو جو خیالات اور عقاید ہوتے ہین وہ اون مین خوب مضبوط ہوتے ہین بخلاف اہل دکن کے کہ اونہین اس کی کچھ پروا بھی نہین ہوتی - دکن کے مسلمانون نے تو گو وہ اپنی بے ہنری کے باعث ایرانی تورانی

ہندوون سے جلا کرتے تہے ہندوون کے میل جول اور اون کی ترقی اور اپنی قومیت کے زوال سے کچھ واویلا نہ مچائی - مگر شمالی ہند کے مسلمانون نے عین آغاز ہی پر اس غلطی کو پکڑا - اکبر کے عقاید اور ابو الفضل و فیضی کے صلح کل کے خیالات پر عبد القادر بدایونی نے جو نکتہ چینیان اپنی کتاب مین کی ہین اون سے یہ بات صاف صاف عیان ہے -

۵- اہل اسلام اور اہل یورپ کی تعصب مین صرف اتنی فرق ہے

یورپ کے مورخ تو اس عبد القادر کو بہت ہی کوستے ہین اور ہم بہی اس باب مین اونکے یہان تک تو شریک ہین جہان تک کہ عبد القادر کے بیہودہ الفاظ سے تعلق ہے واقعی اوس نے یہ بات جن الفاظ مین اور جس طور پر لکھی ہی وہ صورت بے شک نفرت انگیز ہے - مگر وہ اصول کہ جس کی بنیاد پر اوس نے اکبر اور ابو الفضل کے ان حرکات سے نفرت ظاہر کی ہے آج یورپ کے تمام قومین اوسی پر قایم ہین - اگر اپنی قومی محبت کے ذرایع کو چہوڑ دینا ہی نیک نہادی اور انصاف کہلاتا ہے تو پہلے یورپ والے ہی اس اصول کو عمل مین لا کر دکہائین پیچہے مسلمانون پر اعتراض کرین - یہ جس بات کو وہ اپنے لیے برا سمجہتے ہین تو دوسرون کے لیے اوسی بات کو کیون اچہا کہتے ہین - ہان البتہ اس مین کلام نہین کہ جس طرز سے یورپ والے اپنی قوم کی طرفداری کرتے ہین وہ طریقہ اسلام والون کے طریقہ سے بدرجہا بہتر ہے اور ہم بہی اس کے قایل ہین جس کی ایند جگہہ پر بالتفصیل بحث کیجائیگی ~

کسے را نظر سوئے شاہد رواست	کہ داند بدین شاہدی عذر خواست

۶- دکن کے مسلمانون کی ہندوون کی ترقی سے بے پروائی

غرض کہ اس کڑکڑانے سے اکبر کے بعض اونکی ہندو والی باتین جہانگیر کو دور کرنا پڑین اور جو کچہہ رہی سہی تہین اونہین بہی شاہجہان نے موقوف کر دیا - اوس پر بہی جب اصلاح نہ ہوئی تو عالمگیر کو اکبر کی طرز کے خلاف

محسوس کرنے کی ضرورت پڑی - مگر دکن کے مسلمانون نے بہت کچھہ تو قدرتی آب و ہوا کی کمزوری سے اور کچھہ ایرانیون کے میل جول کے کم ہوجانے سے اور شیعہ سنی کے جھگڑے کے باعث غیر مذہب والون کی ترقی کو دیکھنے کی عادی ہوجانے سے اور نیز بعض اور چند وجوہ سے جس کا ذکر آیندہ آئیگا - ہندوون کی ترقی کی کچھہ پروانہ کی - اور وہ برابر مسلمانون کے درجے دکن مین پاتے رہے اور ترقی کرتے کرتے سپہ سالار اور وزیرون کے درجہ پر پہونچتے رہے - اور اون کے خراب نتیجون سے نہ صرف دکن کے مسلمانون پر بڑی تباہی اور مصیبت آئی بلکہ شمال والون کو بھی صدمہ اوٹھانا پڑا جن کا بالتفصیل ہم اب بیان کرتے ہین -

۲ - مہاراشٹر دیس اور اوس کی پشت و گذاری

مہاراشٹر جس کا رقبہ ایک لاکھ مربع میل تخمینہ کرتے ہین بندھیاچل پہاڑ کے جنوب مین نندود سے مشرق کو پائین گنگا تک ناگپور سے بھی پورب تک چلا گیا ہے - پھر پائین گنگا دریائے وارد ہامین جہان گرتا ہے وہان تک اس ملک کے شرقی حد وہی دریا ہے - وہان سے ایک مفروضہ خط سے جو مانک درگ تک کھینچا جائے اس کی حد بنتی ہے - پھر یہ خط مغرب کو ماہور تک اور وہان سے ایک ٹیڑھا بیڑھا خط گوا تک کھینچکر اس کی جنوبی حد ہوتی ہے - مغرب مین اس کے سمندر ہے اس تمام ملک مین خالص مرہٹی زبان نہین بولی جاتی - بلکہ شمالی مغربی اضلاع مین گجراتی مروج ہے اس لیے اصلی مرہٹ وہی ہے جو چاندور اور اورنگ آباد اور بیجاپور کے درمیان کشنا پر واقع ہے - اس ملک مین کانکن وہ قطعہ کہلاتا ہے جو گھاٹ اور سمندر کے درمیان ساحل بحر پر سداشیوگدہ سے دریائے تاپتی تک ۲۵ میل سے پچاس میل تک چوڑا چکلا چلا گیا ہے - یہ ملک نہایت ناہموار ہے جابجا بڑے اونچے اونچے پہاڑ اور گہرے گہرے کھڈ اور گھاٹیان اور ندی نالے ہین مگر یہ فراز و نشیب بتدریج کم ہوتا ہوا مغرب کو سمندر سے جا ملتا ہے جہان بڑی دلدل اور گہرا پانی ہے اس پہاڑ

کی چوٹی جو بیس پچیس میل چوڑی اور کچھہ کچھہ ہموار اور آبادی کے لائق ہے گہاٹ مہتا کے نام سے
مشہور ہے - اس مین وہ گہاٹیان بہی داخل ہین جو مشرقی جانب کہ پہاڑ کی زمین سے ہموار ہونے
تک واقع ہین - اس مین جنیر سے کولاپور تک جنوب مین ملک سرسبز اور قابل زراعت ہے
اور وہان کے باشندے اوس کی گہاٹیون اور حصون کو ماوں کہور مویر کے نامون سے بولا کرتے
ہین جنیر کے شمال مین زمین اچھی نہین وہان کے باشندے اکثر بہیل اور کولی ہین - ان پہاڑون
کی چوٹیان کچھہ ایسی طرز پر واقع ہوئی ہین کہ اگر اون پر ذرا سی توجہ کیجائے اور دیوارین بنائی جائین
تو قلعون کا کام دے سکتی ہین - جہان کہ کثرت سے عمدہ پانی کے قدرتی چشمے ہین اور نیز تالاب بہی
بناکر برسات کا پانی اکہٹا کر سکتے ہین - یہان بارش قریب تمام سال ہوا کرتی ہے اور پہاڑون کی
سیدہی چڑہائی گہاٹیون اور راستون کی گہرائی ناہمواری اور بہر اون مین بڑے بڑے درختون
اور جہاڑیون کی کثرت سے فوج کو نقل و حرکت کرنا اوس مین سخت دشوار بلکہ محال ہے - نالے
جو کبہی پایاب ہوتے ہین ایک گہڑی بہر مین عسر العبور ہو جاتے ہین - پہر جنگل کی سردی اور زمین
کی تری سے اون لوگون کو بہت مشکل ہوتا ہے جو اوس کے عادی نہین ہین - غرض کہ روے
زمین پر کوئی ایسی جگہہ نہین ہے جسے اس جگہہ سے بڑہ کر قدرت نے دشوار گذار بنایا ہو - اس پہاڑ
سے مشرق کو جہان اوس کی پہاڑیان آکر زمین سے ہموار ہو جاتی ہین ان سے آگے بہت
دور تک چار سلسلے پہاڑیون کے چلے گیے ہین - چاندور کی پہاڑیان دوہرا سے وسط برار تک
اور احمد نگر کی مشرق مین جنیر سے بیدر تک پہیلی ہین اور پونہ کے جنوب مین اور ستارہ کے شمال مین
باقی دو سلسلے ہین مہاراشٹر کے بڑے بڑے دریا نربدا تاپتی گوداوری بہیما اور کشنا ہین - نیرا اور
مان گنگا دو نو دریا بہیما مین گرتے ہین - ان دونو دریاؤن کے گرد نواح مین ایسے عمدہ اور زور آور
گہوڑے پیدا ہوتے ہین جو دکن مین سب سے بہتر خیال کیے جاتے ہین -

۸ - مرہٹون کے بڑے بڑے سوار اور خاندان مسلمان حکومتون مین -

اس تمام ملک مین مرہٹے رہتے ہین - ابراہیم عادل شاہ اور ملک عنبر کے عہد مین ان کو بڑی ترقی ہوئی -

. ارسی نایک کو یوسف عادل شاہ نے کرناٹک مین بارہ ہزار ہندو پیادون کا افسر کرکے اوس ملک کی تسخیر کے لیے بھیجا تھا جو وارنا اور نیرا ندیون کے بیچ مین ہے - اوس نے سرکراجاؤن کے خاندان والے گوجر مولکر موہیت اور مہاریک خاندانون کو تباہ کر دیا - اور اوس خطہ پر کامل قبضہ کر لیا - اس جلدو مین اوسے چندر راو کا خطاب اور علاقہ جاولی کا راج بادشاہ نے عطا کیا سات پشت سے وہان یہ لوگ راج کر رہے تھے اور سب کا خطاب چندر راو ہوتا تھا -

ایک اور شخص پوار خاندان کا پہلتن کا نائک تھا جسے راونائک تمبالکر اور پہولتن راو کہتے تھے - نلول یا مبالک ایک گانون کا نام ہے اسے ابراہیم عادل شاہ نے پہولتن کا سردیس مکہ کر دیا تھا - ونکوجی جگپال نائک اس خاندان کا ایک شخص تھا اوکوا اور لوکھیر اتھا جسکی بہن شیواجی کی دادی تھی -

جوجہر راؤ دیسکھہ ملاوری کا بھی گشلکیا خاندان کا کٹادیس کا ایک سردار تھا - اس کے اور نمبالک کے علاقہ کے درمیان مہادیو کی پہاڑیان ہین - پرگنہ مان مین یہ لوگ دیسکھہ اور سردیسکھہ ہوا کرتے تھے سردیسکھہ کا درجہ اور جوجہر راو کا خطاب ابراہیم عادل شاہ نے ۱۰۳۶ھ مین ناگوجی گشلکیا کو دیا تھا - ان کی جاگیر مکاسہ وار کے خاص ماتحت تھی مکاسہ وار کے اصل مقاطع دار معلوم ہوتی ہے جو مقطع کی جمع ہے - مقطع وہ مقام ہے جہان مالگذاری کے وصول باقی کے تصفیہ ہوتے تھے اسی جاگیر کے قریب سوار کے دیسکھہ منائی خاندان کے رہتے تھے - مگر بڑے دغاباز تھے اور سلحدارون مین نوکر ہوتے تھے -

ایک اور گھورپوری خاندان تھا جسے اصل مین بہونسلہ کہتے تھے - گھورپورا مرود کے درخت کو

سکتے ہین - کانکن مین اوہون نے ایک امرود کے درخت مین رسی باندہ کر ایک قلعہ کو فتح کیا تہا جس سے بعض بادشاہون مین سے غالباً محمد شاہ نے گھورپوری کا لقب انہین دیا تہا بیجاپور مین ان کے دو خاندان ہوگیے تہے - کاپسی دریا سے و رنا کے قریب اور دوسری مہول گٹ پربا کے پاس رہتے تہے -

ایک اور دفلا خاندان والے جو پہلے چوہان کہلاتے تہے اور دفلاپور گانون کے رہنے والے تہے پرگنہ جت کے دیکھہ تہے جو بیجاپور کے قریب ہے -

سلونت خاندان والے بہی واری کے دیکھی کرتے تہے جو گوا کے پاس ہے - اور بادشاہ بیجاپور سے اونہین بہادر کا خطاب ملا تہا - یہ سب بیجاپور کے عادل شاہی خاندان کے بڑے بڑے مرہٹے سردار اور خاندان تہے -

نظام شاہی حکومت مین جادو بنس سندکہیر کی دیکھی کرتا تہا - اون کا دعوی رہے کہ وہ دیوگرہ کے راجاؤن کی نسل سے ہین - مرہٹون مین یہ سب سے زبردست خاندان تہا - ملک عنبر کے زمانہ مین لوک جی جادو راؤ جس کا اوپر ذکر آچکا ہے اور جو بڑی بے وقت دغابازی کرکے ملک عنبر کو چہوڑ مغلون کے پاس چلا گیا تہا گرانٹ دف صاحب کی تحریر کے بموجب دس ہزار سوارون کا سردار تہا اور جب وہ جہانگیر کے یہان آگیا تہا تو اس کو ۲۴ ہزاری پندرہ ہزار سوار کا منصب مل گیا تہا - مگر گرانٹ دف صاحب کی تحریر بالکل غلط ہے - دو ہزاری یا سہ ہزاری سے اس کا منصب ہرگز زیادہ نہوگا - یہ بڑی تعداد اون سب مرہٹون کے منصبون کی تہی جو اُس وقت اوس کے ساتہہ مغلیہ ملازمت مین داخل ہوگیے تہے - گرانٹ دف صاحب ترجمہ غلط کرکے لوک جی کی توقیر بڑہانے کے لیے اوسی کے سر ساری منصب تہوپ دئے - یہ اونہون نے ایک ہی جگہہ نہین کیا ہے - ایسی تعریفین مرہٹون کی اونہون نے بار بار کی ہین جس کے وہ مطلق

ار نہین ہین ۔ ڈف صاحب نے ممکن ہے کہ فارسی کی عدم مہارت سے یہ دھوکا کہا یا
یہ بھی نہ سوچا کہ اس قدر بڑا درجہ تو شاہجہان جہانگیر کے بیٹے کو بھی نہ ملا تھا ۔ تو جادو راو کو جو
ایک ادنی سردار تھا کیونکر مل سکتا تھا ۔ جب یاقوت خان جو اول درجہ کا سپہ سالار تھا اور
سے بعد عنبر کا قایم مقام سمجھا جاتا تھا ۔ جہانگیر کے پاس گیا تو اوسے سہزاری کا منصب ملا تھا
ہین شک نہین کہ شاہجہان نے مرہٹون کو منصب اس سے بڑھکر دے مگر وہ وقت اور
ع اور تھے جن کا تذکرہ آیندہ آتا ہے ۔

نسلہ خاندان بھی اس حکومت مین تھا جس کے سبب سے مرہٹون کا عالم مین نام چمکا ۔
س کا حال کچھہ تفصیل سے کہنا مناسب ہے آیندہ دیکھئے ۔

لکنڈہ کی حکومت بھی ان مرہٹون سے خالی نہ تھی مگر یہان کوئی ایسی مضبوط مقام نہ تھے کہ جہان
ٹنے کے بعد انہین پناہ ملتی اس لیے یہان اونہون نے کوئی بڑا نام پیدا نہین کیا ۔ یہان
یک بات یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خاص ملک دکن کو بھی جس سے ہماری مراد نربدا کے جنوب کا ملک
ہے دو حصے ہو سکتے ہین ۔ ایک حصہ جنوب مشرق کا دوسرا حصہ شمال مغرب کا ان کی حدین کچھ کچھ
ایسی ہی سمجھنا چاہئین جیسی آجکل احاطہ مدراس اور بمبئی کی ہین انہین سے شمال مغربی حصہ کے باشندے
ہمیشہ سے دلاور اور جری ہوتے رہے ہین ۔ اور آیندہ کو بھی ایسے ہی رہین گے ۔ اور جنوبی
مشرقی ملکون کے باشندے بزدل اور عیش پرست ہمیشہ سے ہوتے رہے ہین ۔ اور آیندہ
کو بھی ایسے ہی ہوتے رہین گے ۔ یہ ایک فطرتی خاصہ ہے جو قدرت نے بنا دیا ہے ۔

۹ ۔ سوسلہ تا مدان اور ...لون کی بیٹی تھا جی کا بیاہ لوک جی کی بہن سے اور سیوا جی کی پیدایش	یہ بھونسلہ خاندان موضع ویرول مین جس سے ایلورا کا نام نکلتا ہے دولت آباد کے قریب رہتا تھا ۔ بابجی بھونسلہ کے دو بیٹے تھے ۔ مالوجی اور وٹھوجی ۔ مالوجی کا بیاہ دیپابائی ونکوجی جگپال راو نایک نمبالکر کی بہن سے

۱۵۷۷ع

رہتا تھا۔ پہراسی جادوراو نے مالوجی کو نظام شاہ کے یہان سنہ ۹۸۵ھ مین سوارذین کوئی عہدہ دلایا تہا
اس کے اولاد نہین ہوتی تہی۔ مگر جب شاہ شریف ایک درویش کی دعا سے سنہ [illegible] اور سنہ [illegible]

۱۵۹۳ع

مین دو بیٹے پیدا ہوئے تو اون مین سے بڑے کا نام شاہجی اور چہوٹے کا شریفجی۔ انہین درویش
کے نام پر نام رکہا۔ جی مرہٹون مین ایک تعظیمی لفظ ہے۔ مالوجی بڑے کام کا آدمی اور لوکہجی کا بڑا فہیم
مستقل اور اپنے کامون کے پورا کرنے مین بڑا مستقل مزاج تہا۔ اور اون کا بیٹا شاہجی بہی بڑا
خوبصورت تہا۔ لوکہجی سنہ ۱۰۰۹ھ مین شاہجی اور اپنی بیٹی جیجی تب چار برس کی جی تو ہولی کے دن
لوگون مین سے بیٹا تہا۔ ہنسی ہنسی مین کہنے لگا کہ ان دونون کا کیا خوب جوڑا ہے۔ مالوجی سنتے
ہی محفل والون کی طرف مخاطب ہوکر اوٹھہ بولا۔ کہ سب بہائی گواہ رہین۔ لوکہجی اپنی بیٹی میرے
بیٹے کو دے چکا۔ اوس وقت تو لوکہجی اپنی بات پر دل مین نادم ہوکر چپ ہو رہا۔ مگر جب مالوجی
نے پہر اوس کا تذکرہ کیا تو اوسے بڑا ناگوار ہوا۔ کیونکہ مالوجی ایک ادنی درجہ کا آدمی تہا۔ مگر اوس
زمانہ مین مغلون کی چڑہائی کے سبب سے نظام شاہی حکومت مین کچہہ بدانتظامی ہو رہی تہی۔ مالوجی
اور ویٹوجی راہزنی قزاقی کیا کرتے تہے اور جو روپیہ ملتا وہ ایک ساہوکار سیشا ونائک پنڈت ساکن
چمارکندہ کے پاس جمع کرتے تہے۔ اب مالوجی نے اس روپیہ کو ایک کرامات کے طور پر ملا ہوا
خزانہ بیان کرکے گہوڑون کی خرید مین لگایا۔ تالاب بنوائے کنوئے کہدوائے سدرون مین چڑہایا
اور کچہہ دے دلاکر نظام شاہ سے مالوجی بہونسلہ راجہ کا خطاب لے لیا۔ اور قلعہ سیوناری کے
جو جنیر شہر مین ہے اور نیز چاکن کے قلعہ کی حکومت اور پرگنہ سوپا و پونہ جاگیر مین اسے مل گئے۔
اس لیے لوکہجی نے آخرکار اپنی بیٹی شاہجی کو دیدی۔ مالوجی کے بعد اوس کا بیٹا شاہجی اوس کا
قایم مقام ہوا۔ اور اوس کے اس جیجی بائی سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک سنبہاجی دوسرا
شیواجی۔ شیواجی چہوٹا تہا۔ اور شعبان سنہ ۱۰۳۶ھ مین قلعہ سیوناری مین پیدا ہوا تہا۔

مئی ۱۶۲۷ع

۱۰- خانجہان اور دریاخان روہیلہ وغیرہ امراء کی بغاوت کے اسباب شاہجہان سے -

امراے مغلیہ کے نام دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پرویز کے تمام
بڑے بڑے رفیق اور ہواخواہ سنّی تہے - اور اُس کے برخلاف
شاہجہان کے امیر شیعہ تہے - گو کہ مورخین نے اس سبب سے
کوئی اشارہ اس امر کی نسبت تاریخون مین نہین لکہا ہے کہ شاہجہان خود سنی اور حنفی تہا - اور
شاہجہان کے پاس سنی سردار بہی بے تکلف بڑے سے بڑے منصب پاتے تہے - مگر
امرا کے باہم ترقی مناصب پر رشک حسد ایک دوسرے سے ضرور ہوتا تہا - اوس وقت شیعہ
اور سنی کا خیال آپس مین ضرور ہوتا ہوگا - مہابت خان اور خانجہان لودی سنی تہے وہ پرویز کے
طرفدار تہے - لیکن مہابت خان پر ایسی مصیبتین آپڑین کہ اوسے شاہجہان کے پاس آئے
بغیر کوئی چارہ ہی نہ رہا - خانجہان اس وقت صوبہ دار دکن وخاندیس وبرار تہا - اوس کا اصلی
نام پیر خان تہا - اور ابتدا مین خانخانان عبدالرحیم کا نوکر تہا - جہانگیر نے اوسے ادنی درجہ سے
[illegible] ہزاری ذات وسوار کا منصب تک دیدیا تہا - اس وقت تک مغلیہ حکومت مین شاہزادون
بہت کم [illegible] منصب ملتا تہا - واقعی وہ بڑا بہادر اور
اور راجاؤن کے سوا کسی ملازم کو اس سے بڑا منصب
اچہا سپاہی تہا اوس کے ساتھی اوس کے سچے ہواخواہ اور جان نثار تہے - مہابت خان
کا ساتھ ہندوؤن نے دیا تہا - مگر اس کے ساتھ افغان بہادر تہے - اس لیے تمام جہانگیری
امرا اوس سے کہٹکتے تہے اور شاہجہان بہی اوس کی شجاعت اور دبدبہ کو خوب جانتا تہا -
لیکن خانجہان اوس کی کچہ ہستی نہ سمجہتا تہا - اور پرویز کی رفاقت اور غالباً آصف خان کی چہپی
ہوئی عداوت کے باعث شاہجہان کے بادشاہ ہونے مین اوس کو اپنا بڑا خطرہ تہا - جب
جہانگیر مرا تو اوس نے دستور کے خلاف شاہجہان کو کوئی تحریر نہین بہیجی - جس سے اوسے
برہانپور کا سیدہا راستہ چہوڑ کر براہ احمدآباد آگرہ جانا پڑا - جب شاہجہان دارالسلطنت کو روانہ

تہا- تو اوس نے اپنے ہاتہ سے ایک رقعہ خانجہان کے نام لکہکر جان نثار خان کے ہاتہ بہیجا- اور خانجہان اپنے ساتہ چلنے کو کہا- مگر بہلول خان میانہ و دریا خان روہیلہ و سکندر دوتانی و گیج سنگہ وجی سنگہ وغیرہ بڑے بڑے سردار اوس کے ہوا خواہ تہے- اون سب کے خیالات بہی شاہجہان کی طرف سے کہنچے ہوئے تہے اونہون نے شاہجہان کی رفاقت کی راے نہ دی- سوائے اس کے شہریار کی محدودگی اور نورجہان کی تائید سے باعث شاید شاہجہان کا تخت نشین ہونا اوس نے خلاف قیاس سمجہا- اس سبب سے شاہجہان کے قاصد اور خط کیطرف اوس نے کچہہ توجہ نہ کی- اور جان نثار خان لوٹ گیا جس سے شاہجہان کو خانجہان کی دورنگی اب بخوبی کہل گئی-

۱۱- خانجہان کا بالاگہاٹ کو نظام شاہ کو دینا اور مالوہ پر تاخت کرنا مگر معافی مانگنے پر شاہجہان کا اوسے دکن کی صوبہ داری پر بحال رکہنا-

پہر خانجہان نے جیسا کہ ہم اوپر جلد دوم فقرہ (۲۳) مین ذکر کر آئے ہین، تمام فوج کو بالاگہاٹ سے یہ کہکر بلا لیا کہ بادشاہ کے انتقال کے باعث یہان انتظام کی زیادہ ضرورت ہے اور قلعہ برہان شاہ کے حوالہ کرکے اوس سے حسب قرارداد سابق عہد و پیمان لے لیے اور برہان پور مین سکندر دوتانی کو تہوڑی سی فوج سے چہوڑ کر مالوہ پر قبضہ کرنے کی لیئے مانڈو کو گیا- اس وقت میر عبد الرزاق سید مظفر خان وہان کا صوبہ دار تہا- خانجہان نے خوب تاخت و تاراج کی- جب شہریار قید ہوگیا اور شاہجہان کو سب نے بادشاہ تسلیم کر لیا تو راجہ گیج سنگہ و جے سنگہ اس کو چہوڑ کر شاہجہان کے پاس اجمیر مین حاضر ہوگیے اور خانجہان نے بہی عذر مافات کرکے شاہجہان کو آیندہ کی اطاعت کے واسطے عرضی بہیجی- اور اپنے باب مین حکم کے بہیجنے کی درخواست کی- شاہجہان کا مزاج بہت ہی اچہا تہا- اور خطاؤن سے درگذر کرنے مین اپنا نظیر نہ رکہتا تہا- اوس نے قصور معاف کردیا

اور بدستور سابق دکن کی صوبہ داری پر بحال رکہا - خانجہان لوٹ کر برہان پور کو چلا آیا -

۱۲ - شاہجہان کا خانجہان کو مالوہ کی صوبہ داری پر اور مہابت خان کو دکن کی صوبہ داری پر مقرر کرنا -

مگر جب اوس نے بادشاہی ملک کو جو برہان نظام شاہ کو دیدیا تہا واپس نہین لیا - تو شاہجہان نے ۱۵ رمضان ۱۰۳۷ھ کو مالوہ کی صوبہ داری پر بہیجدیا - اور دکن پر مہابت خان کو صوبہ دار کیا -

اور خان زمان پسر مہابت خان جو اس وقت مالوہ مین تہا نیابتاً دکن مین آیا - اس کے چندروز بعد شاہجہان نے جہجار سنگہ بندیلہ کی بغاوت فرو کرنے کے لیے چڑہائی کی اوس مین خانجہان شاہجہان کی طرف سے خوب لڑا - اور بغاوت فرو ہونے پر یکم رجب ۱۰۳۸ھ کو شاہجہان نے جہجار سنگہ کی جاگیر مین سے خانجہان کو جاگیر بہی دی - اور دربار مین اوس کی ایسی عزت کی کہ گویا اوس نے کوئی خطا ہی نہ کی تہی -

۱۳ - شاہجہان کا دریا خان کا قصور بہی معاف کرنا -

اس سے پیشتر جب دریا خان شاہجہان کے پاس اوس وقت حاضر ہوا کہ جب شاہجہان عید الفطر ۱۰۳۸ھ کی نماز سے واپس آکر دربار کر رہا تہا - اور یہ درباریون مین سر جہکائے ہوئے نادم کہڑا تہا تو شاہجہان نے اوسے بہی معاف کر کے چار ہزاری سہ ہزار سوار کا منصب عنایت کر دیا تہا - یہ دریا خان شاہجہان کے پاس ایام شاہزادگی سے رہا کرتا تہا اور اوس کا بڑا رفیق تہا - مگر جنیر کے مقام سے یہ بہی اوس سے الگ ہو کر خانجہان کے پاس چلا آیا تہا اور چاندور مین رہنے لگا تہا -

۱۴ - قطب شاہ کا ایران کو سفیر بہیجنا اور شاہجہان کا بہی اوسے خط دینا -

۱۰۲۵ھ مین علامی فہامی شیخ محمد خاتون کو سلطان محمد نے سفارت پر شاہ عباس والی ایران کے پاس بہیجا تہا وہ وہان سے جب لوٹ کر ۱۰۳۸ھ مین براہ مکران دکن کو آیا تو شاہ عباس نے اپنی طرف سے قاسم بیگ سپہ سالار ملک مازندران کو نواب علامی کے ساتہ روانہ کیا تہا وہ قطب شاہ کے پاس آیا اور دو برس

ہو گیا۔ اوس کے بعد اوس کا بیٹا محمد قلی بیگ باپ کے عہدہ پر مقرر ہوا۔ اس وقت
۱۰۳۷ھ میں عبداللہ قطب شاہ نے اوسے واپس کیا۔ اور خیرات خان سرہوبت کو جو ایران
کا رہنے والا تھا اپنی طرف سے ایلچی کر کے او خط و دیگر بہت سے تحفوں کے ساتھ شاہ
عباس کے پاس روانہ کیا۔ جب یہ ایلچی ایران کے ارادہ سے سورت میں پہونچے تو شاہجہان
نے انہیں طلب کر لیا اور یہ لوگ اوس کے پاس ۱۵ ذیحجہ ۱۰۳۷ھ کو آگرہ میں پہونچے۔ یہ
شاہجہان نے اپنی طرف سے بھی ایک خط اسی ایلچی کو دیکر ایران جانے کی اجازت دیدی۔
اور یہ سفیر بندر سورت سے سوار ہو کر بندر عباس میں پہونچے۔ وہاں معلوم ہوا کہ شاہ عباس
جمادی الاول ۱۰۳۸ھ میں مر گیا۔ اور اوس کا پوتا شاہ صفی سام مرزا تخت پر بیٹھا ہے۔ خیرات خان
اصفہان میں نئے بادشاہ کی خدمت میں جا کر حاضر ہوا۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسوقت
ایران کی آمدنی دو کروڑ پچیس لاکھ کی تھی۔ اور شاہجہان کی آمدنی بیس کروڑ روپیہ سالانہ تھی۔

۱۵۔ کسیلوجی و درویش محمد کا اور عادل شاہ و قطب شاہ کی بیعتیں لکھون کا اور عبداللہ خان اور نصرت خان کا شاہجہانکے پاس جانا

اسی زمانہ میں کسیلوجی بہونسلہ جو نظام شاہ کے سرداروں میں سے تھا
خان زمان صوبہ دار دکن کے پاس چلا گیا اور اوسے شاہجہان
کیطرف سے پنجہزاری کا درجہ عنایت ہو گیا۔ اور درویش محمد بھی جو
محمد عادل شاہ کے ملازموں میں سے تھا یہاں سے نکلکر شاہجہان
کے پاس پہونچ گیا۔ اوسے بھی سہ ہزاری کا منصب عطا ہوا اس کے بعد ۱۴ رجب ۱۰۳۸ھ
کو پرسوجی برادر کسیلوجی کو بھی سہ ہزاری کا منصب ملا تھا۔ انہیں دنوں میں جبکہ کسیلوجی آیا تھا سلطان
محمد عادل شاہ اور عبداللہ قطب شاہ نے بھی بطریق پیش کش اپنی عرضیاں تخت نشینی کی
تہنیت اور فرمانگذاری کی نسبت شاہجہان کو بھیجیں اور پیشکش بھی سفیروں کے ہاتھ روانہ کیے
سلطان محمد عادل شاہ کی پیش کش میں ایک نیلم تھا جسکی قیمت اسوقت تیس ہزار روپیہ تجویز

گئی تھی اور اوس کا وزن پانچ مثقال تھا اس کے بعد شاہجہان نے ۹ رجب ۱۰۴۲ھ کو عادل شاہ کو تشریف ریزی بانادری بھیجن خواجہ طاہر کے ہاتھہ بہیجا-

جب شاہجہان جنیر مین تھا تو اسوقت عبد اللہ خان جو تورانی سید تھا شاہجہان کے مصاحب کو دیکہکر اور اوسے چہوڑکر ملک عنبر کے پاس چلا گیا تھا - اور جب عنبر نے اوس کے درجہ کے لایق اوس کیطرف توجہ نہ کی تو وہ خانجہان کے پاس چلا گیا تہا- جہانگیر نے اوسے قلعہ اسیر مین قید کرا دیا تہا- مگر ۱۲- رجب ۱۰۳۰ھ کو شاہجہان نے سفیر توران کی سفارش سے عبد اللہ خان کو چہوڑ دیا- اور اوسے اپنے ملازمون مین رکہہ لیا تہا- اسی عبد اللہ خان کیساتھہ اوسکا داماد خواجہ صابر بہی عنبر کے پاس شاہجہان کو چہوڑکر چلا گیا تہا- پہر جب عنبر مرگیا تو وہ نظام شاہ کے پاس رہنے لگا تہا جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو اوس نے اپنے عفو تقصیر کے واسطے بار بار عرضیان بہیجین اس لیئے شاہجہان نے اب، محرم ۱۰۳۹ھ اوس کا قصور بہی معاف کر دیا- اور سہ ہزاری کا منصب اور جو اسکا نصرت خان یا نصیری خان خطاب تہا وہ بحال کر دیا-

۱۶- شاہجہان کا علاقہ بالاگہاٹ کو برہان نظام شاہ سے واپس لینا

جب شاہجہان نے تخت نشین ہوکر امرا کو قابو مین کر لیا- اور ملک مین امن چین ہوگیا- تو اوس نے برہان نظام شاہ کو ایک فرمان بہیجکر لکہا کہ جو ملک بالاگہاٹ کا ہماری قبضہ مین تہا اور پہلی بد انتظامی کے وقت خود سرون نے آپکو دیدیا ہے اوسے واپس کر دو- اور آیندہ کو ہماری اطاعت کرتے رہو- اور اگر تم نے اس فرمان کی تعمیل مین کچہہ تساہل کیا تو خان زمان صوبہ دار دکن کو حکم بہیجا جائیگا- کہ وہ فوج لیجا کر اوس ملک کو تمہارے قبضہ سے نکال لے- اوس وقت تمہارے ملک کو بہت کچہہ نقصان پہونچیگا- اس فرمان کے پہونچتے ہی برہان شاہ کی آنکہین کہل گئین

ہو گیا تمام علاقہ خالی کر کے شاہجہان کے آدمیون کو دیدیا۔

۱۱۔ بیر پر خان زمان کی فوج کشی اور ساہوجی کی تاخت خاندیس پر اور دریا خان کا اوس سے بیکانا ہونا اور شاہی قبضہ مین آنا۔

مگر بیڑ کے حاکم سید کمال نے جو نظام شاہ کی طرف سے وہان کا حاکم تہا۔ علاقہ بیر کے دینے مین عذر کیا۔ اور نظام کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ یہ پرگنہ نہایت سرسبز تہا۔ اور اوس کی آمدنی ایک کرور دام یعنی دو لاکہ پچاس ہزار روپیہ تہی۔ اور نظام بہی نچاہتا تہا کہ وہ ملک ہاتہ سے جاے۔ اس لیے برہان نے لکہہ بہیجا کہ مین نے کل ملک خالی کر کے شاہی آدمیون کے حوالہ کر دیا۔ مگر حاکم بیر نے میرے حکم کی تعمیل نہین کی۔ اوس سے مین مجبور ہون۔ شاہجہان نے اس خبر کے پہنچتے ہی خان زمان کو بیر پر فوج لیجانے کا حکم بہیجا۔ جب خان زمان اودہر فوج لیکر گیا تو برہان نظام شاہ کے اشارہ سے ساہوجی بہونسلا اور کچہہ سلحدار دولت آباد سے خاندیس کی طرف آئے اور وہان لوٹ مار کرنے لگے۔ تاکہ خان زمان بیر پر کوئی کارروائی نہ کر سکے۔ لیکن اودہر تو دریا خان روہیلہ جسے شاہجہان نے ۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۰۳۰ھ کو تیس ہزار روپیہ اور دکن مین جاگیر دیکر یہان بہیجدیا تہا اس خبر کے سنتے ہی ساہوجی پر فوج لیکر چڑہا۔ اور اوسے مار کر نکالدیا۔ اودہر خان زمان بیڑ پر پہونچ گیا۔ اس لیے سید کمال نے عذر کر کرا کے وہ سب علاقہ بے لڑے بہڑے حوالہ کر دیا۔ خان زمان نے حسب دستور سابق صف شکن خان ولد سید یوسف خان رضوی کو وہان کا حاکم مقرر کیا۔ اور برہانپور کو لوٹ گیا۔

۱۲۔ ارادت خان کا دکن کا صوبہ دار ہونا۔

شاہجہان نے دکن مین کسی زبردست شخص کا حاکم ہونا ضروری سمجہکر ارادت خان کو جس کا آیندہ اعظم خان خطاب ہو گیا تہا ۴ رجب سنہ ۱۰۳۰ھ کو صوبہ دار کر کے بہیجدیا۔

۱۹- برہان نظام شاہ کا فتح خان کو قید اور مقرب خان کو اپنا وزیر کرنا اور اوس کے امرا کا شاہجہان پاس جانا-

فتح خان ملک عنبر کا بیٹا کچھ لایق اور دور اندیش نہ تھا- ملکی معاملات کے فراز و نشیب کو نہ جانتا تھا- برہان نظام شاہ کو باپ کی طرح اپنے قابو مین نہ رکھہ سکا- اور نہ اوس سے یہ ہو سکا- کہ اوس کی اطاعت کر کے اوسے راضی ہی کر لے- اس لیے وزیر اور بادشاہ مین رنج بڑہ گیا-

مقرب خان برہان شاہ کا ایک ترکی غلام تہا- وہ فتح خان کے برابر خلاف تہا- برہان نظام شاہ نے مقرب خان کے ذریعہ سے فتح خان کو پکڑ کر قید کر دیا- اور مقرب خان کو اپنا وزیر مقرر کیا- اس پر تمام عنبری قدیمی سرداردن کو خطرہ ہو گیا-

ملک عنبر کا چہوٹا بیٹا چنگیز خان بہی یہان سے چلا گیا- اوسے رجب ۱۰۳۹ھ مین شاہجہان نے دو ہزاری پانصدی ہزار سوار کا منصب اور چند روز کے بعد منصور خان کا خطاب عنایت کیا- آتش خان عنبر کا بڑا مشہور سردار بہی شاہجہان کے پاس اس وقت یا اس سے پہلے ہی چلا گیا تہا- اور اوسے دو ہزاری کا منصب مل گیا تہا-

میر سوجی برادر کسٹوجی کو ۱۴ رجب ۱۰۴۰ھ کو سہ ہزاری ہزار پانصدی سوار کا اور جمشید خان عبداللطیف عنبر کے داماد کو ہزاری ذات اور ہزار پانصد سوار کا منصب ۱۰ صفر ۱۰۳۹ھ کو مل گیا تہا- جہاں سے زمانہ سے بہت پیشتر سے مغلون کے یہان گیے ہوے تہے- اور اور امیر بہی اسی طرح گبہرا گئے ہوے تہے-

۲۰- برہان نظام شاہ کا جادو راے کو قتل کرانا-

جب خانجہان نے علاقہ بالاگہاٹ نظام شاہ کو دیدیا تہا- تو اوس وقت جادو راے جاگیردار سندکہیر واقع بالاگہات بہی- نظام شاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اوس کا ملازم ہو گیا تہا- اور برہان نظام شاہ نے اوسے سیدہے دل سے نوکر رکھہ لیا تہا- لیکن اب جب کہ علاقہ بالاگہاٹ جس مین سندکہیر شامل تہا- شاہجہان کو ملا

بھیجا گیا تھا- تو جادوراے بھی اپنے آنے سے نادم ہوا- اور چاہا کہ پہلے کیطرح پہر مغلون کے
پاس چلا جاے- برہان شاہ کو اس کی خبر لگ گئی- اوس نے سوچا کہ اگر یہ شغال خانہ خیر نکل گیا
تو بڑا نقصان پہونچائیگا- اس کا پہلے ہی بندوبست کرنا چاہئیے- اخلاص خان اور حمید خان
اپنے کارکنون کو بلا کر مشورہ لیا اونہون نے کہا کہ اگر یہ مغلون کے پاس چلا گیا تو ہمین سب کو
برباد کریگا- بہتر ہے کہ اسے گرفتار کرکے قید کردیا جاے- اور اس کے بیٹے اچلوجی کو اس کی
جاگیر دیکر اوس پر بہیجدیا جاے- اس مشورہ کے بعد برہان شاہ نے فرہاد خان اور صفدر خان
کو حکم دیا کہ جب جادوراو دربار مین آئے تو موتی خان کے اشارے کے اتفاق سے اوسے قید کرلو- جب
جادوراو دربار مین آیا- تو برہان شاہ اشارہ کرکے زنانہ مین چلا گیا- اور ان لوگون نے جادوراو
اور اوس کے بیٹے کی تلوارین ہاتھ سے لے لین جب جادوراو نے یہ حال دیکھا تو اوس نے
اور اوس کے بیٹے نے خنجر نکالکر مخالفون کو مارنا شروع کیا جس سے بجاے گرفتار ہونے
کے جادوراو اور اچلا اور راگھو داس کے دو بیٹے اور یسونت راو مارے گیے-

۱۴- جادوراے کی بی بی گرجا بائی وغیرہ کا شاہجہان کے پاس جانا-

اس وقت اس کے متعلقین حوض قتلغ پر پڑے ہوے تہے-
بیتوجی جادوراو کا بہائی تو سنتے ہی مغلون کی پناہ مین چلا گیا- اور جادوراو
کی بی بی گرجا بائی نام بجاے اس کے کہ عورتون کی طرح گریہ وزاری کرے
مردانہ وار گھوڑے پر سوار ہوئی اور اپنے بہائی جگدیو راو اور اپنے بیٹے بہادرجی اور تمام فوج
کو ساتھ لیا- اور کل مال ومتاع کو جو قابل برداشت تہا- گھوڑون اور ہاتیون پر لادا- اور باقی
کو آگ لگا کر باستقلال تمام نقارہ بجاتی ہوئی اپنے شوہر کی جاگیر سندکہیر کو چلی گئی- جہان
جادوراے کا قلعہ بنایا ہوا تہا- برہان شاہ نے ہرچند تشفی آمیز پیغام بہیجے مگر اوس نے کچھہ نہ
سنا- اور جاگیر کا انتظام کرکے شاہجہان کے ملازمون کے پاس پناہ گیر ہوئی-

۴۲ - خانجہان کو آصف خان کے فریق سے کھٹکا -

خانجہان لودی کو اپنا وہ سلوک یاد تھا جو اوس نے شاہجہان کے ساتھ آگرہ جاتے وقت کیا تھا - اوسے ہمیشہ اندیشہ رہتا تھا کہ مین شاہجہان خاطرداری مین مجھے پھانسنا تو نہین چاہتا ہے یہ تو معصر مورخین کی راے ہے - مگر ہمارے نزدیک اس کے سوا کوئی اور بات بھی ضرور ہوگی - کیونکہ ایسے تو بہت سردار ہے کہ جنھون نے شاہجہان سے علانیہ بغاوت کی تھی - اور اونہین اوس نے بالکل معاف کر دیا تھا - یہ ظاہر ہے کہ آصف خان کے سبب سے ایرانی اور بارہ کے باشندے بڑے بڑے عہدون کے مالک ہو گیے تھے اور [illegible] مہابت خان وغیرہ کے سبب سے ہندو بھی کچھ کم نہ تھے اور یہ لوگ فریق سنی سردارون کا عروج پسند نہ کرتے تھے - چونکہ بادشاہ اور مہابت خان سنی تھے اسی لیے مذہبی پیرایہ کو چھوڑ کر دوسرے رنگون مین اونہین خراب کرنا چاہتے تھے - غالبًا آصف خان کا فریق در پردہ اس کا دشمن تھا - کیونکہ شاہجہان سے بار بار اوسے قید کرنے کو کہتا تھا - مگر شاہجہان یہ جواب دیتا تھا کہ جب تک اوس سے کوئی قصور نہ ہو مین ہرگز گرفتار نہ کرونگا - اس لیے خانجہان کو آصف خان سے بڑا کھٹکا ہو گیا ہوگا - جس سے وہ شاہجہان کی نیک نہادی کو خان لوجہ کے بھی متوحش رہتا تھا - جب شاہجہان نے سنا تو اوس کی تسلی کی -

۴۳ - خانجہان کا شاہجہان کے پاس سے بھاگنا اور شاہجہان کی فوج سے لڑتا ہوا دولت آباد چلا آنا -

مگر جب آٹھ مہینے تک حالت دیکھکر اوسے اپنی جان کا پورا اندیشہ ہو گیا تو دو ہزار افغان ساتھ لے ۲۶ صفر سنہ ۱۰۳۹ھ کو باآواز بلند نقارہ بجاتا ہوا سر شام آگرہ سے چلدیا - پہر رات گئی آصف خان نے جا کر شاہجہان کو اطلاع دی - شاہجہان نے خواجہ ابوالحسن و سید مظفر خان بارہ و نصرت خان و راجہ جے سنگھ خانزمان صفدر خان المدوروی خان فدای خان مقرب خان

سردار خان ۔ راجہ بہارت بندیلہ خواص خان ظفر خان راو سور بہورتہ راجہ بٹہلداس خدمت پرست خان میر آتش مادہو سنگہ امیرائے مرحمت خان بخشی احدیان برتہی راج راٹہور شادی خان اوزبک وغیرہ کو اوسی وقت تعاقب کا حکم دیا ۔ اور ڈیڑہ گہنٹہ کے عرصہ مین یہ لوگ تیار ہو کر شہر کے دروازہ سے باہر نکل گیے ۔ خافی خان نے لکہا ہے کہ اوس زمانہ مین اس قدر تیزی سے کام ہونا بڑی تعجب اور کمال اطاعت گذاری کی بات ہے ۔ حقیقت مین بظاہر یہ صحیح بہی ہے ۔ مگر ہمارے نزدیک یہ فوج پہلے سے تیار تہی ۔ اور اس امر کی منتظر بیٹہی تہی اور اونہین یہ سب حال مدت سے معلوم تہا بلکہ یہی لوگ خانجہان کے خود درپے ایذا تہے ۔ غرض کہ یہ لوگ ایسی تیزی سے خانجہان کے پیچہے گیے ۔ کہ صبح کو دس بجے کے قریب اٹہارہ کوس پر دہولپور کے پاس دریاے چنبل کے کنارے اوسے جا لیا ۔ وہان سخت لڑائی ہوئی ۔ خدمت پرست خان و سید محمد بارہہ مع انتیس نامی سیدون کے اور چند سپاہی بادشاہ کی طرف سے کام آئے ۔ اور خانجہان کے بہی دو بیٹے اور ایک داماد اور ساٹہہ آدمی دوسرے اور کچہہ بال بچے بہی مارے گیے ۔ اور دریا پار اوترنے مین جو بال بچے رہ گئے تہے اونہین اون کے ساتہ کے پٹہانون نے بغرض حفظ ننگ و ناموس خود قتل کر دیا ۔ اور آپ بہی لڑ کر مارے گ(ئے) ۔ مگر خانجہان کسی کے قابو مین نہ آیا ۔ اور اپنے بقیہ لوگون کو لیکر دریا پار اوتر گیا ۔ اور بندیل کہنڈ کے راجہ کی مدد سے اوس ملک کے جنگلون مین ہوتا ہوا گوندوانہ کے غیر معروف راستون اور جنگلون کی طرف سے نکلکر برار مین آیا ۔ اور وہان سے نظام شاہ کے علاقہ کا راستہ لیا ۔ اور آخر جمادی الاول سنہ ۱۰۳۹ھ مین دولت آباد جا پہونچا ۔

۴۲ ۔ بہلول اور سکندر کا | بہلول خان میانہ جاگیردار بالاپور اور سکندر دوتانی یا لوہانی جاگیردار جالنہپور

خانجہان سے ملنا اور نظام شاہ کا اون کی خاطر کرنا۔

داماد خانجہان جو دکن سے جاتے وقت اوس سے الگ ہو گیے تھے اب اپنی جاگیرون کو چھوڑکر اور بالاگہاٹ کے راستہ مین آکر اوس سے مل گیے۔ اور خانجہان کو اون سے بڑی تقویت ہو گئی۔ اور یہ تینون نظام شاہ کے پاس پہونچ گیے۔ اور اوس نے ان کی بڑی خاطر و تواضع کی اور یہ سمجہا کہ مجھے بڑی نعمت مل گئی۔ اگر خانجہان بجاے دکن کے پنجاب کی طرف بہاگتا تو خانجہان کے لیے بہت مفید ہوتا۔ افغانستان مین کہین نہ کہین اوسکو ٹھکانا مل جاتا۔ ادہر دکن کی تاریخ بالکل بدل جاتی۔ نظام شاہ کی حکومت کا جو قلع قمع ہوا یہ نہ ہوتا۔ اور مرہٹون کو جوان جھگڑون سے قوت پیدا ہوئی وہ بہی نہ ہوتی۔

۲۵۔ شاہی فوج کو خانجہان کا پتا ملنا۔

اودہر بادشاہی فوج کو دریاے چنبل پر اول تو کشتیان نہ ملین۔ دوسری جو فوج کہ آگے آئی تہی وہ زخمی ہو گئی تہی اور جو پیچہے آئی تہی اوسے پار ہونے کی کوئی سبیل نہ تہی اس سے وہان رات کو قیام کرنا پڑا۔ جب خواجہ ابوالحسن وغیرہ امراے شاہی دوسرے روز روانہ ہوئی تو انہین خانجہان کا ٹہیک پتا نہ ملا۔ اور ان لوگون نے اپنے قیاس سے گوالیار اندر کے چندیری بہنور اسہ کے راستہ سی گوندوانہ کو کوچ کیا راستہ مین بکرماجیت کے بندیلون نے ان کو خانجہان کا پتا غلط بتا دیا۔ اوراس وجہ سے یہ بہٹکتے ہوے گوندوانہ پہونچے۔ اور وہان سے خانجہان کے نہ ملنے کی کیفیت شاہجہان کو لکھ کر بہیجی۔

۲۶۔ شاہجہان کا خانجہان کے استیصال اور نظام شاہ کی تادیب کے لیے دکن مین آنا اور تین گروہون مین فوج کو منقسم کرنا۔

جب یہ خبر شاہجہان کو پہونچی تو اوس نے پہلے تو برہان نظام شاہ کو خانجہان کی مدد کرنے سے منع کیا اور جب دیکہا کہ نظام نے اوس کے کہنے پر کچہہ توجہ نہ کی تو اوسے دکن کے ہنگامہ اور فسادون کو یاد کرکے فساد کے بڑہ جانے کا ایسا اندیشہ ہوا کہ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۹ کو

پیش خیمہ روانہ کر کے ۱۰ جمادی الاول ۱۰۳۹ھ کو خود دکن کی طرف کوچ کیا۔ اور آہستہ آہستہ ۹ رجب کو برہان پور سے باہر اترا آیا اور ۱۰ کو ارادت خان صوبہ دار دکن مع ہمراہیون کے اوس کی خدمت مین آکر حاضر ہوا اور ۲۰ کو اسیر کے گرد نواح مین شاہجہان نے پہونچکر اپنی فوج کو تین گروہون مین منقسم کر کے رجب ۱۰۳۹ھ مین دریاے تاپتی کے کنارہ سے نظام کے ملک پر خانجہان کے استیصال اور نظام کی تادیب کے واسطے روانہ کیا۔

ایک فریق مین رضوی خان مشہدی اکرام خان ولد اسلام خان فتحپوری نور الدین قلی۔ احمد خان نیازی میر عبد اللہ خویش سید یوسف خان مغل خان ولد زین خان کوکہ ملتفت خان ولد ارادت خان۔ اہتمام خان جہجار سنگہ بندیلہ و راو دودا چندراوت ستر سال ولد مادہو سنگہ کچھواہہ۔ کرنسی راٹہور راجہ دوارکا داس کچھواہہ بلبہدر سیکہاوت۔ شیام سنگہ سیسودیہ۔ راجہ گردہر لوک چند بنیرہ راے منوہر۔ راجہ ہاڑا جگناتہہ راٹہور مکند داس جادون۔ اودے سنگہ راٹہور دکھنی کسیوجی وسناجی برادر مالوجی بہونسلہ و یاقوت خان حبشی اور اوسکا بیٹا فخر الملک پرسوجی بہونسلہ وغیرہ بیس ہزار سوار تھے اور اوس کا سردار ارادت خان تھا۔

دوسرے گروہ مین نصرت خان بہادر خان روہیلہ جان نثار خان شریف خان۔ احداد مہند۔ جسان خان کاکر خنجر خان عثمان خان روہیلہ جبیب سور۔ میر فیض اللہ نور محمد عرب محمد شریف حسینی کریم داد بیگ قاقشال۔ محمد شاہ راجہ بٹہل داس انیراے بڈگوجر راجہ منروپ کچھواہہ راول پونجا بہیم راٹہور راجہ بیر نراین بڈگوجر گوکل داس سیسودیہ۔ جیرام ولد انیراے نوہر داس

جہالا راے ہرچند بیار دوکہنی اوداجیرام - بہلاجی مسکا بہائی وشنو خان وغیرہ پندرہ ہزار سوار تھے - اور اس کا سردار راجہ گج سنگہ تہا -

تیسرے گروہ میں سپہدار خان فدائی خان اللہ وردی خان ہمت خان بخشی حیات خان حیات ولد بہلیخان ترین امام قلی پسر جان سپار خان شیر راو محمد حسین جعفر برادر باقر خان نجم ثانی و آتش خان حبشی دکہنی و راجہ جے سنگہ و راو سور بہورتیہ بہار سنگہ بندیلہ و مادہو سنگہ ولد راو رتن و راجہ اوزافزون چندر من بندیلہ راجہ کشن سنگہ بہدوریہ سنگو انداس بندیلہ - نرہر داس بندیلہ راوت راو دکہنی تہے اور ان کے ساتہ تین ہزار سوار آصف خان کے اور پانچ سو آدمی رانا جگت سنگہ کے بہی تہے اور کل کی تعداد قریب پندرہ ہزار کے تہی -

دریہ فریق شایستہ خان پسر آصف خان کے ماتحت تہا - اور دولدہی کے واسطے یاقوت خان حبشی کو ایک لاکہہ روپیہ اور بہیلوجی کو جو خان زمان کی وساطت سے شاہجہان کے ملازمون مین داخل ہو گیا تہا اور اوسے پنجہزاری کا منصب مل گیا تہا پچاس ہزار اور رنالوجی اور اودا جیرام کو چالیس چالیس ہزار اور منا جی کو تیس ہزار اور آتش خان کو پچیس ہزار روپیہ نقد انعام بہی دیا تہا - اور پہر اس تمام فوج کا سردار اور نگران ارادت خان کو بلقب اعظم خان کیا تہا - اور سید مظفر خان کو اوس کی فوج کا ہراول مقرر کیا تہا - اور حکم دیا تہا کہ یہ فوج برسات کے اختتام تک دیول گانون مین مقیم رہے - اور دشمنون کی حرکت کو دیکہتی رہے -

۴۷ - شاہجہان کا قیام برہانپور مین اور خواجہ ابوالحسن کا اوس پاس آنا

جب یہ فوج بالاگہاٹ کو روانہ ہو گئی تو خود ۲۹ رجب کو برہانپور مین پہونچکر قیام پذیر ہوا - اور یہان یکم شعبان ۱۰۳۹ھ کو خواجہ ابوالحسن جو خانجہان کے تعاقب مین بہیجا گیا تہا اور خانجہان کا پتہ صحیح نہ ملنے کے سبب سے

تلنگانہ کی طرف چلا گیا تھا مع دریاخان روہیلہ کے جو بنگالہ سے آیا تھا حاضر خدمت ہوا۔

شاہجہان کا تلنگانہ پر حملہ

۲۰ ۱۱ شعبان کو وزیرخان صفدرخان شہبازخان افغان و ظفرخان خسان و مبارک خان نیازی و نعیم خان و عبدالرحمن روہیلہ و امان بیگ و کاظم بیگ و شمس الدین ولد نظر بہادر خویشگی و راجہ بہارتھ بندیلہ و راجہ رام داس نروری و جیت سنگھ راٹھور و اندرسال نبیرہ مادہن داس و پرتھی راج سیسودیہ و داو دسے سگہ وغیرہ منصبداروں کو جن کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی سرحد تلنگانہ پر روانہ کیا اور اوس کی سرداری۔ اودی تن کو عنایت کی اور محمد شفیع کو بخشی مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ پرگنہ باسم علاقہ پایان گھاٹ مین جو توابع برار سے اور تلنگانہ کی سرحد پر ہے جا کر مقیم رہین۔ اور تلنگانہ کے مضمون کی نگرانی کرتے رہین۔ اور جب موقع ملے تو اوس علاقہ کو داخل ممالک محروسہ کرلین۔

۲۹۔ دریاخان کا خانجہان سے ملنا اور شایستہ خان کے بجاے عبداللہ خان کا تقرر۔

۴ ۴ شعبان ۱۰۳۹ھ کو دریاخان روہیلہ جو خانجہان کا دوست تھا شاہجہان کے پاس سے خان جہان کے پاس چلا گیا۔ اور ۱۰ رمضان کو رحیم خان ولد آدم خان حبشی داماد ملک عنبر اور سردرخان و علی دلاورخان نظام شاہ کے پاس سے شاہجہان پاس چلے آئے۔ رحیم خان کو پنجہزاری کا اور سردرخان کو دوہزاری کا منصب ملا۔ اور ان کو پچاس ہزار نقد عنایت ہوا اور عبداللہ خان بھی اسی رمضان کے مہینے مین شاہجہان کے پاس آگیا چونکہ اعظم خان اور شایستہ خان مین موافقت نہ ہوئی اس واسطے شوال کے مہینے مین شاہجہان نے شایستہ خان کو اپنے پاس طلب کر کے عبداللہ خان کو اوس کی جگہ بھیجدیا۔ اور شایستہ خان ۷ ذیقعدہ کو شاہجہان کے پاس آکر حاضر ہو گیا۔

۳۰۔ ابوالحسن کی روانگی ناسک کی طرف اور قلعہ کا لنہ وبانوتہ وہ پر تاحت۔

۲۱ رمضان ۱۰۳۹ھ کو خواجہ ابوالحسن سید امیرخان بارہ مرزا افغان

شاہنواز خان ولد مرزا رستم صفوی ظفر خان خورشید نظیر پسران خواجہ ابوالحسن۔ یوسف خان
تاشکندی۔ سردار خان۔ پرتھی راج راٹھور۔ پیر خان میانہ۔ میر فاضل مخدوم زادہ۔ صفی بہادر
باقی بیگ اوزبک۔ جلال الدین محمود نواسہ مخدوم الملک۔ سلطان محمود خویش خواجہ ابوالحسن
خواجہ عبداللہ نقشبندی۔ سیف اللہ ولد تہمتن۔ شیر خان عرب۔ بدیع الزمان داماد خواجہ ابوالحسن
محمد قاسم برادر خواجہ۔ سیدی عبداللطیف نبیرہ سیدی ریحان۔ میر محمد واحد۔ خواجہ ہاشم ولد خواجہ
بشارت خان بخشی واقعہ نویس وغیرہ منصبداروں احدیوں برق اندازوں کو جن کی تعداد دس ہزار
تھی علاقہ ناسک و ترنبک و سنگمنیر کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا اور حکم دیا کہ موسم برسات میں جہاں
مناسب ہو قلعہ للنگ کے گرد نواح میں قیام کرے۔ اور جب برسات ختم ہو جائے اور شیر خان
صوبہ دار گجرات اپنے توابع کو لیکر اوس ملک کو آجائے تو بگلانہ کے راستہ سے آگے
بڑھے اور وہاں کے زمینداروں کو ساتھ لیکر ناسک کے علاقہ میں جائے۔ چنانچہ خواجہ
وہاں سے فوراً روانہ ہوکر آٹھ روز میں موضع دہیہ میں جو قلعہ للنگ کے پاس ہے قیام
پذیر ہوا۔

قلعہ کالنہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک مضبوط قلعہ تھا۔ اور نظام شاہ کے آدمیوں
کے قبضہ میں تھا۔ خواجہ ابوالحسن نے اپنے بیٹے ظفر خان کو شاہی حکم کے بموجب اوسکی
تاخت و تاراج کرنے کا حکم دیا۔ وہ بطریق یلغار دوڑا اور کچھ آدمی مقتول اور اسیر کرکے اولٹا
لوٹ آیا۔

۲۶ شوال سنہ ۱۰۳۹ھ کو شیر خان صوبہ دار گجرات آکر خواجہ ابوالحسن سے مل گیا۔ اوسے اوس
نے قلعہ باتورہ اور حوالی قلعہ چاندور کی تاخت پر جو نواحی ناسک اور ترنبک میں ہے مقرر
کیا۔ چنانچہ شیر خان نے وہاں جاکر ملک کو خوب غارت کیا اور بہت سی غنیمت کیساتھ

کی۔

۳۳ - بیان نظام شاہ کی فوج کی لڑائی کا ڈھنگ اور شاہجہان کی فوج پر خانجہان کا حملہ۔

جب نظام شاہ نے دیکھا کہ شاہجہان نے اپنی فوج اوس کے ملک پر بھیجی ہے تو اوس نے بھی مقابلہ کا اچھی طرح سامان کیا چونکہ دکنی شاہی فوج سے میدان کی لڑائی نہین لڑ سکتے تھے۔ اس لیے انہون نے قاعدہ مقرر کیا کہ دشمن کے اوپر وقت بے وقت جا پڑین۔ اور اودھر اودھر کے آدمیون کو مارین پیٹین لوٹ لین اور بہاگ جائین۔ دشمن کے سامنے نہ آئین اس وجہ سے شاہی فوج نے دکنیون کو بزدل سمجھ لیا۔ اور اپنے لشکر مین غفلت سے رہنے لگے۔ خانجہان ان کی تاک مین لگا رہتا تھا۔ ایک روز ذیقعدہ ۱۰۳۹ھ مین جاسوسون نے خانجہان کو آکر خبر دی کہ قول کی فوج تو ایک کوس آگے بڑھ گئی ہے۔ اور ملتفت خان اور چند راجپوت جو اعظم خان کے چنداول پر مقرر ہین پیچھے رہ گئے ہین۔ یہ سنتے ہی خانجہان دریا خان مقرب خان اور بہلول خان نے بارہ ہزار فوج لیکر اور پیچھے سے آکر ادن پر حملہ کیا۔ اور ادن کا راستہ گہیر لیا۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ شاہی فوج کا بڑا نقصان ہوا ہوگا۔ شاہجہان کی فوج مین سے امام علی پسر جانسپار خان اور رحمت اللہ پسر شجاعت خان عرب اور راو ستر سال برادر زادہ راجہ مانسنگہ اور اوس کے دو بیٹے اور بہت سے منصبدار مارے گئے۔ اور کرم سین راٹھور دلبہدر سکہاوت اور راجہ گردہر داس نبیرہ راجہ جیمل وغیرہ زخمی ہوئے۔ مگر ملتفت خان نے کوئی اچھا کام نہ کیا۔ بلکہ دشمن کے سامنے سے بہاگ گیا۔

۳۴ - پشاور کی بغاوت اور اوس کا فرو ہونا۔

ان پٹھانون کے آپس مین ایک دوسرے کی بڑی ہمدردی ہوتی ہے جب خانجہان کے اہل وطن نے پیشاور اور اوس کے گرد و نواح مین شاہجہان اور خانجہان کا معاملہ سنا تو وہ بہی شاہجہان سے بگڑ بیٹھے

اور اُنھون نے وہان شاہی فوج سے بغاوت کی - لیکن بہت کشت وخون اور ایک مدت کی لڑائی کے بعد شاہی ملازمون نے وہان کی بغاوت فرو کی -

۴۳ - شاہجہان کا کرمت خان کو فوج کی حالت دیکھنے کے واسطے بھیجنا -

خان زمان اور اوس کا بھائی جو اوس زمانہ مین اکبر آباد سے تیس لاکھہ روپیہ لیکر آئے تھے مخواجہ ابو الحسن کی فوج مین بھیجے گیے اور کرمت خان کو شاہجہان نے لشکر مین اس واسطے بھیجا کہ وہ جاکر بالاگھاٹ کے لشکر کی تعداد اور حالت دیکھکر بادشاہ کو کیفیت لکھ بھیجے - مگر شاہجہان نے بظاہر اوسے چالیس خلعت بارانی دیگر فوج کے سردارون کے پاس روانہ کیا تھا -

۴۴ - دریرخان کا برار کے مفسدون کو سزا دینا

اس زمانہ مین شاہجہان کو معلوم ہوا کہ برار والون نے تلی گانون مین جو غالباً شاہجہان کی فوج کے قبضہ مین ہوگا - آگ لگا دی ہے اور اوسے جلا دیا ہے - اور وہان فساد کر رہے ہین - اس لیے بادشاہ نے راو رتن کو حکم بھیجا کہ وہ باسم مین رہے اور دریرخان برار مین جاکر مفسدین کو ایسی تنبیہ کرے کہ آیندہ پھر کسی کو فساد کرنے کی جرات نہ ہو - چنانچہ دریرخان وہان گیا - اور مفسدون کی بخوبی سرکوبی کر کے بالاپور کے راستہ سے حکم شاہی کے بموجب شاہجہان کی خدمت مین سلخ ذی قعدہ ۱۰۲۹ھ کو حاضر ہوا -

۴۵ - راو رتن کے بجاے نصیری خان کا تقرر -

نصیری خان یا نصرت خان نے جو راجہ گج سنگہ کی ماتحتی مین مقرر ہوا تھا اس زمانہ مین ایک عرضی بھیجی کہ اگر مجھکو تلنگانہ اور قلعہ قندہار کی تسخیر کے واسطے مقرر کیا جاے تو مین اوسے بدولت اقبال خداوندی باحسن وجہ فتح کر سکتا ہون اس لیے شاہجہان نے اوسی ایام بارش مین جب کہ فوج بیکار پڑی ہوئی تھی اپنے پاس بلا لیا - اور ۲۴ ذی الحجہ ۱۰۲۹ھ کو اوسے چار ہزاری کا منصب دیکر راو رتن کی جگہہ مقرر کر کے بھیجدیا - اور راو رتن ۴ صفر ۱۰۳۰ھ کو شاہجہان کے پاس واپس آگیا -

۴۳ ۔ منصبات

۲۶ ذیقعدہ ۱۰۳۹ھ کو منکوجی دکنی کو سہ ہزاری کا اور بالاجی کو دو ہزاری کا منصب ملا۔ اور ۲ صفر ۱۰۴۰ھ کو تاناجی نظام شاہی بھی شاہجہان کے یہان آگیا۔ اور نصیری خان کی سفارش پر اوسے بھی دو ہزاری کا اور شیخ صوفی و سادات خان و شہنہ خان کو بھی منصب عطا ہوے اور اسی زمانہ مین دیانت خان قلعہ دار احمدنگر کا انتقال ہوا۔ اوس کی جگہہ جان نثار خان مقرر ہوا۔ سید مظفر خان ہراول فوج اعظم خان کے ایک پھوڑا ہو گیا تھا۔ اوس کی جگہہ راجہ بجی سنگہ کا تقرر کیا گیا۔ اور موسم بارش کے ختم ہونے کی سبب سے اعظم خان نے دیول گانو سے جہان وہ ایام برسات مین پڑا ہوا تھا آگے قدم بڑہایا۔ اور خان زمان اور لہراسپ پسران مہابت خان جن کا ابوالحسن کی فوج مین تقرر ہوا تھا وہ بھی اب وہان پہونچ گیے۔

۴۴ ۔ ابوالحسن کا آگے بڑہنا اور لشکر کیواسطے رسد ہم پہونچانا۔

خواجہ ابوالحسن جو تلنگانہ کی فتح کے واسطے نامزد ہوا تھا وہ برسات بعد شاہجہان کے حکم سے قلعہ للنگ کے حوالی سے راہی ہوا۔ اور تلنگانہ کی راہ سے ناسک ترنبک کی ولایت پر توجہ کی اور آگے بڑہ کر بگلانہ کی سرحد مین آیا۔ اس ملک کے زمیندار بہرجی نے چار سو سوارون سے استقبال کیا۔ خواجہ جراہی کے گہاٹ سے نظام شاہی عملداری مین اوترا اور خان زمان و شیر خان و شاہنواز خان تینون کو کچھہ کچھہ فوج دی۔ اور مقرر کیا کہ ان مین سے ہر ایک بدفعات ہر کوچ مین کوئی ہراول اور کوئی چنداول ہوا کرے۔ اس زمانہ مین یہان بارش نہین ہوئی تہی۔ بے آبی کے سبب سے غلہ کی گرانی ہو رہی تہی۔ علاوہ برین نظام شاہی ملک کی رعایا دشمن کے خوف سے اور نظام شاہ کے اشارہ سے اپنا ملک چہوڑ کر بہاگ گئی تہی پہر بادشاہی فوج کے آنے سے اور خرابی پر خرابی بڑہ گئی تہی۔ اس لیے لشکر شاہجہانی مین رسد کی نہ ہونے سے بڑی دقت ہو گئی تہی اور یہان تک نوبت پہونچ گئی تہی کہ نانے بہ جانے بہم نرسید کا مضمون ہو گیا تہا۔ اور لشکر مین تفرقہ ہونے کا اندیشہ تہا۔

سن کو اس وقت معلوم ہوا کہ لوگ اس ملک مین کتنی کہود کر غلہ چہپا دیا کرتے ہین - اور
ایا یہان کی اپنے دیہات کو چہوڑ کر چلے گئی ہے اوس کا غلہ زمین مین بہت دبا ہوا ہے اس
ہے اوس نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ غلہ کی کتہیون کی تلاش کرین - ادہر اول چند امل
جون کو بہی حکم دیا - کہ پہاڑون اور جنگلون مین بہی جہان نظام شاہی رعایا جا کر پناہ گیر ہوئی
ہے اور وہ ملک آباد ہے اور وہان غلہ وغیرہ موجود ہے تیس تیس کوس تک جائین - اور
ت کر کے سامان رسد کا لائین - اس طرح پر رسد خوب جمع ہو گئی اور لشکر کی عسرت دفع
ئی -

> محلدار خان وغیرہ فوج نظام شاہی کی شکست -

جب نظام شاہ نے سنا کہ شاہجہانی فوج آگے بڑہی ہے تو اوس نے محلدار خان عمر خان افغان ۱۰روا اپنڈت کو سات ہزار فوج دیکر ادہر بہیجا لوگ رات کے وقت ابو الحسن کی فوج پر دور ہی دور سے بان مارتے اور دن کو جو فوجین کہ رسد کی تلاش مین ادہر اودہر جاتی تہین اون کے اونٹ بیل چوپائے لوٹ لیتے تہے اور ہر طرح سے شاہی فوج کو تنگ کرتے تہے - ابو الحسن نے شاہنواز خان وغیرہ کو ان کی طرف روانہ کیا - اور اوس نے بیس کوس کا ۰ ہا وامارکران کو جا لیا - خوب لڑائی ہوئی اور طرفین کے بہت آدمی مارے گیے - محلدار خان اور اوس کے ہمراہی شاہجہانی فوج کے مقابلہ مین نہ ٹہیر سکے اور تمام احمال و اثقال چہوڑ کر بہاگ گیے - جب شاہنواز خان لوٹ آیا تو دکنی پہر اکٹہے ہو کر شاہی لشکر پر آئے اور بان مارنا شروع کیے - اس وقت خواجہ نے اون کی اصلی فرودگاہ کا پتا لگایا - اور بنواحی سنگمنیر مین خان زمان کو فوج دیکر بہیجا - یہ راتون رات وہان پہونچا - محلدار خان جو ان کا افسر اعلیٰ تہا شاہی فوج کے پہنچتے ہی چاندور کیطرف بہاگ گیا - اور جو ہمراہی کہ تہا ۔۔۔ سے وہ متفرق ہو گیے - بعد ازان بہر دکنیون نے شاہی فوج کو

[illegible] ضعیف ندی-

۴۵- اعظم خان کے بجاے آصف خان کا سپہ سالار ہونا

جب شاہجہان کو معلوم ہوا کہ اعظم خان اپنے ہمسرون کے ساتھ سلوک اور بردباری سے پیش نہین آتا جو سرنامہ سری اور پیرایہ سرداری ہے اور اس سے لشکر کے درہم برہم ہونے اور دشمن کی چیرہ سری کا اندیشہ ہے تو شاہجہان نے چاہا کہ کسی ایسے شخص کو سردار مقرر کیا جائے کہ کل سپاہ اس سے درجہ مین کمتر ہو اور اوسے اوس سے اُمید و بیم ہو- اور سردارون کو اوس سے برابر کا خیال نہ ہو اور سب اوس کی صلاح جو کی متابعت اور مقتضاے تدبیر کی موافقت کرین- اس واسطے ۱۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۰ھ مطابق [illegible] اکتوبر سنہ ۱۶۳۰ء کو کل فوج کی سرداری یمین الدولہ آصف خان اپنے خسرو کو دی اور اعظم خان صرف اپنی فوج کا سردار رہا- اور آصف خان کو حکم ہوا- کہ موضع اوجر مین جہان گہاس و دانہ بخوبی میسر آتا تھا جا کر قیام پذیر ہو- اور وہان سے دشمن شکنی کی تدابیر کرتا رہے- اور شایستہ خان اوس کا بیٹا اور راو رتن فدائی خان- سید ہزبر خان اور اوس کا بہائی سید عالم الہوردی خان بخشی فوج اور اصالت خان برادرزادہ عبد اللہ خان وغیرہ منصب دار اوس کے ہمراہ گیے-

۴۶- مختلف سمتوں کے سفر کی مختلف سواریان-

اور چونکہ اوس زمانہ مین ہندوستان کے دولتمندون کا دستور تہا کہ جب کوئی شخص سفر کو جاتا تو شمال کو پالکی مین اور جنوب کو رتہہ مین اور مشرق کو ہاتہی پر اور مغرب کو گہوڑے پر سوار ہوکر سفر کو نکلتا تہا اس لیے آصف خان کو شاہجہان نے جنوب مین جانے کی وجہ سے رتہہ عنایت کیا- یہ دستور دہلی آگرہ کے ہندوون کا ایجاد کیا ہوا ہے اس کی وجہ غالباً یہ معلوم ہوتی ہے کہ شمال مین کوہستان ہمالیہ مین پالکی اچہی چیز ہے اور ایسی ہی مشرق مین ندی نالون کی وجہ سے ہاتہی کی ضرورت پڑتی ہے اور جنوب مین ندی

تاون کی کمی کی وجہ سے گاڑی بخوبی چل سکتی ہے اور گرمی کی وجہ سے اوس مین اندیشہ ضرر بھی ہوتا ہے اور پنجاب کی طرف سردی کی وجہ سے گھوڑے کی سواری مناسب ہے اس لیے اس قسم کی سواریون کا دستور ہو گیا تہا۔ مگر اب اس زمانہ مین تو ایسی باتون کو کوئی نہین مانتا۔ اور علم کی روشنی کے اوجالے مین لوگ ایسی باتون کو سنکر ہنستے ہین۔

۴۱۔ اعظم خان اور مقرب خان دہلول خان کی لشکر کی حرکت اور خانجہان پر حملہ کرنیکے لیے اعظم خان کی تیاری۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب خانجہان دکن مین پہونچا ہے تو اوس نے پرگنہ بیر وغیرہ کے کیلے علاقہ پر جو شاہجہانی مقبوضات مین سے تہا قبضہ کر لیا تہا۔ اور اسی ملک کے محاصل سے وہ اپنے آدمیون کی نگہداشت کرتا تہا۔ اور کچھ اور گرد نواح کے علاقہ شاہی مین بہی تاخت و تاراج کرتا تہا۔ اور شاہجہان کی فوج کی مخالفت پر خود بہی تلا ہوا تہا۔ اور نظام شاہ کو بہی خوب برانگیختہ کر لیا تہا۔ جب اعظم خان نے سنا کہ اوسکی تمام فوج کی سپہ سالاری جاتی رہی اور آصف خان اوس کے بجاے مقرر ہو کر آتا ہے تو اوسکی رگ غیرت نے حرکت کی اور اپنی جگہہ سے فوج لیکر چلا۔ مقرب خان اور بہلول خان نظام شاہی سردار جو برسات مین جالنہ پور مین پڑے رہے تہے یہ دیکھتے ہی یاتری مین آموجود ہوئے جو پورنا اور بان گنگا کے ملاپ سے تیس میل پر واقع ہے۔ اعظم خان بہی دکینیون کی حرکت کا حال سنکر رامپوری مین آیا جو بان گنگا کے کنارے پر واقع ہے یہان اوسے معلوم ہوا کہ نظام شاہی لشکر دہارور کے قلعہ مین پناہ گیر ہوا ہے خانجہان نواحی بیٹر مین پڑا ہوا ہے اور اعظم خان کے لشکر کی خبر سنکر اوس نے اپنے اوس لشکر کو بولایا ہے جسے اوس نے تحصیل محاصل کے لیے بہیجا تہا۔ اور دریا خان کا منتظر ہے اور مقرب خان بہلول خان کا دہارور سے آنے کا انتظار کر رہا ہے۔ اعظم خان نے اس ارادہ سے کہ ان دشمنون کے ایک جگہ جمع ہونے سے پہلے ہی خانجہان

کہ اوس کی جمعیت کو متفرق کردے۔ رامپوری سے مہگانو کو کوچ کردیا۔

اسی اثنا مین صف شکن خان ولد سید یوسف خان رضوی قلعہ دار بیڑ کے پاس پہ خبر آئی کہ خانجہان راجوری سے ۲۴ کوس پر مچھلی گانون مین ہے ۱۰ راوس کے ہمراہیون نے جو گیہون اور کیوڑالی مین تجار کا مال و اسباب لوٹا ہے اوسے تقسیم کررہا ہے۔ اور اوس نے لشکر شاہی کی حرکت کو سنکر یہ قرار دیا ہے کہ جب وہ پاتھری سے بیڑ کے علاقہ مین آئے تو یہان سے کوچ کرجاوے۔

اس واسطے اعظم خان نے یاقوت خان مالوجی بہونسلہ اکرام خان میر عبد اللہ رعایت خان وغیرہ کو مچھلی گانون مین چھوڑا کہ لشکر کی حراست کرتے ہوئے آہستہ آہستہ آئین۔ اور خود سپہدار خان راجہ جے سنگہ راجہ جھجار سنگہ بندیلہ راو سور بھورتیہ بہادر خان راجہ بہلداس سردار خان راجہ پہاڑ سنگہ بندیلہ راجہ انوپ سنگہ خاص خان۔ جان نثار خان ارجن برادر راناکرن مرحمت خان بخشی احدیان چندرامن بندیلہ اہتمام خان کیلوجی اودا جیرام۔ جگدیو راے اور اور دکنیون منصبدارون احدیون زمینداروں وغیرہ کو ساتھ لیکر پہر رات گئے مچھلی گانون سے سوار ہوا اور چار گھڑی رات رہے موضع پیپل سیر مین بیڑ سے چھہ کوس پر ہے پہونچ گیا۔

۴۴۔ اعظم خان کا حملہ خانجہان پر اور بہادر خان برادرزادہ خانجہان کا قتل اور خانجہان کا بھاگنا۔

اب یہان سے اعظم خان نے صف شکن خان کو لکہا کہ اپنے آدمیون کو لیکر خانجہان کی فوج کی طرف جانے اور اوسے اپنی جان دکہائے جس سے وہ تہوڑی فوج کو دیکہکر کہین بہاگ نہ جاوے۔ اس لیے صف شکن خان اپنی فوج کو لیکر خانجہان سے ایک کوس کے فاصلہ پر اوس پشتہ کوہ پر گیا جہان خانجہان بیڑ سے چار کوس پر دامن کوہ مین پڑا ہوا تہا اس

فوج کو دیکھکر خانجہان نے اپنی بیٹے عزیز کو صف شکن خان کی طرف بھیجا لیکن جب اسی عرصہ مین اعظم خان کی کل فوج نمودار ہو گئی تو عزیز مقابلہ کی طاقت نہ دیکھکر مضطربانہ باپ پاس لوٹا اور اصل حقیقت سے اطلاع دی - اب خانجہان نے دیکھا کہ لشکر شاہی کے آجانے سے راہ فرار بستہ ہے ناگزیر ساری افغانون کو لیکر پیکار کے لیے آمادہ ہوا - راجہ جے سنگھ جو فوج کا ہراول تھا سب سے پہلے سے راجہ بٹھلداس راجہ انوپ سنگھ اور راجپوتون کو لیکر ادھر سپہدار خان سردار فوج خبر نگاری بہادر خان سردار خان خواص خان کو لیکر اور اہتمام خان داروغہ توپخانہ نے تفنگچیون کے ساتھ اور رحمت خان نے احدیون کو لیکر اوس کے بنگاہ پر حملہ کیا - اس وقت خانجہان کے آدمی لوٹ کے مال کو تقسیم کر رہے تھے وہ سب اس اسباب کو چھوڑ کر پہاڑ پر چڑہنے لگے - افواج شاہجہانی مین سے اکثر فوج کے آدمی مال و اسباب کی لوٹ مین پڑ گیے - اور اون کی ترتیب بگڑ گئی - مگر سرداران مذکور بہی جسقدر آدمی ہو سکے ساتھ لیے ہوئے اوپر چڑہے - اور بہادر خان پسر دریا خان جو باپ کا کسی ذاتی عداوت کے سبب سے سخت دشمن ہو رہا تھا اور اہتمام خان و نرہرداس جہالا سب سے اول قلہ کوہ پر پہونچے - جب خانجہان نے دیکھا کہ شاہجہان کی فوج کچھہ تو آگئی اور کچھہ علی التواتر اور چلی آتی ہے اور علی الاتصال کمانون کے تیر اور بندوقون کی گولیان اور بانون کے نزیان سرون پر برس رہے ہین اور سیلاب بلائے ناگہانی قلہ کوہ سے بلند ہو گیا ہے تو اوس نے مضطربانہ کمر بستہ و نابستہ عورتون کو ہاتہیون اور گھوڑون پر سوار کرایا - اور جو اوس کی عورتین قتل سے بچ رہی تہین اونہین ایک ہتہنی پر عماری مین بٹھا کر شیوگانون کو بھیجا جو احمد نگر کے شمال مشرق مین ہے اور خود اپنے رفقا کو سنے اور زین کردہ و ناکردہ گھوڑون پر سوار ہو لڑائی کے لیے موجود ہوا - اور اپنے بھتیجے بہادر خان کو جس کی دلیری و شجاعت پر اوسے بڑا اعتماد تہا -

بہادرخان پسر دریاخان کی طرف بہیجا چونکہ بہادرخان پسر دریاخان کے آدمی اکثر لوٹ میں مشغول ہو گئے تہے اور اوس کے پاس آدمی کم تہے۔ اوسے بڑی مشکل پیش آئی۔ مرنے کے ارادہ سے پیادہ پا ہو گیا خود اوس کے دو تیر سینہ پر اور ایک زخم شمشیر منہ پر لگا۔ اور بہت ہمراہی مارے گئے۔ اور زہر واس جہالا اور اور کتنے ہی راجپوت مارے گیے۔ خانجہان کے ہمراہیون نے ایسا حملہ کیا کہ میدان جنگ کو نمونہ محشر بنا دیا سپہدار خان خواص خان مرست خان جو داہئین طرف سے پہاڑ پر آئے تہے اس چپقلش کو دیکہکر ایک دیو رنگ چٹان کی آڑ مین کہڑے ہو گیے۔ اور وہان سے کمانداری کرنے لگے۔ اور راجہ بہاؤ سنگہ بندیلہ رنغار کی فوج سے بہادرخان کی مدد کو پہونچا۔ لیکن افغانون نے اس کے ہمراہیون کو بہی خوب مارا مگر اسی مین راجہ جے سنگہ راجہ بٹہل داس و راجہ انوپ سنگہ وغیرہ جو پہاڑ کی دوسری طرف تہے عین وقت پر پہونچ گیے اور اعظم خان بہی بسرعت تمام دامن کوہ مین جا داخل ہوا۔ اور ملتفت خان و راو سور بہورٹیہ و چند زمین بندیلہ وغیرہ برنغار کے آدمیون کو پہاڑ پر چڑہنے کی تاکید کی۔ تین گہنٹہ کامل لڑائی رہی طرفین کے بہت آدمی مارے گیے۔ بہادرخان نے جب دیکہا کہ شاہجہان کی فوج برابر چلی آتی ہے۔ تو اوس نے زیادہ تر مقابلہ مین ٹہیرنا بیفائدہ سمجہا اس لیے وہ پہاڑ پر سے نیچے اوترا اور خانجہان بہی اپنے آدمیون کو لیکر چلدیا۔ جب یہ لوگ پشتہ کوہ سے نیچے اوتر رہے تہے تو اوس وقت شاہجہان کی فوج مین سے اون پر تیر اور گولیون کا مینہہ برس رہا تہا۔ بہادرخان سخت زخمی ہو کر گر پڑا۔ مگر غیرت کے سبب سے پہر اوٹہا اور بادشاہی لشکر کی طرف چلا اور تلوار ہاتہہ مین لے کر مردانہ حملہ کرنے لگا۔ کہ اسی مین ایک گولی اوس کے آلگی۔ اور بالکل گرا دیا۔ پرسرام راجہ پہاڑ سنگہ کا نوکر اوس کے پاس آیا کہ سر کاٹ لے۔ بہادرخان نے اس حالت پر بہی جمدہر نکال کر اوس کے ایسا مارا کہ کان اڑا دیا۔ لیکن اس راجپوت نے

اوس کا سر کاٹ لیا- اور گہوڑا اسپ اور انگشتری و دو شمشیر اوسکی لیکر راجہ بہار سنگہ کے پاس آیا راجہ نے اوسے اعظم خان کے پاس پہونچایا- اعظم خان نے اوس کا تمام اسپ و یراق تو پرسراہ کو دیدیا- اور بہادر خان کا سر شہر کے دروازہ پر ٹنکانے کے واسطے بہیجدیا- اور اوس کی انگشتری شاہجہان کے پاس روانہ کی- اور پہر خانجہان کا تین کوس تک فوج شاہی نے تعاقب کیا- لیکن چونکہ اٹھارہ گھنٹے سے فوج برابر اس دوا دوش مین تہی اور کثرت حرکت و شدت حرارت سے آدمی اور گہوڑون مین جان نرہی تہی- اور فوج نے نہ کہانا کہایا نہ پانی پیا تہا اور کچہ آدمی پیچہے بہی رہ گئے تہے اس لیے اعظم خان نے رات کو آرام کے واسطے یہان قیام کیا- اور خانجہان کو یہ موقع جان بچالیجانے کا اچہا مل گیا- اوس کے تین سو افغان اس لڑائی مین مقتول و مجروح ہوکر اوس سے جدا ہو گیے-

اگرچہ اس لڑائی مین خانجہان کو بہی شکست ہوئی- اور دکہنیون کی نگاہ مین اوس کی وقعت گہٹ گئی- اور خود اوس کا بہی دل ٹوٹ گیا بلکہ اسی جگہ درحقیقت اوس کی آیندہ کی حالت کا خاتمہ ہوگیا- مگر لڑائی کی حالت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعظم خان غفلت کی حالت مین اوس پر نہ جا پڑتا تو لڑائی کا نتیجہ کچہ اور ہی ہوتا- اور شاہجہان کو بہت تکلیف اوٹہانا پڑتی-

۴۴- خانجہان کے مصائب اور اعظم خان کا اوس کے تعاقب مین جانا-

چونکہ خانجہان کے گہوڑے تازہ دم تہے اس لیے اوس نے فرصت کو غنیمت سمجہا- اور لڑائی سے نکلکر چلدیا- اعظم خان نے درویش محمد دکہنی اور جگدیو راے برادر جادو راے کو جو سیر مین ہمت تعاقب کے لیے اوسی دم روانہ کیا اور متعاقب صبح کو خود بہی اوس کے پیچہے کوچ کیا- خانجہان نے دیکہا کہ لشکر شاہی تعاقب نہین چہوڑتا تو اوس نے تہنی کی عماری مین سے عیار

ل کو آتار کر پینا گہوڑون پر سوار کرایا - اور تہنی کو چہوڑ کر آگے بڑہ گیا - وہ تہنی اور عماری بہلیں محمد کے آدمیون نے پکڑلی اور جو افغان کہ اپنے بال بچون کی وجہ سے پیچہے رہ گیے تہے اونہین دریلیش محمد کے آدمیون نے گرفتار کرلیا - اور خانجہان کے بہت آدمی مارے بہی گیے - اور ایسے بدحواس ہو گیے کہ بجز کپڑون کے اوسب - سامان اون کے رہگیے - خانجہان چند رفیقون کے ساتہ کوہستان مین چلا گیا - اور رات ہونے پر اعظم خان آیندہ اوس کا تعاقب نہ کرسکا - اور چونکہ اعظم خان کو یاقوت خان کے طرف سے اندیشہ تہا کہ کہین کچہہ بغاوت نہ کرے اور فوج بہی نہایت تہک گئی تہی اس لیے اوس نے خانجہان کا اور تعاقب کرنا مناسب نہ سمجہا - بلکہ بیر کو واپس چلا آیا - تاکہ لشکر مین بہی آجاے اور یہ بہی معلوم ہوجاے کہ مقرب خان اور بہلول خان کا کیا ارادہ ہے - اوسی روز یاقوت خان بہی بہپی کا لون سے آکر لشکر مین ملا - اور معلوم ہوا کہ دریا خان نہو سے نکلکر خانجہان سے جاملا ہے - اعظم خان نے بیر ہی مین چند روز اقامت کی کہ جانور اور لشکر آرام لے لے - اور شاہجہان کو اس فتح کا حال لکہا - شاہجہان نے ہر ایک کو بقدر عہدہ اور کارگذاری کے منصب اور انعام عطا کیے - خانجہان اور دریا خان شیوگانون سے بیفنا پور مین جو اورنگ آباد سے مغرب کو بیس میل پر ہے اور موضع بہونسلہ مین آئے - یہ پرگنات نظام شاہی عملداری مین تہے اور شاہجہان کی فوج نے انہین غارت کرکے بالکل ویران کر دیا تہا - خانجہان کا ارادہ تہا کہ دولت آباد کو چلا جاے اس لیے اعظم خان نے بہی بیس ہزار فوج لیکر شیوگانون کیطرف کوچ کیا - خافی خان کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت خانجہان اور دریا خان دونون بیجاپور کو گیے تہے کہ وہان جاکر محمد عادل شاہ کی مدد سے کچہہ فائدہ اوٹہائین - مگر بیجاپور والون نے اون کی طرف کچہہ توجہ نہ کی - اس لیے مجبوراً وہ پہر دولت آباد کی طرف لوٹ آئے -

۴۴ - ساہوجی بہونسلہ اور اوسکا شاہجہان کے ملازمون مین داخل ہونا

جب برہان نظام شاہ نے جادو راے کو قتل کرایا تہا اوس وقت اوس کا داماد ساہوجی بہونسلہ بہی جو خانجہان کا طرفدار تہا نظام شاہ سے آزردہ ہو گیا تہا اور اوس سے سررشتہ تعلق توڑ کر اور اپنی اقامت گاہ کو جو پرینڈا کے پاس تہی چہوڑ کر سنگمینر کی طرف بہاگ گیا تہا اور سہر پونہ اور چالنہ مین آکر رہنے لگا اور غالباً اوس وقت جب کہ شاہجہان نے نظام شاہ پر چڑہائی کی ساہوجی نے بہی نظام شاہ کی کمزوری سے فائدہ اوٹہایا - اور چارون طرف لوٹ مار مچادی اور عادل شاہی عملداری پر بہی ہاتھ صاف کیا - اس لیے ایک طرف سے تو برہان نظام شاہ کی فوج نے اوسے تنگ کیا - اور دوسری طرف سے خواص خان وزیر سلطان محمد عادل شاہ نے مراری راو کو بیجاپور سے اوس کی تنبیہ کیواسطے بہیجا - اس لیے جب ساہوجی پر چارون طرف سے بلائین نازل ہوئین تو اوس نے سیواس راو حاکم جنیر کو گانٹھ لیا - اور اوس کی پناہ مین چلا گیا - اور مراری راو نے پونہ اندا پور وغیرہ محالات رکمنہ شاہی کو جلا کر غارت کر ڈالا - اور پونہ سے سولہ کوس پر کوہ بہلیسر مین ایک قلعہ بنا کر وہان دو ہزار سوار متعین کیے - جب ساہوجی اس طرح تنگ ہوا اور دیکہا کہ شاہجہان کی فوجون نے سارا دکن گہیر لیا ہے اور اب اس وقت اوسکی فوج کو فتح ہونا شروع ہو گئی ہے جو لوگ نظام شاہ سے بگڑ کر شاہجہان کے پاس جاتے ہین وہ وہان بڑے بڑے درجے اپنی امیدون سے زیادہ پاتے ہین تو اوس نے اعظم خان کو لکہا کہ اگر بادشاہ کی طرف سے کوئی عہدنامہ جس سے اس بندہ کی خاطر پراگندہ کا اطمینان ہو عنایت فرمایا جاے تو مین بہی خدمت گذاری کے لیے لشکر شاہی مین آؤن اعظم خان نے عرضی کے ذریعہ سے شاہجہان کو سارا حال لکہا - بادشاہ نے حکم دیا کہ اوس کی تسلی کیجاے - اور جو منصب اوس کے اور اوس کے متعلقین کے واسطے تم تجویز کروگے

و دمنظور کیا جائیگا - اس حکم کے پہونچنے پر ساہوجی دو ہزار سوار سے اعظم خان کے لشکر
مین آکر داخل ہوگیا اور اوسے پنجہزاری کا یا خافی خان کی تحریر کے بموجب شش ہزاری
کا منصب مل گیا - اور دو لاکہہ روپیہ ساز و سامان کے واسطے نقد مرحمت ہوئے - اور
اوس کے بہائی مِیناجی کو سہ ہزاری کا اور ساباجی ولد ساہوجی کو دو ہزاری کا اور ایسے رای ساتیہ
اور یالوجی و ہاماجی کو بہی منصب ملے - اور اسی ہزار روپیہ نقد بہی انہین دے گیے
اور اسی زمانہ مین کہلوجی بہی جو دیوجی کا بیٹا اور ساہوجی کا چچیرا بہائی تہا شاہجہان کے ملازمون
مین داخل ہوگیا تہا -

۵۴ - خانجہان کا دولت آباد کے قریب پناہ گیر ہونا اور دریا خان کا پائین گہاٹ مین تاخت کرنا -

جب خانجہان اور دریا خان نے یہ خبر سنی کہ شاہجہان کے لشکر نے سلوگانون کی جانب سفر کیا ہے تو وہ بغیاپور اور بہونسلہ یا بہوسنہ سے موضع لاسور مین گیے جو دولت آباد
سے دس کوس پر ہے - نظام شاہ نے دولت آباد کے قریب ایک مقام نظام آباد کو بنا
گیا تہا اور اوس کے متعلقین نے وہان اچہی اچہی عمارتین اور مکانات بنائے تہے
برہان نظام شاہ اسی جگہہ رہا کرتا تہا - شاہجہانی فوج کی آمد کی خبر سنکر وہ بہی یہان سے سراسیمہ
دولت آباد کے قلعہ مین چلا گیا - پہر خانجہان اور دریا خان نے لاسور مین بہی ٹہیرنا مناسب
نہ جانا اور ابرکنسانہ مین جو دولت آباد سے آٹہ کوس پر ہے چلے گیے - اور پہر کچہہ دنون بعد اپنے
منتسبین کو اوباش دوڑہ مین لیے گیے - جو قلعہ دولت آباد کی پناہ مین واقع ہے -
دریا خان نے اس وقت رسد کے جمع کرنے کی خاطر ایک ہزار افغان لیے اور خانجہان
کو وہین چہوڑ کر اندول اور دہرل گانون کے لوٹنے کے واسطے چاندور اور چالیس
گانون کی طرف چلا جو چاندور سے مشرق مین ۵ میل پر ہے - شاہجہان نے عبداللہ خان کو

جو بیار ہو گیا تھا اپنے پاس بیماری کے بہانہ سے بولا لیا تھا - مگر اصلی غرض یہ تھی کہ اوسے دریا خان کے استیصال کے لیے بھیجے - چنانچہ شاہجہان نے اوسے ۱۰ جمادی الاول سنہ ۱۰۴۰ھ کو دریا خان کی طرف روانہ کیا - اور مرزا عیسی خان رشید خان انصاری خواجہ بابا خواجہ کامگار سیف الملک شرزہ خان ابو البقا برادرزادہ عبد اللہ خان خلیل بیگ کریم داد بیگ قاقشال عالم چند گوبند راے پرہار وغیرہ منصبدارون احدیون اور زمینداروں کو اوس کے ہمراہ کیا - اور اسحاق بیگ خویش یادگار حسین خان کو بخشی اور واقعہ نویس اس لشکر کا مقرر کیا - دریا خان نے آتے ہی قصبہ اندول دہرن گاؤن کو اور نیز پائین گہاٹ چالیس گاؤن کے اور چند مواضع کو لوٹا اور عبد اللہ خان کے آنے کی خبر سنکر بالا گہاٹ کو لوٹ آیا -

۱۰۴۰ھ - اعظم خان کا مقرب خان و بہلول خان کا تعاقب کرنا -

اس زمانہ مین دولت آباد کے علاقہ مین بارش نہین ہوئی تھی جس کا آئندہ مفصل ذکر آئیگا - اس لیے اعظم خان نے یہ مناسب نہ جانا کہ اوس طرف فوج کشی کرے - اوس کی راے مین آیا - کہ مقرب خان اور بہلول خان کی طرف توجہ کرے جو دہارور اور آنبہ جوگائی مین تھے اور اسی راے کے بموجب یمین الدولہ آصف خان کا نوشتہ اوس کے پاس آیا - اس لیے وہ مالک دورہ کی راہ سے گہاٹ کو روانہ ہوا - اہتمام خان میر آتش آگے آگے تہا جب اوپر گہاٹ پر فوج نے چڑہنا شروع کیا تو نظام شاہی فوج نے میر آتش کو ایک گہاٹی مین آکر روکا - مگر اہتمام خان نے اونکو خوب مارا اور ہٹا کر بعض سرداروں کو قید بھی کر لیا - اور بالا گہاٹ پر چڑہ گیا - پھر لشکر موضع دہامن گاؤن مین پہونچا - جو احمد نگر سے بیس کوس ہے - یہان سے دوسرے روز نظام شاہی علاقہ مین داخل ہو کر جالکیسر مین پہونچے جو اورنگ آباد سے جنوب مشرق کو ۲۰ میل ہے -

عظم خان نے یہ پرگنہ [illegible] اور خان حبشی کی جاگیر میں دیدیا جو شاہجہان کے ملازمون مین داخل ہوگیا تھا - اور اوس نے یہان انتظام کے واسطے اپنے آدمی چھوڑے اور خود فوج کے ساتھ روانہ ہوا - پھر موضع تلنگی مین آئے - قلعہ والون نے قلعہ کا استحکام کیا - مگر بادشاہی لشکر نے اوسے ایک گھنٹہ مین فتح کرلیا اور قلعہ والون کو مارتوڑکر سو آدمی قید کرلیے - اور جو توپ و تفنگ اور سامان قلعہ داری کا تھا وہ سب لے لیا - پھر فوج دریاے مانجرہ پر پہونچی جو دھارور سے بارہ کوس ہے - یہ دیکھکر مقرب خان اور بہلول خان گھاٹ انجن دودہ سے نیچے آئے - اور پرگنہ بیڑ کے مضافات مین پہونچے اس لیے اعظم خان نے ساہوجی بھونسلہ کو محال متعلقہ جنیر و سنگمنیر کے انتظام و ضبط کے لیے بھیجا - اور خود اور افواج کو لیکر اس گروہ کے تعاقب مین کتل ایلم سے گذرکر قصبہ بیڑ مین آیا - اور یہان سے پہتور مین گیا جو دریاے وردنہ کے کنارہ پر ہے - دکنی بھاگ کر نواحی دولت آباد مین گئے - جب اعظم خان کو معلوم ہوا کہ وہ نواحی دولت آباد سے دانہ چارہ کی نایابی کے سبب سے بالاگھاٹ پر ہوکر دھارور کو روانہ ہوئے ہین تو اوس نے ارادہ کیا کہ اون کو جاکر راستہ مین روکے - اور دست بُرد کرے مگر اسی اثنا مین معلوم ہوا کہ اونہون نے اسباب اور ہاتھیون کو قلعہ دھارور کی پناہ مین بھیجدیا ہے - اور بالائین گھاٹ مین جانے کا ارادہ ہے اسلیئے وہ کتل انجن دودہ مین آیا - جو دھارور سے تین کوس پر ہے -

۴۴ - عبداللہ قطب شاہ کا سیر و شکار - - -

جب سلطان محمد قطب شاہ وگیا - اور عبداللہ قطب شاہ لڑکپن مین باپ کے تخت کا مالک ہوا تو اس حکومت کی اخلاقی حالت مین بڑا فرق ہوگیا - سلطان محمد قطب شاہ کے زمانہ مین یہان رنڈی بھڑوون کا کچھ ذکر بھی نہ تھا اور نہ شیعہ مذہب کی وہ باتین تھین کہ جنہین دوسرے مذہب والے گوارا نہین کرتے

عبداللہ قطب شاہ نے تخت پر بیٹھنے کے بعد اول تو سلطنت کا انتظام کیا اور پھر لنگم پلی کے باغ کی سیر کو چلا گیا - یہان محمد قلی قطب شاہ نے ایک باغ لگایا تہا - اور بڑے بڑے مکانات بنا کر عیش و استراحت کے اوقات مین یہان رہا کرتا تھا اور یہان شاہدان زہرہ ساز اور پریزادان دلنواز ایک ہفتہ تک بزم عیش و نشاط مین لوگون کو مسرور کرتے رہے پہر عبداللہ کوہ بنات گہاٹ کو چلا گیا - جو شہر کی جانب شمال مین واقع تہا - اور اس پہاڑ کے چارون طرف دو دو کوس باغات نظر آتے تہے اور اوس کے شمال مین جہان سالگر کا حوض تہا یہان پر محمد قلی قطب شاہ نے ایک سہ منزلی عمارت بنائی تہی - اور اوپر سے نیچے تک سلطنت کے کارخانون کے بہت سے مکانات تعمیر کروائے تہے اور ایک مکان اپنی سکونت کے واسطے اور آٹہہ مکان ملازمان شاہی کے لیے بنوائے تہے - جب یہان عبداللہ نے خوب مزے چند روز تک اوڑا لیے تو پہر باغ نبی کی سیر کو چلا گیا - اسے بہی محمد قلی نے ہی عراقی عمارتون کی طرز پر بنایا تہا - اور طلا و لاجورد و نقاشی وغیرہ سے آراستہ کیا تہا - عبداللہ نے یہان موسم برسات کا اکثر حصہ بسر کیا اس وقت قطب شاہی سلطنت کے متمول زمیندارون مین یہ مشہور ہوا تہا کہ بادشاہ دارالسلطنت سے بارادہ تسخیر ممالک نکلا ہے اور سیر و شکار کا بہانہ کیا ہے مگر جب وہ دارالسلطنت کو لوٹ آیا تو اونکا اندیشہ جاتا رہا - پہر شوال ۱۰۳۵ھ مین اپنی سالگرہ کا اس دہوم دہام سے جشن کیا کہ باید و شاید -

۲۸ - عبداللہ قطب شاہ کا جشن میلاد النبی صلعم

سلطان محمد قطب شاہ کے زمانہ مین ولادت نبی صلعم کا جشن مسدود ہو گیا تہا اور اوس کے اخراجات کا روپیہ جو بچتا تہا وہ علما و صلحا و فقرا کو دیدیا جاتا تہا - اور ہر ایک ہزار ہون (یعنی ساڑہے چار ہزار روپیہ) مین مخلوق کو

کہانا کہلایا جاتا تہا عبد اللہ نے تخت پر بیٹہتے ہی حکم دیدیا کہ اس جشن مین پہلے سے
مدچند روپیہ خرچ کیا کرین - چنانچہ قصر داد محل کے میدان مین چہل ستون پر خیمہ کہڑا ہوا - اور
۱۷ ربیع الاول سے بارہ روز تک محفل مقرر ہوئی - اور ختم کے روز تمام مسلمانون کو کہانا کہلایا
گیا - اور میدان مین روشنی کی گئی - اور آتش بازی چہوڑی گئی - اور اخیر شب کیوقت
خود بادشاہ ہاتی پر سوار ہو کر بڑے جلوس کیساتہ تمام ارکین سلطنت کو لیکر آیا اور شہر کی
آئین بندی کا تماشا کرتا ہوا کوتوالی کے چبوترہ تک گیا - وہان عمدہ دارون نے بادشاہ
پر سے زر و جواہر کے طبق نثار کیے - اور سوداگرون نے جنہون نے اپنی اپنی دوکانین
وہان لگائی تہین بادشاہ کو تحفے دیے - اور خلعت و انعام پائے - پہر بادشاہ لوٹ
گیا - اور یہ جشن اسی طرح اوس کے آخر عہد تک ہوتا رہا - غالبًا یہ جشن اس لیے ایجاد کیا
گیا تہا کہ جو مکروہ باتین تعزیہ داری مین ہوتی تہین سنیون کی نگاہون مین اون کی کراہت
کسیقدر گہٹ جائے -

۴۹ - عبد اللہ قطب شاہ کے زمانہ کی تعزیہ داری

محرم کی تعزیہ داری اگرچہ اس سلطنت کی ابتدا سے جاری تہی اور محمد قلی کے زمانہ مین بہت عروج کو پہونچ گئی تہی - مگر سلطان محمد
نے اوسے بہی کم کر دیا تہا - عبد اللہ قطب شاہ نے اوسے ازسرنو زندہ ہی نہین کیا بلکہ
دوبالا سہ بالا کر دیا - اوس نے تمام اپنے ممالک محروسہ مین حکم بہیجدیا کہ ایام عاشورہ مین
نوبت و نقارہ نہ بجائے جائین اور نہ کوئی گوشت اور پان کہائے - بلکہ قصابون
اور تنبولیون کی دوکانین ہی بند کرا دین - اور جتنی مباح چیزین لذات و تکلفات کی ہین
سب ممنوع اور متروک کرا دین - اور تمام ہندو اور مسلمانون کو ماتم کرنے کا حکم دیدیا -
اور ملازمون اور ذاکر و مداحون کو ہزارہا جامہ ہائے سیاہ و کبود اور عصا ہائے سبز و سیاہ

دینے کا حکم کر دیا۔
اور جو دو الاوہ تھے ایک اندرون دولت خانہ شاہی اور دوسرا بازار شہر مین
وہان سقرلاط سبز و سیاہ کا فرش بچھوا دیا۔ اور اوس کی چھت کو مخمل و اطلس کبود رنگ
سے سجایا۔ اور ہر الاوہ مین چودہ علم چہاردہ معصوم کے کھڑے کرائے۔ اور چہاردہ
ورعی زربفت جن پر آیات قرآنی اور کچھ دعائین لکھی ہوئی تھین اون علمون کو پہنائے
اور بڑے بڑے برنجی درخت شاخدار ایسے بنوائے کہ جن مین سوسو دو دو سو چراغ
اور شمع جلتی تھین اور کافوری شمعین بالائے ایوان اور اطراف حوض پر روشن کرائین
یہان مرثیہ خوان اور مداح شہدا ہر شب کو آتے اور مراثی و مناقب پڑھتے اور
ماتم کرتے تھے۔ اور جب مراسم تعزیہ ادا ہو چکتے تو حاضرین کو بے گوشت کی غذائین
کھلائی جاتی تھین۔ اور یہی حال شہر کی ہر گلی کوچہ مین رہتا تھا۔ چھٹی تاریخ کو بیرونی الاوہ
کے علم جو کوتوال کی تحویل مین رہتے تھے اوٹھائے جاتے اور دادمحل کی وسیع
میدان مین لائے جاتے۔ اور تمام راستہ و بازار مین روشنی کیجاتی تھی۔ اور یہان ا
اطہار ہاتھون مین شمعین لیے ہوئے اور ذاکر و مداح مرثیہ خوانی اور مداحی کے اشعار
پڑھتے ہوئے پاپیادہ میدان دادمحل مین آتے تھے۔ یہی حالت ایام عاشورہ مین
ہر روز رہا کرتی تھی اور اسی طرح شہر کی تمام مخلوق سے میدان دادمحل مین علم آتے
تھے۔ جب محرم کی دسوین تاریخ کی صبح ہوتی تو عبد اللہ سیاہ لباس پہنے برہنہ پا علم
کے ساتھ آتا۔ مرثیہ خوان آگے آگے مرثیہ پڑھتے جاتے اور تمام امرا اور اراکین
و اعیان سلطنت اور غلام روتے جاتے اس طرح تین ہزار قدم کے قریب ا و سم
مسجد مین پہونچتا جو ایوان الاوہ حضور کے پاس ہے۔ راستہ مین قصہ شہادت شہ

کربلاے گرفتاری حرم محترم زبدہ آل عبا کا پڑہا جاتا - اور خوب گریہ وزاری ہوتی تھی پھر فاتحہ پڑہ کر دولت خانہ کو مراجعت کرتا اور زیارت حضرت سید الشہدا کرتا اور جو نماز کہ (شیعون کے) اخبار صحیح مین مروی ہے اوسے پڑہتا تھا - پھر حضرت امام کی نذر کا کہانا کہلانے کے بعد دو سو کپڑے جن کے ساتھ روپیون کی تہیلیان بہی ہوتی تہین دو سو سیدزادہ یتیم کو دیتا تہا - اور اخراجات روشنی وطعام وغیرہ کے سوا سادات علما صلحا فقرا کو بارہ ہزار ہون خیرات کرتا تہا - تمام ممالک تلنگانہ مین یادع شورہ مین دیوان خانون مین علم رکہے جاتے تہے اور عمال اوس کے اخراجات دیا کرتے تہے اور سرکاری حساب کتاب مین مجرا لیا کرتے تہے -

۵۰ - عبداللہ قطب شاہ کی عیش پرستی - -

دار السلطنت قطب شاہی کے جنوب مین ایک پہاڑ ہے اوس پر محمد قلی نے ایک عمارت سہ منزلی بنائی تہی اور ایوان وسیع و شہ نشینان و غرفہا سے پر تکلفات گوناگون و تصرفات موزون طیار کیے تہے اور اس کے سامنے محلات بلند اور فضا سے دلکشا چونہ اور پتہر کے اور اوس کے اوپر پچاس گز لمبا ایک حوض بنایا تہا اور دامن کوہ مین ایک اور عمارت تعمیر کی تہی جہان اثاثہ سلطنت رکہا جاتا تہا اور اس پہاڑ کا نام کوہ طور رکہا تہا اور اس کے گرد مین دور دور تک باغ لگائے تہے اور امرا اور وزرا نے بہی مکانات بنوائے تہے - یہان سے کوہ بنات گہاٹ تک تخمیناً چار فرسنخ کا فاصلہ تہا - یہ مکان نہایت ہی پر فضا اور دلکشا تہا ؎

زیک سو مجلسِ اعیانِ دولت — زیک سو بزم خاص اہل عشرت
سران و سروران یک سو ستادہ — زیک سو فوج محبوبانِ سادہ

زیک جانب صفے از نامداران	سپہ با فروشان شہریاران
زیک جانب بہشتے شد پدیدار	ز غلمان و پری و حور بسیار

محرم کی تعزیہ داری کے بعد یہان بہی عبداللہ قطب شاہ نے ایک مہینہ کامل عیش اڑائے پہر کوہ طور خاص سے اوس کے ریاض و بساتین مین کچہہ عرصہ تک پہرتا اور تفریح طبع مین مشغول رہا - اور بعد موسم بارش پہر دارالسلطنت کو چلا آیا اور اسی وجہ سے عبداللہ کا مزاج نوعمری اور ناتجربہ کاری اور ندیمون کی ناقابلیت کے باعث سے عیاشی کی طرف مائل ہوگیا تہا -

۵۱ - منصور خان حبشی کی جملۃ الملکی و سید محمد اسفراینی و قاسم بیگ کوتوال کا استعفا اور حسن بیگ کا کوتوال ہونا اور محمد تفرشی کی سرخیلی اور فوج کا بہرتی کرنا - - - - - -

جب بادشاہ کی ایسی حالت ہوا کرتی ہے تو امیرون کی نظرون مین اوسکا اقتدار گہٹ جایا کرتا ہے اور امرا کی قوت زیادہ ہوتی جاتی ہے وہی حالت یہان بہی ہوگئی تہی - اگر ایسے وقت مین کوئی ذی ہمت سردار ہوتا تو قطب شاہی حکومت چہین لینا اوسے کچہہ مشکل نہ تہا - مگر جس قدر امیر ہوتے تہے وہ سب پردیسی ہی ہوتے تہے اونہین اتنی جرأت کس طرح ہوسکتی تہی اور اون کو قومی عصبیت کہان سے مل سکتی تہی - رہے ہندو گو کہ وہ ان امیرونکے درجہ کے قریب پہونچ گیے تہے مگر وہ ابہی تک اس حکومت مین اپنی قوت کو نہین پہچانتے تہے - اور اس وجہ سے اونہین حکومت کے چہیننے کا حوصلہ نہین ہوا تہا -

منصور خان حبشی کو پہلے سرداری عین الملکی کا درجہ حاصل ہوگیا تہا - اور لشکر رکاب کا حوالدار بہی وہ ہی تہا - اور عبداللہ قطب شاہ نے اپنے جلوس کے وقت اوسے منصب رفیع جملۃ الملکی بہی دیدیا تہا جس کا ذکر جلد دوم فقرہ (۲۴۷) مین آچکا ہے - منصور خان

ایسا اجڑ ہوگیا تہا کہ کسی امیر کی اپنے سامنے اصل نہین سمجہتا تہا اور چونکہ شاہ محمد اور قاسم بیگ کوتوال اوسکی خوشامد نہین کرتے تہے اون سے بہی وہ ناراض رہتا تہا - اور اسی سبب سے اوس نے یہ بہی ارادہ کیا تہا کہ قاسم بیگ کو نکالکر کسی دوسرے کو کوتوال کرادے - چنانچہ مرزا سید محمد اسفرائینی کو اوس نے ہندوستان سے بولایا تہا کہ اوسے یہان کوتوال کرائے -

یہ سید محمد سلطان محمد قطب شاہ کے مجلسیون اور ندیمون مین رہا کرتا تہا - مگر نہین معلوم کس وجہ سے قطب شاہ سے حرمین شریفین کی زیارت کا بہانہ کرکے یہان سے چلا گیا تہا - اور جہانگیر کے پاس لاہور کے مقام پر جاکر اوس کے ملازمون مین داخل ہوگیا تہا - اور ۲۹ شوال ۱۰۳۰ھ کو شاہجہان نے اوسے ہزار مہر عنایت کی تہین اور ایک مدت سے وہین رہتا تہا - مگر یہ منصور خان کے زمانہ حیات مین یہان نہین آیا جس کا ذکر آئندہ آتا ہے -

۹ محرم ۱۰۳۶ھ کو میدان دربار مین جب کہ قاسم بیگ کوتوال روشنی کا انتظام کر رہا تہا کہ اوس سے ایک حبشی غلام نے کچہہ گستاخانہ الفاظ کہے اوسے یہ بات سنکر نہایت غصہ آیا - مگر چونکہ منصور خان کی حمایت کے سبب سے وہ اپنا انتقام نہ لے سکا اسواسطے غیرت کی وجہ سے نوکری چہوڑکر اپنے گہر جا بیٹہا اور حشم کو توالی کو کوتوالی مین بہیجدیا - منصور خان کو یہ موقع اچہا ملا - اوس نے فوراً ملا محمد تقی تفرشی کو مچہلی پٹن سے بولایا - وہان کا حوالدار تہا - اور وہ ایک بڑا ہاتی اور پانچ ہزار ہون اور تحف و ہدایا سے نفیس لیکر آیا - منصور خان بہت خوش ہوا اور چاہا کہ اوسے بادشاہ کے روبرو پیش کرکے نذرانہ مذکور دلاکر اوسے کوتوال کرائے - اور تین مہینے تک دولت خانہ پر لیکر ہی گیا - اور

اوس کا باقی اور تحفے بھی پیش کر دے مگر دربار مین اوسے پیش نہ کرسکا - اس عرصہ مین حسن علی نائب کوتوال کوتوالی کا کام سرانجام کرتا رہا - اور ۷ اربیع الاول تک جو جشن مولود النبی صلعم کی تاریخ ہے چبوترہ کوتوالی کی آئین بندی اوس نے ایسی محنت و کوشش اور خوبصورتی سے کرائی کہ عبد اللہ نے اوسے بولا کر کوتوال کر دیا - اور اپنا مقرب بنا لیا -

جب منصور خان نے دیکھا کہ میری بات نہ چلی و ربادشاہ نے میرے آوردہ کو کوتوالی نہ دی تو اوس نے ملا محمد تقی تفرشی کو اپنے پاس رکھ لیا - اور جس قدر میر جملگی کا کام تھا وہ سب اوسے سونپ دیا - اور اوس کے بجائے میر فصیح الدین محمد تفرشی کو حوالداری سچھلی پٹن پر بھیجدیا - چنانچہ ملا محمد تقی ایکسال تک یہ کام کرتا رہا -

جب منصور خان غرہ محرم ۱۰۳۰ھ کو مر گیا تو پھر سرخیلی کا جھگڑا پیش ہوا - اور اعیان دولت بڑے بڑے پیش کش لیکر حاضر ہوئے - مگر چونکہ منصور خان نے ملا محمد تقی کی بادشاہ سے پہلے تعریف کی تھی اور ایک سال تک وہ مہمات دیوانی بر سبیل نیابت اچھی طرح انجام دیتا رہا تھا اس لیے بادشاہ نے اوس سے وہی پیش کش لیکر جو اور لوگ دیتے تھے ۲۲ صفر کو اوسے عہدہ سرخیلی دیدیا -

ملا محمد تقی نے سرخیل ہو کر مقدمات دیوانی کے ضبط پر ایسی توجہ کی کہ عمال محال اور حکام محیل کے مداخلت بالکل اوٹھا دی - اور اون کو خیانت کا موقع کچھ نہ رہا - اور عامل ملک کے علاوہ اور بہت روپیہ سرکاری وصول کیا چنانچہ نارائن راؤ مجموعہ دار کے ذمہ ایک لاکھ تیس ہزار ہون کا جس کے پانچ لاکھ پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ ہوتے ہین غبن نکالا - اور اوس سے یہ روپیہ وصول کر کے خزانہ عامرہ مین داخل کیا اور کتنے ہی تمرد چودہریون کا سر قلم کر دیا - اور اون کے اموال کو ضبط کیا اور اپنی کارگذاری بادشاہ کو دکھا کر

شریف الملک کا معزز و محترم خطاب حاصل کیا - اور قلمدان مرصع جو مرزا محمد امین کے بعد
کسی کو نہین دیا گیا تہا وہ اوسے بادشاہ نے عطا کیا - اور اگرچہ ابہی شاہجہان کی لشکرکشی
کی دکن مین خبر شایع بہی نہین ہوئی تہی لیکن چونکہ اوس نے مالاگہاٹ کا علاقہ نظام شاہ
سے واپس لے لیا تہا اور شمال سے خوف کے آثار دلمیون کو پیدا ہو گیے تہے عبداللہ
قطب شاہ نے پچاس ہزار ہون اور منصب سرداری علاوہ منصب سرخیلی کے ملا کو دیکر
حکم دیا کہ نئی فوج بہرتی کرے - اور کچہ فیل خانہ خاص سے ہاتہی بہی عنایت کیے - چنانچہ اوس
نے غریب دکنی عرب افغان آدمی فراہم کرکے ایک فوج تیار کی اور میدان داد محل مین
لاکر بادشاہ کو دکہائی - اور اس طرح روز بروز اپنا مرتبہ بڑہا لیا -

اسی کے ساتہ بادشاہ نے سرداری عین الملکی جو منصور خان کے متعلق تہی
آدم خان حبشی کو دی - اور حوالداری فوج رکاب کی منصور خان کے بیٹے کو عنایت کی

۵۲ - عبداللہ قطب شاہ کا ایک نیا قصر بنوانا اور شاہجہان کے آنے کی خبر سنکر اوس کا بیدار ہونا

شروع ۱۰۳۹ھ مین عبداللہ قطب شاہ نے اپنے محلات کے پاس ایک اور قصر بلند بنوانا چاہا - اور بنایان ماہر اور مصوران نادر کو بلا کر ایک بڑا چومنزلہ محل بنوایا اور
اوس مین ایوانہاے وسیع و شہ نشین و غرفہاے خوش نما ہر طبقہ مین طیار کراے
اور اوسے تکلفات گوناگون اور تصرفات موزون سے آراستہ اور پیراستہ کیا -

مگر اسی مین خبر پہونچی کہ شاہجہان بادشاہ دکن کو خانجہان کی گرفتاری اور نظام شاہ کی
تنبیہ کے واسطے آتا ہے اس لیے عبداللہ نے اپنے لشکر اور امرا کا بندوبست
کرنا شروع کیا -

ملک یوسف ایک مدت سے خاصہ خیل کا حوالدار تہا - مگر وہ عبداللہ کا ایسا

رفیق تہا کہ اوسے اس کام کے انجام دہی کی فرصت نہین ملتی تہی - اس لیے اوس نے نصیر الملک دکنی سر نوبت کو خاصہ خیل کا حوالدار کیا - اور خدمت سر نوبتی اوس کے بیٹے کو عنایت کی - جس سے نصیر الملک نے اپنی خدمت مفوضہ کو خوب چستی سے انجام دینا شروع کیا - اور ہر روز اپنے لشکریون سے ورزش سواری کرانے لگا - یہ لوگ چار کوس جاتے اور آتے تہے اور قواعد سیکہتے تہے -

ملک عنبر جلوس کے زمانہ سے بیکار کردیا گیا تہا - اور اُس سے کوئی خدمت نہین لی جاتی تہی اوسے بہی پہر غلامون مین شامل کرلیا - اور وہ ہی پہلی خدمت اوسے دیدی اوس نے پہلے کچہہ حبشی جمع کیے تہے - اور اون کی ایک فوج بنائی تہی حبشی اوس سے لے لیے گیے تہے - اب اوسے فوج جمع کرنے کا حکم ہوا اور ایک لاکہہ ہون کے قریب جو اوس کی جاگیر تہی وہ بہی اوسے دیدی گئی - اور اوس نے غریب افغان دکنی راجپوت جمع کرلیے - اور اپنی جاگیر کو بہی خوب آباد کرلیا -

۵۳ - مرتضی نگر کی رعایا کا دیانت خان کو قتل کرنا اور خواجہ افضل کا وہان جاکر مفسدین کو سزا دینا - - - - - -

میر ابو المعالی دیانت خان مصطفے نگر مچہلی پٹن اور اوس کی بنادر کا عامل تہا اور منصور خان کی میر جملگی کے زمانہ مین علاقہ مرتضی نگر اور پچاس ہزار ہون کی جاگیر نگہداشت فوج کیلئے اوس کے پاس تہی - اور اس طرف کی سرکش رعایا کی تنبیہ اوسکے ذمہ سپرد کردی گئی تہی وہ اپنے علاقہ مین خوب زور و شور سے حکومت کرتا تہا - اس زمانہ مین غالباً شاہجہان کی فوج کشی کی خبر سنکر مرتضی نگر کی رعایا نے زر مالگذاری ادا سے نہین دیا - اور اوس پر کچہہ جہگڑا پیدا ہوا - دیانت خان اپنی حکومت کے گہمنڈ مین کچہہ تہوڑے سے آدمی لیکر اون پر چڑہ گیا - حالانکہ اوس کے پاس بہت فوج تہی مگر اوسے

ـے گیا - اور اس معدود جمعیت سے چاہا کہ سرکشون کے رؤسا کو پکڑ کر قتل اور قید کرے
ـشون نے اوس کے تہوڑے آدمی دیکھکر مقابلہ کیا - دیانت خان کے سینہ پر ایک گولی
ی اور گہوڑے سے گر کر مارا گیا - پہر حبیب اللہ مازندرانی اور اور غریب جو اوس کے ساتھ
ـتے وہ بہی یہ دیکھکر لڑے اور مارے گیے -

اس کے بعد یہ کشون نے عبد اللہ کو عرضی بہیجی کہ دیانت خان کو ہم نے قتل نہین
ـا ہے بلکہ وہ رعایا پر بڑا ظلم کرتا تہا اور اونہین مارتا تہا - اتفاقاً وہ بہی قتل ہو گیا ہم آپ کے
ـبع اور فرمانبردار ہین - مگر بادشاہ کے نزدیک دلی عرضی کا مضمون جہوٹ ثابت ہوا -
ـرا سواسطے اوس نے خواجہ افضل ترک سرخیل کو وہان بہیجا اور وہ وہ تعینی تکر گیا - اور راستہ
ـن رہزنون اور چورون کو گرفتار کرتا گیا اور چار سو بدمعاشون کو پکڑ کر جن مین سے اکثرون
کے رؤسا رستے قتل کرڈالا - اور ملک کو مفسدین سے پاک کر دیا - اور قحط سالی اور
ـشک موسم مین وہان خوب انتظام رکہا کہ مخلوق کو امن مل گئی -

ـہ - شاہجہان کا صوبہ دار اوڑیسہ
ـلب شاہی سرحد پر حملہ کا حکم دینا اور
ـلب شاہ اور عادل شاہ کے
ـن ایلچیون کو بہیجنا - - -

شاہجہان جس وقت خانجہان کے استیصال کے
واسطے دکن کو آیا اور نظام شاہی سلطنت کی خرابی کے
درپے ہوا تہا تو اوس نے بخوبی جان لیا تہا کہ دکن کے باقی
ـدو بادشاہ قطب شاہ اور عادل شاہ بہی اپنے اندیشہ
ـسے میرا مقابلہ کرینگے اور نظام شاہی سلطنت کو مدد دینگے - اس لیے اوس نے
ـپہلے ہی سے نصیر خان کو برار کی طرف تلنگانہ کی سرحد پر بہیجدیا تہا - جس کا ذکر اوپر آچکا
ہے - اور اسی طرح پر اوس نے باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اوڑیسہ کو بہی لکھ بہیجا تہا کہ وہ
ـی مشرقی جانب سے تلنگانہ پر چڑہائی کرے - اور قطب شاہی سرحد پر پڑا رہے کہ قطب شاہ

اپنے اندیشہ سے نظام شاہ کو امداد نہ دے سکے -

اور اسی کے ساتھ اوس نے اسے سنہ ۱۰۳۹ میں برہانپور سے شیخ محی الدین اور شیخ معین الدین دو بھائیون کو جو اوجین کے پیرزادون مین سے تہے سفیر کرکے پہلے کو قطب شاہ کے پاس اور دوسرے کو عادل شاہ کے پاس بہیجا تہا - کہ وہ وہان سے معمولی پیشکش لادین اور ان دونون حکومتون کی طرز انداز سے اطلاع دیتے رہین -

۵۵ - باقرخان کی تاخت قطب شاہی عملداری پر

اس حکم کے بموجب باقرخان نے سنہ ۱۰۳۹ کے اخیر مین قطب شاہی سرحد پر تاخت کی جہان عملداری قطب شاہی اور اڑیسہ کی سرحد ملتی تہی وہان چیترودوار ایک گہاٹی تہی - اور یہ گہاٹی ایسی تنگ تہی کہ اگر چند آدمی اس کی حفاظت کو ہون تو اوس سے گذر مسدود ہوجاتا تہا - اس کے مشرق مین دو کوس پر کہیراپارہ تہا اور مغرب کی طرف کو دو کوس پر منصور گڈھ تہا - جسے قطب شاہ کے ایک غلام منصور نام نے آباد کرکے اپنے نام پر اوس کا نام رکہا تہا - باقرخان کہیراپارہ سے اس گہاٹی مین ہوکر آیا - اور منصور گڈھ کے اطراف وجوانب مین تاخت وتاراج کرکے اس لیے لوٹ گیا کہ برسات کا موسم آگیا تہا -

۵۶ - عبداللہ قطب شاہ کا محی الدین کی خاطرداری کرنا

جب شیخ محی الدین ایلچی سرحد قطب شاہی مین داخل ہوا تو عبداللہ قطب شاہ نے اوسکی مہمانداری کا سامان کیا - اور سید عبداللہ مازندرانی کو سرحد پر اوس کے استقبال کے واسطے بہیجا - اور منزل بمنزل اوس کی ضیافت دہوم دہام سے ہونے لگی - جب ایلچی دو چار منزل عملداری کے اندر آگیا - تو میر قاسم ناظر الممالک اور داروغہ الدار اور خاصہ خیل کی فوج بہی استقبال کو گئی - اور بڑے تزک و احتشام کے ساتہہ وہ پٹن چیدرمین آکر داخل ہوا - اور وہان اوس کی ملوکانہ ضیافت کی گئی -

اور بہت ہی بڑی تواضع اور خاطرداری ہوئی - اور دوسرے روز وہ حوض ہدرک کے کنارہ آکر فروکش ہوا - یہان بھی مہانداری کے تمام شرائط ادا کی گئین - پہر عبد اللہ خود اوسکے استقبال کو حوض ہدرک تک گیا اور ایلچی سے ملا - ایلچی نے شاہجہان کا خط اور جو تحف و ہدایا مین چہہ گہوڑے اور دو ہاتی لایا تہا عبد اللہ کو دئے - پہر ایلچی کو عبد اللہ نے محمد امین میر جملہ ماضی کے باغ مین لاکر اوتارا - اور پہر دربار مین بولاکر اوسے خلعت شاہانہ اور ایک ہاتی عراقی گہوڑے اور اوس کے دس ہمراہیون کو بہی خلعت فاخرہ عنایت کیے - اور عملہ قدر مراتب سب کو انعام و اکرام دیا - اور پانچ ہزار ہون جس کے ساڑہے تیرہ ہزار روپیہ ہوتے ہین نقد اور چار ہزار من غلہ ہر قسم کا ضیافت کے طور پر ایلچی کے پاس بہیجدیا - اور تین ہزار ہون ماہانہ ایلچی کے اخراجات کے واسطے مقرر کردئے - اور جب کبہی ایلچی دربار مین آتا تو ایک ہاتی اور دو عراقی گہوڑے اور خلعت انعام مین دیا کرتا تہا - چنانچہ اس طرح پر ایلچی کو اوس نے ڈیڑہ لاکہہ ہون دس ہاتی پچاس گہوڑے اور بہت سے خلعت دئے تہے -

۸۷ - عبد اللہ قطب شاہ کا اپنی سرحدون پر فوجین بہیجنا

عبد اللہ نے گو کہ شاہجہان کے ایلچی کی اس قدر خاطر و تواضع کی تہی - مگر براہ حزم و احتیاط سرحد برار کی حفاظت کے واسطے نصیری خان کی فوج کے مقابل اپنی فوج بہی بہیجدی تہی - اور اللہ قلی ترک اور آدم خان حبشی وغیرہ سردارون کو قلعہ کولاس کیطرف روانہ کردیا تہا - اور اون سردارون کو جن کی جاگیرین سرحد کیطرف تہین اور زمینداروں کو خلعت اور بہت کپڑے اور طوق مرصع بہیجکر حفاظت سرحد کی تاکید کردی تہی -

اسی مین سید محمد ولد مصطفی خان میر جملہ کے جو صوبہ کسٹلکوٹہ اور کلنگ کا حاکم تہا

سید الله قطب شاہ کے پاس عرضی آئی کہ باقر خان صوبہ دار بنگالہ اس ملک پر چڑھ کر آیا ہے
ور ملک میں تاخت و تاراج کر رہا ہے اور بار ہا اوس کی فوج اس طرف کو آتی ہے - اور
یرے پاس اس قدر فوج نہیں ہے کہ میں اوس کا مقابلہ کر سکون - جلد مدد بھیجی جاے -
سنتے ہی عبد اللہ قطب شاہ نے سید عبد اللہ کو خانی کا خطاب اور خلعت خاص دیکر
سپہ سالار مقرر کیا - اور شاہ علی ولد سبحان قلی کو جو ایک نوجوان شخص تھا اور امراے حبشی
ین سے یاقوت خان کو جو بڑا سردار تھا اور اور چند نایکواڑیان معتبر اور حوالداران خاصہ
یل کو خلعت دیکر سید عبد اللہ خان کے ہمراہ کسٹکوٹہ کو روانہ کیا - جب یہ لوگ وہان پہونچے
ین تو باقر خان کا لا پہاڑ میں تاخت کر کے لوٹ گیا تھا چونکہ یہ خبر مشہور ہو رہی تھی کہ باقر خان
یہان پہر آویگا - اس لیے سید مصطفے خان اور سید عبد اللہ خان اپنے امراے
ہمراہی کے ساتھ وہین ٹھیر گیے - اور شیر خان احمد نگری وہرمار اؤ اسیر اؤراے اعظم
شنادیوا ورا ورمنواری اور زمیندار سب ملکر لشکر مغلیہ کی روک کے واسطے مستعد
ہوئے -

چونکہ اسی زمانہ مین سید مصطفے خان بیمار ہو کر مر گیا اس لیے عبد اللہ قطب شاہ
نے لشکر کی سپہ سالاری سید عبد اللہ خان کو ہی دیدی - چند روز کے بعد شیر خان
احمد نگری بھی جو وہان بیس سال سے رہتا تھا مر گیا -

۵ - باقر خان کا تلنگانہ پر دوسرا حملہ اور منصور گڈہ کا فتح کرنا -

اس زمانہ مین عبد اللہ قطب شاہ اور سلطان محمد عادل شاہ
دونون شاہجہان کی فوج کشی کے نتیجہ کو دیکھ رہے تھے
ور گو شاہجہان کے احدی پیاپے اون کے پاس آتے تھے اور تاکید کرتے تھے
کہ ایلچیون کو جلد رخصت کیا جاے - مگر یہ لوگ ایلچیون کو رخصت نہین کرتے تھے

اس لیے شاہجہان نے باقرخان کو مکرر تاکید ی حکم بھیجا کہ قطب شاہی ملک پر فوج کشی کرے۔ چنانچہ ایام بارش کے ختم ہونے کے بعد باقرخان سامان تسخیر کا سرانجام کرکے اور لشکر شایستہ لیکر پھر کیپر ابارہ کی طرف آیا۔ اور کہلی کوٹ اور کبولہ والہ کے زمینداروں کو ساتھ لیکر جو اوس کے مطیع ہو گئے تھے۔ ۹ جمادی الاول سنہ ۱۰۴۰ کو منصور گڈہ مین پہونچا۔ قطب شاہیون کے پاس اس وقت تین ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے۔ اور توپین اور بندوقین اور آلات حرب وضرب بہی تھے۔ سید عبداللہ خان نے مشورہ کرکے شاہ علی اور یاقوت خان وغیرہ سردارون کو باقرخان کے مقابلہ پر بہیجا۔ اور خود کالا پہاڑ مین مقیم رہا۔ جب یہ لوگ دشمن کے مقابل ہوے تو قلعہ کے شمال ومشرق مین اپنی صفین آراستہ کین اور آگے پیچہے چار صفین باندہ کر کہڑے ہوے یہان پانی کی نہرین اور کیچڑ بہت تہی۔ لڑائی شروع ہوئی قلعہ پر سے بہی توپ وتفنگ اور بان چلنے لگے۔ اور طرفین کے بہت آدمی مارے گیے مگر جب باقرخان کے خالو محمد شریف نے جو اوس کی فوج کا ہراول تہا دکہنی فوج پر حملہ کیا تو یہ لوگ بہاگ نکلے۔ اور شاہ علی نہر کی کیچڑ مین پہنس گیا۔ اور دشمنون نے آکر اوس کا کام تمام کر ڈالا۔ اور یاقوت خان وغیرہ امرا میدان سے بہاگ آئے بہت سے قطب شاہی سوار پیادے مارے گیے۔ اور کثرت سے قید ہو گیے اور جو باقی بچے وہ پہاڑ اور جنگل مین جاکر پناہ گیر ہوئے۔

پھر باقرخان قلعہ کے پاس گیا اور اوس پر چڑہنے کے واسطے وہان زینہ نصب کیے چونکہ قطب شاہی فوج بہاگ گئی تہی اور اس وجہ سے محافظین قلعہ کے دل ٹوٹ گیے تھے۔ نائکواڑیون نے امان مانگی۔ اور رسنہ مین گہانس کا تنکا لیا۔ یہ دکن والون

کا دستور تہا کہ جب گہاس کا تنکا منہہ مین لیتے تہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا تہا کہ ہمین امن د
ہم تابع ہین - باقرخان نے اونہین امن دی اور وہ قلعہ سے باہر نکل گیے -
پہر باقرخان نے منصور گڈہ مین میر علی اکبر نامی ایک اپنے ماتحت کو حاکم کیا اور کیا
صفی قلی بیگ منصبدار کے حوالہ کیا - اور اچہی طرح یہان کا انتظام کر کے اپنے مستق
کو لوٹ گیا -

۵۹ - یولچی بیگ قطب شاہی کا ملیا چودہری کلبگور کو قتل کرنا - اس زمانہ مین قطب شاہی عملداری مین ایک بڑا تہلکہ پہیل رہا
اکثر زمیندار تو یہی چاہتے تہے کہ مغل یہان نہ آئین - اور اس دا
قطب شاہی فوج کے ساتھ شریک تہے - مگر کچہہ ایسے بہی تہے - جو انقلاب کو پسند کر
تے اور بغاوت کے واسطے آمادہ ہو گیے تہے -

عبد اللہ قطب شاہ بہی بڑا مشوش تہا - لڑائی کی تو اوسے جرات نہ تہی مگر پہر بہی اپنی تدا
سے غافل نہ تہا - موسم برسات مین اوس نے باغات کی سیر کا بہانہ کیا اور امرا اور خوانین
ساتھ لیکر دار السلطنت سے نکلا - اور ایک مہینے تک گرد و نواح مین پہرتا پہرا - پہر گولکن
کے قلعہ مین آیا - اور اوسے ملاحظہ کیا - اور اسی وقت اپنے آبا و اجداد کے مقابر کی ز
کی - اور لنگر فیض اثر مین جاکر متولیان و خدام و حفاظ وغیرہ کو انعام و اکرام دے -

اس مقام پر اوسے خبر ہوئی کہ ملیا چودہری کلبگور کا جو سرحد عادل شاہ پر رہتا ہے بڑ
سرکش ہو گیا ہے - اور سرحد عادل شاہ کی حفاظت کے بہانہ سے اوس نے دو تین ہ
اور بہت سے پیادے نوکر رکہہ لیے ہین - اور کچہہ تحفہ تحائف اور پیش کش بہیجکر بہانہ کر دیتا
اور حضور مین کبہی حاضر نہین ہوتا ہے اور اوس کا ارادہ بغاوت کا ہے -
شریف الملک نے اوس کی تنبیہ کے واسطے یولچی بیگ کو تجویز کیا - اور بارہ ہزا

، اوسے دئے - اور کلبگور کو روانہ کیا - یولچی بیگ نے سرِ شام
تمام رات اور تمام دن اور دوسری رات چلکر صبح کو وہان مین عالم
با چودہری پڑا سوتا ہی رہا تہا کہ قطب شاہی فوج اجل ناگہانی کی طرح
بی - اور دربان کو قتل کر کے اوس کے گہر مین گہس گیے - اور اوسی

کر کے یولچی بیگ اوسی وقت میا کا سر لیکر دار السلطنت کو روانہ
مد قطب شاہ گولکنڈہ کے دروازہ سے نکلکر حیدرآباد کو آرہا تہا
مد نے اوسی انعام مین خطاب شریف شاہی اور گہوڑا اور میا کا تمام
یا - یہ بڑا مالدار شخص تہا - اور اوسنے چارون طرف شر و فساد
ن کو امن ملگیا -
ب خان جہان کی داستان سنئے - جب اوس نے دیکہا کہ نظام شاہ
کے ملک مین مجہے شاہجہان کی فوج سے پناہ نہین اور قطب
شاہ اور عادل شاہ جان چورا لے تہین اور نظام شاہ کی دوستی
آسودہ ہے تو اوس نے دریا خان وغیرہ اپنے متعلقین کو
ہ کیا کہ وہان اپنے افغان بہائی بندون کی مدد سے کچہہ بہبود
سطے حوالی دولت آباد سے امنو مین آیا اور دہرن گانون جو یرہ
رخ کیا - شاہجہان نے براہ پیش بینی عبد اللہ خان بہادر
سفر سمجہکر پہلے ہی دریا خان کی تنبیہ کے واسطے بہیجا تہا
یا تہا تو اوس نے عبد اللہ خان کو پائین گہاٹ مین قیام کرنیکا

حکم دیا تہا کہ دکن کے سوا جدہر ان لوگون کے جانے کی خبر سنے اون کا تعاقب کرے -
اس لیے عبد اللہ خان خانجہان کے تعاقب مین روانہ ہوا - اور شاہجہان کو اس کی
اطلاع دی -

جب ۲۴ جمادی الاولی سنہ ۱۰۴۰ھ کو یہ حال معلوم ہوا تو چونکہ اوس زمانہ مین کوئی کام بغیر نیک
ساعت دیکھے نہین کیا کرتے تھے اسلیئے شاہجہان نے جلد ہی مین خود ہی اچھی ساعت
نکالکر مقرر کی اور دوسرے روز سید مظفر خان بارہ کو مالوہ کی طرف روانہ کیا - اور حکم دیا کہ اگر عبد اللہ
خان اودہر گیا ہو تو دونو فوجین ملکر کارروائی کرین -

اودہر خانجہان آگے آگے اور عبد اللہ خان پیچہے پیچہے اکبر پور کی گہاٹ سے گذر
کر دہرم پوری ہوتے رہ مین آیا - اور پہر دیپال پور مین ہوتا ہوا تولانی مین اُجین کے پاس پہونچا
اودہر سے مظفر خان بہی آیا - پہر یہ دونو ۲۶ جمادی الثانی کو تال گاون مین ایک دوسرے
سے مل گیے - اودہر خانجہان اور دریا خان پریشانی اور سرگردانی اوٹہاتے سرونج
پہونچے -

بکرماجیت بندیلے نے جو خانجہان کو راستہ بتاکر اور شاہجہان کی فوج کو بہکاکر شاہجہان
کو ناراض کیا تہا - اس لیے اب اوس نے خانجہان کے آنے کی خبر سنکر اوسکا تدارک
کرنا چاہا - اور ۱۷ جمادی الثانی کو اون پر آپڑا - اور دریا خان مارا گیا بکرماجیت نے اوسے
خانجہان سمجہکر سر کاٹا اور شاہجہان کے پاس بہیجدیا - مگر خانجہان بچکر نکل گیا -

اور علاقہ باندہو مین جو الہ آباد سے تیس کوس پر ہے ۲۰ جمادی الثانی کو پہونچا - یہان
سید مظفر خان سے اور اوس سے لڑائی ہوئی - اور اوس کا بہت بڑا نقصان ہوا
پہر وہ کالنجر کی طرف کو بہاگا - اور اثناے تعاقب مین اپنے کئی ہاتی بہی چہوڑ دیئے

اور کالنجر کے قریب اضطراب کے سبب سے اوس سے نطق و علم بہی پہیک دئے اور بیس کوس اور جاکر سیندہ کے کنارہ ٹہرا - جو اوس کا مقطع زندگانی تہا -

اب خانجہان اپنی زندگی سے مایوس ہوگیا - اور اوس نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ جسے جانا اور جان بچانا ہو وہ چلا جاوے - مگر چند آدمیون کے سوا اوس کے آدمیون نے اوس کی رفاقت نہ چہوڑی اور کہا کہ اگر یہ سر و بر رود از سر پیمان نرویم - پہر پہان غرہ رجب سنہ ۱۰۴۰ھ کو سید مظفر خان اور راجہ مادہو سنگہ اس کے پاس پہونچ گئے خان جہان اور اس کا بیٹا عزیز خان پیادہ ہوئے - اور چند افغانون کو ساتہ لیکر دو ہاتہیون کی پناہ مین فوج شاہی کے مقابل ہوئے - مادہو سنگہ گز برداروں کو لیکر آگے بڑہا - اور خانجہان شیر زخم رسیدہ کی طرح غرش کرتا ہوا لڑنے کہڑا ہوا - اس جان سیر شیر نے اوس وقت تک لڑنے مین کوتاہی نہ کی - کہ جب تک تیغ اجل نے اوس کے طناب عمر کو نہ کاٹ پہنکا مادہو سنگہ کی برچہی سے وہ گرا - باوجودیکہ اوس پر زخم پر زخم پڑ رہے تہے وہ پہر بہی حریفون کے جواب مین پہلو تہی نہ کرتا تہا - اتنے مین سید مظفر حسین آگیا - اور اوس کے حربہ جان ستان سے وہ عالم استراحت کو سدہارا - اور شاہ قلی نے اوس کا سر کاٹا -

ان سارے افغانون مین سے جو اوس کے ساتہ آگرہ سے آئے تہے چند افغان تو راہ مین رفاقت عیال و اطفال مین دستگیر ہوئے اور تیس افغان زندہ چلے گئے باقی سب تیغ و تبر و سنان و تفنگ کے طعمہ بنے - اور خانجہان کے دم واپسین تک بلکہ اوس کے بعد بہی تقدیم وفاداری مین ثابت قدم رہے -

پہر عبد اللہ خان نے خانجہان کا اور اوس کے بیٹون اور متعلقین کے سر شاہجہان کے پاس برہانپور کو بہیجے - کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہ سر جو لبی ہزار سر ٹکا

سرور تہا اور اس مرتبہ عالی کو پہونچا تہا کہ بادشاہزادون کی حقیقت اپنے آگے نہ سمجہتا تہا - اور ایام حکمرانی مین دکن کے چار صوبون کا حاکم اور تین بادشاہون کا ہمسر تہا - اب اوس کی یہ بے اعتباری اور خواری ہوئی کہ سنان پر سراورون کی عبرت کے واسطے شہر بشہر تشہیر ہوتا تہا - غرض کہ جب یہ سر شاہجہان کے پاس برہانپور مین پہونچے تو وہ بہت خوش ہوا - اور شادیانے بجوائے -

۶۱ - برہان نظام شاہ کا لڑائی کو جاری رکہنا اور اعظم خان کا قصبہ دہارور کو لوٹنا -

جب خانجہان نکلکر دکن سے چلا گیا تہا تو اگر برہان نظام شاہ دوراندیش ہوتا اور اوس کے مشیر تدبیر کچہہ مدبر ہوتے تو لڑائی کا خاتمہ ہوجاتا - اور شاہجہان کو کچہہ دے دلاکر یا خوشامد درآمد کرکے راضی کر لیتے - مگر اونہون نے یہ تو نہ کیا بلکہ اپنی ضد پر جمے رہے اور لڑائی کو جاری رکہا -

یہ اوپر کہہ آئے ہین کہ اعظم خان نے کتل انجن دودے نکلکر دہارور سے تین کوس پر مقام کیا تہا - یہان اوس نے ملتفت خان کو بہیجا - اور مالوجی بہونسلہ اور اہتمام خان داروغہ توپخانہ اور رحمت خان بخشی احدیان بہ تفنگچی و کماندار کو بہی اوسکے ساتہہ متعین کیا - اور حکم دیا کہ قصبہ دہارور اور اس کے پیٹہہ کو جاکر لوٹ لین یہان ہفتہ وار پیٹ لگا کرتی اور دور دور سے لوگ خرید و فروخت کے لیے آیا کرتے تہے اور قلعہ دہارور ایک پشتہ کوہ پر بنا ہوا تہا - اور اوس کے دو طرف سخت دشوار نہرین تہین اور مشہور تہا کہ وہان لشکر کے جانے کا کوئی راستہ نہین ہے اور اوسمین قلعہ داری کا بڑا اسامان موجود ہے - اعظم خان کا اس واسطے ارادہ تہا کہ اوسے لوٹکر چلا جائے - اور قلعہ سے کچہہ تعرض نہ کرے - بلکہ افواج نظام شاہی کے

تعاقب مین جہانتک ہوسکے کوشش کرے۔

جب ملتفت خان وغیرہ قصبہ مین گیے تو ملتفت خان نے اعظم خان کو لکہا کہ خندق کے اوس طرف بہت لوگ ہین۔ اور وہ تیر و تفنگ مارتے ہین۔ اعظم خان اپنے تمام آدمیون کو ساتہہ لیکر قصبہ سے آگے نکل گیا۔ اور ایک چاردیواری مین جہان سے قلعہ پر توپ کا گولہ جا سکتا تہا جا کر ٹہیرا۔ قصبہ کے باشندے اپنے اسباب اور اہل و عیال کو خندق مین لے گیے تہے۔ اور وہان توپ و تفنگ کی پناہ مین ہوکر لڑتے تہے ملتفت خان اور اوس کے ہمراہیون نے جا کر اونہین بندوقین مار کر وہان سے ہٹا دیا اور جیتی چالاکی کرکے خندق مین گہس گیا۔ اور اونہین لوٹ لیا۔ اور بہت لوگون کو قید کرلیا۔ اور اعظم خان نے جہجار سنگہ کو خندق مین بہیجکر کئی ہاتی بہی پکڑوا لیے اور وہ چار ہاتی اور گہوڑے اور اونٹ بیل وغیرہ بہت اسباب لوٹ لایا۔ اور پہر دوبارہ حملہ کرکے خندق کا بقیہ اسباب اور تین ہاتی اور بہت گہوڑے بندیلہ لوٹ لائے اعظم خان نے فقط ہاتی تو لے لیے۔ اور باقی مال و اسباب فوج کو معاف کردیا۔

۶۱۔ اعظم خان کا قلعہ کی دیوار کو فتح کرنا۔

اس کے بعد اعظم خان بہی شب کو خندق مین گیا اور قلعہ کی دیوار کو دیکہا تو معلوم ہوا کہ وہان ایک کہڑکی ہے جسے چونہ پتہر سے بند کردیا گیا ہے۔ مگر ممکن ہے کہ اوسے توڑ ڈالا جائے۔ یا باروت سے اوڑا کر رخنہ کردیا جائے۔ اس لیے اوس نے بیلدارون کو اوس کے توڑنے کا حکم دیا۔ اور قلعہ کے دوسری طرفون کو اپنی فوج مین تقسیم کرکے حکم دیا کہ حصار کو تنگ کرین اور مورچہ جمائین۔ اس وقت قلعہ مین سدی سالم حبشی اور اوس کے باپ بہائی محافظ

تھے - اور بان و تیر و تفنگ اوپر سے مارتے تھے - اور ادہر شاہجہان کی فوج والے
بھی اپنے مورچون سے رخنہاے کنگرہ سے تیر اور بندوقین مارتے تھے - اس سے
قلعہ کے توپچی اور تفنگچی بہت مارے گیے - اور اتفاقاً بڑی توپ جو دروازہ قلعہ پر تھی
پہلے ہی گولہ چھوڑنے مین ٹوٹ گئی - اور بیکار ہوکر برج پر گر پڑی -

اس وقت اعظم خان کو بہت سے ہمراہی ملازمان قدیمی اور دکھنی کہتے تھے
کہ قلعہ فتح نہ ہوگا - دکھنیون کا تعاقب کرنا اس سے بہتر ہے - مگر اعظم خان نے دیکھا
کہ قلعہ مین سنگ انداز نہین ہین - سنگ اندازان سوراخون کو کہتے ہین جہان
سے قلعہ والے تیر اور بندوقین دیوار کی آڑ مین بیٹھکر دشمن پر چلاتے ہین اور دوسرے
اعظم خان نے یہ بھی دیکھا کہ اہل قلعہ تھوڑے ہین اور اون کا طرز قلعہ داری بھی اچھا
نہین ہے - اس سے اوس نے جان لیا تھا کہ قلعہ فتح ہو جائیگا -

پھر اوس نے اون لوگون کو جو قلعہ کی فتح پر محنت کرنے کو منع کرتے تھے رسد
وغیرہ کے کام پر متعین کیا اور وہان سے الگ بھیجدیا - اور باقی لوگون کو ساتھ لیکر
قلعہ کی تسخیر مین لگا - اور صبح روز دوشنبہ ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۰۴۰ھ کو دروازہ قلعہ کی طرف
گیا اور حکم دیا کہ دروازہ کی طرف سوراخ نہین ہین یہان سے یورش بہ آسانی ہو سکتی ہے
مورچون سے نکلکر یکایک فوج حملہ کرے اور سیڑھیان لگاکر اور کمندین ڈالکر دیوار
پر چڑھ جاے -

پھر کچھ لوگ تو خندق پر دوڑے اور کچھ لوگ دیوار کے نیچے آئے - اور رحمت خان
نے کچھ آدمی لیکر قلعہ مین آکر دروازہ کی کھڑکی کو کھولا - اور اعظم خان تمام سرداروں
کو لیکر قلعہ مین گھس گیا - اور ادہر قلعہ کی دیوار پر سے دو ہزار آدمی چڑھ کر اندر داخل ہو گئے

اومال واسباب کو خوب لوٹنے لگے۔ سدی سالم اور اوس کے باپ مبلاق ابل و عیال اور اعتبار رائو اور ہمن کے گر و اسکے جو ملک بدن کا چچا تہا اور برہان نظام شاہ کے باقی اور تمام عملہ دفعہ قلعہ کے قید ہو گئے اعظم خان نے ان لوگون مین سے جن کا رکنا مصلحت تہا اونہین رکہہ لیا اور شاہجہان کے پاس بہیجدیا۔ باقیون کو اوسکے وکن کی سفارش پر رہا کردیا۔

اس فتح کی جلدو مین اعظم خان کو شش ہزاری کا منصب اور نیز اوس کے ہمراہیان کو علی قدر مراتب شاہجہان نے منصب عطا کیے۔

کہتے ہین کہ اس قصبہ کی لوٹ سے افواج شاہی کو اسقدر مال و متاع ہاتہہ آیا تہا کہ جو اندازہ سے زیادہ تہا اور فوج مین کوئی شخص ایسا نہ رہا تہا کہ جس کے پاس زیور اور جواہر نہ ہو۔ اور ظروف گلی کے بجاے ظروف چینی اور غوری استعمال نہ کرتا ہو اور سونا چاندی اس قدر مل گیا تہا کہ اوس کی قیمت نصف گھٹ گئی تہی۔ اعظم خان نے جواہر اور مصالح توپ خانہ اور قیمتی جارپائی اور غلہ تو لے لیا۔ باقی سب چیزین فوج کو معاف کردین۔

۴۴۔ شیخ معین الدین کا محمد عادل شاہ سے نظام شاہی حکومت کی علی التنصیف تقسیم کرنے کا معاہدہ کرنا۔

اوپر لکہہ آئے ہین کہ شاہجہان نے برہان پور سے شیخ محی الدین کو گولکنڈہ اور شیخ معین الدین کو بیجاپور بہیجا تہا۔ معین الدین کا فقط یہی کام نہ تہا کہ وہ محمد عادل شاہ سے پیش کش لیکر آئے اور اوس کی مخالفت یا موافقت کا اندازہ دیکہے۔ بلکہ اوسکو ایک معاہدہ کرنے کی بہی فہمائش کی گئی تہی۔ اس نے جاکر ایک تو پیش کش طلب کیا اور دوسرے یہ کہا کہ اگر عادل شاہ ہم سے موافقت کر کے برہان نظام الملک کے

ملک پر حملہ کرے اور لڑائی مین مدد دے اور ہمارا شریک رہے تو نظام شاہی حکومت کے فتح ہو نے پر اوسے نظام شاہی مفتوحہ ملک مین سے نصف ملک دیدیا جائیگا جس مین دہارور وغیرہ کے پانچ قلعے بہی داخل ہونگے۔

جب یہ سوال محمد عادل شاہ کے اراکین دولت کے روبرو پیش ہوا تو اون کے دو فریق ہوگیے۔ ایک فریق کا تو یہ ارادہ ہوا کہ شاہجہان سے ملکر نظام شاہی عملداری کو نیست ونابود کر ڈالا جائے۔ اور نصف ملک لے لیا جائے اور دوسرا فریق یہ کہتا تہا کہ شاہجہان زبردست بادشاہ ہے۔ نظام شاہی حکومت ہماری اور اوس کی حکومت کے درمیان واقع ہوئی ہے۔ اس کو قایم رکہنا چاہیے کہ جس سے ہماری عادل شاہی حکومت کو کچہہ نقصان نہ پہونچے۔ اگر نظام شاہی حکومت مٹ گئی تو ہماری سرحد شاہجہان کی سلطنت سے ملجاویگی اور اوس سے ہر وقت اندیشہ رہیگا۔

پہلے فریق مین مرزا محمد امین مصطفے خان داماد ملا بابا تہا۔ اس کے خسر کو ملک عنبر نے قتل کردیا تہا۔ وہ اپنا انتقام نظام شاہی حکومت سے لینا چاہتا تہا۔ اس کا فریق بہت کمزور تہا۔ دوسرا فریق دولت یار مُغنّی کا تہا جس کو ابراہیم عادل شاہ نے دولت خان کا اور محمد عادل شاہ نے خواص خان کا خطاب دیا تہا۔ یہ فریق بڑا زبردست تہا۔ مگر چونکہ مصطفے خان نے ہی اوسے اپنی مدد کے واسطے قید سے نکلوایا اور اس درجہ کو پہونچایا تہا اس لیے خواص خان اوس کے برخلاف علانیہ کچہہ کرنا نہین چاہتا تہا۔

مصطفے خان نے خواص خان کو تو کہہ سنکر ساکت کرلیا کہ مغلون کے ساتہ

ملک نظام شاہی حکومت کو نیست ونابود کر ڈالا جائے اور ملک نصفا نصفی تقسیم کر لیا جائے مگر دو امیر ساکت سنین ہوئے۔ چنانچہ رندولہ خان امیر الامرا کے وکیل قاضی سعید نے عین محفل مشاورت کے وقت کہا کہ زیادتی ملک کی طمع سے نظام شاہ کو خراب کرنا اور مغلون سے ملنا عقل سواب اندیش کے خلاف ہے بلکہ یہ ضرور ہے کہ حتی الوسع نظام شاہی حکومت کو برقرار رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اگر نظام شاہی حکومت جاتی رہی۔ اور مغلون سے ہمسائگی ہو گئی اگر دوس وقت احیاناً اون سے کوئی مخالفت پیدا ہوئی تو اوس کا تدارک سخت دشوار ہوگا۔ مصطفے خان نے یہ سنکر قاضی سعید کو بڑا ڈانٹا۔ اور تمام لوگ پہر دم نہ مار سکے۔

۴۳۔ مصطفی خان کا رندولہ خان کو شاہجہان کی امداد کے واسطے بہیجنا جب تقسیم علی التصیف کی تجویز قرار پا گئی تو مصطفی خان نے رندولہ خان کو سپہ سالار کیا۔ اور امرائے قدیمی عنبر خان آنکس خان شرزہ راؤ کہاٹکہ اور فرہاد خان پدر رندولہ خان وغیرہ خان کو اوس کے ساتھ کر کے مغلون کی تائید کے واسطے دس ہزار فوج دیکر روانہ کیا

۴۴۔ باجی دیوی عادل شاہی کا کوکن پر قبضہ اور سدی سابا نظام شاہی کا اوسے مار کر پہر چہین لینا۔ اور خواص خان نے بہی اوس علاقہ کی تسخیر کے واسطے جو اس معاہدہ کے بموجب نظام شاہ سے علاقہ کانکن مین سے عادل شاہ کے حصہ مین آیا تہا مراری راؤ کو جانے کا حکم دیا۔

چنانچہ مراری راؤ چاول مین پہونچا۔ اور وہان سے باجی دیوی وغیرہ کو تل کوکن کی تسخیر پر متعین کیا۔ وہ وابل کے راستہ سے بڑہے۔ اور مہار کو رنگانون نظام پور وغیرہ کے اچہے اچہے پیٹہون پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت سدی مرجان عنایت اللہ

برہان نظام شاہ کی طرف سے تل کوکن کا صوبہ دار تہا وہ ان کے مدافعہ کے واسطے
نکلا - اور خوب لڑائی ہوئی - مگر سدی مرجان مارا گیا - اور نظام شاہیون کی شکست
ہوگئی اور عادل شاہیون نے کوکن کا تمام علاقہ بندر چول تک قبضہ کرلیا -

جب برہان نظام شاہ کو اس شکست کی خبر پہونچی تو اوس نے سدی سایا عنبر
خانی کو عادل شاہیون کے مدافعہ کے واسطے اخلاص خان کی فوج دیکر روانہ کیا سدی
سایا پونہ اور جبنیر کی گہاٹ سے اوترا - اور عادل شاہیون کی طرف چلا - جو چول مین مقیم
تہے - عادل شاہی بہی آگے بڑہے - اور دونو فریق کولار کے پاس آکر ایک دوسرے
کے مقابل ہوئے - اس وقت بہی بڑی لڑائی ہوئی - اوس مین باجی دلوی مارا گیا -
اور عادل شاہی فوج شکست کہا کر بہاگ آئی - اور سدی سایا نے عادل شاہیون
سے تمام ملک مفتوحہ چہین لیا - اور نظام شاہی ہاتی جو کہوج مین تہے اونہین بہی
لے لیا - اور کلیان مین مقیم ہوا -

٦٥ - عبداللہ قطب شاہ کا خواجہ افضل کو کنڈکوٹہ کو بہیجنا -

جب باقر خان صوبہ دار اوڑیسہ نے منصور گڑہ فتح کرلیا -
تو سید عبداللہ خان سپہ سالار نے عبداللہ قطب شاہ کو
عرضی لکہکر بہیجی اور اس تمام کیفیت کی اطلاع دی اور مدد
طلب کی - یہ سنکر عبداللہ قطب شاہ کے ہوش اُڑ گیے - اور فوراً خواجہ افضل ترک
کو جو مرتضیٰ نگر کا حاکم تہا اور ابہی اوس نے وہان کی بغاوت کو فرو کرکے ناموری حاصل
کی تہی اپنے پاس بولایا - اور ۷ رجب سنہ ۱۰۴۰ھ کو اوسے فوج دیکر کنڈکوٹہ کو روانہ کیا -
اور شجاع الملک ثانی کو جو شجاع الملک کا بیٹا تہا اور شیر محمد خان اور اور کتنے ہی
سرداران دکہنی اور حوالداروں کو اور ہزار سوار خاصہ خیل کو بہی ہمراہ کیا - اور

زمینداروں اور مینواریوں کو فرمان لکھے کہ سب اوس کی اطاعت کرین - اور بنوجی راؤ برہمن کے ہاتھہ جو دیدبانوں کا حوالدار تھا تشریفات شاہانہ اور اسپ ہائے تازی اور عنبر چہ اور آٹھہ ہتھکڑی مرصع جنہین ہندو بانوں مین پہنتے ہین راے کشادیو اور راؤ اور زمینداروں کو بہیجے - اور تاکید کی کہ قطب شاہی فوج کے اتفاق سے دشمن کی روک کرین - اور گولکنڈہ کے شیر علی دروازہ کے حوالدار میان حسینی کو بھی بھیجا کہ راج مندری کے قلعہ کی جاکر مرمت کرے - اور وہان قلعہ داری کا سامان جمع کرے

۶۶- عبداللہ قطب شاہ کا شاہ محمد کو برطرف کر کے شیخ محمد خاتون کو اپنا پیشوا کرنا-

شاہ محمد عبداللہ قطب شاہ کا پیشوا اوس کی دادی کی راے کے بموجب مقرر ہو گیا تھا- مگر عبداللہ اوس سے راضی نہ تھا- اور اسی واسطے اوس نے شیخ محمد بن خاتون سے ۹ رمضان ۱۰۳۰ھ سے عہدہ پیشوائی کا کام لینا شروع کر دیا تھا مگر باضابطہ پیشوا شاہ محمد ہی تھا-

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک شخص کسی سے آزردہ ہو تو دوسرا بھی اوس سے آزردہ ہو جاتا ہے - شاہ محمد بھی عبداللہ سے آزردہ تھا- اور محمد عادل شاہ کو مخفی عرضیان لکھا کرتا تھا- خواجہ افضل نے اس زمانہ مین اوس کی ایک عرضی رستہ سے پکڑ کر بھیجی - اور ایک اور عرضی اوس کی عادل شاہ کے نام کی شیخ محمد خاتون نے پکڑ کر عبداللہ کو دکہائی یہ عرضی شاہ قاضی حوالدار لنگر فیض اثر کے قلمدان مین سے شاہ قاضی کے مرنے کے بعد نکلی تھی-

ادہر شاہجہان کے احدی پر احدی آتے تھے کہ ایلچی کو جلد رخصت کیا جائے اور شاہ محمد اوس کی رخصت مین تعویق کرتا تھا - اس لیے عبداللہ کو شاہ محمد سے

موقوف کرنیکا پورا حیلہ ہاتھ آگیا۔ اور اسے برخاست کرکے شیخ محمد خاتون کو اپنا پیشوا مقرر کردیا۔ کہتے ہین کہ شیخ محمد خاتون کی عبد اللہ قطب شاہ اس قدر خاطر کرتا تہا کہ دروازہ دوازدہ امام سے ندی محل تک آنے جانے کی اوسے پالکی مین اجازت دیدی تہی جو پہلے کسی کو حاصل نہین ہوئی تہی۔

جب شیخ محمد خاتون پیشوا ہوگیا تو عہدہ دبیری جس پر یہ مقرر تہا ملا اویس خوشنویس کو دیا گیا۔ اس نے بہی زیادہ اعتبار پیدا کیا کہ معاملات دبیری پر ہی حاوی نہین ہوا بلکہ امورات سلطنت مین بہی عبد اللہ کا مشیر ہوگیا۔

اسی زمانہ مین میر سید محمد اسفرائنی بہی جو شاہجہان کے پاس رہتا تہا اور جسے مصور خان حبشی نے بولایا تہا گولکنڈہ مین آگیا۔ چونکہ اب کوئی عہدہ خالی نہ تہا۔ اس لیے عبد اللہ نے اوسکا پانچ ہزار روپیہ سالانہ مقرر کرکے اپنی مجلسیون مین داخل کرلیا۔ اور اوس کے دونون بیٹون اور اورکئی ہمراہیون کے لیے بہی وظائف مقرر کردئے اور اونکی تنخواہ مین جاگیرین دیدین۔

۶۷۔ شیخ معین الدین اور محی الدین کا قطب شاہ اور عادل شاہ سے پیش کش لیکر روانہ ہونا۔

جب شیخ محمد خاتون پیشوا ہوگیا تو عبد اللہ نے رجب [illegible] کو غالباً محمد عادل شاہ کے استصواب سے شیخ محی الدین کو رخصت کیا اور یوسف شاہ اپنے ایک مجلسی کو جو ایک بڑا بوڑہا اور تجربہکار آدمی تہا وفا خان کا خطاب دیکر اوس کے ساتھ کیا۔ اور چودہ لاکہ روپیہ کے تحف وہدایا فیل واسپ اور مرصع آلات وغیرہ شاہجہان کو بطور پیش کش کے بہیجے۔ اور اودہر بیجاپور سے بہی غالباً شیخ معین الدین اسی تاریخ کے قریب پیش کش دیکر روانہ کیا گیا عادل شاہ نے اپنے

پیش کش مین نو لاکھہ ہون جس کے چھتیس لاکھہ روپیہ سے چالیس لاکھہ روپیہ تک ہوسکتے ہین - اور سو ہاتی اور نیز اور تحفے بہیجے تہے -

۶۸ - نصیری خان کا قلعہ قندہار کو محاصرہ کرنا اور اعظم خان کا اوسکی مدد کو جانیکا ارادہ -

جب قلعہ دہارور فتح ہوگیا تو سرب خان اور بہلول خان نظام شاہی سردار جو دہارور سے بیس کوس پر پڑے ہوئے تہے مایوس ہوکر لوٹ پڑے اور صادق خان داماد یاقوت خداوند خان قلعہ دار قندہار کو مدد دینے کے واسطے قندہار کی طرف متوجہ ہوئے جس کا نصیری خان نے محاصرہ کر رکہا تہا - نصیری خان کا سال گذشتہ مین بہی اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ تہا مگر بعض موانع سے اوس نے اوسے اوس وقت موقوف رکہا تہا - اب اوس نے اوس کی طرف کوچ کیا - اور ۲۳ ربیع جمادی الاول سنہ ۱۰۴۱ھ کو قندہار سے ایک کوس پر جا پہونچا - دوسرے روز نصیری خان باتفاق راجہ بہار سنہہ و شہباز خان وغیرہ منصبداران واحدیان قصبہ قندہار کے لینے کی غرض سے سوار ہوا -

سرفراز خان نظام شاہ کا سپہ سالار جو قصبہ کا حارث تہا قلعہ اور قصبہ کے درمیان پڑا ہوا تہا - وہ آلات آتشبازی کو پیش رو کرکے مستعد نبرد ہوا - اور حملہ کیا - اور توپ و تفنگ بالاے قلعہ اور آتشبازی پائین سے عرصہ پیکار کو کرہ نار بنا دیا - مگر شاہجہان کی فوج تعداد مین زیادہ اور اچہی تہی - دکہنی سامنے نہ ٹہیر سکے سرفراز خان چند آدمیون کے ساتہہ لشکر نظام شاہی کی طرف بہاگ گیا - اور شہر پر نصیری خان کا قبضہ ہوگیا اور بہت کچہہ مال غنیمت ہاتہہ آیا - اور بارہ چہہ ہزار مرد وزن کے قریب گرفتار ہوسے - مگر اونہین قصبہ کی فتح اور دفع لمک کے بعد چہوڑ دیا گیا -

اس وقت مقرب خان بہلول خان سے چاہتا تہا کہ اوسے تذبذب مین ڈالدین اور قندہار کو بچالین - جب اعظم خان کو یہ حال معلوم ہوا تو اوس سے توپخانہ اور ذخیرہ قلعہ داری کو جو تاراج سے باقی بچ رہا تہا فراہم کیا - اور اوس سے دہارور کے قلعہ کو مضبوط کر کے عبد اللہ رضوی کو اوسے سپرد کیا - اور کچہ منصبدار اور سات سو تفنگچی اور کچہ توپ انداز اوس کو دئے - اور نصیری خان کی مدد کو جانے کا ارادہ کیا -

۶۹ - رندولہ خان کا اعظم خان سے ملکر قلعہ دہارور کو مانگنا اور اعظم خان کا رندولہ خان سے لشکر شاہجہان کی مدد کی درخواست کرنا -

رندولہ خان اگرچہ مصطفے خان کے حکم سے شاہجہان کی مدد کو گیا تہا مگر خواص خان اور دوسرے تمام امرا کے اشارہ سے اوس سے شاہجہان کی فوج کو کوئی مدد نہ دی - اور جب دہارور فتح ہو گیا تو قصبہ ٹانڈورہ مین جو دہارور سے دس کوس پر ہے پہونچا - اعظم خان روانگی کے لیے طیار ہی تہا - کہ اس اثنا مین اوسے خبر پہونچی کہ رندولہ خان جسے عادل شاہ نے نظام شاہیون سے اپنی سرحد کی نگرانی اور اون کے قلاع اور پرگنات کی تسخیر کے واسطے مقرر کیا ہے جو شاہجہان نے اوسے نظام شاہی حکومت سے عنایت کیے ہین آیا ہے - اور اسی مین اعظم خان کے پاس اوس کا پیام بہی پہونچا - رندولہ خان نے یہ پیام بہیجا تہا کہ محمد عادل شاہ شاہجہان کا سچا ہواخواہ ہے اور اُس نے مجہے بہیجا ہے - کہ آپ کے ساتہہ ہو کر مین نظام شاہ کی گوشمالی کرون سین چاہتا ہون کہ آپ سے ملون اور آپ کی رائے سے کام کرون - اعظم خان اس بات کو جانتا تہا کہ عادل شاہ نظام شاہ کے موافق ہے اور اوسکی خرابی کسی طرح نہین چاہتا ہے

مگر بصلاح وقت اوس نے کہلا بھیجا کہ ہمین نظام شاہی افواج کا تعاقب کرنا منظور ہے
رندولہ خان کو چاہیے کہ وہ بھی اس راہ مین امداد دے اور ملنے کو آئے۔ اور اعظم خان
نے دوسرے روز دہارور ہی مین قیام کا حکم دیدیا۔
یہ سنکر رندولہ خان اور اوس کا بیٹا فرہاد خان اوسی روز اعظم خان کے لشکر کو
چلدیے۔ دوسرے روز اعظم خان نے اپنے بڑے بیٹے ملتفت خان کے ساتھ
یاقوت خان اور راجہ رام کہیلوجی مالوجی وغیرہ دکھنی امراء نے شاہجہانی کو رندولہ خان کے
استقبال کو بھیجا۔ رندولہ خان وغیرہ عادل شاہی سرداروں کو بیس خلعت اور بیس
گھوڑے تحفہ مین دیے۔ اور کمال دلجوئی کی۔ اور خندہ پیشانی سے پیش آیا
رندولہ خان نے کہا کہ جب عواطف والا سے حضرت خاقانی عادل شاہ کے باب
مین روز افزون ہین اور نظام شاہ کے وہ محال جو بیجاپور کی سرحد پر واقع ہین مع توابع
اور مضافات کے اوسے مرحمت فرماے ہین اگر قلعہ دہارور جو ابھی آپ نے فتح
کیا ہے اور جو اون تین قلعون مین سے ہے جس کا دینا تجویز ہوا ہے ہمین دیدین تو
ہمسرون مین یہ امر بھی باعث فخر ہوگا۔
اعظم خان نے کہا کہ بادشاہ کا حکم یہ ہوا تہا کہ عادل خان خود سعی و تردد کر کے
قلاع مذکورہ کو مع توابع کے نظام الملک کے تصرف سے نکال لے اور اون پر
متصرف ہو جائے۔ اور اوس کی تخریب ملک اور تفریق جمعیت مین لشکر شاہی کی
مدد کرے۔ اور باوجود اس کے کہ لشکر شاہی نے نظام الملک کی فوج کا تعاقب
کیا۔ اور اوس کی بیخ و بنیاد کے استیصال مین بے انتہا کوشش کی اور تم سے
کہا گیا کہ نظام شاہ اس وقت پریشان و سرگردان اور قلعون کے نگہبانون کی مدد نہین

کر سکتا ہے ایسی فرصت کو غنیمت سمجھکر اون پر قبضہ کرو مگر تم نے اوسے نہ سنا

اب جب کہ ہم نے قلعہ دہارور فتح کر لیا تو تمہاری یہ درخواست محض بیجا ہے۔ کسی طرح

قابل پذیرائی نہین۔ بادشاہ سے اس باب مین عرض نہین کیا جا سکتا۔

بہرحال اب اگر آپ رضامند ہین۔ اور ہمارے شریک ہونا چاہتے ہین تو اسوقت

مقرب خان اور بہلول خان گہاٹ کے نشیب مین ہین اور بغیر اس کے وہ بالاگہاٹ

مین آئین اونہین اور کوئی چارہ نہین ہے۔ چاہیے کہ آپ قصبہ باندوہ مین جاکر اقامت

کرین۔ اور حوالی قلعہ تلدرک وغیرہ سے اپنے آدمیون کو بولا کر آمادہ رہین جس گہاٹ

سے وہ آئین اون کا راستہ روکین۔ تاکہ شاہی فوج اون کو بالکل تباہ و برباد کر ڈالے

غالباً اس وقت رندولہ خان نے بہت اچھا کہدیا۔ اور اعظم خان کے پاس سے

واپس چلا آیا۔

۷۔ اعظم خان کا مقرب خان اور بہلول خان کا تعاقب کرنا

پہر اعظم خان مقرب خان اور بہلول خان کے تعاقب مین گیا جو قندہار کی طرف جاتے تہے اور دو روز مین آنبہ

جوگائی کے حوالی مین پہونچا۔ اور اوس کے قلعہ کو مستحکم کر کے تاتار خویش میر عبد اللہ

رضوان کو سپرد کیا۔ اور گہاٹ انبہ جوگائی سے اوتر کر قصبہ نرمل مین پہونچا۔ پہر دوسرے

روز قصبہ کنبر مین آیا۔ جب مقرب خان کو یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے قندہار

جانے کا ارادہ ترک کیا۔ اور پرسی کے راستہ سے پرتور کو روانہ ہوگئے۔ اعظم خان

اس واسطے قصبہ اشٹی مین آیا۔ اور اوس طرف سے پرتور کو گیا۔ اور پرتور سے

وہ ہاتی جو دہارور کی فتح کے وقت لوٹ مین ہاتہ آئے تہے علی اصغر ولد جعفر بیگ

آصف خان کے ہاتہہ شاہجہان کے پاس بہیجدئے۔ مقرب خان وغیرہ نے

اعظم خان کے تعاقب کے سبب سے جالنہ پور کے راستہ سے دولت آباد کی طرف کوچ کر دیا۔ اور بڑی کڑی منزلین کرنا شروع کر دین۔ اعظم خان بہی اونکے پیچھے ہی پیچھے چلا گیا۔ جب جالنہ پور مین پہونچا تو معلوم ہوا کہ نظام شاہی فوج جالنہ پور سے ہوکر ... کی طرف گئی ہے۔ کہ بہ... ارخان نے جو قلعہ تلتم کا تھوڑے آدمیون سے محاصرہ کیا ہے اوسے تذبذب مین ڈالے۔ لیکن جب مقرب خان کو معلوم ہوا کہ اعظم خان جالنہ پور مین آگیا تو تلتم کا ارادہ ترک کر کے دولت آباد کی طرف چلدیا۔

[illegible] شاہی [illegible] دلہ خان [illegible] طرف مصالحت کے ارادہ سے [illegible]نہ ہونا۔

برہان نظام شاہ نے دیکہا کہ جدہر کو مقرب خان بہلول خان جاتے ہین اعظم خان بہی اوسی طرف اون کے تعاقب مین جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ ادہر آئینگے تو اعظم خان بہی اودہر آئیگا۔ اس لیے اوس نے مقرب خان اور بہلول خان سے کہلا بہیجا کہ تمہارا اس طرف آنا مناسب نہین ہے۔ بہتر ہے کہ جس طرف رندولہ خان عادل شاہی پڑا ہوا ہے تم بہی اوسی طرف جاؤ اور اوس سے کہو کہ جس طرح ہمارے اور تمہارے درمیان تجویز ہوئی ہے شولاپور کو مع توابعات کے لیے لو۔ اور دونو متفق ہوکر مغلون کو دکن سے نکال دو۔

اس لیے مقرب خان اور بہلول خان رامدوہ کے راستہ سے پہر بالا گہاٹ کی طرف متوجہ ہوگے۔ اور بیجاپوریون سے مصالحت کرنے کے واسطے چلے۔ اعظم خان بہی جالنہ پور سے بیلی سنگمیر کے راستہ سے بالا گہاٹ کو چلا۔ اور شاہ گڈہ مین آکر انبہ جوگائی کے قلعہ کا سامان کیا۔ اور میر ابراہیم خویش مرزا یوسف خان کو اوس کی نگہبانی پر متعین کیا۔

۲۔ رندولہ خانکا اعظم خان کے اتفاق سے طرح دینا

اب اعظم خان سے نے رندولہ خان کو مکرر لکھا کہ ہم سے اور آپ سے یہ قرار پایا تھا کہ جب نظام شاہی فوج بالا گھاٹ کے آنیکا قصد کریگی تو آپ اوس کو روکین گے - اور ادوہر نہ آنے دینگے اب وہ لوگ بالا گھاٹ مانک دودہ پر آنے والے ہین اور آپ اون سے نزدیک مہین قرار داد کے بموجب چاہیے کہ آپ اونہین بالا گھاٹ پر نہ آنے دین تاکہ ہم بہی وہان پہونچ جائین اور بالاتفاق اونہین غارت کر ڈالین ۔

رندولہ خان سے نے اس کا جواب لکھا کہ میرے اکثر ہمراہی نلدرک وغیرہ کی طرف گیے ہوئے ہین - جو تہوڑی سی فوج میرے پاس ہے وہ نظام شاہی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتی ہے - مین بہی نلدرک کی طرف جاتا ہون اور عادل شاہ کو اسکی اطلاع دیتا ہون وہان سے جیسا حکم ہوگا اوس کی تعمیل کرونگا ۔

۳۔ مقرب خان کا شولاپور دینے کے وعدہ پر رندولہ خان کو اپنے ساتھ ملا لینا ۔

مقرب خان سے نے جب دیکھا کہ اعظم خان کی فوج اوس کا پیچہا ہی نہین چہوڑتی تو اوس سے نے رندولہ خان کو مکرر پیغام بہیجا کہ تم نظام شاہ کے قدیمی نمک پروردہ ہو اور تمہارا نشو نما اور اقتدار اوسی کی بدولت اس عروج کو پہونچا ہے - آجکل شاہجہان کی فوج اس خاندان کی خرابی کے درپے ہے - حقوق نمک پروردگی کا اقتضا یہی ہے کہ اس سلسلہ کی دولت و آبرو کی حفاظت مین کوشش کرو ہم سے نے برہان نظام شاہ کو قلعہ شولاپور مع محال متعلقہ آپ کو دیدینے کے واسطے راضی کر لیا ہے - آپ کو بہی چاہیے کہ وداد طرفین اور ارکان اتحاد جانبین کی بنیاد کے توثیق مین سعی بلیغ کرین تاکہ یہ دونون گہرانے محفوظ و مصئون رہین ۔

۴۔ قلعہ شولاپور دینے پر نظام شاہ اور عادل شاہ کی مصالحت۔

اس کے بعد رندولہ خان نے پرگنہ کانتی کی طرف جانے کا ارادہ کیا جب اعظم خان کو یہ بات معلوم ہوئی تو اوس نے رندولہ خان کے دل کا بھید دریافت کرنے کے واسطے اوسے لکھا کہ آپ نے نلدرک جا۔ لنے اور وہان سے اپنا سامان درست کر کے ہم سے ملحق ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ الحال سنا جاتا ہے کہ آپ بجانب کانتی جانے والے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نقض عہد اور خلف وعدہ کرنا چاہتے ہین۔ رندولہ خان نے اس کا کچھ بھی جواب نہ دیا۔ اور کلراکو چلا گیا جو پرینده سے دس کوس نلدرک کی طرف واقع تھا اور وہان جا کر مقیم ہو گیا۔ اودہر سے مقرب خان بہلول خان مانک دودہ کے گہاٹ سے آکر پرینده کو چلدے اور باطمینان خاطر اپنے ہاتی اور اسباب زائد قلعہ پرینده مین چہوڑ گیے۔ اور وہان سے تالاب کلراکی طرف روانہ ہو گیے۔

پہر غالباً اسی جگہہ سے رندولہ خان نے مقرب خان کے وکیل کو اپنے معتمدین کے ہمراہ خواص خان کے پاس بہیجدیا۔ اور خواص خان نے اوس کی بڑی تسلی کی اور امداد دینے کا وعدہ کر کے اوسے واپس کر دیا۔ اور قلعہ شولاپور مع توابع عادل شاہیون کو دینے پر نظام شاہ اور عادل شاہ کے درمیان مصالحت ہو گئی۔

۵۔ محی الدین اور معین الدین کی مفاظت کی غرض سے اعظم خان اپرینده کو لوٹنا شاہجہان

جب اعظم خان کو پیاپے یہ خبرین پہونچین تو اوس نے شاہجہان کو ایک عرضی لکھکر اوس مین اس ساری کیفیت سے اوسے اطلاع دی اور کمک کی درخواست کی۔ ابو الحسن کی فوج مین سے سید دلیر خان کو جو احدیون کا افسر تہا

ا اپنے پاس سے سردار خان رشید خان خواص خان وغیرہ سواروں کو اور تین
ربین الدولہ آکمف خان کے سواروں کو اعظم خان کے پاس جانے کا
دیا۔
ادوہر شیخ معین الدین بیجاپور سے اور شیخ محی الدین گولکنڈہ سے روانہ ہوگیے تھے
عادل شاہ اور قطب شاہ کا پیش کش لا رہے تھے۔ اعظم خان کو یہ اندیشہ ہوا
ین مخالف تعاقب مین پرگنہ اوسہ بہالکی چیٹ گوپہ کی طرف جا نکلین جو نواحی
رمین ہے۔ اور وہان شیخ معین کو مضرت نہ پہونچائین اس لیے اوس نے
ہم ارادہ کرلیا کہ پرینیدہ کے حوالی مین جانا اور اوس کے قلعہ کو فتح کرنا اور ہاتیون
اسباب کو لے لینا چاہیے۔ جو مخالفون نے وہان بہیجدیا ہے اور اس طرح
ر خان وغیرہ مخالفین کو لڑائی مین مشغول رکہنا چاہیے تاکہ دونو ایلچیون کو یہ لوگ
لہ نہ روکین۔ اسی عرصہ مین شاہجہان کے پاس سے کمک بہی آجائیگی ۔
ران دونون نے جو اتفاق کیا ہے اوسکا حال بہی بخوبی معلوم ہوجائیگا۔ بعد مین
مصلحت وقت ہوگی اوسپر عمل کیا جائیگا۔ چنانچہ اعظم خان اسی ارادہ سے
یندہ کی طرف گیا۔ اور جب پرینیدہ ایک کوس رہ گیا۔ تو راجہ جے سنگہ وغیرہ سردارون
قصبہ پرینیدہ اور اوس کے پیٹھ کے تاراج کرنے کے واسطے حکم دیا۔ جے سنگہ
نے اول تو جاکر پیٹھ کو لوٹ لیا۔ جو پرینیدہ سے کوئی ایک کوس پر ہے۔ اور پہر قصبہ
یندہ مین گیا جو قلعہ سے متصل تہا۔ اس قصبہ کے گرد ایک خام دیوار بنی ہوئی تھی
بس کا ارتفاع پانچ گز اور عرض تین گز تہا۔ اور تین گز چوڑی ایک خندق بہی اوس کے
د گہدی ہوئی تھی۔ جے سنگہ ہاتی سے اوس کی دیوار تڑواکر اندر گہس گیا اور حصار

سے محافظ تفنگچی بھاگ گیے ساور خندق مین جاکر پناہ گیر ہوئے۔ اور قصبہ کو شاہجہان کی فوج سے غارت کرڈالا۔ بعد مین اعظم خان بھی وہان جا پہونچا۔

اسی اثنا مین قلعہ والون نے اپنی حفاظت کرلی۔ اور مدافعہ کو مستعد ہو گیے اون کے پاس دو ایسی بڑی بڑی توپین تھین کہ جن کا گولہ وزن مین شاہجہانی سے کے برابر ہوتا تھا۔ جب اونہون نے یہ توپین چھوڑین تو ایک گولہ اعظم خان کی فوج کے درمیان آکر گرا۔ وہان زمین مین سنگ ریزہ پڑے ہوے تھے اوس کے صدمہ سے سنگریزے اوڑے جس سے چند آدمی مر گیے۔ اور بہت سے زخمی ہوئے۔ اعظم خان قصبہ مین آیا۔ اور مقرب خان کے وہان جو ہاتی تھے اونکے چھیننے کا بندوبست کیا۔ چنانچہ سات ہاتی خندق مین سے اوسکو مل گیے اور کچھہ لوٹ کا اسباب بھی ہاتھ آیا۔

۶۷۔ اتفاق کے استحکام کیلیے مقرب خان اور رندولہ خان کی تحریر | مقرب خان وغیرہ نظام شاہی سردار حوالی تالاب کلالہ مین پڑے ہوے تھے اور رندولہ خان سے اونہون نے ساز باز کرلیا تھا۔ جب سے اونہون نے یہ حالات سنے۔ تو نہایت سراسیمہ و پریشان ہوئے۔ اور رندولہ خان کو لکھا کہ دہارور کا حصن حصین مع مضافات شاہجہان کے قبضہ مین چلا گیا ہے اور قندہار کے توابع پر نصیری خان نے قبضہ کرلیا ہے اور قلعہ کا محاصرہ کیے پڑا ہے اور سنگمنیر مضافات جنیر اور اوس کے گردنواح کے محالات اور وطن ونکو جو عادل شاہ کی سرحد سے ملا ہوا ہے ساہوجی بہونسلہ کی جاگیر مین دیدیا گیا ہے۔ اور ناسک کے علاقہ پر خواجہ ابوالحسن متصرف ہوگیا ہے اب جو نظام شاہ کے پاس باقی رہا ہے وہ صرف دولت آباد اور اوس کے

کرو کی جند محال مین باقی سب جاچکا ہی۔ اب تمہارا سود و بہبود اسی مین ہی کہ یکرنگی اور یگانگی ایسا تمہارا اتفاق کرکے اس گہر کی نگہبانی کرو اور اگر پرینڈہ بہی شاہجہانکی فوج نے لی لیا تو پہر وہ کوئی قلعہ نہین چہوڑینگے۔ اور جب اونہون نے ہمین نکالدیا تو یاد رکہو کہ پہر وہ تمہین بہی نکالینگے۔ طرفین نے یہی مصلحت دیکہی کہ قرار داد کیے جب قلعہ شولاپور مع توابع لیلو۔ اور ارکان مصالحت کو مستحکم کرو۔ اور دولت نظام شاہ کی استحکام مین جد بلیغ کرو جس مین جانبین کا فائدہ ہی۔ رندولہ خان نے فوراً اسکا جواب مقرب خان کو لکہا کہ عادل شاہ نے اس بات کو منظور کرلیا ہی۔ اور حکم دیا ہی کہ مقرب خان خود جاکر قلعہ شولاپور پر اور اوسکے محال پر ہمارا قبضہ کرادے اور قسم کے ذریعہ سے عہد و پیمان کو مستحکم کرکے خاطر جمع کرے۔

۷۷۔ اعظم خان کا قلعہ پرینڈہ پر محاصرہ ڈالنا

اب اعظم خان نے قلعہ کے محاصرہ کو دست آویز بنایا۔ اور کمک اور خزانہ کی انتظار مین چشم براہ رہا۔ اس وقت پرینڈہ سے پانچ پانچ چہہ چہہ کوس تک گہانس اور لکڑی نہین رہی تہی۔ اعظم خان نے بہ قوت خداوند خان اور ملتفت خان کو کچہہ آدمی دیکر بہیجا۔ کہین دور سے جاکر گہانس اور لکڑی لائین۔ اور اوسکی فوج نے قلعہ کو گہیر کر تین طرف سے کوچہ سلامت خندق تک پہونچائی اور اوسکی پر کرنیکی تدبیر کی۔ راجہ جے سنگہ اور اہتمام خان میر آتش نے کوچہ سلامت خندق تک پہونچاکر اوسکو بہرنا شروع کیا۔ اور اعظم خان نے محاذی دروازہ قلعہ کے ایک ملچار بنایا جہان سے خندق صرف ایک تیر پرتاب کی فاصلہ پر تہا۔ اور کوچہ سلامت طیار کرکے خندق کی کنارہ پر دمدمہ بلند کیا جس سے برج شیر حاجی کے لوگونکو تردد دشوار ہوگیا۔ اور سرکوب کی مارے سر کا نکالنا مشکل پڑگیا۔ قلعہ دار قلعہ کی اضطرار اضطراب سے ہر روز مقرب خان بہلول خان کو اطلاع دیتا تہا۔ اور کہتا تہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ یہ قلعہ بہی دہارور کی طرح دشمنون کے ہاتہہ مین نہ جائے تو جلد مدد کو آؤ۔

۷۸۔ مقرب خان کا اعظم خان سے

جب یہ خبرین نظام شاہی فوج کو پہونچین تو اون کی کچہہ

لشکر کو پریشان کرنا اور بہاگ جانا۔	فوج اعظم خان کے لشکر کے پاس آئی اور قلعہ سے ایک

کوس پر آکر دست برد کا نا شروع کی۔ لیکن جب یاقوت خان لشکر سے نکلکر اون کی طرف گیا تو وہ بہاگ گیے اور اوس نے اون کا تین کوس تک تعاقب کیا۔

دوسرے روز یاقوت خان اور ملتفت خان پرگنہ باسی کی طرف ہیمہ وکاہ کے واسطے گیے۔ مقرب خان اور بہلول خان کو جو قلعہ والون کی تسلی کے واسطے نکالے گئے قصبہ بہوم مین پڑے ہوئے تہے اور دست برد کا موقع ڈہونڈ رہے تہے جب یہ معلوم ہوا تو وہ یاقوت خان اور ملتفت خان کے غارت کرنے کو چلے اعظم خان بہی اسی جستجو مین بیٹہا ہوا تہا وہ بہی سنتے ہی راجہ جے سنگہ راجہ جہجار سنگہ بندیلہ وغیرہ کو لیکر اوس طرف روانہ ہوا جس سے مقرب خان اور بہلول خان بہدمات افواج شاہی سے بچکر دامن کوہ مین چلے گئے۔ یہان اعظم خان کو یہ بہی معلوم ہوا کہ مقرب خان کا بنگاہ قبضہ بہوم مین ہے وہ جاسوسون سے خبر پاتے ہی اوس کے تاراج کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بہ استعجال تمام اوسوقت انکے سرون پر جا پہونچا۔ کہ وہ اسباب کو لادکر جانے والے ہی تہے اعظم خان نے اون کے بہت سے اسباب اور اونٹ گہوڑے بیل وغیرہ پکڑ لیے اور لہاٹ بالسنے تک جو پرینڈہ سے چار کوس پر ہے اون کا تعاقب کیا۔ اور رات کو لوٹ کر قصبہ بہوم مین اوسی جگہہ مقیم ہوا۔ جہان کہ نظام شاہی پڑے ہوئے تہے اور دوسرے روز پہر لوٹ کر لشکر مین آگیا۔

۹۷۔ اعظم خان کا رسد نہ ملنے کیوجہ سے پرینڈہ کے محاصرہ کو چہوڑنا	اب اعظم خان کو معلوم ہوا کہ سلطان محمد عادل شاہ تو خیر و سلال ہے۔ اور رادت انصرام

مہام سلطنت مین کچہہ دخل نہین ہے زمام مہمات ایک شخص دولت نام غلام کلاووت کے ہاتھہ مین ہے۔ جسے سلطان محمد کے باپ ابراہیم عادل شاہ نے دولت خان کا خطاب دیکر بیجاپور کے قلعہ کی نگہبانی پر تعین کیا تہا لیکن جب ابراہیم مرگیا تو اس نمک حرام نے اپنا نام خواص خان رکہا ہے اور حل وعقد معاملات کا ایک شریر برہمن مراری پنڈت کو دیدیا ہے۔ اور ابراہیم کے بڑے بیٹے درویش محمد کو جو ہمشیرہ قطب شاہ کے بطن سے ہے مکحول کر کے اوس کی بیٹی سے نکاح کر لیا ہے۔ اور عادل شاہ اور نظام شاہ دونو متفق ہوگیے ہین۔

اور ایک ماہ قبل کہتون کے کہودنے سے غلہ بقدر کفاف لشکر کو ملجاتا تہا اور اب بیس بیس کوس تک پرینڈہ سے کہین گہاس کا نام بہی نہین اس واسطے اعظم خان پرینڈہ کے محاصرہ سے دست بردار ہوا۔ اور دہارور کیطرف روانہ ہوا۔

۔۔ دکنیون کا اعظم خان کو تنگ کرنا اور اوس کا دہارور مین پہونچنا

جب عادل شاہ اور نظام شاہ دونو متفق ہوگیے تو اون کے اتفاق کا نتیجہ یہ ہوا کہ اعظم خان نے پرینڈہ کا محاصرہ چہوڑ دیا۔ پہر تو دکنی شیر ہوگیے اور اب اونہون نے اعظم خان کا تعاقب کیا۔ پہلے روز تو وہ اپنے بند وبست مین رہے دوسرے روز جب اعظم خان نے موضع باترہ سے کوچ کیا تو دکنی نمودار ہوئے۔ اور چاہا کہ اوس کے دست راست سے بالاگہاٹ پر جائین اور اسی مین بہوجی نظام شاہی ایک فوج لیکر اعظم خان کے چنداول پر آپڑا۔ یاقوت خان اور ملتفت خان اوس کے چنداول پر تہے۔ طرفین سے خوب چپقلشین ہوئین۔ اعظم خان کی توپون نے اس وقت بڑا کام دیا

جنہین ارابون پر گہوڑے کہنچا کرتے چلتے تہے - اور بان وتفنگ اور توپون سے دکہنی بہت مارے گئے -

اسی اثنا مین دکہنیون کی دوسری فوج پاسنے کی گہاٹ سے آکر اعظم خان سے آگے آگئی - اور اوس کا راستہ روک لیا - اعظم خان نے راجہ بہار سنگہ بندیلہ اور راجہ انوپ سنگہ وغیرہ امرا کو جو ہراول تہے اون سے مدافعہ کو کہا - اور چنداول سے ملتفت خان کو طلب کرکے دو ہزار فوج سے کمک کو روانہ کیا -

دکہنیون نے جب یہہ دیکہا تو وہ آدہ کوس پر جا کہڑے ہوئے - دیکہتے رہے مگر کچہہ چہیڑ چہاڑ نہین کی - جب اعظم خان کی کل فوج گہاٹ پر چڑہ آئی اور یاقوت خان کہیلوجی مالوجی وغیرہ دکہنی جو چنداول پر تعاقب سے پہونچ گئے تو کچہہ دکہنی چنداول کی طرف گئے - مگر یاقوت خان کے اون کی طرف تاخت کرنے سے بہاگ گئے - اور جب اعظم خان بہی اوپر آگیا تو مقرب خان بہلول خان بیٹہوجی نظام شاہی اور رندولہ خان فرہاد خان وغیرہ عادل شاہی جو دونون ناگہان اعظم خان کے تعاقب مین آئے تہے الگ چل دئے - اعظم خان دریاے مانجرہ کے کنارہ مقیم ہوا -

دوسرے روز اعظم خان قصبہ بالنی مین پہونچا - قلعہ والون نے مدد کی امید پر اوس کا خوب استحکام کیا تہا - مگر اعظم خان نے سر سواری اوسے فتح کرکے خوب غارت کیا - اور پہر باندہ مین گیا - وہان سے دوسرے روز دہارور مین جا پہونچا -

۸۱ - اعظم خان کے پاس دلاور خان، دلیر خان، ملک بدن و اعتبار راو کا پہونچنا

اس اخیر منزل مین جب کہ اعظم خان دہارور مین پہونچا ہے دلاور خان جو شاہجہان کے پاس سے اور سید دلیر خان جو خواجہ ابو الحسن کے پاس سے روانہ ہوئے تہے -

اعظم خان کے پاس بھیج گیے -

ملک مدن اور اعتبار راو کے عیال و اطفال دہارور کی فتح کے وقت اعظم خان کے ہاتھ آ گیے تھے جس کا اوپر ذکر آچکا ہے - اور ان لوگون نے کئی بار درخواست کی تھی کہ ہمارے بال بچون کو ہمین دیدیا جاے - اعظم خان نے اس کے جواب مین اونہین کہلا بھیجا تھا کہ اگر آپ لوگ بادشاہ کے دولتخواہون مین شامل ہوجائین تو آپ کے بال بچے چھوڑ دیے جائینگے - اور آپ کو بھی مناصب لائقہ سرکار سے ملجائینگے - اور اگر آپ اس امر کو اختیار نکرینگے تو بال بچے قید مین رہینگے ہرگز رہائی نہو سکے گی - اس واسطے یہ دونو بھائی اعظم خان کے پاس حاضر ہو گیے اور سرکار سے اونہین خلعت ملا - اور مدد خرچ عطا ہوئی -

۹۲ - دکن کا قحط عظیم - جس زمانہ مین شاہجہان نے دکن پر چڑہائی کی تھی تو نظام شاہی عملداری اوس کی فوجون کی دوادوش سے پامال ہوگئی تھی - اور رعیت نے سبب بے اطمینانی کے زراعت مین تندہی نہ کی تھی - ادہر خاندیس مین بھی افواج شاہی کی کثرت سے غلہ اور رسد کی احتیاج کی بہت ضرورت تھی - ادہر قطب شاہی اور عادل شاہی حکومتون مین بھی اپنی اپنی حفاظت کے سبب سے فوجین نئی قلمبند کی گئی تہین اور اس طرح زراعت پیشہ لوگ فوجون مین بھرتی ہو گیے تھے - اور اس سال ۱۰۴۰ھ مین تو بارش بالکل ہی نہین ہوئی تھی - گجرات مین جہان دکن کو کچھ فلاح کی امید ہوسکتی تھی - اس سے بھی زیادہ خشک سالی تھی -

حیدرآباد مین جہان بارہ من فی ہون چاول بکتے تھے وہان سات من کے اور پھر رفتہ رفتہ تین من کے فروخت ہونے لگے تھے اور آخر کو غلہ ملنا ہی دشوار

ہوگیا تھا۔ جب موسم بارش نصف نکل گیا۔ اور مینہ نہیں برسا تو عبداللہ قطب شاہ
نے حکم دیا۔ کہ فضلا علما مومنین وصلحا بلا کافہ تین روز روزہ رکھیں۔ اور جمعہ کے
روز نماز استسقا کے واسطے جائیں۔ اور اسی طرح ہندو بھی معبدون میں جا کر اپنی رسوم
کے موافق خالق و پروردگار جہان سے باران رحمت کی دعا کرین چنانچہ نواب شیخ محمد
خاتون شہر سے باہر اوس میدان مین گیا جو نندی محل کے برابر تھا اور قاضی حسن جو قاضی
لنگ کے نام سے مشہور تھا خطیب اور منبر نماز ہوا اور نماز استسقا اوسی ماثورہ پڑھکر دعا مانگی اور
عبداللہ نے جو روپیہ اشرفیون کی تھیلیان اوسے فقرا مین تقسیم کرنے کے واسطے
دی تھین اون کا روپیہ فقرا صلحا مین تقسیم کیا۔ اور جیسے بھی جو ہاتھی اور اونٹون پر لادکر
اوسے سرکار سے ملے تھے وہ بھی محتاجون مین تقسیم کیئے۔

مگر پھر بھی بارش نہین ہوئی تالاب پانکل وسین ساگر ابراہیم پٹن وحوض الماسنت
حیدرآباد خالی پڑے رہے اور جو پرانے گہرے کنوے کبھی خشک نہین ہوتے
تھے سب خشک ہو گیے اور خشکی کی یہ نوبت پہونچ گئی کہ پہاڑیون وادیون مین
سو سو گز نیچے کہودنے پر پانی نہین نکلتا تھا۔ باغات مین بھی بڑے اونچے درخت سب
خشک ہو گیے صحرا مین حیوانات مر گیے۔ گانوؤن مین مردون کے ڈھیر لگ گیے
محلون مین اور بازارون مین مردون سے راستے بند ہو گیے۔ مردون کے اوٹھانے
کی فرصت اور طاقت نہ رہی۔ آدمی روٹی کے واسطے جان دینے لگے۔

عبداللہ قطب شاہ نے حکم کیا کہ جہان کہین غلہ ہو اوسے لے آئین۔ اور
شہر مین لاکر فروخت کرین۔ اور چھپا کر نہ رکھین۔ اس سبب سے خاص شہر مین کسیقدر
غلہ ملجاتا تھا مگر دیہات مین مطلق نہین ملتا تھا۔ اور ایک مٹھی جوار ایک مٹھی روپیون

کو میسر نہین ہوتے تھے - عبداللہ قطب شاہ نے محلہ محلہ لنگر لگوائے تھے اور شہر کے باہر بھی بڑے بڑے لنگر جاری کیے تھے - اور حکم دیا تھا کہ آش پختہ کی دیگین بازار او محلات مین لیے پھرین اور جس مین حرکت کی قوت نہ ہو اوسے دین اور منہ مین ڈالین - اسی طرح تمام امیر بھی صبح شام آش پختہ فقرا کو دیتے تھے - سوائے اس کے عبداللہ نے حکم دیا تھا کہ کنوے کھودین اور جب تک پانی نہ نکلے کھودے ہی جائین - غرض جہان تک اوس سے کوشش ہوسکی اوس نے ابقائے بنی آدم مین اپنی کوشش مین دریغ نہ کیا۔

پھر بھی حیدرآباد مین جو مصیبت نازل ہوئی وہ اس سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے کہ قریب ایک لاکھ آدمیون کو سرکار سے کفن دے گیے تھے اور جو بےکفن مدفون ہوئے یا پھیلین کون سنے مارے اون کی خدا کو خبر ہے اس حادثہ عظیم کی تاریخ ان تین لفظون مین کسی نے نکالی ہے "غم - مرض - مرگ خلق" ۱۰۴۰ھ

اب خاندیس اور گجرات اور نظام شاہی عملداری کا حال سنئے - ناپیدی سواد اکل وفقدان مایہ قوت سے وہان کے لوگ سخت مضطر ہوگیے تھے - جان کو نان کی عوض مین دیتے تھے - اور کوئی نہین خریدتا تھا - اور شرافت ایک کلچہ کے بدلہ مین بیچتے تھے - اور کوئی مول لینے والا نہ تھا - جو ہاتھ ہمیشہ انعام دینے کے واسطے دراز ہوتے تھے وہ طعام کی بھیک مانگنے کے لیے پھیلائے جاتے تھے - وہ پانون جو استغنا کے میدان مین رکھے جاتے تھے اب دریوزہ گری کی راہ مین چلتے تھے - مدتون تک کتون کا گوشت بکری کے گوشت کی جگہ بکتا رہا - نان بائی رات کو بوسیدہ ہڈیان لاتے اور چکی مین پیستے اور اس مین تھوڑا گیہون ملا

تا تھا پہاڑ کو واجبی میرا آٹا ملاتے اور روٹی پکاتے اور بالداروں کے پاس ہدیۃً لیجاتے جب ان کا یہ فریب حکام پر کھلا تو عدالت نے اون کی سیاست کی۔ خشک مردہ کا گوشت جس کسی کے ہاتھ لگتا اور اوس کو پانی مین تر کرکے کہاتا۔ اہل بازار قبرستان و مزاروں کے خادمون کے ساتھ ہمداستان ہو کر تازہ و سال خوردہ مردہ کے گوشت کی خرید و فروخت کرتے اور اوس کے مقدمہ کو لوگ اوس وقت عدالت کے پاس پہنچتے تھے۔ ایک عورت روتی پیٹتی قاضی پاس آئی۔ کہ مین نے ہمسایہ کو اپنا لخت جگر ذبح کرنے اور پکانے کے لیے دیا تہا مگر اوس نے مجھے کچھہ کہانے کے لیے دے۔ مگر اوس نے میرے جگر گوشہ کی کوئی ہڈی اور گوشت کا ریزہ مجھے نہ دیا۔ غرض آدمی آدمی کا گوشت کہاتا تہا۔ مان باپ فرزندون کے گوشت کو اون کی محبت سے زیادہ ترشیرین جانتے تھے مردون کی کثرت سے آمد و رفت کی راہ مسدود تھی ؎

ز بس در کوچہ فرش مردہ افتاد	نشان از کوچۂ تابوت میداد
بسان شیشۂ ساعت دو دنیا	پر و خالی شد از موتی و احیا

اگر کسی کو جان کنی اور موت کے درمیان مہلت ملتی اور اس مین رہ نوردی کی قوت ہوتی تو وہ اور ملکون کے دیہات و قصبات مین انتقال کرتا۔ بعض اول منزل پر نہ پہونچتے تھے کہ خدا سے ملجاتے تھے۔ جو دلائتین آبادی مین مشہور تھین اون مین معموری کا نشان نہ رہا۔ دکن مین دفن کفن کا طریقہ موقوف ہوا اور نوحۂ مرگ کی بلا سے نجات ملی۔ وہ وبائین اور قحط کہ پہلے تواریخ مین تعجب کے طور سے لکھے ہوئے ہین نظر مین بے اعتبار ہو گیے۔ اس سال مین گہاس کی کمیابی کلیہ

حال تہا کہ اوس کا ایک مٹہا ایک سونے کے پتہرے کے عوض مین تلاش سے ملتا تہا۔ بقولات زمردے کے عوض مشکل سے میسر آسکتے تہے کسی شاعر نے گہاس کی کمیابی کی کیفیت اس شعر مین ادا کی ہے ؎

ہوش باش کہ رندان کہہ فروش ترا	بجاے کاہ مبادا کہ زعفرانت دہند

شہر کے شہر مور وثی متوطنون کے جانے سے اور ہر روز ہزارون آدمیون کے ہلاک ہونے سے ویران ہوگیے۔ ہر کوچہ و محلہ مین بجاے آب باران کے غم برستا تہا۔

شاہجہان نے ہر مشہور شہر و قصبہ خصوصًا برہانپور مین لنگر جاری کرنے کا حکم دیا۔ سرکار بادشاہی اور یمین الدولہ آصف خان اور امراے نامدار کی طرف سے لنگر خانے جاری ہوئے۔ اور محتاجون کو بہت روپیہ دیا گیا۔ برہانپور احمد آباد و سورت کے ملکون مین لنگر خانون مین آش و نان اس قدر پختہ ہوتا تہا کہ سب بہوکون کا پیٹ بہر جاتا تہا۔ اور دو شنبہ کو کہ بادشاہ کے جلوس کا دن تہا پانچ ہزار روپیہ محتاجون کو دیے جاتے تہے۔ بیس دو شنبون مین ایک لاکھ روپیہ فقرا اور مساکین مین تقسیم ہوا۔ احمد آباد مین زیادہ قحط تہا۔ وہان پچاس ہزار روپیہ بہوکون کو دیا گیا۔ امساک باران اور گرانی غلہ کے سبب سے اکثر ممالک مین خرابی ہوئی۔ اس سال مین اور سال آیندہ مین ستر لاکھ روپیہ خالصہ مین کہ ممالک محروسہ کا گیارہوان حصہ تہا تخفیف کیے گیے۔ اور اسی پر محال جاگیر امراے والاقدر اور منصبدارون پر قیاس کرنا چاہیے۔

۸۳۔ انگریزون کی خوش انتظامی کا شکریہ۔ گو کہ اس بیان مین صریح مبالغہ ہے اور مورخون

سے نجزئیات کو کلیات کر کے بیان کیا ہے - مگر پھر بھی یہ بڑا ہی سخت قحط تھا اور مخلوق پر
ایک سخت خوفناک بلا نازل ہوئی تھی - اس زمانہ مین بھی ہماری آنکھون کے سامنے
بارش مین بار ہا ایسی ہی کمی ہوئی ہے - مگر ان مصائب کو کوئی جانتا بھی نہین - اور
غالبًا یہ بلا مین یہان کبھی اب نہ رہین گی - اس زمانہ میں سرکار نے ایسا بندوبست
کر دیا ہے کہ کیسا ہی قحط پڑ جائے اگر کوئی بھوکا نہین رہتا - وہ کھانے کو ضرور ہی
ملجاتا ہے اور ہمارے منہ سے بے ساختہ انگریزون کی مادرانہ حکومت کو دیکھکر
دعا نکلتی ہے - یہ اون کے انتظام وبندوبست کی خوبی ہے کہ یہ آفت اب خواب
وخیال ہوگئی ہے -

۸۴ - عبداللہ قطب شاہ کا پیشکش شاہجہان پاس پہونچنا -

شیخ محی الدین عبداللہ قطب شاہ کا پیشکش جو ۲ رجب
کو گولکنڈہ سے لیکر چلا تھا ۵ سلخ شعبان سنہ ۱۰۴۰ھ کو برہانپور
مین شاہجہان کے پاس پہونچ گیا اور پیشکش حضور مین
گذرانا - اور وفا خان نے جو اوس کے ہمراہ گیا تھا عبداللہ قطب شاہ کی عرضداشت
بھی شاہجہان کے حضور مین پیش کی - اور شیخ محی الدین کو جو عبداللہ قطب شاہ نے
چار لاکھ روپیہ کے نقد وجنس باوقات مختلف انعام واکرام مین دے تھے
اُس مین سے اوس نے ایک لاکھ روپیہ کے جواہر وغیرہ شاہجہان کے
نذر کیے -

۸۵ - خواجہ ابو الحسن کا ناسک کا انتظام کرنا اور ساہوجی کا ناسک کو بھیجا جانا -

خواجہ ابو الحسن اپنے ساتھیون کے ساتھ ناسک مین
اقامت پذیر تھا اور اوس ملک مین جو افواج شاہی کی
پامالی اور قحط وخشک سالی سے تباہی ہوئی تھی اوسے

اوس نے پہر از سر نو انتظام کرکے آباد کیا تہا اور رعایا کو قول دیکر پہر ملک مین بولایا تہا اور سرور خان وشرزہ راو اور تمام اون دکنیون کی جاگیرین جو شاہجہان سے تابع ہو گیے تہے خواجہ نے اوسی طرف مقرر کردی تہین۔

ساہوجی کو بہی شاہجہان نے اسی طرف جاگیر دی تہی۔ اور اوس نے شیواجی راوجا کہ جنیر سے ساز باز کرکے وہان خوب قوت پیدا کرلی تہی اور بہیم گڈہ کو جو مدت سے ویران وخراب پڑا تہا از سر نو آباد کیا تہا اور وہان ایک مضبوط قلعہ بنایا تہا اور اوس کا نام اپنے نام پر شاہ گڈہ رکہا تہا۔ غالباً اس کے طرز وانداز سے شاہجہان کے عہدہ دارون کو بے اطمینانی ہوگئی ہوگی۔ اور اوس سے بغاوت کا اندیشہ رہتا ہوگا اس لیے شاہجہان نے خواجہ ابوالحسن کو حکم دیا کہ ساہوجی کو بلا کرنا سک مین چہوڑدے۔ اور خود شاہ گڈہ مین جائے۔ چنانچہ ابوالحسن نے ساہوجی کو اس باب مین خط لکہکر بہیجا ور تمام وہان کے جاگیردار دکہنیون کو وہان چہوڑکر خود شاہ گڈہ مین چلا گیا۔

اور چونکہ کوہستان ترنکلواری کے گرد کچہہ سرکش جمع ہو گیے تہے اور اون سے بغاوت کا اندیشہ تہا۔ اس لیے اوس نے ناسک سے ایک منزل چلکر خانزمان کو کچہہ فوج دیکر اون کی تنبیہ پر مامور کیا۔ اوس نے وہان جاکر اونہین خوب سزا دی۔ اور دس روز مین لوٹ کر خواجہ ابوالحسن سے پہر آملا۔

جب خواجہ ابوالحسن اپنے ہمراہیون سمیت شاہ گڈہ سے رام گانون مین اور وہان سے پرتور مین گیا۔ اور پہر جاکر کہرس پورنا کے کنارہ ٹہیرا تو وہان شاہجہان کا فرمان پہونچا۔ کہ خزانہ تمہارے پاس بہیجا جاتا ہے۔ چاہیئے کہ جس راستہ سے

ہوسکے اوسے مرزا عیسی ترخان سردارخان رشیدخان خواص خان وغیرہ شاہی عمدہ دارون کے ہمراہ کرکے لشکر مین پہونچا وو -

۸۶ - سیدارخان کا قلعہ تلم اور ستوندہ کو فتح کرنا -	تلم کا قلعہ بہی دکن کے حصون مین سے تہا اور ایک قلہ کوہ پر بنا ہوا تہا - اوسے کچہہ عرصہ سے سیدارخان

نے گہیر کہا تہا - ب اوس نے قلعہ کے کچہہ آدمیون کو اپنے ساتہہ ملا لیا - اور وہ سیدارخان کی فوج کو قلعہ کے اندر لے گیے - قلعہ کی نگہبانون کو اسکی خبر نہ تہی جب کرنا بجا تو وہ مضطرب ہوکر بے دست و پا ہوگیے اور بادشاہی آدمیون نے اونہین گرفتار کر لیا - اور یہ مستحکم قلعہ بغیر اس کے کہ یہان سے تلوار کمان سے تیر نکلے فتح ہو گیا -

جب سیدارخان نے قلعہ تلم کو فتح کر لیا تو پہر شاہجہان کے حکم سے قلعہ ستوندہ کی فتح کے واسطے متوجہ ہوا - اور اوس کا جاکر چارون طرف سے محاصرہ کیا اور مورچہ بناکر حصار خوب تنگ کیا - سیدی جمال قلعہ دار نے بڑی عجز و انکساری کے ساتہ امان نامہ کا التماس کیا - سیہدارخان نے رتنا قلی کو قلعہ کی دیوار کے نیچے بہیجکر کہلوایا کہ اگر قلعہ ہمین دیدو تو تمہارا مال و ناموس مصئون و محفوظ رہیگا - سدی جمال مع اہل و عیال قلعہ سے باہر آیا اور قلعہ بادشاہی ملازمون کے حوالہ کیا - دوسرے روز سیہدارخان نے قلعہ مین جاکر مرزا محمد اپنے خویش کو قلعہ دار مقرر کیا - اور اچہی طرح اوس کا استحکام کرکے لوٹ آیا -

۸۷ - اعظم خان اور زندولہ خان و مقرب خان کی چہیڑ چہاڑ وغیرہ	اودہر عادل شاہی اور نظام شاہی فوجین بالاتفاق اعظم خان کے لشکر کی قریب سات کوس پر ہہر جا پہونچین اور دریائے

مانجرو کے کنارہ جاکر قیام کیا۔جب اعظم خان کو جاسوسون سے اوسکی خبر پہونچائی تو اوس سے خان بیگ کو اون کی تنبیہ پر متعین کیا۔ اور وہ دس گیارہ بجے رات کے دہارور سے روانہ ہوا۔ اور جاسوسون کی راہ نمائی سے دشمن کے لشکر مین رات ہی رات مین صبح تک جا پہونچا۔ رندولہ خان اور مقرب خان ایسی غفلت مین تھے کہ اونہین بجز فرار کے اور کوئی چارہ نرہا۔ رندولہ خان اپنے تمام سردارون کو اور نظام شاہی عہدہ دارون کو لیکر بہاگا اور جان بچالی۔ اور بڑی ذلت وخواری حاصل ہوئی۔ شاہجہان کے لشکر کو گھوڑے اونٹ بیل وغیرہ بہت سامان لوٹ مین ہاتھہ لگا پہر اعظم خان انبہ جوگائی کی طرف بڑہا اور وہان چلا گیا۔

عادل شاہی اور نظام شاہی سردارون نے اس خیالات اور ندامت کے مٹانیکے واسطے چاہا کہ ظہیری خان کو جاکر تذبذب مین ڈالین جو قلعہ قندہار کا محاصرہ کر رہا تہا۔ اعظم خان کے لشکر مین فقدان غلہ وکاہ سے دو تین روز سے تکلیف ہو رہی تہی۔ اس واسطے وہ گھاٹ تانڈور کی طرف روانہ ہوا۔ جہان اوسوقت بہی موجود تہا۔ اور اس کا بہائی یہان قلعہ کا حارس تہا۔ اعظم خان سے ملتفت خان کو بہیجا کہ اس پر قبضہ کرے۔ اوسی رات کے وقت شاہجہان کی فوج دیوار حصار پر چڑہ گئی اور قلعہ دار دست وپا گم کردہ ملتفت خان کے پاس حاضر ہو گیا۔ اور وہان کی قلعہ داری کا سامان توپ وتفنگ وغیرہ جس قدر تہا سب اعظم خان سے لے لیا۔

اسی اثنا مین رندولہ خان وغیرہ موضع ہلی مین جا پہونچے جو قندہار سے دس کوس کے فاصلہ پر تہا۔ اس واسطے اعظم خان پرگنہ وردال کو گیا۔ اور وہان سے

قصبہ راجوری مین پہونچا جو دروال کا حاکم نشین تہا - اور وہان کے حصار مین مقرب خان کے آدمی نگران تہے - قلعہ والے سنتے ہی بہاگ گیے - اور سات توپین وہان سے اعظم خان کے ہاتہہ آئین -

۹۸ - عبداللہ قطب شاہ کی مصالحت شاہجہان سے - شاہجہان کا قطب شاہی مفتوحہ ملک قطب شاہ کو واپس دینا اور باقر خان کے فتوحات -

اوپر ہم لکہہ آئے ہین کہ عبداللہ قطب شاہ نے جو [illegible] ایک [illegible] بہی فوج دیکر کہٹلکوٹہ کو بہیجا تہا - اس [illegible] وہان جاکر دیکہا تو باقر خان اوڑیسہ کی طرف [illegible] گیا تہا - اس نے وہان کے زمینداران اور میواریون کو ملا کر اپنی جمعیت فراہم کی - اور چاہا کہ جو کہٹراپاڑہ اور منصور گڈہ کا علاقہ باقر خان نے فتح کر لیا ہے اوسے واپس لے لے - باقر خان یہ سنتے ہی آیا اور کہٹراپارہ مین کچہہ فوج متعین کر کے خود آگے بڑہا - اور تین روز مین تیس کوس کا دور استہ طے کیا جہان جنگل پہاڑی تہی اور کتنی جگہہ پانی سینہ تک آتا تہا - اور یکایک لشکر غنیم پر جا پڑا - قطب شاہی لوگ گہبرا کر کچہہ تو درخت پر اور کوہسار مین جا کر پناہ گیر ہوئے - اور کچہہ قید ہو کر لٹ گیے - باقر خان نے اون کے عجز و انکسار کے سبب ایک ہاتہی اور دس ہزار ہون جس کے چالیس ہزار روپیہ ہوتے ہین جرمانہ لئے اور العفو زکوۃ الظفر کے بموجب اونہین معاف کر کے کہٹراپاڑہ کو لوٹ گیا -

چونکہ قطب شاہ نے پیشکش بہیجدیا تہا اور بہت کچہہ تضرع و زاری کی تہی اور شاہجہان کو اوس کے باپ کا احسان بہی یاد تہا - اس لیے اوس نے عبداللہ قطب شاہ سے پرخاش کرنا مناسب نہ سمجہا - بلکہ اوس کا مفتوحہ ملک بہی اوسے

واپس دینے کا حکم دیا - اور ایک فرمان براہ راست باقرخان کے پاس بھیجا اور دوسرا فرمان ایک احدی کے ذریعے سے قطب شاہ کے پاس اس مضمون کا بھیجکر اطلاع دی - اس واسطے شیخ محمد خاتون نے وہ فرمان باقرخان کے پاس بھجوا دیا اور پیچھے سے صادق بیگ قطب شاہی کو بھی بھیجا کہ ملک واپس لینے کا بندوبست کرے چنانچہ باقرخان نے یہ ملک عبداللہ قطب شاہ کے اہلکارون کو اوس وقت سپرد کیا جس وقت کہ شاہجہان برہانپور سے اگرہ کو واپس ہوا - جس کا ذکر آئندہ آتا ہے -

کیراپاڑہ سے بارہ کوس پر بمقام مہندری بیس ہزار آدمی شورش برپا کرنے کو جمع ہو گئے تھے اس لیے پھر باقرخان اونکے پراگندہ کرنے کو روانہ ہوا - اور ایک جنگل مین اترا - چھ سات ہزار آدمیون نے درخت زار سے نکل کر شوخیان کین مگر باقرخان کے لشکر سے مقابلہ نہ کر سکے - باقرخان اپنے لشکر کی حفاظت کر کے اس دشوار گذار درخت زار مین آیا - دشمنون نے ایک دیوار چونہ کی پانچ گز اونچی دو پہاڑون کے درمیان سرراہ مستحکم بنائی تھی - اور اوس کے آگے ایک عمیق خندق کھودی تھی - یہان لڑائی ہوئی - ہرچند اونہون نے کوشش کی مگر آخر کار اون کو فرار ہونا پڑا -

۹۰ - کوچہ سلامت اور نصیری خان کا قلعہ قندہار کو فتح کرنا - جب اعظم خان نے مقرب خان اور بہلول خان کو اپنی طرف متوجہ کر کے قلعہ نشینان قندہار کی مدد سے ہٹا دیا تھا تو نصیری خان نے اپنی فوج مین مورچے تقسیم کیے اور کوچہ سلامت بنانا شروع کیے - یہ کوچہ سلامت اینٹ پتھر و مٹی ریت کے جب

موقع ہوتا دو دیواریں ہوتی تہین (شکل کو دیکھو) جو ا اور ب مقامات سے بننا شروع ہوتی تہین - انہین دونو طرف سے ترچہے خطوں مین بناتے جاتے تہے کہ قلعہ والے معمارون کو تیر و تفنگ سے ضائع نہ کرین جب یہ دیوارین بنتے بنتے قلعہ تک پہونچ جاتین تو وہان سے قلعہ مین سرنگ لگاتے تہے اور اس طرح قلعہ کی دیوار توڑ ڈالتے تہے - اگر یہ کوچہ سلامت نہ بناتے تو اہل قلعہ حملہ آورون کو قلعہ تک پہونچنے نہین دیتے اور توپ و بندوق سے مار ڈالتے تہے - مگر یہ پچہلے زمانہ کی لڑائی کے ڈہنگ تہے - اب تو ان مین بڑا فرق آگیا ہے - اور قلعہ شکن توپون سے قلعہ بہت جلد بغیر سرنگ لگائے ہی اُڑ جاتا ہے -

قلعہ

برج

ا ــــــــ ب

موج حملہ آورکا معسکر

جب کوچہ سلامت نصیری خان کے مورچہ سے خندق تک پہونچ گیا تو جو لوگ خندق کی دیوار کی پناہ مین بیٹہے بیٹہے لڑتے تہے اون مین سے کچہہ تو وہان سے بہاگ گیے اور کچہہ لڑ لڑ کر مارے گیے - خندق کے سرے پر مین خاص قوام کا مقبرہ تہا - کچہہ لوگ وہان بہی ٹہیرے ہوئے تہے بان حقہ و تفنگ سے مورچہ والون کو مارتے تہے نصیری خان کے مورچہ سے مقبرہ کے نیچے تک نقب لگایا اور اوسے اوڑا دیا - اور نظام شاہی فوج کے پانچ سو برقنداز اور اور آدمی بہ نوس مین تہے سب ہلاک ہوگیے - پہر حملہ آورون نے یہان جاکر اپنا مورچہ قایم کیا -

اسوقت رندولہ خان اور مقرب خان وبہلول خان وغیرہ عادل شاہی امرا

نظام شاہی یکایک آ گیے - اور نصیری خان کے مورچون پر پہیل پڑے اور قلعہ

پر سے بہی اہل قلعہ نے توپ وتفنگ مارنا شروع کین - مگر نصیری خان کی فوج

کے سامنے نہ ٹہیر سکے اور بہاگ کر چلے اور تین کوس جاکر قیام پذیر ہوے -

محاصرین نے قلعہ کا حصار اور تنگ کیا - اور کئی نقب لگائے مگر اون مین سے

چہ نقب پورے ہو گیے - ان مین سے تین نقب بارود سے بہری اور تین کو ابہی

خالی رکہا کہ اگر یہ نہ اوڑین گے تو انہین بہ بارود سے اوڑا دین گے -

اسی مین اعظم خان بہی جو رندولہ خان کے تعاقب مین چلا آرہا تہا نصیری خان

کے پاس آ پہونچا - نصیری خان نے اوس کا استقبال کیا - اور قلعے اور اوس

اور فوج کی یورش کرنے کا تماشا دکہانے کے واسطے اوسے اپنے مورچہ

مین بولایا اعظم خان کے روبروہی تینون نقبون مین آگ دی گئی - ایک تو شاید

چور لگیا - باقی دو اوڑے - شیر حاجی کی دیوار اور نصف برج قلعہ اوڑ گیا - جو لوگ

کہ برج مین اور دیوار کے نیچے تہے ہلاک ہو گیے - حصار بانون نے یہ دیکہکر تفنگ

وحقہ وسنگ مارنا شروع کیے - اور بارود کی تہیلیان آگ دیدیکر پہینکین تاکہ حملہ

آورون کو شگاف مین آنے کی ہمت نہ رہے مگر نصیری خان کی فوج نے حملہ کیا -

اور دوپہر سے شام تک ہنگامہ کارزار گرم رکہا - باوجودیکہ ایک برج اور دیوار کے

اوڑنے سے اور لشکر نصیری خان سے اعظم خان کی تازہ فوج کی کمک سے حملہ کرکے

دشمن مین تزلزل ڈالدیا تہا - لیکن محصورین قلعہ داری کی شرط بجالائے - اور ایسے

سد راہ اور یورش کے مانع ہوے کہ خویش وبیگانہ نے آفرین کی - اور

اس روز قلعہ مفتوح نہ ہوسکا - طرفین کے تردد مین ظلمت شب حایل ہوئی اور ساری رات مین قلعہ والون نے دیوار چونہ و سنگ کے مصالحہ سے جوان پاس تہا طیار کرلی - ادہر نصیری خان کی فوج نے بہی باقی تین نقبون مین باروت بہر لی کہ صبح کو اوڑائین گے -

اب اہل قلعہ نے دیکہا کہ نہ تو باہر سے مدد آسکتی ہے اور نہ ہم مین اس قدر طاقت ہے - کہ حملہ آورون کو روکین - یہ قلعہ ضرور ہاتہ سے جاتا رہیگا - اور ہم سب بے فائدہ مارے جائینگے - اس لیے صلاح کار یہی ہے کہ امان طلب کرکے قلعہ کی کنجی محاصرین کے حوالہ کردین اور اپنے تیئین قید کی بلا اور تیر و سنان کے طعمہ سے محفوظ رکہین - صادق خان قلعہ دار نہایت فہمیدہ آدمی ساتہہ لیکر امان طلب کرنے اور قلعہ حوالہ کرنے کے لیے بادشاہی سردارون کے پاس گیا - اور امان لیکر چار مہینے ۲۰ روز کے محاصرہ کے بعد ۱۵ شوال سنہ ۱۰۴۰ھ کو قلعہ کا دروازہ کہول دیا - دس ہاتی اور ایک سو سولہ ۱۱۶ توپین حملہ آورون کے ہاتہ آئین جس مین چار توپین عنبری کلان - عنبری خورد - ملک ضبط اور بجلی بزرگ تہین - اور ہر ایک اون مین سے برنجی تہی شہر و لشکر کے لیے کفایت کرتی تہی -

جب قلعہ قندہار نصیری خان نے لے لیا - تو رندولہ خان اور مقرب خان و بہلول خان مایوس ہوکر بادشاہی لشکر سے بیس کوس پر دیگلور مین چلے گیے - اعظم خان دردال کی طرف اس سبب سے چلا گیا کہ بادشاہی خزانہ لشکر کے لیے آتا تہا خوف تہا کہ دشمن لوٹ نہ لین خزانہ کو ساتہہ لیکر وہ دریاے مانجرا کے نواحی مین آیا - نصیری خان قلعہ داری کا اسباب و مداخل و مخارج کے ضبط سے

خاطر جمع کرکے بودن اور اندور کی طرف چلا گیا۔

۹۱ - برہان نظام شاہ کا فتح خان کو قید سے نکال کر پیشوا کرنا۔

جب آدمی مضطرب ہو جاتا ہے تو اوس سے اکثر کام خلاف دور اندیشی سرزد ہو جایا کرتے ہین اسوقت قلعہ قندہار سے نکلجانے کے بعد برہان نظام شاہ کے پاس دولت آباد اور اوسکے چند پرگنات باقی رہ گیے تہے اور تمام اوس کی سلطنت یا تو شاہجہان کی فوج کی قبضہ مین آئی تہی یا پایمال ہو گئی تہی اور اوس کے بہت سے امیر جن مین اکثر مرہٹے تہے اوسے چہوڑ کر شاہجہان کے پاس چلے گیے تہے۔ اس وقت وہ نہایت گہبرایا ہوا تہا۔ سہارا ڈہونڈتا تہا۔

اوپر ہم لکہہ آئے ہین کہ برہان نظام شاہ نے فتح خان کو قید کرکے مقرب خان کو سپہ سالار اور رشید خان کو وکیل سلطنت مقرر کیا تہا۔ لیکن چونکہ اس وقت تک اون سے اوس کے منشا کے موافق کام نہ چلا۔ اور اب اوس کا حال اس درجہ کو پہونچ گیا تہا جس کا ہم اوپر بیان کر چکے ہین۔ اسوقت نظام شاہ کو بعض لوگون نے یہ صلاح دی کہ اگر فتح خان کو قید سے نکالکر بدستور سابق اپنے عہدہ پر بحال کر دیا جائے تو غالبًا کچہہ بہبودی کی صورت نکل آئیگی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان محرکون مین یاقوت خان حبشی اور اوداجیرام بہی تہے۔ جو برہان شاہ کو چہوڑ کر شاہجہان کے ملازمون مین داخل ہو گیے تہے۔ اس درخواست سے برہان نظام کو یقین ہوا ہوگا کہ اگر مین ان کا کہا مانون گا تو یہ لوگ بہی میرے پاس لوٹ آئین گے اور میری جمعیت زیادہ ہو جائے گی۔ اور یہ بہی خیال ہوا ہوگا کہ اوس کے باپ ملک عنبر نے ایام خطرات گوناگون اور ہرج ومرج بوقلمون مین کیسے تدبیر ملکداری وکشور کشائی اور جرأت

و شجاعت کا اظہار کیا - اور سلطنت کو استقلال دیا تھا - غالباً اوس کے بیٹے کے ہاتھ سے بھی وہ ہی نظم و نسق صورت پذیر ہوگا - لیکن جب اوس نے اپنے ارکین سلطنت کو بلا کر مشورہ کیا تو اونہون نے کہا کہ فتح خان شریر آدمی ہے خصوصاً آپ نے اوسے قید مین ڈالا ہے کیا تعجب ہے کہ وہ آپ کے ساتھ دغا کرے -

مگر برہان نظام شاہ نے نہ مانا اور اخلاص خان فرہاد خان صفدر خان کو بھیجا کہ فتح خان کو قیدخانہ سے لے آئین - جب یہ لوگ قلعہ سے اوسے لیکر چلے تو پالکی پر برقع ڈالدیا کہ مخلوق راستہ مین ہجوم نکرے فتح خان نے کہا کہ برقع کی کیا حاجت ہے اوسے اوتار ڈالو - اخلاص خان نے اس خیال سے کہ اگر منع کرین گے تو ہمارا یہ اور بھی دشمن ہو جائیگا - تغافل کیا اور برقع پالکی سے اتار ڈالا گیا - راستہ مین جو کوئی ملتا دیکھکر اوسے سلام کرتا اور کہتا کہ ملک عنبر کا چراغ جا رہا ہے - اور لوگ اوس پر زر نثار کرتے تھے - اور تصدق ہوتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک عنبر کی لوگون کے دلون مین کیسی عظمت و محبت بیٹھی ہوئی تھی - جب فتح خان دربار مین پہونچا تو برہان شاہ نے اوس سے بڑی تعظیم و توقیر کے ساتھ ملاقات کی اور اوس پر بے حد تلطف و نوازش کی اور خلعت دیکر اوس سے بڑے عہد و پیمان اور قول و قسم لیے کہ اپنے پدر بزرگوار کی طرح شرط نمک بجا لائے اور اپنے بادشاہ کی سلطنت کی حفاظت کرے تاکہ عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوسے -

پھر اوسے رخصت کر کے صلابت خان کی حویلی رہنے کو عنایت کی اور

سلطنت کا کاروبار اوس کے حوالہ کر دیا۔

۹۲۔ مقرب خان کا آزردہ ہوکر شاہجہان کے پاس چلا جانا

اس تدبیر کی غلطی سب سے پہلے تو اس طرح ظاہر ہوئی کہ مقرب خان جو اوس کا پہلے ترکی غلام اور بڑا معتمد اور میر شمشیر تھا اور اب بڑی ہوا خواہی کے ساتھ حتی الامکان دشمن کے مقابلہ پر جما رہا تھا آزردہ ہوگیا اور یہان تک رنجیدہ خاطر ہوا کہ اوس نے اعظم خان سے شاہجہان کے ملازمون مین داخل ہونے کے واسطے درخواست کی جب اعظم خان نے دیکھا کہ مقرب خان واقعی برہان نظام شاہ سے آزردہ ہے اور یقیناً اوس کے پاس آنا چاہتا ہے تو اوس نے شاہجہان کی خدمت مین عرضی کے ذریعے سے تمام کیفیت عرض کی اور اوس کے آنے کی منظوری لے لی جب شاہی فرمان آگیا تو تاباجی (دیاتا ماجی) ڈور یہ جو برہان نظام شاہ کا ملازم اور مقرب خان کا پیشدست تھا بارہ آدمی لیکر اعظم خان کے پاس مقرب خان کے آنے کا بندوبست کرنے کے واسطے آگیا۔ اعظم خان نے اوس کی بڑی دلجوئی کی اور خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا۔ دوسرے روز مقرب خان اپنے ہمراہیون کو لیکر اعظم خان کے لشکر مین چلا گیا۔ اعظم خان نے اپنے بیٹے ملتفت خان کو اوس کے استقبال کو روانہ کیا۔ اور جب وہ نزدیک آیا تو لشکر کے کنارہ تک خود بھی استقبال کو گیا۔ اور اپنے مکان مین لاکر خلعت اور دو ہاتی نر و مادہ اور ایک لاکھ روپیہ نقد اور نیز دو سو خلعت سو شال اور ستر گھوڑے اوس کے ہمراہیون کو دیے اور اوس کا منصب پنج ہزاری اور نیز اوس کے تمام رفیقون کے منصب بھی جو سو سے زیادہ تھے علی قدر مراتب مقرر ہوئے۔ اور اوس کے رفیقون کو بھی روپیہ مدد خرچ کے طور پر خزانہ سے دیا گیا۔ مقرب خان کے

جانے سے برہان نظام شاہ کی قوت مین بڑا ضعف آگیا اور فتح خان بالکل بے کھٹکے برہان نظام شاہ کا مالک بن گیا۔

۹۳۔ رندولہ خان کی درخواست اعظم خان سے مصالحت کیلئے

جیسا کہ ہم لکھ آئے ہین کہ جب وقت اعظم خان نے قلعہ دہارور فتح کیا تھا تو اس وقت عادل شاہ نے شیخ معین الدین عرف شیخ معینا کو پیشکش دیکر روانہ کیا تھا۔ اور دہارور کا قلعہ شاہجہان سے حسب ذیل (؟) مانگا تھا مگر جب اعظم خان نے اوس کے دینے سے انکار کیا تو عادل شاہ نے ملا مرجان قلعہ دار بیدر کو لکھا کہ شیخ معینا کو آگے نہ جانے دے۔ وہ وہان اب تک نظر بند تھے۔

اس وقت جب معاملات کی حالت حسب متذکرہ بالا پلٹ گئی تو غالبًا بیجاپور والون کی خاطر بھی پریشان ہوئی ہوگی۔ اس لیے رندولہ خان نے اعظم خان کو لکھا۔ کہ اگر آپ کے ذریعے سے عادل شاہ کی تقصیرات معاف ہوجائین۔ تو مین متکفل ہوتا ہون کہ آیندہ عادل شاہ دائرہ انقیاد سے پانون باہر نہ رکھیگا۔ اور شیخ معین الدین کو جو اب تک بیدر مین رکھ چھوڑا ہے اوسے بھی روانہ کردیا جائیگا۔

اعظم خان نے بصوابدید اہلکاران ہمراہی قرار دیا۔ کہ برسات کے آنے تک پرگنہ بہالکی اور چٹ گوپہ مین رہے جو توابع بیدر سے ہے۔ اگر رندولہ خان کے قول مین کچھہ راستی کا فروغ ہو تو عادل شاہ کے عفو تقصیرات کے لیے بادشاہ سے عرض کیا جائے ورنہ پاداش نقض عہد اور خلف وعدہ کے عوض اس محال کو تاراج کیا جائے۔ اور پھر وہان سے مراجعت کرکے جو مقام

مناسب ہو برسات مین وہان قیام کیا جائے۔

۴۹-شاہجہان کے لشکر کی شکست اور بہادر خان وغیرہ کی گرفتاری۔

اعظم خان اسی ارادہ سے بڑہا اور دریاے مانجرہ کے کنارے جاکر فروکش ہوا- چونکہ شاہجہان کی فوج کو دشمن چارون طرف سے ہمیشہ گھیرے رہتے تھے اور جس وقت موقع پڑتا تھا تو ہاتھہ صاف کرنے مین کمی نہین کرتے تھے- اس لیے اعظم خان نے اوترنے کے وقت جبکہ دشمنون کو دست برد کا اچھا موقع ہوتا تھا یہ قاعدہ مقرر کر رکھا تھا کہ جب تک خیمہ استادہ ہون اوس وقت تک فوج ہراول وجرنغار و برنغار اور چنداول اپنی اپنی جگہہ قایم رہا کرے- اور جب خیمے کھڑے ہوجائین تو اپنی اپنی باری سے چند سردار فوج کے ہر ایک حصہ سے لشکر سے ایک کوس کے فاصلہ پر جاکر نگہبانی کے واسطے کھڑے رہا کرین تاکہ لشکر کے آدمی ہیمہ وکاہ کے فراہم کرنے مین باطمینان کام کرسکین-

اس روز جو شاہی فوج چلی تو تمام روز غنیم کا کہین نشان بہی ظاہر نہین ہوا اس لیے بہادر خان روہیلہ شہباز خان- رشید خان انصاری یوسف محمد خان تاشکندی جن کی نوبت کے یعنی گہانس چارہ کی نگرانی کی تہی سررشتہ احتیاط کو ترک کرکے کچہہ تہوڑے سے آدمیون سے جاکر لشکر سے آگے ٹہیر گیے اور لشکر والے گہاس لکڑی فراہم کرنے کے لیے اطراف مین پراگندہ ہوگیے-

اسی مین کچہہ راجپوت بہی لشکر کے آنے سے قبل ہی تین کوس آگے چلے گیے اور وہان ایک گانون کو گہیر کر لوٹنے لگے تھے اور گانون والے ایک دیوار کی پناہ مین ہوکر اپنے اور اپنے مال واسباب وننگ وناموس کی حفاظت کے

سے لیے مستعد ہوئے تہے۔ جب بہادرخان شہبازخان رشید خان یوسف محمد خان کو اس کی خبر ہوئی تو راجپوتون کی کمک کو گیے۔ اتفاقاً ان لوگون مین سے اکثر لوگ گہانس لکڑی لیکر لشکر کو لوٹ آے اور وہان صرف ایک ہزار آدمی کے قریب رہ گیے۔

عادل شاہی اور نظام شاہی فوج فرصت ڈہونڈتی رہتی تہی اور اس وقت لشکر سے بارہ کوس پر پڑی ہوئی تہی اوس نے اس قصد سے کہ قابو پاکر دست برد کرین تین کوس پر اوس گانون سے آکر قیام کیا اور کچہہ لوگون کو قزاقی کے واسطے جو دکنیون کا شیوہ ہے اور جسے اس گروہ کے اصطلاح مین برگے گری کہا کرتے ہین بہیجا۔ جب یہ لوگ اوس گانون کے نزدیک پہونچے اور بہادرخان وغیرہ کی جمعیت کو قلیل پایا تو ایک سوار بہیجکر اپنی فوج کو اوس کی اطلاع دی۔ اور آپ بہادرخان وغیرہ کے سامنے نمایان ہوے اور اونہین اپنے ساتہہ مشغول کیا۔ یہ لوگ بہی اون کے مقابل ہوئے تو وہ لوگ آہستہ آہستہ ہٹ چلے اور اسطرح انہین دو کوس اور اپنے لشکر کی طرف لے گیے۔

اسی اثنا مین رندولہ خان سرفرازخان بہلول خان وغیرہ عادل شاہی اور نظام شاہی سردار پانچ چہہ ہزار سوارون کے ساتہہ نہایت سرعت سے بہادرخان پر آپڑے اور اونہین گہیر لیا۔ جب شاہی فوج نے یہ حالت دیکہی تو بہادرخان وغیرہ گہوڑون پر سے اوتر پڑے اور مرنے پر مستعد ہو گیے۔ دونون طرف سے خوب لڑائی ہوئی شہبازخان اور اوس کا بیٹا مارا گیا۔ بہادرخان یوسف محمد خان نہایت زخمی ہو کر بیخود میدان مین گر گیے۔ اور اونہین دکنیون

نے پکڑ لیا - رشید خان زخمی ہوکر بہاگ آیا اور اوس کا بہائی اور کتنے ہی رشتہ دار مارے گیے - اور اس زد و خورد مین بہادر خان کے بہائی براداور تابعین کوئی سو کے قریب مارے گیے -

جب اس کی خبر اعظم خان کو ہوئی تو وہ بہی جلو ریز دوڑا - مگر دکھنیون نے بہادر خان اور یوسف محمد خان کی گرفتاری کو ہی فتح عظیم سمجھکر فوراً کوچ کر دیا - اور دریاے مانجرا سے پار چلے گیے - اور پہر رات ہو گئی اعظم خان نے تعاقب بے حاصل سمجھا اور لوٹ آیا -

۹۵ - اعظم خان کا برسات گذارنے کے لیے موقع تلاش کرنا اور دکھنیونکی چہیڑ چہاڑ -

دوسرے روز اعظم خان پرگنہ چیٹ گوپہ اور بہالکی کے طرف متوجہ ہوا - اور ارادہ کیا کہ اگر دکھنی کہین ہاتہہ آجائین تو انہین اس جسارت کی سزا دیجاے ورنہ ان پرگنات کو تاراج کر کے خراب کیا جاے - پرگنات بیدر مین سے بعض پرگنہ ملک عنبر نے ابراہیم عادل شاہ سے چہین لیے تہے اور اس کے مرنے کے بعد محمد عادل شاہ نے اونہین پہر واپس لے لیا تہا اور اس سبب سے وہان فوجون کی بار بار آمد و رفت ہوئی اور ملک مین آبادی کا نشان نہ رہا تہا آذوقہ علف بہی وہان نہ ملتا تہا - اور برسات بہی قریب آگئی تہی - تین منزل آگے جاکر اعظم خان نے بصوابدید ہمراہان قصبہ بہالکی کے دو منزل سے مراجعت کی - اب عادل شاہیون اور نظام شاہیون نے سر راہ گہیرا - اور جگہہ جگہہ آگے آنے لگے چونکہ شاہجہانیون کا ارادہ تہا کہ قندہار کی طرف جا کر کہین ایام بارش بسر کرین - اور راستہ مین غلہ و آذوقہ نہین ملتا تہا

س لیے چستی وچالاکی کے ساتھہ قصبہ کلوترا مین جا پہونچے جہان غلہ بہت تہا - اور
دکھنی دریاے مانجرا سے گذر کر اوس پر پہلے ہی متصرف ہو گیے تھے - اعظم خان
نے اوسے لے لیا - اور ایک روز وہان ٹہیر کر اس قدر غلہ لے لیا کہ قندہار پہونچنے
تک کافی ہو - اور باقی کو قصبہ سمیت جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا اور آگے روانہ ہو گیے -
دوسرے روز وہان سے کوچ کر کے راجوری مین پہونچے - دکھنی بہی کوہ راجوری کے دوسری طرف ٹہیرے
دوسرے روز اعظم خان نے ارادہ کیا کہ جب تک فوج ہمراہ دل ایک چشمہ کے کنارہ جو
تین کوس آگے تہا پہونچے اور لشکر اوترے اور خیمہ وغیرہ کہڑے ہون یہان قیام
کرے - اور پہر تمام لشکر کو لیکر روانہ ہوئے - اتفاقاً بہت سے ہمراہی آگے چلے
گیے اور اعظم خان کے ساتھہ پانچ ہزار آدمی سے کچھہ زیادہ نہ رہے -
اسی اثنا مین چودہ ہزار دکھنی آ گیے اور لوٹ مار شروع کر دی - اعظم خان نے
اون کے دفعیہ پر کمر باندہی جس سے دکھنی لوٹ مار کر چلدیے اعظم خان نے ایک
کوس تعاقب کیا اور دکھنیون کے پیادہ کرناٹکی تفنگچی باندار بہت مارے - اور کچھہ بیل
جن پر بان لدے ہوئے تھے پکڑ لیے - دکھنی سات کوس پرے جا کر ٹہیرے - اور
پہر بیدر کی طرف چلے گیے - اعظم خان دوسرے روز دریاے مینار کے کنارہ
اور پہر اوس کے بعد قندہار مین جا کر ایک روز قیام پذیر ہوا - اور چونکہ وہان غلہ اور گہاس
نہین ملتی تہی اس لیے دریاے گنگ کے کنارہ قصبہ ناندیر مین جا کر منزل کی -
چونکہ دریا پایاب نہ تہا اسواسطے جال بنا کر دس روز مین اوس سے گذر ہوا یہان
تلاش سے معلوم ہوا کہ حوالی موضع سدہیر مین گہاس بہت ہے اسواسطے پانچ کوچ
کر کے وہان جا کر لشکر فروکش ہوا -

۹۶- منصور خان قاضی محمد سعید وفا خان مقرب خان سکندر دوتانی

۲۰ شوال سنہ ۱۰۴۰ھ کو شاہجہان نے منصور خان پسر ملک عنبر کو پانچ ہزار روپیہ انعام دیئے اور محمد سعید کہرودی کو جو عادل شاہ کا وکیل تہا اپنے ملازمون مین منسلک کر کے تیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کر دیا - اور دو ہزار انعام بہی دیا - اور وفا خان کو جو قطب شاہ کا پیش کش لے گیا تہا خلعت اور نو ہزار انعام دیا اور ۶ ذلقعدہ کو خلعت و نقارہ و علم وغیرہ شاہجہان نے مقرب خان کو بہیجا - اور سکندر دوتانی جو خانجہان سے جا کر مل گیا تہا - وہ بہی شاہجہان کے پاس حاضر ہو گیا - اور اوس کی تقصیرات بہی بادشاہ نے معاف کر دین اور اپنے ملازمون مین داخل کر لیا -

۹۷- ممتاز محل کی وفات اور اوس کی اولاد

۱۷ ذلیقعدہ سنہ ۱۰۴۰ھ کو شاہجہان کی بی بی ممتاز محل جسے تاج بی بی بہی کہتے ہین اور جسکی قبر آگرہ مین ہے درد زہ کے سبب سے مر گئی - شاہجہان کو اس بی بی سے بہت الفت تہی - اس کے مرنے سے اوسے سخت رنج ہوا - یہان تک کہ اوس نے چاہا کہ بیٹون مین سلطنت کو تقسیم کر کے باقی عمر معبود حقیقی کی یاد مین گذارے - ممتاز محل کو پہلے تو برہانپور مین ہی زمین کو سپرد کیا گیا تہا - پہر جمادی الثانی سنہ ۱۰۴۱ھ کو آگرہ مین دفن کیا گیا اور اوس کا مقبرہ بیس برس مین پچاس لاکہ روپیہ کی لاگت سے طیار ہوا جس کا اب تک دنیا مین نظیر نہین ہے - اس سے جو اولاد زندہ رہی اور جس کا اس کتاب مین بہت کچہ آیندہ ذکر آئیگا حسب تفصیل ذیل ہے -

نمبر	نام	تاریخ ولادت مع یوم	مقام ولادت
۱	جہان آرا بیگم عرف بیگم صاحبہ	۲۱ صفر سنہ ۱۰۲۳ھ روز شنبہ	بوقت مہم رانا اودیپور کے

نمبر	نام	تاریخ ولادت مع یوم	مقام ولادت
۲	محمد دارا شکوہ	۲۹ صفر سنہ ۱۰۲۴ھ شب دوشنبہ	بمقام اجمیر
۳	شاہ شجاع	۱۸ جمادی الآخر سنہ ۱۰۲۵ھ شب یکشنبہ	ایضاً
۴	روشن آرا بیگم	۲ رمضان سنہ ۱۰۲۶ھ	برہان پور
۵	اورنگ زیب	۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۷ھ شب یکشنبہ	دوحد
۶	مراد بخش	۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۰۳۳ھ چہار شنبہ	قلعہ رہتاس
۷	گوہر آرا بیگم	۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۰ھ شب چہارشنبہ	برہان پور

۹۔ عبد اللہ قطب شاہ کے دختر کا پیدا ہونا

شام کے وقت بروز چہارشنبہ ۹ رمضان سنہ ۱۰۴۰ھ کو عبد اللہ قطب شاہ کے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ عبد اللہ نے محل مین بڑے انعام واکرام تقسیم کیے۔ اور شریف الملک نے شہر مین سوگاڑیان شکر کی بہر کر بہیجدین۔ جنہون نے تمام بازارون اور مخلوق مین جاکر شیرینی تقسیم کی۔ منجمون نے اوس زمانہ کے دستور کے موافق زایچہ بنائے۔ اور عبد اللہ نے اونہین بہی بڑے بڑے انعام دیے۔ نظام الدین احمد نے جس نے عبد اللہ قطب شاہ کے تمام حالات مین ایک کتاب لکھی ہے۔ اس ولادت کی ایک تاریخ لکھی ہے جس سے سنہ ۱۰۴۰ھ نکلتے ہین مصرع

نمایان شدہ مہے از برج شاہی

۹۔ عبد اللہ قطب شاہ کا ملا تقی کے مرنے پر مرزا حمزہ کو سرخیل مقرر کرنا

اوپر ہم لکہہ آئے ہین کہ عبد اللہ قطب شاہ نے ملا تقی تفرشی المخاطب بہ شریف الملک کو خدمت سرخیلی اور بعد ازان سرداری کی عنایت کی تہی۔ اوسکی عادت تہی کہ دریائے

موسلی کے کنارہ شام کو میدان مین جایا کرتا اور وہان چوگان بازی جسے اب پولو کہتے
ہین کیا کرتا تہا اتفاقاً ایک روز چوگان بازی مین وہ گہوڑے پر سے گر گیا - جس سے
اوس کے اندرونی اعضا مین کچہہ صدمہ پہونچ گیا - اسوقت تو اوس کو آرام ہوگیا
مگر کچہہ دنون بعد سلخ شعبان ۱۰۴۰ کو جب اوسے اسہال کی بیماری ہوئی تو پہلی
چوٹ مین پہر درد شروع ہوگیا - اور تمام رمضان کے مہینے مین درد رفع نہین ہوا
یہ شخص بڑا صابر اور اپنے اداے فرایض کا پابند تہا - عید کے روز دربار مین
باوجود درد حسب معمول کہڑا رہا - اور عصر کے وقت تک اپنی خدمت انجام دیتا رہا
مگر اس محنت سے اوسے ایسی شدت ہوئی کہ پہر دربار مین نہ آسکا حکیم اسمعیل
گیلانی اور ہندی حکیمون نے اوسکا علاج کیا مگر سودمند نہ ہوا - اور ۱۹ شوال ۱۰۴۰ھ
کو عالم بقا کو کوچ کیا - "ختم" اوسکی تاریخ وفات ہے - عبداللہ قطب شاہ کو
اوس کے مرنے کا بڑا افسوس ہوا - اور اوس کے توابع اور لواحق پر اوس نے
بڑی عنایت کی مگر وہ لوگ یہان نہین رہے عراق کو چلے گیے -

اس کے مرنے کے چند روز تک تو شیخ محمد خاتون پیشوا مہمات دیوان کو میر
قاسم ناظرالملک اور میر معزالدین محمد مشرف اور نارائن راو مجموعہ دار کی معرفت اجرا
کرنے لگا - مگر گرانی غلہ و قلت مداخل و کثرت اخراجات سے قواعد و ضوابط دیوانی
مین خلل آگیا - اور اکثر کام معطل رہ گیے - محالون سے فریادین اوٹہنے لگین
اس لیئے عبداللہ قطب شاہ نے مرزا حمزہ استرآبادی کو جس کے پاس ساٹہہ ہزار
ہون کے محال تہے منصب سرخیلی ۲۴ ذیحجہ کو دیدیا -

۱۰۰ - محمد عادل شاہ کا عبداللہ قطب شاہ سے	عبداللہ قطب شاہ نے توڑ جوڑ لگا کر شاہجہان سے

ج کے واسطے جھگڑنا اور پھر صلح ہونا | مصالحت کرلی تھی اور اوس کے امیرون کو بہت
ے دیا دلایا تھا اوسے سب جانتے تھے کہ سونے کی مرغی ہے - انڈے خوب دیتی ہے
ب پرینڈہ سے اعظم خان محاصرہ اوٹھا کر چلا گیا تو خواص خان مصطفے خان
ل شاہ کے دونو وزیرون نے شاہ ابو الحسن اپنے ایلچی کی معرفت جو قطب شاہ
کے یہان رہتا تہا عبد اللہ قطب شاہ سے امداد فوج کی درخواست کی - اور جب
ان سے تساہل ہوا تو مراری پنڈت کو اوس کی سرحد کی طرف بہیجا - اوس نے
اسس پر آکر لوٹ مار شروع کردی اور جو نظام شاہی سردار لوٹ پہوٹ کر
لب شاہ کی طرف آ لئے تھے اونہیں میل جول کرکے اپنے لشکر مین
مل کرلیا -

قطب شاہی تاریخ مین لکھا ہے کہ جس وقت شاہ محمد پیشوا تہا اوس وقت کچھ
لب شاہی سرحد کے لوگون نے عادل شاہ کی سرحدی سردارون سے کچھ جھگڑا
تہا اور عادل شاہ کی سرحدی دیہات کو لوٹ لیا تہا - شاہ محمد نے اصلاح کی خاطر
سے اقرار کیا تہا کہ عادل شاہ کے تباہ شدہ دیہات کا معاوضہ دیا جائیگا اسوقت مراری
ت وہی روپیہ مانگنے آیا تہا -

غرض کچھ ہی ہو - مراری پنڈت روپیہ مانگتا تہا اور جب ادہر اوسے حسب دلخواہ
ب ملنے مین دیر ہوئی تو اوس نے کولاس کا محاصرہ کیا اور ایک مہینے تک
اصرہ کیسے پڑا رہا - مگر قلعہ فتح نہ ہونے کے سبب سے محاصرہ کو چھوڑ کر بیس ہزار
ی سے چند منزل آگے بڑھ کر تاخت تاراج مچا دی -

اسس کو دیکھکر عبد اللہ قطب شاہ کو بڑا اندیشہ ہوا اور چاہا کہ خود فوج لیکر مقابلہ کو

جاسے مگر شیخ محمد خاتون کے مشورہ سے یولچی بیگ خداوردی بیگ قزلباش خان وغیرہ چند سرداروں اور حوالداروں کو بہیجا - اور اژدہا خان و استقلال خان جگدیو راؤ بہالی راؤ آسی راؤ کو دس ہزار آدمی دیکر مدافعہ کو روانہ کیا -

پہر جب معلوم ہوا کہ مراری پنڈت باتفاق چند نظام شاہی سرداروں کے تیس ہزار فوج سے آگے بڑہنا چاہتا ہے تو عبد اللہ قطب شاہ نے اپنا خیمۂ سنگری نکلوایا اور عادل شاہیوں کی طرف منہہ کرکے کہڑا کردیا - اور خواجہ افضل ترک وشیر محمد خان اور اور حوالداروں کو طلب کیا - اور شجاع الملک کو حکم بہیجا کہ وہ کشکوڈہ مین رہے - اور کتنے غریب اور دکہنیوں کو سردار بنایا - چنانچہ علی بیگ خان افشار ترک کو چالیس ہزار ہون دے کہ ترکوں کی فوج طیار کرے - اور ایسے ہی میرم بیگ کو چالیس ہزار ہون دیئے کہ کچہہ سوار قدر انداز طیار کرے - اور نیز محمد سعید بدخشی و سید بابو و مخدوم الملک دکہنی اور اور کتنے ہی اہل دکن کو جو شجاعت و دلاوری مین مشہور تہے جاگیرین دیکر نگہداشت سپاہ کی تاکید کی - اور یہ جدید امیر میدان داد محل مین اپنی اپنی فوجین مسلح اور مکمل کرکے بادشاہ کے دکہانے کو لائے اور تشریفات سے سربلند ہوئے -

علاوہ برین جو سردار کہ نظام شاہی ادہر آنا چاہتے تہے اور اونہین مراری پنڈت نے اپنے پاس رکہہ لیا تہا اونہین بہی خفیہ خفیہ راضی کرکے اپنے پاس بولالیا - چنانچہ باباجی کاٹہیا مرہٹہ دو تین ہزار سوار سے عبد اللہ قطب شاہ کے پاس آگیا - اور اور بہی کتنے سردار مراری سے جدا ہو کر چلے آئے - اس سے مراری کی جمعیت مین تفرقہ پڑ گیا - اور ادہر سے قطب شاہی فوج بہی پہونچی تو مراری

یہ تو پہلا پڑا معلوم ہوتا ہے کہ عادل شاہ کچھ بڑی رقم مانگتا ہوگا - اب اوس مین
یہ کمی کر دی ہوگی -

شاہ ابوالحسن عادل شاہ کے ایلچی سے کہا کہ اس وقت ایک قوی دشمن
ن مین آیا ہوا ہے اگر ہم لوگ اتفاق نہ کرین اور ایک دوسرے کی مدد نہ کرین تو
سب نہین کہ دشمن ہم پر غالب ہو جائیگا - اس لیے آپ کو ہم سے اتفاق کرنا
ہیئے - عبد اللہ قطب شاہ بھی درحقیقت عادل شاہ اور نظام شاہ کی طرف
اصرف اپنے اندیشہ سے بظاہر شاہجہان کا دم بھرتا تھا اس لیے اوس نے
ی اس بات کو تسلیم کیا اور خرچ کے لیے جو روپیہ کہ عادل شاہ مانگتا تھا جس کی
تعداد کچھ نہین لکھی ہے دیکر عادل شاہ سے صلح کر لی - اور ۱۵ ارجمادی ۱۰۴۱ھ کو
صلحنامہ پر دستخط ہو گئے -

ا - دیٹوجی نظام شاہی مرہٹہ کا عبد اللہ قطب شاہ کے پاس آکر رہنا -	جب مراری پنڈت چلا گیا - تو دیٹوجی کا ٹھیا مرہٹہ بھی عبد اللہ قطب شاہ کے پاس آیا - اس کے ساتھ تین ہزار سوار تھے جن کے پاس گھوڑیان سواری

ی تھین - عبد اللہ نے اوسے خلعت و انعام دیا - اور اپنے ملازمون مین داخل
یا - مگر ایک ہی ہفتہ کے بعد وہ مر گیا - اور مرتے وقت سیوجی ہرکارہ نظام شاہی
جو حیدر آباد مین برہان نظام شاہ کی طرف سے رہتا تھا اپنا وصی کر گیا - عبد اللہ نے
امین راو برہمن کو بھیجکر اوس کے بھائی اور بیٹے کی تسلی کی - اور لشکر کی کیفیت
دریافت کی اور نصیر الملک حوالدار خاصہ خیل کو دو ہزار سوار سے بھیجکر اون لوگون
اپنے ملاحظہ کے واسطے بلا لیا - یہ لوگ دروازہ کوہ طور سے میدان داد محل

مین آسے اور بادشاہ کو سلام کیا - اس وقت اون کی تعداد چھہ ہزار تھی - ویٹوجی کے بہائی برادر جوان لوگون کے افسر تھے قریب تینس کے تھے وہ سب بادشاہ کی خدمت مین پیش ہوئے بادشاہ سے نے خلعت و انعام اور ستائیس گہوڑے اور پانچ ہاتی اور تین لاکھہ ہون کی اون کو جاگیر دیکر اپنے پاس نوکر رکھہ لیا -

۱۰۲ - مقرب خان اعظم خان یاقوت خداوندخان اور اوداجیرام کا شاہجہان کے پاس جانا -

۴ ارمحرم ۱۰۴۰ھ کو مقرب خان دکنی اور ۱۵ کو اعظم خان حسب الحکم شاہی لشکر کو سندہیر مین چہوڑکر شاہجہان کے حضور مین حاضر ہوا مقرب خان کو خلعت وغیرہ کے علاوہ چالیس ہزار روپیہ انعام ملے اور اعظم خان سے شاہجہان نے کہا کہ تم نے اس مہم مین دو کام تو لایق تعریف کیے - ایک تو خانجہان کا تعاقب اور دوسرے قلعہ دہارور کی فتح - لیکن دو خطائین بہی کین - ایک تو جب معلوم تہا کہ تسخیر قلعہ پرینڈہ کی نہین ہوسکتی اور اذوقہ کی قلت ہے تو وہان زیادہ ٹہیرنا نہ چاہیئے تہا - دوسرے جب مقرب خان دولتخواہون مین آکر شامل ہوگیا تہا تو پھر بیدر کی طرف جانا مناسب نہ تہا - برسات مین وہان ٹہیرنا چاہیئے تہا جہان دانہ وگہانس مل سکتا تہا - اعظم خان نے دونون قصورون کا اعتراف کیا - یاقوت خان خداوند خان اور اوس کے دکہنی ہمراہی اور ۲۵ کو اوداجیرام بہی بادشاہ کے سلام سے مشرف ہوئے -

۱۰۳ - خواجہ ابوالحسن کی فوج کا پانی کے سیلاب سے سخت نقصان -

جس وقت نصیری خان قندہار کا محاصرہ کیے ہوے تہا اور دکہنی اندر اور باہر سے لڑرہے تہے تو اوس وقت شاہجہان نے خواجہ ابوالحسن کو

لکہا تہا کہ خانزمان اور نیز سایر ہمراہیون کو لیکر نصیری خان کی مدد کو جاوے - وہ روانہ ہی ہوا تہا - کہ اوسے راستہ مین خبر ملی کہ قلعہ قندہار فتح ہوگیا اس لیے وہ راستہ مین ٹہیر گیا - اور شاہجہان کا حکم پہونچا کہ وہ جہان چاہے برسات مین جاکر قیام کرے - خواجہ یارشیخ بالو مین پہونچا - اور ایک نالہ کے کنارہ ٹہیرا - جس مین ایک تہوڑا سا پانی تہا - اتفاقاً ۲ صفر ۱۰۴۱ھ کی شام کو ابر آیا اور بارش شروع ہوئی - اور ایسا شدت سے مینہ برسا کہ سال گذشتہ کی تلافی ہی نہین کر دی بلکہ آدہی رات کے ایک بجے کے قریب طوفان آگیا - اور پہاڑ پر سے ایک سیل عظیم لشکر پر ٹوٹ پڑا - آدمی ظلمت شب اور شدت باران مین جابجا بہاگے اور ایسی کہلبلی پڑی کہ خود خواجہ ابوالحسن نے اسپ بے زین پر سوار ہوکر اپنی جان بچائی - دو ہزار سپاہی وغیرہ اور بہت سے اونٹ بیل سیلاب فنا مین بہہ گیے - خواجہ کے پاس سات ہزار اشرفی اور دس ہزار روپیے تہے وہ اور تمام اسباب توشک خانہ سلاح خانہ فراش خانہ وغیرہ پانی مین بہہ گیا - ڈہونڈنے والون کے خاک ہاتہہ نہ آیا - گو بعض آدمی اس کے پانے کی تہمت مین گرفتار ہوے لیکن اس گنج روان کا خزانچی جو آب باران تہا اوس نے تمام مال و اسباب کو دیانت سے خاک مین امانت رکہا -

۱۰۴۱ - موسی دریا کے سیلاب کا حیدرآباد کے اندر گہسنا -

اور قطب شاہی عملداری مین بہی اس سال جو بارش ہوئی اور چار مہینے علی الاتصال مینہ برستا رہا - تمام فضاے دشت و صحرا دریا بن گیے - اور چہارشنبہ کی صبح ۲۰ صفر ۱۰۴۱ھ کو دریاے موسی مین ایسا سخت شدت سے سیلاب آیا کہ پل کے اوپر سے

پانی چلنے لگا۔ اور شہر کے اندر گھس گیا۔ اور کثرت سے عمارات و مکانات ڈہادے اور باغ محمد شاہی کے کچھ درخت بہی جو خاص دولت خانہ شاہی مین سے تھے گرادئے۔ اس سیلاب کا جوش صبح سے کوئی ایک بجے کے قریب تک رہا پہ طغیانی مین کمی آگئی۔ معمر لوگ کہتے تھے کہ ہم نے اپنی عمر بہر مین ایسا سیلاب کبہی نہین دیکھا۔

۱۰۵۔ عبداللہ قطب شاہ کا نصیر الملک کو کولاس اور فصیح الدین کو مرتضی نگر بہیجنا

جس وقت مراری پنڈت نے لشکر کشی کی تہی تو آدم خان حبشی نے سرحد کے حفظ و حراست مین اسقدر تندہی نہین کی تہی جس قدر کہ اوس سے امید ہو سکتی تہی اس واسطے عبداللہ قطب شاہ نے اوسے وہان سے طلب کر کے خدمت سے معزول کر دیا۔ اور نصیر الملک حوالدار خاصہ خیل کو اوسکی جگہہ مقرر کر کے کولاس کو بہیجدیا۔ اور قاسم بیگ ولد میر سید قلی بیگ ترکمان کوتوال مستعفی دار السلطنت حیدرآباد کو جو ایک مدت سے کسی عہدہ کا امیدوار تہا منصب حوالداری خاصہ خیل دیدیا۔

ادہر خواجہ افضل ترک حسب الطلب جب راجمندری سے پہونچا تو وہ بہت بیمار تہا۔ اور آٹھ جمادی الآخر ۱۰۴۰ھ کو مر گیا۔ اوس کی بعض خدمات تو قزلباش خان کو دین اور ایک ہزار سوار کی سرداری یولچی بیگ کو اور ولایت مرتضی نگر کی حکومت میر فصیح الدین محمد کو عنایت کی

۱۰۶۔ دکن مین سلاطین دہلی کا سب سے اول ماہی مراتب اور بعض و کہنیون کا

۸ ربیع الثانی ۱۰۴۰ھ کو شاہجہان نے نصیری خان کو بالاگھاٹ جانے کی

شاہجہان کی خدمت سے مشرف ہونا -

دی - اور اوس کی درخواست کے موجب اوسے ماہی مراتب دیا - جو عہد باستانی مین سلاطین دہلی اپنے ملازمون کو دیا کرتے تھے - اور اس زمانہ مین حکام دکن اپنے اون سردارون کو دیا کرتے تھے جو بڑی سی بڑی عزت کے لایق ہوتے تھے سلاطین دہلی کی طرف سے دکن مین بہی ماہی مراتب سب سے اول دیا گیا ہے اسی وقت سید عمر برہان نظام شاہ کا سالار اور اوس کا بہائی سید علوی بہی شاہجہان کے حضور مین حاضر ہوئے اور خلعت و انعام اون کو دئے گیے - قوت خداوند خان کو چالیس ہزار اور اوس کے بیٹے فتح الملک کو دس ہزار روپیہ کا انعام ملا - اور بہادرجی اور جادو راے جس کا نام پتنگ راے تہا شاہجہان کے پاس آئے اور اونہین بہی منصب و انعام ملے - اور ۴ جمادی الاول کو بتوجی مع بہائی برادرون کے کہیلوجی اور بالوجی کے ساتھ آیا اور اونہین بہی انعام وغیرہ ملے -

۱۰۰ - فتح خان کا برہان نظام شاہ کو قتل کرنا اور شاہجہان سے صلح چاہنا

قطعہ

مدہ فرصت بدست دشمن خویش	کہ انچہ تو نہ کردی او کند پیش
تو در خوابی و دشمن سخت بیدار	ز مردہ تا بزندہ فرق بسیار

فتح خان کے چہوڑ دینے اور اوسے پہر سلطنت کا مالک و مختار کرنے مین برہان نظام شاہ سے سخت غلطی ہوئی - وہ تو یہ سمجہا تہا کہ یہ بہی اپنے باپ کی طرح سلطنت کو سنبہال لیگا - اور مجہے جو روز بروز تشویش رہتی ہے اور دشمن سینہ پر چڑہا آتا ہے اس سے نجات ملجائیگی - مگر فتح خان مین اس بات کی تو لیاقت نہ تہی وہ لیاقت تو ملک عنبر مین ہی تہی اور اوسی کے ساتھہ رخصت ہو گئی تہی

البتہ فتح خان کے وہ بات دل مین جمی ہوئی تھی جو برہان کی طرف سے اوس کی نسبت ظہور مین آئی تھی - وہ جانتا تھا کہ برہان شاہ نے جو مجھے چھوڑ دیا ہے وہ اضطراری ہے جب اوس کا کام نکلجائیگا - تو وہ مجھے پھر قید کریگا - فتح خان یہ تک رہا تھا کہ جس طرح اس نے مجھے زندان مین بٹھایا تھا اسی طرح مین بھی اسے زندانِ فنا مین ہمیشہ کے لیے سُلادون -

اسی زمانہ مین برہان نظام شاہ کو کچھ جنون سا ہوگیا - غالباً دشمن کے غلبہ کی وجہہ سے جو اوس کو اضطراب اور پریشانی ہورہی تھی اوس کا کچھ اثر ہوگا - دو مہینے تک فتح خان نے اوس کا علاج کیا اور قلعہ سے یکایک اوسے اپنے مکان مین لے آیا - اور خود دوسری جگہہ چلا گیا - اور اس طرح برہان شاہ کو قید کرلیا -

پھر آصف خان یمین الدولہ کی وساطت سے شاہجہان کی خدمت مین ایک عرضی بھیجی - کہ برہان شاہ جو کوتاہ بینی اور شقاوت گزینی و بدسگالی سے اولیاے دولت کی مخالفت کرتا ہے مین نے اوس کو اس واسطے قید کرلیا ہے - اور امیدوار مراحم شاہی کا ہون -

شاہجہان کے پاس جب یہ عرضی پہونچی تو چونکہ اوسے دکھنیون کے قول وفعل کا اعتبار نہ رہا تھا اوس نے فتح خان کو لکھا کہ اگر یہ تمہاری بات سچ ہے اور تم ہمارے خیرخواہ ہو تو برہان کو قتل کرڈالو -

اب اکثر مورخون کی تو یہی راے ہے کہ فتح خان نے برہان نظام شاہ کو گلا گھونٹ کر مروا دیا - مگر ظاہر مین یہ مشہور کیا کہ وہ خود بیماری سے مرگیا - واقعی بات

یہ ہے کہ اگر برہان نظام شاہ فتح خان کو پیشوا کر کے مقرب خان کو نہ نکالتا تو اوسکی جان اور سلطنت دونون سلامت رہتین - اور شاہجہان سے اگر وہ صلح چاہتا تو بڑی عزت کے ساتھ شاہجہان اوس سے صلح کرلیتا - اور نظام شاہی سلطنت کا استیصال ہرگز نہ ہوتا -

بعد اس کے فتح خان نے برہان نظام شاہ کے معتمدان اور رفیقون کو پکڑا اور اونہین بہی قتل ورقید کیا - خواص خان اور عبد الرسول خان معلم کہ برہان شاہ نے اوسے وزیر مصلحت کر لیا تہا اور سید خلیفہ قلعہ دار اور سادات خان اور سید ہلال مخاطب بہ شمشیر خان دا عتماد راؤ ودیانت راؤ وغیرہ خافی خان کی تحریر کے موجب بارہ آدمی اور تاریخ قطب شاہی کے قول کے بموجب پچاس آدمی فتح خان کے ہاتہ سے مارے گیے - اور نظام شاہی سلطنت کی بیخ وبن کندہ ہوگئی -

۱۰۰ - شاہجہان کا شاہزادہ حسین کو برہان شاہ کا جانشین تسلیم کرنا اور فتح خان سے جواہرات اور ہاتی طلب کرنا -

جب فتح خان نے برہان نظام شاہ کو قتل کیا تو اوس کے بیٹے کو جو دس سال کا تہا تخت پر بٹہایا اور اپنے ایک معتمد ابراہیم نام کے ہاتہ عرضی مین شاہجہان کو ساری کیفیت لکھکر بہیجی اور عرض کیا کہ مین نے برہان کو قتل کر کے صدور حکم مناسب تک اوس کے بیٹے کو تخت پر بٹہا دیا ہے - شاہجہان کو اگرچہ باطن مین فتح خان کی نمک حرامی سے بڑا افسوس ہوا مگر بتقاضاے مصلحت امور ملکی جواب مین لکہا کہ اگرچہ نظام الملک کا ملک قریب فتح کے ہوگیا ہے مگر برہان الملک کے بیٹے کی یتیمی اور مظلومی کو دیکھکر ہم اوس کی حکومت کو بحال رکہتے

ہین تمہین چاہیئے کہ جواہرات اور مرصع آلات اور جو ہاتی کہ حصار دولت آباد کے اندر ہین اور قلت اذوقہ سے اونکی حالت ردی ہورہی ہے اونہین ہمارے پاس برسم پیش کش اپنے بیٹے کے ہاتہہ بہیجدو - تب تمہارے ملتمسات قبول ہون گے - اور خلعت وغیرہ شکر اللہ عرب کے ہاتہہ انعام مین دولت آباد کو روانہ کیا -

۱۰۹- شاہجہان کا سلطان محمد عادل شاہ کی تادیب کے لیے آصف خان کو بہیجنا -

شاہجہان کے مزاج کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اوس کی ہرگز یہ مرضی نہ تہی کہ نظام شاہی حکومت کو فتح کرکے وہ اپنے ملک کو وسیع کرے - اوسے جس قدر منظور تہا وہ صرف اتنا ہی تہا کہ اوسکی اپنے وسیع سلطنت مین یا اوس کی سرحد پر کسی طرح بدامنی نہ رہے جس سے اوس کی حکومت مین کچہہ خلل پیدا ہو اوس نے جو دکن پر چڑہائی کی تہی وہ صرف اس وجہہ سے تہی کہ برہان نظام شاہ نے اپنے وعدہ کی ہیچ کرکے خانجہان کو اپنے یہان پناہ دی اور اوس کیواسطے شاہجہان سے لڑنے کو کہڑا ہوگیا - اور پہر جب خانجہان کا جہگڑا مٹ گیا - تب بہی اوس نے شاہجہان کو راضی نہ کیا بلکہ اپنی ضد پر چارہا - اور لڑائی کو جاری رکہا - اگر وہ شاہجہان سے صلح چاہتا تو یقینی بات ہے کہ شاہجہان بعزت وحرمت اوس سے صلح کرلیتا - اور جس قدر اوس کا قصور تہا سب معاف کردیتا شاہجہان جس غرض سے دکن کو آیا تہا وہ تو اس کی پوری ہوچکی تہی خانجہان قتل ہوچکا تہا اور فتح خان کی طرف سے بہی صدا سے صلح بلند ہوچکی تہی اور عبد اللہ قطب شاہ نے پہلے ہی اوسے راضی کرلیا تہا - یہان تک کہ شیخ معین الدین کو جسے

بیدر مین سلطان محمد عادل شاہ نے قید کر رکہا تہا عبد اللہ قطب شاہ چہپے چہپے خرچ بہیجتا اور اوس کی خاطر و مدارات کرتا تہا۔

اب اس وقت جس سے کچہہ تقصیر نہین ہوا تہا۔ سلطان محمد عادل شاہ ہی تہا وہ کسی طرح نہ لیا تہا اوس کا اس طرح چہوڑ دیا خلاف مصلحت تہا۔ اسلیئے شاہجہان نے اوس کے خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیئے آصف خان یمین الدولہ کو نامزد کیا۔ اور حکم دیا کہ اگر عادل خان اپنے باپ کی طرح لوازم اطاعت و مراسم انقیاد کو بجا لاے اور پیشکش بہیجے تو اوس کو اپنی حالت پر چہوڑ دیا جاے۔ اور اگر وہ طغیانی نادانی کی وجہہ سے شاہراہ اطاعت سے تجاوز کرے تو اس کا اچہا ملک و مال ضبط کر لیا جائے اور باقی کو خراب کر ڈالا جائے۔

پہر آصف خان کو ۱۹ جمادی الاولی ۱۰۴۰ھ کو معمولی خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا اور اعظم خان و سید مظفر خان جس کا اب خانجہان خطاب تہا اور راجہ گج سنگہ و شایستہ خان و خانزمان و راجہ جے سنگہ و سردار خان و راجہ بہار سنگہ و اللہ وردی خان و اصالت خان وغیرہ منصبدار ساتہہ کیے اور یاقوت خداوند خان اودا جیرام کہیلوجی مالوجی بہونسلہ بہادر جی وغیرہ دکہنی بہی اوس کے ساتہہ بہیجے اور عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ کو مع رفقا اور خواجہ ابو الحسن کو مع راجہ جہجار سنگہ بندیلہ وغیرہ جملہ ہمراہیون کے ساتہہ اور نصیری خان کو مع راجہ بہارتہ کے جو تلنگانہ وغیرہ مین تہے اوس کے ساتہہ شامل ہونے کا حکم دیا۔ اور ہزار سوار اور چار ہزار پیادہ برقنداز بار ابہا سے توپ و فیلان تہنال اور ہزار احدی تیر انداز

بہی ہمراہ کیے-

اور خود شاہجہان نے اس فوج کی ترتیب اس طرح مقرر کی کہ قول مین تو یمین الدولہ کچہہ منصبدارون کے ساتہہ رہے اور راجہ گج سنگہ و راجہ بہار سنگہ بندیلہ اللہ وردی خان سید عالم بارہ چندرسن بندیلہ راجپوتون کو لیکر اور اصالت خان پانچ سو سوار تفنگچی کے ساتہہ ہراول پر رہے اور نصیری خان راجہ بہارتیہ بندیلہ ایک سو ستر منصبدارون کے ساتہہ برسم منقلا لشکر آگے آگے چلا کرے اس فوج کی سرداری یاقوت خان کو دی تہی مگر چونکہ دکہنیون پر اعتبار نہ تہا اسلیے بہ نظر حزم و احتیاط نصیری خان کے ذمہ مین اس کا انتظام سپرد کیا تہا- اور نیز حکم دیا تہا کہ التمش پر سید خانجہان سادات بارہ وامروہہ کو لیکر رہے اور برنغار پر اعظم خان ایوب سنگہ راو دودا وغیرہ اور جرنغار پر خواجہ ابوالحسن خانزمان ظفر خان وغیرہ رہین- اور عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ رشید خان انصاری راجہ روز افزون اور کچہہ برقنداز سوار جانب دست راست پر اور شایستہ خان راجہ جے سنگہ وغیرہ برقندازون کو لیکر دست چپ پر براسم طرح قیام کرین- اور راجہ جہجار سنگہ وغیرہ منصبدار اور پانچ سو احدی چنداول پر مقرر رہین-

۱۱۰- شاہجہان کے ایلچی شاہ علی بیگ کا عبداللہ قطب شاہ کے پاس آنا-

جس وقت کہ شاہجہان نے آصف خان کو محمد عادل شاہ کی تادیب کے واسطے تجویز کیا تہا- اوسی وقت اوس نے عبداللہ قطب شاہ کے ایلچی وفا خان کو بہی واپس کیا تہا- اور شاہ علی بیگ کو جس کا منصب ہزاری تہا اپنی طرف سے وفا خان کے ساتہہ عبداللہ قطب شاہ کے پاس بہیجا تہا کہ اوس سے

اس سال کا پیشکش لاسے اور عادل شاہ سے کے ساتھ اوس سے شامل ہونے سے باز رکہے۔ جب وفا خان جو اسّی برس کا بوڑہا آدمی تہا نظام شاہی سلطنت کے حدود سے نکلکر آگے بڑہا اور قلعہ راگیر مین پہونچا تو بیماری کے سبب سے مرگیا۔ اور اوس کے بیٹے شاہ علی بیگ کے ساتہہ حیدرآباد کو آئے۔ شاہجہان کے ایلچی کی خاطر و تواضع حسب معمول ادا کی گئی۔ اور جب وہ حسین ساگر پر آیا تو میر فصیح الدین اوس کے استقبال کو گیا۔ اور لوازم ضیافت و شرایط مہمانداری مین حسب دستور مشغول ہوا۔

پہر ۱۶ جمادی الاولی سنہ ۱۰۴۱ھ کو خود عبداللہ قطب شاہ حسین ساگر پر گیا۔ اور اوس سے وہان ملا۔ اور ۲۱ کو دارالسلطنت مین بونا کر باغ میہ محلِ ماضی مین اوسے فروکش کیا۔ اور ۲۷ کو میر فصیح الدین اور کریم خان سرنوبت کو بہیجکر اوسے دربار مین بلایا۔ اور شاہجہان کا مزاج پوچہا اور شاہ علی اور اوس کے بیٹے وغیرہ کو ہاتی اور خلعت وغیرہ دے۔

۱۱۱۔ شاہجہان کا وزیرخان کو فتح خان کی تنبیہ کے لیے متعین کرنا اور فتح خان کا جواہرات اور ہاتی اوس کے پاس بہیجنا۔

فتح خان نے باوجود اس کے کہ اظہار انقیاد احکام و اوامر بادشاہی کیا تہا مگر حسب الحکم ہاتی اور جواہرات بہیجنے مین توقف و تعلل کیا تہا اس لیے شاہجہان نے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۰۴۱ھ کو وزیرخان کو دس ہزار سوار دیکر رخصت کیا کہ دولت آباد کے قلعہ کی تسخیر کرے اور فتح خان کو خواب غفلت سے بیدار کر دے۔ اور مقرب خان دکہنی کو بہی وزیرخان کے ساتہہ کیا۔ جو فتح خان کا سخت دشمن تہا۔ اور مبارز خان راجہ بہٹلداس

مادہو سنگہ جان نثار خان راو کرن پرتہی راج کو بہی ہمراہ جانے کا حکم دیا۔

چنانچہ وزیر خان بادشاہ کی حکم کے بموجب روانہ ہوگیا۔ مگر ابہی دولت آباد تک پہونچا بہی نہ تہا کہ فتح خان سنکر ہوش مین آگیا اور اوس نے سید ابوالفتح کو جو کئی مرتبہ پہلے بہی ملک عنبر کی طرف سے شاہجہان کے پاس گیا تہا وکیل کرکے اور عرضی دیکر شاہجہان کے پاس بہیجا کہ مین اپنے بیٹے عبدالرسول کے ہاتھ ہاتی گہوڑے جواہرات وغیرہ بہیجتا ہون مجہہ سے جو اسباب مطلوبہ کے بہیجنے مین تقصیر و تاخیر ہوئی ہے معاف فرمائی جاے۔ اس عرضی پہونچنے پر شاہجہان نے وزیر خان کو حکم بہیجا کہ جہان تک گیا ہے وہان سے واپس چلا آئے

پہر جب عبدالرسول برہان پور مین پہونچا۔ شاہجہان نے جعفر خان کو اوس کے استقبال کے لیے بہیجکر دربار مین بولایا۔ اور اوس نے تیس ہاتی اور نو گہوڑے اور جواہر اور مرصع آلات جو لے گیا تہا اور جن کی قیمت آٹھہ لاکھہ روپیہ تجویز کی گئی تہی شاہجہان کے حضور مین پیش کیے۔ اور بادشاہ نے اوسے خلعت و ہاتی عنایت کیا۔

۱۱۲۔ آصف خان کا قلعہ بہالکی کو فتح کرکے فتح خان کے حوالہ کرنا۔

غرض جب آصف خان پچاس ساٹھہ ہزار فوج سے بالاپور سے روانہ ہوا تو خواجہ ابوالحسن نے راجہ جہجار سنگہ وغیرہ منصبدارونکو لیکر بالاپور کے حوالی تک اور عبداللہ خان فیروز جنگ نے باسم تک اور نصیری خان نے اپنے ہمراہیون سمیت نانڈیڑ تک اوس کا استقبال کیا۔ اور اوس کے ساتھہ شامل ہوگیے۔ آصف خان دور و نزدیک نانڈیر مین

ا-اور احمال واثقال زائد وہان چھوڑ کر تیسرے روز قندہار مین گیا اور یہان رومی خان
ہ وار مقرر کر کے آگے بڑہا-
جب قلعہ بہالکی ایک منزل رہا تو اوس نے میر تزک کو بہیجا کہ آگے جا کر اس
ار کے مکنون خاطر کو دریافت کرے- اگر اہل قلعہ اوتہ معسکر مین لائین تو اون
ے کچھ تعرض نہ کیا جاوے ورنہ قلعہ کی تسخیر کی جاوے میر تزک نے راستہ مین آن
کر اطلاع دی کہ وہ توپ و تفنگ لگا کے لڑائی کے لیے آمادہ بیٹھے ہین -
ں لیے آصف خان نے معتمد خان کو حکم دیا کہ اوس کی تسخیر کا بندوبست کرین اور
د خان بخشی کو کچھ فوج دیکر اوس کی کمک کے لیے متعین کیا-
چنانچہ معتمد خان نے جا کر اوس کا حصار کیا- اور مورچہ بنانا شروع کیے
ب معلوم ہوا کہ محاصرہ سے اس کی فتح دیر مین ہوگی تو اونہون نے ارادہ
رات کو کمند ین ڈالکر اور سیڑہیان لگا کر قلعہ پر چڑہ جانا چاہیے -جب یہ بات
لشینون کو معلوم ہوئی تو اون کے چہکے چہوٹ گیے - اور رات کو جدہر کوئی
یہ نہ تہا قلعے سے نکلکر بہاگ گیے - پہر معتمد خان نے اندر جا کر سب مال
سباب لوٹ لیا - اور جو لوگ باقی تہے اونہین قید کر لیا-
اس قلعہ مین کچھ باروت کے صندوق اور آلات آتشی رکھے ہوئے
تہے اصالت خان بہی اپنی بڑی دلیری کے سبب سے وہان پہونچ گیا تہا
یک تخت پر کہڑا تہا جو اسی جگہہ کہین باروت کے اوپر رکہا ہوا تہا - اتفاقاً
ت مین آگ لگ گئی اور وہ تخت اصالت خان کو لیکر آسمان پر اوڑ گیا مگر
لی قدرت دیکہو کہ اصالت خان جب اوپر سے نیچے گرا تو ایک کمانس کے

پہیہ پر گرا اگرچہ ایک ہاتھہ مین کچہہ ضرب آئی اور منہ بہی جل گیا مگر جان سے بچ گیا۔ اسی کے پاس کمین مسجد مین بہی باروت رکہی ہوئی تہی اور وہان کچہہ آدمی بہی تہے وہ بہی اوڑ گیے اور وہ سب آدمی ہلاک ہو گیے۔

شاہجہان نے آصف خان کو یہ حکم دیا تہا کہ اگر فتح خان ازراہ اطاعت اپنے بیٹے کے ہاتہہ پیش کش بہیجدے تو جو کچہہ ملک نظام شاہ کا فتح ہو وہ فتح خان کے حوالہ کر دیا جاوے۔ چونکہ آصف خان کو اس وقت خبر پہونچ گئی تہی کہ وزیر خان کے مقرر ہونے پر فتح خان نے اپنے بیٹے کے ہاتہہ سے شاہجہان کی خدمت مین پیش کش بہیجدیا ہے اس واسطے قلعہ بہالکی جو نظام شاہی عملداری مین داخل تہا مع توابعات اوس شخص کے حوالہ کر دیا جو اودگیر کے ہمسایہ قلعہ کا فتح خان کی طرف سے قلعہ دار تہا۔

۱۱۳ - عبد اللہ قطب شاہ کا فوجی انتظام اور فتح خان سے ایلچی کا اوس کی یہان آنا

عبد اللہ قطب شاہ نے بیجاپور پر آصف خان کی فوج کشی کی خبر سنکر شاہجہان کے ایلچی کی خوب خاطر و تواضع کی تہی اور پیش کش بہیجنے کا بہی سامان کیا تہا لیکن جب اوس نے سنا کہ آصف خان نے نصیری خان کو سرحد تلنگانہ پر نانذیر مین چہوڑ دیا ہے تو اوسنے اپنی سرحد کا بندوبست کیا۔

نصیر الملک کو جسے عین الملکی کی خدمت سپرد تہی اور یولچی بیگ قزلباش خان خداوردی سلطان اور ویٹوجی متوفی کے لڑکے کو اور عالم خان شیر محمد خان مظفر خان دہرمار اؤ نایکواڑی جگدیو راؤ بہالی راؤ وغیرہ کو سرحد کی حفاظت کے واسطے روانہ کیا۔

اور ملک عنبر کو جس کی چار لاکھہ ہون لی جاگیر تھی حکم دیا کہ محمد نگر عرف گولکنڈہ کے قلعہ مین جائے اور قلعہ کی مرمت کرائے اور توپین وغیرہ آلات آتشبازی وہان مہیا کر دے۔ اور تمام لشکر کو ہر قسم کے ہتیار جوشن زرہ خود چار آئینہ وغیرہ دیدے۔

برہان نظام شاہ کی طرف سے عبداللہ قطب شاہ کے یہان میر جعفر ایلچی گری کی خدمت پر متعین تہا۔ اور سیوجی ہرکارہ تہا۔ جب برہان نے دم آیا تو فتح خان نے اپنی طرف سے ایک شخص شاہ ابوالحسن کو ایلچی کر کے بہیجا اور میر جعفر اور سیوجی کو موقوف کر دیا۔ عبداللہ قطب شاہ نے شاہ ابوالحسن کی حسب معمول خاطر و تواضع کی اور سیوجی ہرکارہ کو جو وسٹوجی کا وصی تہا اپنے نوکرون مین شامل کر لیا اور مرہٹہ سردارون اور حوالدارون کی طرح اوس کی بہی سالانہ تنخواہ مقرر کر دی۔ اور کچہہ دنون کے بعد میر جعفر نے بہی عبداللہ قطب شاہ کی نوکری اختیار کر لی۔ اور حضوری مجلسیون مین داخل ہو گیا۔

۱۰۴۱ - آصف خان کا تیس ہزار فوج سے بیجاپور پہونچنا۔

اس کے بعد آصف خان عادل شاہی عملداری کے قصبہ کلانور کی طرف چلا۔ جب قصبہ سلطان پور کی طرف گذر ہوا جو شہر گلبرگہ کے متصل ہے تو معلوم ہوا کہ یہان کے محافظین عادل شاہی نے خلاصہ متوطنین کو قلعہ گلبرگہ مین پہونچا دیا ہے جسے توپ و تفنگ اور اوزار و ادوات جنگ سے خوب استوکام دیا گیا ہے۔ دوسرے روز آصف خان کے اشارہ سے اعظم خان اور عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ اور خانزمان حوالی قلعہ سلطان پور مین گئے۔ گو کہ قلعہ والون نے بارش توپ و

تفنگ مین کوئی کوتاہی نہین کی مگر شاہی فوج نے اوسے سر سواری فتح کر لیا۔
اور قتل و رسہ سے فارغ ہو کر تمام اسباب و اموال لوٹ لیا۔ اور خندق مین کے
گھوڑے بھی لے لیے۔

چونکہ قلعہ گلبرگہ کی فتح مین تضییع لشکر اور تعطیل مقصد کا خیال تھا اس لیے
آصف خان نے فوج کو واپس طلب کر لیا۔ اور کوچ کر کے دریاے بھینورا کے
کنارہ جا کر دائرہ کیا۔ اور یہان تیس ہزار فوج کے نشان ملاحظہ کر کے مطلب کی
طرف چلا۔ اور آصف خان نے حوالی بیجاپور مین پہونچکر اوس تالاب کے
کنارہ ڈیرہ ڈالے جو نورس پورا اور شاہ پور کے درمیان ہے اور جسے حوض
رنگریزان کہتے ہین۔ یہان پہونچنے کی ٹہیک تاریخ تو نہین لکھی ہے۔ مگر
جمادی الثانی ۱۰۴۱ھ مین پہونچا ہوگا۔ اثنا سے راہ مین رزق اللہ نام اعیان
عادل شاہ مین سے آصف خان کے پاس آیا۔ اور نوشتہ لایا۔ اور
پیغام صلح دیا۔ اور ندامت کو ظاہر کر کے تقصیرات گذشتہ کا اعتراف کیا اور عفو
جرائم کے قبول کرنے کے لیے التماس کیا۔ رزق اللہ کم زبان اور قاصر البیان آدمی
تہا فوراً صلح کا پیغام دیتے ہی اس کے التماس کا قبول کرنا مصلحت نہ معلوم ہوا
اس لیے رسول مذکور بے نیل مرام واپس گیا۔

۱۱۵ - بیجاپور والون کی ہوشیاری اور دلاوری سے آصف خان کا مقابلہ کرنا - - - - - - - - - -

بیجاپور والون نے جس وقت کہ قلعہ دہارور کے نہ دینے پر سب سے اول شاہجہان سے مخالفت کا اظہار کیا تہا غالباً اوسی وقت
سے اونہون نے اس بات کو جان لیا ہوگا کہ ایک دن ہم پر بھی شاہجہان ضرور فوج

بھیجیگا - جب اونہون نے سنا کہ آصف خان فوج لیکر ہمارے ملک پر آتا ہے تو سب
سے اول خاص بیجاپور کا انتظام کیا - اور جس قدر سامان رسد اور سلاح جنگ میسر
ہوسکے - اوس قدر قلعہ مین خوب جمع کر لیے اور اپنے تمام رسالا اور فوج کو قلعہ مین
متعین کر دیا - اور پہر اور جہان جہان قلعہ تہے اون کا بہی حتی الامکان استحکام
کیا - اور سب سے بڑا انتظام یہ کیا - کہ بیجاپور سے بیس بیس میل تک گہانس
چارہ کا نام و نشان نہ چہوڑا - جو کچہہ اپنے واسطے مطلوب تہا اوسے تو قلعون مین
رکہہ لیا - باقی سب کو آگ لگا کر جلا ڈالا - اور غارت کر دیا اور کنوون مین مٹی بہروادی
اور چشمون کا پانی بند توڑ کر نکلوا دیا - تاکہ غنیم کو اس ملک مین رہنے کی گنجایش
نہ رہے -

اور پہر اپنی فوج کے غول کے غول اودہر اودہر منتشر کر دیے کہ آوین اور دشمن
کو مارین پیٹین لوٹین غارت کرین اور بہاگ جائین - میدان کی لڑائی کبہی
نہ لڑین -

اور وہہ قلعہ بیجاپور کی فوج نے یہ کیا کہ قلعہ سے نکلتی اور خندق سے آگے
جا رہتی اور آصف خان پر حملہ کرتی لڑتی بہڑتی اور پہر بہاگ کر قلعہ کے اندر
گہس جاتی - اگرچہ تیر و تفنگ دونون طرف سے چلتے قلعہ پر سے بہی توپ
و تفنگ بان وغیرہ اور گولے گولیون کا مینہ برستا اور دونو طرف کے نقصان
ہوتے - مگر بیجاپوری کسی طرح نہ دبتے -

اگرچہ آصف خان نے مقرر کر دیا تہا کہ جو لوگ چارہ گہانس لکڑی کی تلاش
کے واسطے جائین ہر روز کوئی سردار فوج لیکر اونکی حفاظت کرے مگر چونکہ لشکر کثیر اور

جانور بہت تہے رسد آسانی سے نہین ملتی تہی - بیجاپوری اطراف وجوانب
مین متفرق پہرتے تہے قابو پاتے ہی دست برد سے نہین چوکتے تہے -
ہر روز آصف خان کی اور عادل شاہ کی فوج سے کہیتون مین لڑائی ہوتی اور
آصف خان کی فوج کو فتح ہوتی تہی - مگر وہ فتح کیا کام کی تہی کہ جس سے نقصان
کی تلافی نہ ہوسکے - اگرچہ انہین لڑائیون مین سکندر علی ندولخان کا چچازاد بہائی
مارا گیا - مگر بیجاپوری اوسی طرح لوٹ مار مین سرگرم رہے -

۱۱۶ - بیجاپور والون کی صلح کے وعدون اور دسائس مین آصف خان سے چالاکیان

بیجاپوریون نے لڑائی بہڑائی کے سوا فن فریب سے بہی کام لیا - اول اول آصف خان کے آتے ہی شیخ دبیر کو جو خواص خان کا محرم راز اور خاص آدمی
تہا باہر بہیجا - اوس نے اکر آصف خان سے صلح کا پیام دیا اور پیش کش کا وعدہ
کیا - مگر چونکہ آصف خان نے اوسے قابل اعتبار نہ سمجہا اس لیے اوس کی
بات پر کچہ توجہ نہ کی -

پہر مصطفے خان نے خفیہ نوشتہ بہیجے اور اون سے ظاہر کیا کہ
مین آپ کا خیرخواہ ہون - اور کہا کہ جس وقت میرا قابو چڑا اوس وقت کوئی دروازہ
کہولکر شاہی لشکر کو اندر داخل کرونگا - پہر اوس نے اپنے بیٹے محمد رضا کو رات
کے وقت آصف خان کے پاس جریدہ بہیجا - کہ جو کچہ مین نے وعدہ کیا ہے
وہ سچا ہے - محمد رضا قسمین کہا گیا - اور ہر طرح پختہ وعدہ کر گیا لیکن جب وقت
سو عود آیا تو کچہ نہ کچہ عذر کر دیا - اور اس مین کتنے ہی دن گزر گئے - جب ان وعدون
مین کثرت سے خلاف ہوا تو آصف خان کو معلوم ہوا کہ یہ سب عادل شاہ

کاہی قریب سے ہے اور اوسی کی تدبیر و تذویر سے یہ وعدہ اور خلف وعدہ ہوتے
ہین - اس لیے آصف خان نے حصار کے تنگ کرنے اور نقبون کے
لگانے اور مورچون کے بڑہانے مین پہلے سے زیادہ کوشش کی - اس
پر طرفین مین بہت کچہ گفتگو ہوئی اور آخر کو یہ ٹہیرا کہ مصطفی خان خیریت خان حبشی عم رندولہ خان
کو لیکر آصف خان کے پاس آئے اور اپنے مرتبیات کو بیان کرے اور
ارسال پیشکش اور انقیاد اور شاہی پر راضی ہو کر مبانی مصالحت کو مستحکم
کرے انجام کار دونو شخص قلعہ بیجاپور سے نکلے اور آصف خان کی طرف
چلے آصف خان نے نصیری خان اور معتمد خان کو کنارا دو تک استقبال
کے واسطے بہیجا اور تمام عمائد دولت کو جمع کر کے ایک بڑی مجلس ترتیب
دی - اس مجلس مین بڑی بڑی تقریرین اور بحثین ہوئین آخر کار ملک کی خرابی
و ویرانی پر نظر کر کے جو بادشاہی لشکر کے ہاتہہ سے ہوئی تہی - یہ قرار پایا کہ محمد عادل
شاہ چالیس لاکہہ روپیہ کے جواہر و مرصع آلات اور ہاتی اور کچہہ نقد روپیہ بطریق پیشکش
کے اب دے - اور آیندہ کے لیے اطاعت کا عہد کرے - اور پہر اس قرارداد
کے بموجب دونو طرف سے عہدنامہ کا مسودہ ہوا - اور جب مصطفے خان اور
خیریت خان جانے لگے تو اونہون نے بہادر خان اور یوسف خان کو جنہین
بیجاپوریون نے قید کر لیا تہا آصف خان کے حوالہ کر دیا - اور شیخ عبدالرحیم
خیرآبادی کو جو آصف خان کے معتمدون مین سے تہا مصطفے خان اپنے
ساتھ لے گیا کہ عہدنامہ پر عادل شاہ کی مہر لگا کر اوس کے ہاتہہ بہیجدون گا
اور پیشکش بہی اوس کو دیدون گا - لیکن اس کو دو روز قلعہ مین مہمان رکہکر تدبیرے

روزد خالی ہاتھہ واپس کردیا - اور رفع الوقتی کے لیے یہ عذر پیش کیا کہ بتعاقب اپنے آدمیون کے ہمراہ روپیہ اور عہدنامہ بہیجدین گے - اوس کے دوسرے روز بہر وکلا سے چرب زبان حراف آئے - اور بعض باتون کی استدعا کی - آصفخان نے اون کو معقول سمجھکر منظور کرلیا - اور قرار پایا کہ کل عہدنامہ بہیجدینگے -

جب یہ لوگ رخصت ہوے تو اون مین سے کسی نے مصطفے خان کا ایک نوشتہ اطلاح مسند کے نیچے رکھہ دیا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی - اوس کا مضمون یہ تہا کہ ورخواص خان کو معلوم ہوگیا ہے کہ بادشاہی لشکر بہت ہے اور ازوقہ لشکر مین نہین رہا ہے اور گہانس لکڑی کا دور سے لانا بڑی محنت کا کام ہے جانور اور آدمیون پر سخت مصیبت گذرتی ہے - فوج مین ایسی عسرت ہو رہی ہے کہ حیوان ناطق وغیر ناطق کے تن بدن مین ہڈیون اور چمڑے کے سوا کچھہ نہین رہا ہے - نہ گہوڑون کے سامنے گہانس ہے - نہ کہین چولہہ پر توا چڑہتا ہے اس لیے لشکر شاہی اس جگہہ چندروز سے زیادہ توقف نہین کرسکتا - لشکرین صلح کے حیلہ سے جو سفیر آئے تہے اون کے آنے سے یارون کی صرف یہی غرض تہی کہ احوال سپاہ واسپان وعسرت لشکر دریافت کرین - جب یہان سے قول قرار کرکے لوگ گیے تو انہون نے وہان جاکر دوسرا ہی سبق پڑہایا اور خواص خان نے مدار کار مکرسازی وحیلہ پردازی پر رکہا ہے اوسکو امید ہے کہ ارکان لشکر پراگندگی اور پریشانی سپاہ سے اس ملک کی تسخیر سے دل برداشتہ ہوکر بے حصول مقصد جیسے آئے ہین ویسے ہی خالی ہاتھہ چلے جائین گے اسی واسطے وہ رات کی صبح اور دن کی شام کرتا ہے - اگر معاہدہ مین درنگ

ہوتو اس خیر اندیش سے ملالت نہ ہوگا

یہ حالات تاریخ بیجاپور مین بالتفصیل نہین مذکور ہوئے ہین - یہ سب بیان شاہجہان کے مورخین کا ہے - اگر بیجاپور والے مورخ تفصیل لکھتے تو اس کی واقعی حقیقت معلوم ہوتی کہ ان وعدون اور تخالف وعدون کی حقیقت کیا تہی مگر تاریخ بیجاپور سے اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مصطفے خان شاہجہان سے صلح کرنا چاہتا تہا - اور خواص خان کی مرضی اس کے خلاف تہی - اگرچہ مصطفے خان کی راے بہت اچہی اور ملک اور رعایا کے لیے مفید تہی - مگر عادل شاہی امرا کے دل مین یہ بات جمی ہوئی تہی کہ مغلون کی اطاعت سے اون کی حکومت مین خلل پڑجائیگا - اس لیے تمام عادل شاہی امرا خواص خان کے طرفدار تہے - اور یک دل وجان شاہجہانی فوج کے مقابلہ پر تلے ہوئے تہے چونکہ مصطفے خان اور خواص خان دونو سلطنت عادل شاہی کے خیرخواہ تہے اس لیے مصطفے خان صلح سے اور خواص خان لڑائی سے اوس کی مدد کرنا چاہتا تہا - خواص خان مصطفے خان کی ظاہرا اطاعت کرتا اور اپنی طرف کہینچتا اور مصطفے خان اوس کو اپنی راے پر عمل کرنے کے واسطے مجبور نہین کرسکتا تہا - اس لیے دونو اپنی اپنی راے سے وعدہ وعید کرتے اور پہر اون کے وعدون مین تخلف ہوتا تہا - لیکن دشمنون کو یہ معلوم ہوتا تہا کہ یہ دہوکہ بازی اور حیلہ پردازی کرتے ہین - مگر یہ بہی نہ سمجہنا چاہیئے کہ ان کے وعدہ الحرب خدعۃ کے عمل سے بالکل خالی تہے -

۱۱۷ - آصف خان کا قلت رسد کے باعث

لڑائی روز بروز بڑہتی جاتی تہی - ان ایام

بیجاپور کا محاصرہ چہوڑکر اپنے ملک کو لوٹ جانا۔

مین جا بجا جنگ نمایان ہوئین کہ دکھینون نے قلعہ کے اندر اور باہر سے ہجوم کرکے کبھی غافل اور کبھی خبردار لشکر شاہی پر حملہ کیا۔ اور داد شجاعت دی۔ اب محاصرہ کو بیس روز گذر گیے مگر کہیں سے رسد نہ آئی۔ اور آصف خان کو معلوم ہوا۔ کہ اطراف شہر مین جو موضع معمور تہے اونہین بیجاپوریون نے ویران کرکے غلہ بہت دور پہونچا دیا ہے اور اذوقہ جو لشکر مین ہمراہ آیا تہا وہ سب خرچ ہو گیا۔ اور قحط کی یہ شدت ہو گئی کہ ایک سیر غلہ ایک روپیہ کو بکنے لگا۔ اور اندیشہ ہو گیا کہ مردم و دواب کہین بیکار نہ ہو جائین۔ کبھی کبھی جو آدمی بہت محنت و مشقت سے دور سے گہانس گہوڑون کے لیے لاتے تہے تو اس سبب سے کہ اگر وہ تمام ہو جائیگی تو اور میسر نہ آئیگی گہانس کو سامنے رکہتے اور اس کی صورت ہی دیکہہ کر قانع ہوتے تہے۔ اکثر گہوڑے لاغری سے ایک قدم بہی حرکت گو وہ راہ عدم مین ہی کیون نہ ہو نہین کر سکتے تہے۔ اس لیے دستور اعظم نے بصوابدید مصلحت اندیشان یہ راے قرار دی کہ اس سال بیجاپور کو چہوڑکر عادل شاہ کی اوس ملک مین چلے جائین جو آباد ہے تاکہ لشکر شاہی بہی مرفہ الحال ہو جاے اور غنیم کا ملک بہی برباد کر دیا جاے۔ اور دکہنیون کو اون کے حیلہ سازی کی سزا دیجاے۔

اس واسطے آصف خان نے غالبًا ابتداے رجب مین محاصرہ کو چہوڑا اور کوچ کرکے دریاے کشنا کے کنارہ پر سفر کیا۔ اور مرچ اور راے باغ کی طرف جس کو اب مرتضی آباد کہتے ہین گیا جو بہت سرسبز و خرم اور آباد تہا اس کو تاخت

کرتا ہوا مرحلہ پیما ہوا - جہان بوئی ہوئی زمین وزرعت نظر آتی تھی اوس کی صورت پلک مارنے مین ناکشتہ بنا دی جاتی تھی - اور گھوڑون کے سمون سے ازسر نو قلبہ رانی ہوتی تھی گھرون قصبون بازارون کی اس قدر ویرانی ہوتی تھی کہ وہ کھیتی کرنے کے قابل ہوجاتے تھے - زن ومرد چھوٹے بڑون کے اسیر کرنے مین اور اونکو عدم آباد پہونچانے مین تقصیر نہین کرتے تھے جس روز سے فوج عادل شاہی عملداری مین آئی تھی اوس روز تک کہ وہ اس ملک کے باہر نکلے برابر تاخت وتاراج مین مصروف رہی -

اب برسات کا موسم آگیا - اور اس ملک مین آبادی کا اثر باقی نہ رہا - دانہ وکاہ کا کہین نشان تک نہین ملتا تھا - تو لشکر شاہی ملک شاہی مین چلا گیا - اور شولاپور سے گذر کر چھاونی کی -

جب آصف خان لوٹا تو نہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ بھی ملک کو غارت کرتا اور اُجاڑتا امن چین سے چلا گیا - اس کے لوٹتے ہی عادل شاہ نے اپنی فوج کے اچھے اچھے چیدہ آدمی اوس کے تعاقب پر مقرر کیے - اور مراری پنڈت کو ایک بڑا لشکر دیکر تعاقب مین روانہ کیا - اور ان لوگون نے آصف خان کے لشکر کو مار دھاڑ سے سخت تنگ کیا - اور نہیب وغارت اور قتل وضربت مین کوئی کسر باقی نہ رکھی - اور شولاپور تک برابر پندرہ ہزار بیجاپوری فوج اوسکا تعاقب کرتی مارتی دھاڑتی چلی گئی - جب شاہجہان کی فوج سرحد سے پار ہوگئی تو وہ لوگ بھی لوٹ گیے -

۱۱۸ - عبداللہ قطب شاہ کے	جب چارون طرف یہ خبر مشہور ہوگئی کہ آصف خان

داڑہی منڈانے کا جشن

کے لشکر مین قحط پڑگیا ہے۔ رسد نہین ملتی ہے اور جب رڑائی ہوئی تو لشکر عادل شاہی کو استیلا ہوتا ہے تو عبداللہ قطب شاہ کو اطمینان ہوگیا اور جو تشویشیں کہ اوس کو اوس کی لشکر کشی کا حال سنکر ہوئی تہی وہ یک قلم رفع ہوگئی۔ اور اپنے اوسی عیش و نشاط مین مصروف ہوگیا۔ جو اوس کا دستور تہا۔

جس قدر جانور ہین اون مین یہ قدرت نے نرون کو مادہ سے کوئی نہ کوئی فوقیت کا نشان عطا فرمایا ہے۔ نر ہمیشہ خوبصورت ہوا کرتے ہین۔ اسی طرح انسان کو بہی ریش و بروت خدا تعالے نے عطا فرمائی ہے۔ اور اس محاسن سے اوسے حسن اور عزت بخشی ہے۔ اور اسی کو مرد عورت مین ظاہری امتیاز قرار دیا ہے اسی وجہ سے تمام دنیا مین اکثر ڈاڑہی کی عزت کیجاتی ہے۔ اور اوس کو تمغہ شرافت شمار کیا جاتا ہے اہل اسلام بہی اس کی بڑی حرمت و توقیر کرتے ہین اور اس کو چہرہ کی زیبائیش جانتے ہین۔ البتہ اون کی بعض فرقے اس کی کچہہ پروا نہین کرتے اور منڈا کر اپنا رعب وداب کہو دیتے ہین۔

عبداللہ قطب شاہ کا عنفوان شباب تہا سبزہ گلستان عذار نیا جما تہا اوسے وہ تراشنا چاہتا تہا۔ اوس زمانہ مین دکن کا دستور تہا کہ جب پہلے ہی کوئی ڈاڑہی منڈاتا تو اس کی خوشی کرتا تہا۔

عبداللہ قطب شاہ کی مان کا نام حیات بخش بیگم تہا۔ اوس نے اس جشن کا ذمہ لیا۔ اور اپنے پاس سے اس جشن مین روپیہ خرچ کرنے کی کفیل ہوئی اوس نے حیدر آباد سے شرقی جانب کو ایک مقام آباد کیا تہا۔ اور

جب عبداللہ قطب شاہ تخت نشین ہوا ہے تو اوس وقت وہان اپنے محلا بنائے تھے اور اس کا نام حیات نگر کہاتا - اسی جگہہ اوس نے اس محفل کے منعقد ہونے کی تجویز کی -

چنانچہ اس جشن مین تمام بستی کی آئینہ بندی کی گئی - اور ۲۹ رجب ۱۰۴۱ھ عبداللہ قطب شاہ پہلے سید آباد کو اور دوسرے روز قصبہ منصور آباد کو اور تیسرے روز صبح کو حیات نگر جا پہونچا - یہہ یہان عیش و طرب کا ہنگامہ گرم ہوا اور صغیر و کبیر اور برنا و پیر عیش و عشرت مین مشغول ہوے - ماہ روز جشن رہا - ارباب طرب شعرا علما امرا ہر قسم کے لوگ جمع ہوئے - اور سب کو خلعت و انعام دئے گیے -

شاہ علی بیگ شاہجہان کا ایلچی بہی دربار مین بولایا گیا - عبداللہ نے اوسے دو گھوڑے ایک ہاتی اور اس کے بیٹے کو ایک گھوڑا اور خلعت اور محمد عادل شاہ کے ایلچی کو ایک گھوڑا اور خلعت دیا - اور نیز جو ایلچی کہ شاہجہان اور شاہ ایران وغیرہ بادشاہون کے پاس گیے تھے - اونہین بہی علی قدر مراتب خلعت وغیرہ دئے -

اس جشن کا کل خرچ جو حیات بخش بیگم کی طرف سے ہوا اوس کی تعداد دو لاکہہ ہون بیان کی گئی ہے پھر عبداللہ ڈاڑھی منڈا کر دار السلطنت کو چلا آیا -

۱۱۹ - شاہجہان کا دکن سے واپس ہونا اور دکن مین مہابت خان کا صوبہ دار ہونا -	شاہجہان کو دکن پر چڑہائی کرنے سے صرف یہہ مقصود تہا کہ خانجہان کا استیصال

کرے وہ اب ہوچکا تہا - نظام شاہ بہی اوس کی حمایت کا مزہ چکہہ چکا تہا - ملک بیجاپور
کو بادشاہی لشکر نے ایسا ویران کیا تہا کہ پہلے کبہی نہین ہوا تہا - اور نورسپور جو اوس
کا دارالسلطنت تہا تباہ ہوچکا تہا - اسوجہہ سے شاہجہان کا جو مقصد تہا وہ دکن
مین بخوبی انجام پاچکا تہا - علاوہ برین جب سے ممتاز محل مری تہی اوسے برہانپور
مین رہنے سے سخت ملال ہوتا تہا - اس واسطے اوس نے یہان سے واپسی
کا ارادہ کردیا - اور ۲۴ رمضان سنہ ۱۰۴۱ھ کو برہانپور سے کوچ کیا -

اگرچہ یہ بات بہت ہی اچہی تہی کہ شاہجہان خونریزی کو ناپسند کرتا تہا - مگر
اس وقت اوس نے جو بیجاپور کا معاملہ بغیر فیصلہ کے چہوڑ دیا یہہ اچہا نہ کیا اگر
اسی وقت اوسے خاتمہ کو پہونچا دیتا تو آئندہ پہر خونریزی نہ ہوتی -

پہلے شاہجہان کو یہ ثابت ہوچکا تہا کہ اعظم خان مین سرداری کی لیاقت
نہین ہے اوس کا دکن مین رکہنا اوس نے مناسب نہ سمجہا - اور آصف خان
کو دکن کی صوبہ داری کے واسطے تجویز کیا - مگر چونکہ اوس نے شاہجہان کی سفارت
کو پسند نہ کیا - اس واسطے مہابت خان خانخانان کو جو اس وقت دہلی کا صوبہ دار
تہا دکن کو تبدیل کردیا - اور آصف خان کو حکم بہیجا کہ اعظم خان کو ہمراہ لیکر حضور مین
حاضر ہوے - اور باپ کی جگہہ خانزمان کو دکن مین چہوڑ دے -

۱۲۰ - عبدالرسول وبہرجی دمقرب خان دکہنی - جس روز شاہجہان برہانپور سے روانہ ہوا - اوسی روز اوس نے عبدالرسول پسر فتح خان کو دولت آباد
جانے کے واسطے رخصت کیا - اور اوسی روز فتح خان کو بہی خلعت و
شمشیر اور ہاتی بہیجا -

اوراسی روز بہرجی زمیندار بگلانہ اپنے بیٹے اور بہائیون کو لیکر حاضر ہوا اور تین ہاتی نو گہوڑے اور کچہہ مرصع آلات برسم پیشکش پیش کیے۔

پہر ۲۔ ذی قعدہ ۱۰۴۱ھ کو مقرب خان وطنی کو سنبہل جاگیرمین دیکر رخصت کیا۔ اور ۹۔ ذیقعدہ کو مہابت خان اکبرآباد کے باہر حضور مین حاضر ہو کر دکن آنے کے واسطے رخصت ہوا۔

۱۲۱۔ عبداللہ قطب شاہ کا اپنے سرداروں کو سرحد سے بولانا اور شاہ علی بیگ کا رخصت ہونا اور عبداللہ کی ایک اور بیٹی۔

جب عبداللہ قطب شاہ کو معلوم ہوا کہ شاہجہان برہانپور سے چلا گیا۔ اور باقر خان کنٹاکوٹہ سے اور آصف خان بیجاپور سے لوٹ گیے تو اوسے کمال خوشی ہوئی اور اوس نے اپنے اون تمام امیرون اور سرداروں کو سرحد سے طلب کرلیا جنہین حفاظت کے واسطے متعین کیا تہا۔ اور یہ لوگ جب اپنی فوجون سمیت ذیقعدہ مین دارالسلطنت مین داخل ہوے۔ تو تمام امیر سردار اپنی اپنی فوجون کو لیکر میدان داد محل مین عبداللہ قطب شاہ کے سامنے سے گذرے۔

جس وقت کہ شاہجہان برہانپور سے چلا اوسی وقت اوس نے شاہ علی بیگ کی طلبی مین بہی احدی روانہ کیا۔ تاریخ قطب شاہی مین لکہا ہے کہ رمضان کے مہینے تک ہر مہینے شاہجہان کے پاس سے احدی آتا تہا۔ اور ایسے چند پیغام لاتا تہا کہ جن کا استماع ناگوار گذرتا تہا اور چند لاکہہ ہون اور چند فیل منتخب اور جواہر نفیس طلب کرتا تہا۔ اور شیخ محمد خاتون ایلچی اور احدیون کے سخنان ملاطفت آمیز سے فہمائش کرتا اور عبداللہ مدارات کرتا اور بطائف الحیل مین

دن گذارتا تہا - کہ اسی مین برہانپور سے شاہجہان چلا گیا اور ایلچی کے بلانیکے
واسطے احدی آیا - چنانچہ غرہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۱ھ کو یہ ایلچی شاہجہان کے پاس
روانہ ہو گیا - ہرچند اوس نے سعی و تملق کیا کہ خالی ہاتھ نہ جائے مگر یہان سے
اوسے کچھہ نہ ملا -

ایلچی کا خالی ہاتھہ جانا تو قرین قیاس نہین معلوم ہوتا مگر اس وجہہ سے کہ بادشاہی
نامہ مین اس کی نسبت کچھہ نہین لکھا ہے - ہم یہ بہی نہین کہہ سکتے
کہ عبد اللہ قطب شاہ نے کچھہ بڑا پیش کش بہیجا ہو -

اسی زمانہ مین عبد اللہ قطب شاہ کی ایک اور بیٹی ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۱ھ
کو پیدا ہوئی - اگرچہ اس وقت بہی کچھہ نہ کچھہ زنانہ مین خوشی کے سامان ہوئے
مگر معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی کوئی بڑی خوشی نہین ہوئی -

۱۲۲ - پرینڈہ پر محمد عادل شاہ کا قبضہ جس وقت اعظم خان پرینڈہ سے ہٹ کر گیا
تہا تو سلطان محمد عادل شاہ نے بعض مرہٹہ برہمنون کے دو گروہون کی وساطت
سے آقا رضوان قلعہ دار نظام شاہی سے کہلا بہیجا کہ اگر شاہجہان کی فوج نے یہ
قلعہ لے لیا تو تیرے جان و مال معرض تلف مین آجائینگے اگر تو یہ قلعہ
مجہے دیدے تو مین تجہے بہت روپیہ دونگا اور اپنا نوکر رکہکر تیرے لایق
تجہے اقطاع بہی عطا کرونگا اس پیغام کو سنکر وہان کے قلعہ دار نے جب دیکہا
کہ نظام شاہی سلطنت مین تو جان ہی باقی نہین رہی ہے اس لیے بہاگتے
کی لنگوٹی عادل شاہ سے ہی جو کچھہ ہے وہ لیکر قلعہ حوالہ کر دینا چاہیے چنانچہ
اس نے اس ہنگام فترات مملکت اور انقلاب سلطنت نظام شاہی مین

سلطان محمد عادل شاہ کی اطاعت قبول کرلی - اور وہ قلعہ اوسے دیدیا- اور
سلطان محمد عادل شاہ ثان دونون گروہون کو جنہون نے قلعہ دلانے مین کوشش
کی تہی تین لاکہ ہون دیئے - اور قلعہ پر قبضہ کرکے سدی ریحان نامی اپنا قلعہ دار
وہان بہیجدیا -

۱۲۳ - توپ ملک میدان کا بیجاپور آنا | جب مرار راو آصف خان کے تعاقب سے
واپس ہوکر بیدر پہونچا - تو سلطان محمد عادل شاہ نے اوسے حکم بہیجا - کہ توپ
ملک میدان وہان سے بیجاپور لے آوے - چنانچہ مرار پنڈت اوسے بیجاپور
لایا ۱۰ ربیع الاول ۱۰۴۲ھ کو اوسے بیجاپور کے قلعہ کے برج غولی پر چڑہایا گیا - جو مکہ
دروازہ اور شاہپور دروازہ کے مابین ہے - چونکہ یہ توپ عجائبات روزگار سے
ہے اور روے زمین پر اس کے برابر بڑی توپ کہین نہین ہے اس لیے
اس کے کچہہ تاریخی حالات بیان کرتے ہین -

یہ توپ حسین نظام شاہ نے ۹۵۶ھ مین ایک شخص قسطنطنیہ کے باشندہ
حسین خان نامی کے ہاتہہ سے احمدنگر مین بنوائی تہی جس جگہہ اس کو احمدنگر مین ڈہالا
گیا تہا - وہ مقام شہر سے ایک کوس پر اب تک موجود ہے اور اس کے نشانات
وہان پائے جاتے ہین حسین نظام شاہ اس توپ کو رامراج کی لڑائی مین اپنے
ساتہہ لے گیا تہا - بعد ازان یہ توپ احمدنگر کے قلعہ مین رکھی رہی جب اکبر کی
فوج نے احمدنگر کو فتح کیا تو یہ توپ بہی مغلون کے قبضہ مین آگئی لیکن جب
جہانگیر کے زمانہ مین ملک عنبر نے قلعہ احمدنگر کو ۱۰۱۹ھ مین پہر لے لیا -
تو یہ توپ بہی ملک عنبر کے قبضہ مین آگئی - جب ملک عنبر نے ۱۰۳۴ھ

مین شولاپور پر حملہ کیا تو اوس وقت وہ اس توپ کو اپنے ساتھہ لے گیا تھا - اور اسی کے ذریعہ سے اوس قلعہ کو اوس نے توڑکر فتح کیا تھا - بعد اس کے اوسر نے اس توپ کو پرینڈہ کے قلعہ مین بہیجدیا تھا اور اب تک یہ وہین رکھی ہوئی تھہ اس کے پچہلی طرف کا قطر ۴ فیٹ ۸ انچہ اور مُنہ کی طرف ۲ فیٹ ۴ انچہ ہے اور وزن (۱۱۲۰) من ہے - اور طول ۱۵ فیٹ ہے - اور بڑا جسیم مسلح آدمی اوسر کے اندر بخوبی بیٹہہ سکتا ہے -

جب بیجاپور انگریزون کے قبضہ مین آیا تو اسوقت یہ توپ بہی سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی - بمبئی گورمنٹ نے ۱۸۲۳ء مین چاہا تہا کہ اوسے بادشاہ انگلستان کے پاس بہیجدین - اور اس واسطے ایک انجینیر اوس کی تحقیقات کرنے کے لیے متعین کیا گیا تہا - مگر معلوم ہوا کہ اس قدر بڑا بہاری وزن اوس زما کی مسرکون پر نہین جاسکتا ہے - اس واسطے اوسے بیجاپور مین ہی رہنے دیا اور اب تک بہی وہ وہین رکہی ہے - لیکن آجکل اوس کی قدر ایک اچہا آلہ او قلعہ کشائی کے کار آمد ہونے سے نہین رہی ہے اوس کی [illegible] کو کہتے ہین کہ ٹہیک سیدہی جیسی چاہئیے ویسی نہین ہے - گولہ ٹہیک [illegible] نشان پر نہین لگ سکتا ہے - مگر کلانی کے لحاظ سے اوسکی اب بہی وہ ہی قدر ہے اس خاکسار راقم الحروف عبدالغفور خان رامپوری نے دکن مین اوس زمانہ کی ساخت کی کتنی ہی توپین بچشم خود دیکہین ہین اگرچہ وہ کچہہ کلانی وغیرہ کے لحاظ سے تو قابل ذکر نہین مین مگر اون سے اسقدر مجہے ثابت ہوگیا ہے کہ اگرچہ یہ توپ ملک میدان اس لایق نہو تو نہو مگر اونمین بہت ایسی ہین جن کے نشانہ مین [illegible]

فرق نہین ہوسکتا یہ توہین بالکل ازکار رفتہ جا بجا گلی کوچون مین پڑی ہوئی ہین -

۱۴۹ - فتح خان کی نالایقی سے نظام شاہی عملداری کی طوائف الملوکی -

برہان نظام شاہ اگرچہ کوئی عقلمند بادشاہ نہ تہا - تاہم نادان اور بے وقوف بہی نہ تہا گو اوس نے وعدہ کا پاس کرکے خانجہان کی حمایت کی اور اگرچہ اس کو آجکل کی پالسی کے لحاظ سے حماقت ہی کیون نہ کہین مگر قدیمی شرافت و نجابت کے لیے یہ ایک فخر کی بات سمجہی جاتی تہی اور وعدہ کے پاس و لحاظ کو اپنی جان اور اپنے زن و فرزند سے بڑا سمجہتے تہے - اوس نے بہی وہ ہی جوانمردی کا کام کیا تہا - اوس کے جو بعض امیر اوسے چہوڑ چہوڑ کر شاہجہان کے پاس چلے گیے تہے اوس مین اوسکا کچہہ قصور نہ تہا - اون امیرون مین سے بعض تو ایسے تہے کہ جنہین بعض ذاتی آزردگیان تہین اور اکثر ایسے تہے جو دنی حوصلہ اور خود مطلبی تہے - اور اوس کے ساتہہ یہ بہی ایک قاعدہ ہے کہ کمزور کو زبردست کے مقابلہ مین لوگ علی العموم چہوڑ دیا کرتے ہین - اس مین بہی اوسکی کچہہ خطا نہین ہے -

اگر فتح خان اوس کے ساتہہ دغا نہ کرتا تو اس حکومت کی تباہی ہرگز نہ ہوتی فتح خان کی نالایقی سے صرف برہان شاہ کی ہی جان نہ گئی بلکہ فتح خان بہی تباہ ہوگیا - جب فتح خان نے اوسے مارا اور اوس کے اچہے اچہے رفیقون کو ٹہکانے لگا دیا - تو رہے سہے جتنے امیر تہے وہ فتح خان سے سب بددل ہوگیے -

آقا رضوان پرینڈہ کا قلعہ دار سلطان محمد عادل شاہ کا مطیع ہوگیا اور اوس نے

قلعہ اوس کے سپرد کردیا۔

سیدی ریحان جو شولاپور کا قلعہ دار تہا وہ خود ہی اپنی ڈہائی چانول کی ہنڈیا جدا پکانے لگا۔ یہ علاقہ اگرچہ برہان نظام شاہ نے عادل شاہ کو دیکر صلح کرلی تہی اور اسے اپنے ساتھ شریک کرلیا تہا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر سلطان محمد عادل شاہ کا قبضہ نہ ہوا تہا۔ وہان سیدی ریحان نظام شاہی ہی قابض تہا۔ ہا ن خواص خان نے اوسے کچھ چکنی چپڑی باتون سے اپنی طرف ملالیا تہا۔

سیواس راجپور مین سیدی سابا سیف خان تل کوکن مین سیدی عنبر جزیرہ راجوری مین بالاستقلال حاکم بن بیٹھے تھے۔ فتح خان کو کوئی پوچہتا بہی نہ تہا۔ سب اوس سے برگشتہ ہو رہے تھے۔

محمود خان کالنہ کے قلعہ دار کا بہی یہی حال تہا۔ وہ بہی فتح خان سے بگڑا ہوا تہا۔

جس وقت شاہجہان کی نظام شاہ پر فوج کشی ہو رہی تہی اور ساہوجی بہونسلہ اوس کے پاس التجا کرکے آیا تہا تو تبقاضاے وقت شاہجہان نے اوسے جنیر سنگمنیر کی طرف جاگیر دیدی تہی۔ مگر جب فتح خان نے شاہجہان کی اطاعت اختیار کرلی تو اوس نے حسین نظام شاہ کے نام اوس کا رہا سہا ملک بحال کردیا تہا۔ اور فتح خان کے التماس کے بموجب ساہوجی کی جاگیر مین سے کچھ حصہ فتح خان کو دیدیا تہا۔ یہ فقط ساہو کے ہی ساتھہ نہ ہوا تہا۔ بلکہ اور جاگیرداروں کا بہی ایسا ہی حال ہوا تہا۔ اگر ساہو چاہتا تو بادشاہ سے التجا کرتا تو غالباً وہ اسکی تلافی کردیتا۔ ساہوجی کوئی بڑے درجہ کا آدمی بہی نہ تہا اوسے توضرورت وقت

کے لحاظ سے پنجہزاری کا منصب اور ایسی جاگیر دیدی گئی تھی۔ مگر ساہوجی نے اس جاگیر کی واپسی کو دست آویز فتنہ و فساد بنلیا اور شاہجہان سے الگ ہو کر اپنی جاگیر کو چلا گیا۔ اور وہان توڑ جوڑ اور سازشون مین مصروف ہو گیا۔

۱۲۵ - محمود خان کا قلعہ کالنہ مع توابعات خانزمان کے حوالے کرنا -

فتح خان سے جو تمام امیر اور سردار برگشتہ ہو گیے تھے جس قدر اوس کا سبب فتح خان کی نالایقی تھی اوسیقدر ساہوجی ہیوسلہ کی چالاکی بھی اوس کا باعث تھی ساہوجی جہان شاہجہان سے بگڑا تھا۔ وہان فتح خان کا بھی دشمن ہو گیا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ فتح خان کو کسی طرح غارت کر ڈالے۔ جس نے اوس کی جاگیر پر قبضہ کیا تھا سب سے پہلے ساہوجی نے محمود خان قلعہ دار کالنہ کو بہسلایا۔ اور اوس سے کہا کہ یہ قلعہ تیرے پاس تو رہ ہی نہین سکتا ہے اس لیے مجھ سے کچھ روپیہ لیکر اوسے مجھے دیدے۔ اس وقت ساہوجی ناسک اور سنگمنیر کی طرف خوب قوی ہو گیا تھا۔ محمود خان اپنے مین غالبًا اس قدر قوت نہ سمجھتا تھا کہ قلعہ کو خود قایم رکھ سکے اور فتح خان کے بازخواست کے شر سے بچ سکے۔ وہ قلعہ ساہو کے دینے کے واسطے راضی ہو گیا اور ساہوجی نے اپنے آدمی قلعہ پر قبضہ کرنیکے واسطے بہیجے۔ اس وقت دکن مین خانزمان خان پسر مہابت خان باپ کا نائب تھا اور مہابت خان ابھی دکن مین آیا بھی نہ تھا۔ اوسے کسین مخبرون نے اس معاملہ کی لاکہ خبر دیدی۔

میر قاسم ہروی قلعہ الٹنگ کا شاہجہان کی طرف سے قلعہ دار تھا جو کالنہ کے قریب ہے۔ خانزمان نے خبر کے سنتے ہی میر قاسم کو لکھا کہ محمود خان کو

راضی کرے - اور اوسے بادشاہ کی اطاعت پر آمادہ کرے - اور اوسے ساہو
کو قلعہ نہ دینے دے - میر قاسم نے محمود خان کے پاس نامہ و پیغام بھیجے اور
اوس نے اوسے اپنے پاس بولا کر بہت گفت و شنود کی - وہ شاہجہان کی
اطاعت او قلعہ شاہی اہلکارون کو دیدینے کے واسطے راضی ہوگیا - میر قاسم
نے خانزمان کو اس کی اطلاع دی - خانزمان خان نے عجم منصبدار کے ہاتھ
محمود خان کے پاس استمالت نامہ بھیجا محمود خان نے استمالت نامہ دیکھکر ساہوجی
کے آدمیون کو واپس کر دیا - جو قلعہ پر قبضہ کرنے کے کو آے تھے اور محمود خان
نے منصور اور مظفر اپنے دونون بیٹون کو قاضی ابوالفضل اپنے وکیل کے ہمراہ
عجم منصبدار اور معصوم پسر میر قاسم کے ساتھ خانزمان خان کے پاس بھیجا
جب منصور و مظفر حوالی برہانپور مین پہونچے تو خان زمان خان نے فخر الملک
پسر یاقوت خان و دلاور خان دکھنی کو برسم پذیرہ روانہ کیا - اور جب وہ اوس کے
پاس آئے - تو محمود خان کی استمالت کے واسطے اون کا علی قدر مراتب
منصب تجویز کیا - اور منصور کو خلعت وغیرہ چھ ہزار روپیہ اور مظفر کو چار ہزار روپیہ
نقد عنایت کیے - اور قاضی ابوالفضل کو بھی منصب و جاگیر کا امیدوار کیا -
اور چونکہ خانزمان خان کی درخواست کے بموجب شاہجہان کے یہان
سے بھی خلعت اور فرمان بہ نشان پنجہ مبارک بنام محمود خان آگیا تھا - اور
ان کے آنے سے پہلے ہی خانزمان نے جعفر بیگ بلوچ کے ہاتھ محمود خان
کے پاس روانہ کر دیا تھا - اس لیے اس وقت اوس نے عجم اور معصوم کو
فوراً واپس کر کے حکم دیا کہ جعفر بیگ کو اوس فوج کے ساتھ جو اوس کے ہمراہ

گئی ہے۔ قلعہ مین بھیجا کر فرمان اور تبرکات محمود خان کے پاس پہونچاوین۔ اور کوشش کرین کہ محمود خان جلد برہان پور پہونچ جاسے اور علوفہ احشام اور سامان قلعداری کے واسطے اونہین کچھہ روپیہ بھی دیا۔

جب یہ فرمان محمود خان کے پاس پہونچا تو اوس نے دو کوس اوس کا استقبال کیا اور شب یکشنبہ ۲ ربیع الثانی سنہ ۴۲ھ کو قلعہ مع آٹھہ پرگنہ کے شاہی ملازمون کے ہاتھہ سپرد کر دیا۔ اور دو کروڑ چالیس لاکھہ دام یعنی چھہ لاکھ روپیہ کا علاقہ شاہجہان کی مملکت مین اور زیادہ ہو گیا۔ اور محمود خان مع عیال اور متعلقین و معصوم کے ہمراہ برہانپور چلا آیا۔ اور اوسے چار ہزاری منصب اور پچاس ہزار روپیہ نقد بادشاہ کے یہان سے عطا ہوا۔

۱۲۶۔ ساہو جی کا رندولہ خان کو دولت آباد کی فتح کے واسطے لانا اور خانزمان خان کا فتح خان کی مدد کو جانا۔

جب ساہو جی کے ہاتھہ سے یہ بدرجاتی رہی تو اوسے یقین ہو گیا کہ تن تنہا مین اپنا مطلب پورا نہین کر سکتا۔ اس لیے اوس نے مراری پنڈت کی وساطت سے خواص خان عادل شاہی سے توڑ جوڑ لگائے اور یہ ترغیب دی کہ اگر مجھے مدد دیجاے تو مین قلعہ دولت آباد فتح خان کے ہاتھہ سے چھین کر آپ کو دیدون گا۔ خواص خان پہلے ہی انہین تجویزون مین لگا ہوا تھا۔ اوس نے فوراً ساہو کو مدد دینا منظور کر لیا۔ اور اپنے سردارون کو فوج دیکر اودہر روانہ کیا۔

یہان بدخوئی اور سفاکی اور ناراستی کے باعث فتح خان سے تمام امیر ناراض تھے اور کئی سال کے قحط کے سبب سے قلعہ مین غلہ بھی نہ تھا

فتح خان لشکر بیجاپور کی خبر سنکر متوہم خاطر ہوا - اور اوس نے خانخانان مہابتخان کو اس مضمون کی ایک عرضی بھیجی کہ ساہو کی سلسلہ جنبانی سے بیجاپوریون کی فوج روانہ ہوئی ہے - چونکہ قلعہ مین اذوقہ نہین ہے جو قلعہ داری کا بڑا مواد ہے - اس لیے قلعہ ضرور میرے ہاتھہ سے جاتا رہیگا - اگر آپ بسرعت تمام یہان آجائین اور مجھے اس گروہ کی زحمت سے بچائین تو مین یہ قلعہ آپ کے حوالہ کر کے آستانِ خلافت پر آپڑونگا -

خانخانان اس مژدہ خاطر خواہ سے مطلع ہوا - اول خانزمان کو لشکر شاہی کے ساتھہ دولت آباد روانہ کیا - اور ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۰۴۲ھ کو خود بھی راہی ہوا -

لیکن عادل شاہ اور ساہو جی کی فوج دولت آباد کی طرف پہلے پہونچ گئی - جب خانزمان خان کھڑکی سے ایک منزل پر رہا تو اوس نے خبر سنی کہ ساہو سے لڑنے کے ارادہ سے کھڑا ہے - اس لیے اس نے اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور اپنے بھائیون لہراسپ اور دلیرہمت کو مع تابینان پدر خود ہمراہ آسے تھے ہراول بنایا اور میمنہ پر جگراج اور کیسا جی کو اور میسرہ پر مرتضیٰ خان و آتش خان کو فوج دیگر متعین کیا - اور مبارز خان کو اپنے لڑکے شکر اللہ کے ساتھہ چنداول پر مقرر کیا اور کھڑکی کو روانہ ہوا -

جب ہراول بھولنیری کی گھاٹی یا قصبہ پھولمری یا پھولہری سے آگے نکلا تو معلوم ہوا کہ سلطان محمد عادل شاہ اور ساہو کی بڑی زبردست فوج راستہ روکے کھڑی ہے اس لیے ہراول نے قول اور چنداول کے پہونچنے کا یہان ٹھیرکر

انتظار کیا۔

جب کل فوج آگئی تو خان زمان آگے بڑہا۔ رندولہ خان جو عادل شاہی فوج کا بڑا بہادر سردار تہا خانزمان کی فوج کو دیکہ کر تین چار ہزار آدمی سے دست چپ کی طرف چلا گیا۔ اور ساہوجی بیناجی اور آتش خان جس کے ساتہ چار ہزار سوار تہے ایک ٹیلے کی پناہ مین کہڑے رہے۔ اس سے فوج ہراول نے اون پر حملہ کیا اور ایک لمحہ زد و خورد ہوئی تہی کہ ساہوجی کو تالاب کہرکی کی طرف شاہی فوج نے ہٹا دیا۔ اور کچہہ آدمی مار ڈالے۔

رندولہ خان کی فوج جو دست چپ کو چلی گئی تہی مرتضے نظام اور آتش خان وغیرہ کی جرنغار فوج پر نمودار ہوئی۔ مگر جب دیکہا کہ شاہی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتی ہے تو پیچہے ہٹ کر اوس اپنی فوج سے جا ملی جو ایک پشتہ کے پیچہے چہپی ہوئی تہی۔ اور یہان اون لوگون نے مرنے مارنے کا ارادہ کر لیا۔ شاہی فوج بہی اون کے مقابل ہوئی۔ اور خانزمان بہی اپنی فوج سے آملا۔ اور باتفاق راو ستر سال وغیرہ کمک کو پہونچ گیا۔ یہان خوب جمکر لڑائی ہوئی۔ اور ایک ایک انگل زمین پر طرفین نے جان دینے کی کوشش کی۔ لیکن آخر کو دکہنی میدان چہوڑ کر چلد ئے اور دولت آباد کی اوس طرف سات کوس پر جا کر ٹہیرے اور خانزمان موضع ساتگی مین جو کہڑکی سے دو کوس ہے جا کر فروکش ہوا۔

۱۲۷۔ فتح خان کا بیجاپوریون سے ملکر خانزمان کی مخالفت کرنا۔

اب بیجاپوریون کے سرداروں نے مآل اندیشی پر نظر کر کے فتح خان سے ابواب موافقت کو مفتوح کیا۔ اور پیغام دیا کہ افواج شاہجہانی کی پیش نہادیہ ہے کہ دولت نظام شاہی کا

ل کرے اور دولت آباد کے قلعہ کو لے لیوے جس پر ساری ولایات
سخیر متفرع ہے - یہ عنقریب ہونے والا ہے جوکہ آخر کو عادل شاہ کے
مین تزلزل پیدا کریگا - ہم تم دونون ایک خاندان کے نمک پروردہ ہین -
لی صلاح یہ ہے کہ صلح کرکے مصالحہ اتحاد و اتفاق سے اس خاندان کی
و استوار کرین - غرض خط وکتابت ہوکر آپسمین وفاد وفاق کے عہد وپیمان
ے اور یہ ٹھیرا کہ تین لاکھ ہون نقد اور آذوقہ قلعہ مین پہونچایا جائے - خافی خان
لہا ہے کہ صلح اس شرط پر ہوئی کہ وہ فتح خان تین لاکھ روپیہ چند گھوڑون
اتھ ساہو کو دے - اور وہ اپنے مدد سے بالا سے قلعہ ذخیرہ پہونچا
ے گا اور یہی قیاس بھی چاہتا ہے - بعد اس کے قلعہ کے نیچے اور اوپر
شکر شاہی پر توپ و تفنگ کے گولے اور تیر وسنان برسنے لگے -
پوریون سے لئے قلعہ مین رسد پہونچانے کا سامان کیا -

خانخانان مہابت خان اسوقت ظفرنگر مین تہا - اس خبر کو سنکر پیچ وتاب مین آیا - اور

ابت خان سے کہ مہم سے خانزمان کا
آباد کی تسخیر پر متوجہ ہونا -

ن کو لکھا کہ چونکہ فتح خان نے پیمان کے خلاف کیا ہے - دولت آباد کی
ریجا پوریون کی تنبیہ و تادیب کی طرف متوجہ ہونا چاہیے - اور
مان اور ساہوجی کو جو حوالی دولت آباد اور نظام پور مین آذوقہ اور اور لوازم
ری کا سامان کر رہے ہین وہان سے نکال دے اور خود وہان پہونچکر
و مخارج قلعہ ... کے سپرد کرے - اور قلعہ مین وصول غلہ کے
مسدود کر دے - اگر اس کے بعد فتح خان اندیشہ ... فا... سے

باز آئے اور سابق کے قول قرار کو وفا کرے تو اوسے عنایات شاہی سے
مطمئن کرے ورنہ قلعہ کی تسخیر پر متوجہ ہوئے - خانزمان فوراً نظام پور مین آیا -
اور بیجاپوریون کو نواح دولت آباد سے نکالدیا - مگر فتح خان نے خیریت خان
بیجاپوری عم رندولہ خان کو جو کہ [illegible] صاحب [illegible] امیرون سے تھا چھ سو
آدمی سے قلعہ [illegible] مین داخل کرلیا - [illegible] کام مین مصروف
ہوا - اور کارزار کے [illegible] لگادئے -

۱۲۹ - شاہجہان کی فوج کا دولت آباد کے قلعہ پر محاصرہ ڈالنا -

۱۲ شعبان سنہ ۱۰۴۲ کو بیجاپوریون کی جو فوج خانزمان کے لشکر [illegible] ہوئی - خانزمان نے
کھیلوجی وغیرہ سے کہا کہ جب تک میرے آدمی مسلح ہون تب تک تم اونہین
مشغول رکھو - کھیلوجی مالوجی سیکوجی [illegible] راؤ وغیرہ دکھنیون نے خانزمان
کے مسلح ہونے کا انتظار نہ کیا - اور شتاعون سے جا پہنچے - بیجاپوری پیچھے
کو ہٹے اور ہٹتے ہٹتے اپنی بڑی فوج مین جاملے - کھیلوجی وغیرہ کو خیال تھا
کہ یہ چند آدمی ہین مگر وہان بیجاپوریون کی بہت فوج نکلی اسی مین خانزمان خان
فوج لیکر اون کی مدد کو آگیا - اور جنگ [illegible] - بیجاپوری کٹتے ہی [illegible] گئے - اور
باقی تین کوس تک تعاقب کے بعد بہاگ گئے -

جب خانزمان کو یقین ہوگیا کہ فتح خان [illegible] راہ راست پر نہین آتا - تو اوس نے
محاصرہ کے [illegible] نظام پور کو اپنی قرارگاہ کے لیے پسند کیا - اور لہراسپ
اور دلیر ہمت کو شاہ الله اپنے بیٹے اور مہابت خان کے تابعین کے ساتھ
موضع میمنہ کی طرف جو کھڑکی کے پاس تہا روانہ کیا - اور بکرماجیت ملقب ب

بہ جگراج کو ماکچہری مین جو قلعہ کے عقب مین تہا معین کیا - تاکہ یہ لوگ وہان اپنے اپنے مورچہ بناکر ہوشیار اور خبردار رہین -

مہابت خان بہی ظفر نگر سے دولت آباد کو چلا - اور بیرتہی راج راٹہور وغیرہ کو لیکر قول مین قرار پکڑا - اور نصیری خان کو ہراول مقرر کیا - اور اودواجیرام اور اوس کے بہائی برادرون کو چنداول بنایا - اور بڑے سازو اہبت سے کہڑکی سے بڑہکر سلخ شعبان کو خان زمان سے جاکر مل گیا - اور صبح کو حصار کا دورہ کرکے امام شاہ کے مکان مین جو نظام پور مین اساس قلعہ کے متصل تہا آکر ٹہیرا - اور جگراج کو ماکچہری میں اوس مکان مین اوتارا جہان فتح خان رہتا تہا - اور نظام پور کے دروازہ کو خانزمان کی نگہبانی مین دیکر نصیری خان کو پٹہن کے دروازہ پر متعین کیا - اور دلیر ہمت کو کاغذی واڑہ مین روانہ کیا جو حوض قلعہ کے نزدیک ایک گانون تہا اور جہان دولت آباد کا نہایت نفیس کاغذ بناکرتا تہا - اور شہرۂ آفاق تہا - اور جو آلات و ادوات حرب و ضرب اور توپ و ضرب زن ہمراہ تہے وہ لہراست کی نگرانی مین دیئے اور حکم دیا کہ سرکوب حصار سے جو ایک بلند پہاڑ کا نام تہا - اور جہان کاغذی واڑہ آباد تہا قلعہ پر فیر کرے - اور خان زمان کو حکم دیا کہ پانچ ہزار سوار بر وقت لڑائی کے لیے طیار رکہا کرے - اور جس مورچہ مین ضرورت پڑے فوراً وہان اوسی وقت کمک کے لیے جایا کرے -

اس طرح پر جب تمام اطراف و جوانب حصار کا احاطہ ہوگیا تو مورچے بناے اور جمکر پڑگیے - اور قلعہ کی تسخیر کا مصمم ارادہ کرلیا -

کالاکوٹ جو دولت آباد کے قلعہ کے سب سے اوپر ہے اور فرط

استحکام سے تسخیر پذیر نہین ہے وہان فتح خان نے حسین نظام شاہ کو بٹھا کر رکھا اور چونکہ
وہان بجز اون برقندازون کے جو قلعہ کی حفاظت کے واسطے متعین رہتے تھے
اور کسی کی گنجایش نہ تھی اس سیلیے خود مہاکوٹ مین مسکن گزین ہوا - اور باقی تمام
آدمیون کو حصار بیرونی مین رکھا جو شہر کے گرد تھا - اور جسے ملک عنبر نے اوس
وقت بنایا تھا جس وقت کہ زمانہ شاہزادگی مین شاہجہان یہان نظر آیا تھا اور اسی واسطے
اوس حصار کا نام عنبر کوٹ ہوگیا تھا -

۱۳۰ - یاقوت خان کا مہابت خان سے لشکر سے نکل کر بیجاپور والون سے مل جانا -

یاقوت خان ملک عنبر کے قدیمی ہواخواہون مین تھا - اور اسی واسطے فتح خان کا بھی دوست
تھا - اور برہان نظام شاہ کے اندیشہ سے شاہجہان کے پاس چلا گیا تھا - اب
برہان شاہ اور اوس کے ہواخواہ دنیا سے ناپدید ہوچکے تھے اور فتح خان قلعہ کا
مالک تھا - اس واسطے یاقوت خان قدیمی نمک خواری کو یاد کرکے پھر نظام شاہ کی
اعانت و امداد کی طرف متوجہ ہوا اور اس خیال سے کہ اگر دولت آباد مفتوح ہوگیا تو
نظام شاہ کا تمام ملک مفتوح ہوجائیگا - خفیہ خفیہ محصورون کی تقویت مین کوشش
کرنے لگا - اگرچہ اوس نے بہت چاہا کہ آذوقہ اور تفنگچی اور وجود دوسرے لوازم قلعہ داری
مین اہل قلعہ کے پاس پہونچاسے مگر مہابت خان کی نگرانی کے باعث اوس سے
نہوسکا - لیکن جب کئی مرتبہ وہ غلہ جو اوس کے بازار سے خریدا گیا اور قلعہ مین پہونچاتی
ہوئے پکڑا گیا تو اوس نے شاہجہان کے غضب سے اندیشہ کیا - اور ایک روز چھپ کر
شاہجہان کے لشکر سے نکل گیا اور بیجاپوریون مین جاکر مل گیا - اس سے بیجاپوریون
کو بڑی تقویت اور ہمت ہوگئی -

۱۲۱- دکھنیون کا خیریت خان کے پاس غلہ پہونچانے کے لیے آنا اور دلیرہمت کی فوج سے لڑائی ہونا۔

۱۴ رمضان ۱۰۴۲ھ کو رندولہ خان وغیرہ بیجاپوری غروب آفتاب کے وقت کوئی چارسو بیل غلہ کے بھرے ہوسے مہابت خان کے حوالی لشکر مین لا رہے اور چاہا کہ خیریت خان بیجاپوری کے پاس پہونچاوین - جو فتح خان کی راے کے بموجب عنبر کوٹ مین مقیم تھا اور قلت اذوقہ کے سبب سے فتح خان غلہ دینے مین تساہل کرتا تھا -

مہابت خان نے لہراسپ اور اجیرام بہادر جی جگراج بندیلہ کو متعین کیا کہ غلہ مخالفون سے چھین لین - اس پر دونون طرف سے خوب لڑائی ہوئی نصف شب کو رندولہ خان فرہاد خان بہلول خان ساہوجی سنکس خان چار ہزار سوار لیکر خانزمان کے بنگاہ پر آپڑے - خانزمان راوستر سال کو پانچ چھ آدمی دیکر اور بنگاہ پر چھوڑ کر مورچہ مین چلا گیا تھا وہ اپنے راجپوتون وغیرہ کو لیکر دشمنون سے لڑا - اور بہلول خان کے بھائی اور بہت سے دکھنیون کو مار ڈالا - اور بقیتہ السیف بھاگ گیے -

تین روز کے بعد دکھنی پھر ایک مرتبہ دکھائی دیے - مہابت خان نے لشکر والون سے یہ تاکید کردی تھی کہ چونکہ مین ناہموار اور اونچی نیچی ہے فوج کو چاہیے کہ دشمن کے آنے پر پرہ باندھے کھڑی رہا کرے اور جب تک کہ مخالف خود آگے نہ لڑین ادن پر دہاوا نہ کیا جاے - مہابت خان کی فوج اسوا سطے کھڑی رہی اور دکھنی اونہین خاموش کھڑا دیکھکر لوٹ گیے - اور یاقوت خان اور رندولہ خان سے جو نظام پور کے متصل متردد بیٹھے تھے جاکر اوس کی اطلاع دی -

یاقوت خان سے کہا کہ ہر روز اس طرح دشمنون پر جانا اور صورت دکھانا اور چندیان مار کر لوٹ آنا اپنی آبرو کھوتا ہے - مہابت خان کی فوج کے سردار اس وقت تمہاری مراجعت کو دیکھکے اور مطمئن خاطر ہوکر غافل بیٹھ گیے ہونگے اس وقت مصلحت یہ ہے کہ میرے کچھہ منتخب آدمی وادر کچھہ رندولہ خان کے سوار لو اور چستی اور دلیری کر کے جاؤ اور ایک دست برد کرو - دکھنی اس صلاح کے بموجب آئے - اور دلیر ہمت کے بنگاہ پر جا پہلے - دلیر ہمت نے بہی مقابلہ کیا -

اسی اثنا مین ایک دکھنی سوار نکلا - اور پرتہی راج راتہور کو اپنی مبارزت کے واسطے طلب کیا - ابہی تک یہ زمانہ شجاعت اور دلیری کا رہ گیا تہا - پرتہی راج دلیر ہمت کے سینہ پر تہا سنتے ہی فوراً میدان مین نکلا - اور حریف کے مقابل ہوا - جب مواجہہ ہوتے ہوتے مصادمہ اور مضاربہ کی نوبت پہونچی تو وہ پرتہی راج کی تلوار سے مارا گیا -

رندولہ خان اور یاقوت خان کے نبیرہ یہ دیکھکر آگے بڑہے - دلیر ہمت نے بہی دلیری کی - اور مدافعہ کو مقابل ہوا - اور اسی وقت لہراسپ پرتہی راج کی مدد کو آگیا - اور خوب ہی جمکر لڑائی ہوئی - آخر کو دکھنی پسپا ہوے - راستہ مین ایک نالہ پڑتا تہا - جب شاہی فوج ان کے تعاقب مین وہان پہونچی تو دکھنیون کو خوب قتل کیا - اور پہر شاہجہانی اپنے مورچون مین لوٹ آئے

۱۳۲ - ظفر نگر سے ترکمان وہان کا رسد لیکر مہابت خان کو پہونچانا اور اوس پر لڑائیان -	مہابت خان کو خبر آئی - کہ کچھہ شاہی فوج رسد لیکر آنا چاہتی ہے اور اون کے ساتھہ

۲۰۰۰ ہزار غلہ کے بیل ہین - مگر اسوجہ سے کہ دکھنی چارون طرف پہیلے ہوسے ہین لشکر
مین وہ نہین آسکتی ہے - ظفرنگر مین ٹہیری ہوئی ہے - مہابت خان سنے ترکمان خان
تہانہ دار ظفرنگر کو لکہا کہ اپنے آدمی اور رسد کے آدمیون کو غلہ کے ہمراہ لیکر یہان آؤ - اور
جب ظفرنگر سے چلو تو اوس سے اطلاع دیدو - تاکہ اوس کی کمک کے واسطے
فوج متعین کیجاسئے - ترکمان خان وہان سے حسب الحکم روانہ ہوا - اور اپنے چلنے
کی اطلاع بہیجی - مہابت خان سنے مبارزخان راو دودا احمدخان نیازی نظربہادر
خویشگی وغیرہ کو ترکمان خان کی معاونت ومظاہرت کے لیے روانہ کیا -
اور جب معلوم ہوا کہ ساہوجی بہلول خان فرہادخان اور یاقوت خان کے
نبیرہ ترکمان خان کے آسنے کی خبر سنکر اوس طرف کو چلے ہین تو مہابت خان سنے
خانزمان کو کہلا بہیجا کہ مورچون کا بندوبست کرکے ترکمان خان کی کمک کو جاسئے خانزمان
خان سنے مورچون کا بندوبست کیا اور راو ستر سال وغیرہ کو لیکر رخصت ہوا -
جب کہرکے مین پہونچا تو جاسوسون کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ بیجاپوری جو رسد کے
لوٹنے کو چلے ہین - باغ حیکل تہانہ مین پانچ ہزار کے قریب انتظار مین پڑے
ہوسئے ہین - کہ ترکمان خان جب یہان آسئے تو دست برد کرین -
خان زمان خان اون کے دفعیہ کو چلا - جب بیجاپوریون سنے خانزمان کی
قلت جمعیت کو دیکہا تو آکر اوسے گہیر لیا - تفنگ اور گبہال خان زمان - کے
لشکر سے چلنے لگین - اور دست بدست تیسرے پہر سے دو گہڑی رات
تک برابر لڑائی ہوتی رہی اور دونون طرف کے بہت آدمی
مارسے گیسے -

آخرکار بیجاپوری پہر جکل تہانہ مین لوٹ گیے - اور خانزمان شب کو اوسی جگہہ ٹہیر کر صبح کو ترکمان خان کیطرف روانہ ہوا - اور موضع بن مین ترکمان خان سے جاکر مل گیا -

بیجاپوری جکل تہانہ سے کہڑکے کی طرف آ گئے - اوہر مہابت خان نے لڑائی کی خبر سنکر دلیرہمت کو بہادر جی داخنی [illegible] اچہہ بہادر سنگہ سید علاول بارہہ تلوک چند جعفر نجم ثانی وغیرہ کے ساتہہ بارہ سو آدمی دیکر پیچہے سے روانہ کیا تہا جب یہ لوگ کہڑکے کی طرف سے گذرے - اور طرفین سے بان و تفنگ چلنے لگے تو اوس وقت بہلول خان وغیرہ نے یہ تجویز کی کہ مہابت خان کے پاس اس وقت فوج بہت تہوڑی رہگئی ہے - دلیرہمت کو تو چہوڑ دیا چاہیے اور دولت آباد مین مہابت خان کی خبر لینا چاہیے -

اس واسطے اونہون نے دلیرہمت کو تو چہوڑا اور وہ جاکر خانزمان سے مل گیا - خانزمان نے اوس سے کہا کہ مخالفون نے تمہین چہوڑ دیا ہے تو وہ ضرور مہابت خان کے پاس سب ہونگے - اس لیے مین تو رسد لیکر آتا ہون - تم دولت آباد جاؤ - دلیرہمت اس مشورہ کے بعد فورًا لوٹا اور دولت آباد گیا - بیجاپوریون نے جب دیکہا کہ دلیرہمت لوٹ آیا تو اونہون نے اپنا ارادہ فسخ کر دیا - اور رسد ۲ رمضان سنہ ۱۰۴۲ھ کو لشکر مین دولت آباد پہونچ گئی -

۱۴ - کہیلوجی کا مہابت خان کے پاس سے نکل کر بیجاپوریون مین جاملنا

جب یاقوت خان شاہجہان کے لشکر سے نکل کر دکہنیون مین جاکر مل گیا - تو جسقدر دکہنی تہے ان پر شاہجہان کی فوج مین اعتبار نہ رہا ہوگا - اور اس وجہ سے سب اسوقت

برداشتہ خاطر ہونگے - سواے اس کے لبعض لوگ یاقوت خان اور ساہوجی کے دوست بہی ہونگے - چنانچہ کھیلوجی اسوقت ۲۳ رمضان ۱۰۴۲ھ کو شاہجہان کی فوج سے نکل کر دکھنیون مین جاملا - اس کا پنجہزاری منصب تہا - اور بہت بڑی عزت تہی - دکھنیون کو اس کے آنے سے بڑی خوشی ہوئی - مگر اس کے بہائی مالوجی اور پرسوجی منحرف نہین ہوئے - وہ کھیلوجی کے چلے جانے کے لبعد مہابت خان کے پاس گئے اور اپنا اظہار اطاعت کیا - اور مہابت خان نے اونہین تسلی خاطر کے واسطے خلعت و اسپ و فیل وغیرہ دیا - اور کچہہ نقد بہی دیکر عنایات شاہی کی امید دلائی -

۱۴۴ - دکھنیون کا غلہ لاکر حصار مین ڈالنا اور شاہجہانیون کا اوسے چہین لینا

دکنی جو شاہجہان کی فوج پر حملہ کرتے اور بہاگ جاتے تہے اس سے یہ مطلب نہ تہا کہ اونہین شکست ہوجاتی تہی - بلکہ اون کی لڑائی کا ڈہنگ ہی یہ تہا کہ آئین اور مارین اور بہاگ جائین - جب یہ بیجاپوری اوہر مورچون پر آپڑے اور خانزمان وغیرہ اون سے لڑائی مین مشغول ہوئے تو ڈہائی ہزار سوار دکنی اذوقہ لیے ہوے اوپر کہٹلہ کے چڑہے - کہ اس داروگیر مین رسد اوپر قلعہ مین پہونچاوین مہابت خان نے خانزمان وغیرہ کو حکم بہیجا کہ پرہ باندہ کر کہڑے رہین - اور دشمن کتنے ہی کوشش کرے اور اپنی طرف لڑائی کے لیے متوجہ کرے مگر اون سے کچہہ پرخاش نکرین کیونکہ ایسی حالت مین وہ رسد قلعہ مین پہونچا دینگے -

اسی اثنا مین رندولہ خان یاقوت خان اور یاقوت خان عادل شاہی نے جو کہٹلہ کے اوپر چڑہے تہے ایک بیجاپوری فوج متعین کی - کہ اوباش درہ

کی گہاٹی سے جو قلعہ کے متصل ہے نیچے آکر اوذوقہ حصار کے نزدیک لائین۔
یہان گہاٹی مین مہابت خان نے سنگین دیوار بنواکر راستہ روک دیا تہا۔ اور
مرتضی خان اور سید علاؤل کا مورچہ اوس کے نزدیک تہا۔ یہ لوگ دیوار پر حملہ
آور ہونے سے لڑے اور تیر و تفنگ چلنے لگے۔ نصیری خان اور پارسنگہ
نے دیکہا کہ بیجاپوریون کی تعداد زیادہ ہے تو وہ بہی کچہ فوج لیکر اپنے رفیقون کی
مدد کو آئیے۔ اور سوار و پیادہ و تفنگچی کمک کو لیکر موجود ہوے۔ اور خانزمان کے
پاس سے احمد خان نیازی بہی مدد کو جا پہونچا۔ بیجاپوریون نے یہ دیکہکر اوس پہاڑ
پر جو مرتضی خان اور جگراج کے مورچہ کے درمیان قلعہ کے نزدیک تہا غلہ
کی گہٹریون کو نیچے ڈالدیا۔ تاکہ حصار گزین اونہین بآسانی اوٹہالین اور خود متفرق
ہوکر گرد و غبار کی طرح ناپدید ہو گیے۔ خیریت خان اندر سے یہ دیکہکر جگراج کے
مورچہ کی طرف کو باہر آیا کہ غلہ اوٹہا لیجاسے۔ مہابت خان نے جگراج سے
کہا کہ اپنے مورچہ کا بندوبست کرکے غلہ کے پاس جاسے اور خیریت خان کو
ہرگز نہ اوٹہانے دے۔ جگراج نے جاکر دشمنون کو مارکر حصار کے اندر بہگا دیا۔
اور غلہ خود اوٹہا لایا۔

خانزمان کی طرف بیجاپوری تہے وہ بہی بہاگ چلے۔ اور بہاگنے
مین بہت مارے گیے۔ شکر اللہ پسر خانزمان جو اپنے باپ کے تابیتون کو
لیے ہراولی پر متعین تہا آگے بڑہکر بہلول خان تک پہونچ گیا۔ بہلول خان
بہاگتا جاتا تہا۔ کہ یکایک لوٹ پڑا اس وقت خوب لڑائی ہوئی۔ جگنا تہہ
خواتین مہیش داس ولد دلپت راے راٹہور جو مہابت خان کا بڑا معتبر سردار تہا

مارا گیا - پہر بہلول خان چلدیا - اور دکہنی بہت قتل اور اسیر ہوئے -

۱۳۵ - اودا جیرام کا مرنا - اودا جیرام جسکا پنجہزاری منصب تہا ایک مرض مزمن سے مر گیا - اور مہابت خان نے اوس کے خرد سال بیٹے جگ جیون کے لیے سہ ہزاری کا منصب اوس وقت اس لیے تجویز کردیا کہ اودا جیرام کا لشکر کہین متفرق نہ ہوجاے -

۱۳۶ - خانزمان کا بیجاپوریون کے بنگاہ کو لوٹنا - مہابت خان نے اس وقت یہ سوچا کہ اگر ہم لوگ صرف دکہنیون کے مدافعہ پر ہی اکتفا کرین تو اون کا حوصلہ بڑہ جائیگا - اس وجہ سے اوس نے اس وقت خود حملہ کرنا ضروری سمجہا - اور ۲ شوال سنہ ۱۰۴۲ھ کو خانزمان اور نصیری خان وغیرہ کو بہیجا کہ بیجاپوریون کے بنگاہ کو لوٹ لین جو لشکر کے قریب مین ہی تہا -

خانزمان راو ستر سال راو کرن وغیرہ منصبدارون کو لیکر قول مین رہا - اور دلیر ہمت کو کچہہ راجپوت منصبدار اور باپ کے تابین دیکر ہراول بنایا - اور برنغار پر میانہ رخان احمد خان نیازی احداو محمد وغیرہ افغانون کو کیا - اور جرنغار کی نگہبانی نصیری خان کو سپرد کی -

جب یہ لوگ تین چار کوس نکل گیے تو بیجاپوری دست راست پر نمودار ہوئے اور ستیز بگریز کرنے لگے - کہ خانزمان کے لشکر کو اپنے ساتہہ مشغول رکہکر بنہ و بار بآسانی چہوڑا لیجائین - خانزمان اون سے کچہہ نہ بولا - اور موضع اہل اول کی طرف متوجہ ہوا - جہان اون کا بنگاہ تہا - اور جلدی سے وہان جاکر لوٹنا شروع کردیا - گہوڑے اونٹ خیمہ اور غلہ وغیرہ بہت اسباب لے لیا - اور

بیجاپوری بہی جو وہان لوٹنے سے پہلے ہی آ گیے تہے لڑ لڑا کر اور شکست کہا کر بہاگ گیے - پہر دوپہر کو غنیمت لیکر خانزمان اپنے لشکر مین آملا -

۱۳۷- فتح خان کا حملہ محاصرین پر

فتح خان نے دیکہا کہ اس وقت موقع سے ہے دست برد کرنا چاہیے - دروازہ دہٹن اور کہڑکی کی طرف ایک مورچہ سے نقب لگایا گیا تہا - ۷ شوال کو فتح خان اپنی فوج لیکر دروازہ دہٹن و کہڑکی کی طرف آیا - اور کچہہ لوگون کو ایک کہڑکی سے جو نقب کے محاذی تہی باہر بہیجا تاکہ اس مورچہ پر جا پڑین - مہابت خان کی فوج تیار تہی - یہ لوگ بہی ان کے مقابل ہوے - اور تیر و تفنگ چلنے لگے - آخر فتح خان نے ناکامی واپس لیا -

۱۳۸- خانزمان خان کا کہی کو جانا اور آنا -

مہابت خان کے لشکر مین چہہ ایام سے گہاس اور لکڑی نہین آئی تہی - اس لیے اوس نے خانزمان کو حکم دیا - کہ لشکریون کو لیکر کہی کے واسطے جاے - اور نصیری خان سے کہا کہ اپنی فوج لیکر لشکر کے پاس طیار کہڑا رہے - تاکہ جو لشکری گہاس لکڑی لانے مین آگے پیچہے ہو جاتے ہین غنیم انہین گزند نہ پہونچا سکے -

جب خانزمان روانہ ہوا - اور نصیری خان حوالی اُردو مین ایک پہاڑ کی چوٹی پر جا کہڑا ہوا - تو بیجاپوریون نے خانزمان کے جانے کی خبر سنکر لہراسب اور دلیر ہمت کو جا دبایا - جو نظام پور مین طیار بیٹہے تہے - نصیری خان یہہ دیکہتے ہی لہراسب اور دلیر ہمت کی مدد کو گیا - جب رندولہ خان وغیرہ نے دیکہا کہ اس گیر و دار مین نقصان بہت ہو گا تو کچہہ لڑ جہگڑ کر اپنے دستور کے موافق فوراً چلدیے اور شام کو خانزمان کہی لیکر لشکر مین آگیا -

۱۳۹- مہابت خان کا عنبہ کوٹ کو فتح اور مہاکوٹ کے فتح کی تدابیر کرنا۔

اب جو نقب کہ خانزمان کے مورچہ سے لگایا گیا تہا۔ وہ طیار ہوگیا اور اوسے ۹ رشوال کو باروت سے بہر دیا۔ اور یہ تجویز ٹہیری کہ راجہ پہاڑ سنگہ نظر بہادر خویشگی راجہ سارنگ دیو سید علاول بارہ کشن سنگہ بدن سنگہ کہدوریہ سنگرام زمیندار جمو نظر بیگ اوزبک اور یولم بہادر مستعد ہو کر آخر شب کو خانزمان کے مورچہ مین آجائین۔ اور صبح ہوتے ہی مہابت خان کے آنے کے بعد نقب مین آگ دیجاے۔ اور جب دیوار اوڑ جاے تو فوج قلعہ مین گہس جاے۔

مگر اس تجویز کے برخلاف رات ابہی کوئی ایک گہڑی باقی تہی اور فوج جمع بہی نہ ہوئی تہی کہ از راہ غلطی نقب مین آگ دیدی گئی۔ ۲۸ گز دیوار اور ۱۲ گز قلعہ کا برج اُڑ گیا۔ اور بڑا راستہ کشادہ ہوگیا۔ لیکن فوج کی عدم اجتماع کے باعث شاہجہان کے آدمیون سے کوئی قلعہ مین نہ جاسکا۔

اسی اثنار مین خبر پہونچی کہ بیجاپوریون کی فوج بہی باہر سے لڑائی کے واسطے آگئی۔ مہابت خان نے خانزمان کو اوس کے دفعیہ کے واسطے بہیجا۔ اُدہر اہل قلعہ نے اندر سے تیر و تفنگ اور بان مارنا شروع کیے۔ اور دیوار شکستہ پر آکر اکٹہے ہوگیے اسواسطے جو فوج کہ قلعہ پر دہاوے کے لیے تجویز کی گئی تہی مورچون سے آگے نہ بڑہ سکی۔ اور قلعہ والون نے لکڑی اور تختون سے شگاف کو بند کرنا شروع کر دیا۔

مہابت خان نے چاہا کہ خود پیادہ ہو کر قلعہ مین گہس جاے۔ مگر نصیری خان

سے نے کہا کہ سرداروں کو یہ مناسب نہیں اور کاردانی کے خلاف ہے۔ مین
قلعہ مین جاتا ہون۔ اس واسطے مہابت خان سے نے اوسے اجازت دی۔ اور
مہیس داس راٹھور کو اپنے تابینون مین سے اوس کے ساتھ کیا۔ اور وہ قلعہ
مین گھسا۔ اہل قلعہ سے نے مدافعہ پر کمر باندہی۔ نصیری خان کے بہت ہمراہی مارے
گیے۔ مگر نصیری خان اور ظفر بہادر جانب راست سے اور راجہ بہار سنگہ
راجہ سارنگ دیو سید علاول بن سنگہ بن سنگہ بہدوریہ سنگرام
وغیرہ جانب جیب سے شہر پناہ کے حصار مین گہس گیے۔ جس کا نام عنبر
کوٹ تہا۔ اوس کا ارتفاع اساس سے شرفات یعنی کنگورون تک ۱۴ گز اور
عرض دس گز تہا۔

خیریت خان بیجاپوری وغیرہ متحصن کچھہ دیر تک شمشیر و خنجر لیکر مقابل ہوئے
لیکن آخر کار حملہ آورون کے غلبہ کو دیکھکر مہاکوٹ کی خندق مین بہاگ گیے
اور بہت کشتون کو چھوڑ گیے۔

جب مہابت خان سے نے اس عنبر کوٹ کو فتح کرلیا۔ اور وہان سے بان و
تفنگ توپ و ضربزن زنبورک وغیرہ آلات جنگ بہت ہاتہہ لگے تو اوس
سے نے مہاکوٹ کی تسخیر کی تدابیر شروع کین۔ اور نصیری خان راجہ بہار سنگہ
پسران شیر خان سنگرام وغیرہ منصبداروں کے تابینون کو محاصرہ
کے لیے متعین کیا۔ اور نظام شاہ کے مکان مین جہان وہ خود رہتا تہا لوٹ
یا۔ اسی اثنا مین خانزمان خان بہی لوٹ آیا۔ جو دشمنون کے دفعیہ کو گیا تہا
اور دشمن عنبر کوٹ کی فتح کا حال دیکھکر باضطراب تمام بہاگ گیے تہے

دوسرے روز مہابت خان یاقوت خان کے مکان مین آکر ٹہیرا۔ جو عنبر کوٹ کے اندر مہاکوٹ کے دروازہ کے نزدیک تہا اور بالوجی اور جگ جیون وغیرہ کو اس مورچہ کی حفاظت پر متعین کیا جس مین وہ خود موجود تہا اور خانزمان انصیری خان مبارز خان راو ستر سال راو کرن کو حکم دیا۔ کہ عنبر کوٹ کے باہر اپنے مورچون مین آمادہ کارزار رہین۔

۱۴۰۔ دکہنیون کا ارادہ برار اور تلنگانہ پر تاخت کرنیکا

اب مہابت خان کو یہ خبر لگی کہ رندولہ خان کا ارادہ ہے کہ یاقوت خان بہلول خان فرہاد خان کہیلوجی وغیرہ کو برار اور تلنگانہ کی طرف بہیجے۔ اور وہان سے جو آذوقہ اور خزانہ آتا ہے اوس کا راستہ مسدود کر دے۔ اور اس طرح دولت آباد کے محاصرہ مین تذبذب ڈالدے۔ اس واسطے اوس نے ۱۴ شوال کو خانزمان راو ستر سال راو کرن کو ایک جمعیت شائستہ دیکر متعین کیا کہ اگر مخالف اس ارادہ کو عمل مین لائین تو اونکی تنبیہ کی جاسے۔ اور آذوقہ اور خزانہ لشکر مین پہونچایا جاسے۔

۱۴۱۔ رندولہ خان کا رسد قلعہ کو لیجانا اور نصیری خان کا اوسے چہین لینا۔

رندولہ خان اور ساہوجی کو اس امر کی بڑی فکر تہی کہ قلعہ مین کسی طرح رسد پہونچا دین اور اسی واسطے وہ بڑی دوادوش کر رہے تہے۔ اور اونہون نے ۲۰ شوال کو تین ہزار سرباربے یعنی سرون پر اناج لدوایا۔ اور تین ہزار فوج سے حوالی لشکر مہابت خان مین آئے اور دوسری طرف سے بہت سے سوار پیادہ نیزہ دار تیر انداز اور کرناٹکی برقنداز بہی بہیجے کہ غلہ کو اوس خندق مین ڈال آئین جو دریچہ برج شیر حاجی کے روبرو ہے

اور وہان سے محصورین سے لیں جو فقدان غلہ اور عدم قوت الایموت سے
ممات کو حیات پر ترجیح دے رہے تھے - اور جنہون نے مرے ہوے جانورون
کی کھال کھا کھا کر اب تک اپنی جان باقی رکھی تہی -

چونکہ مہابت خان کو اس ارادہ کی پہلے ہی سے خبر لگ گئی تہی اور اوس
نے نصیری خان [illegible] مالوجی [illegible] اور دوا [illegible] راج [illegible] سے [illegible] کر رکھا
تہا - اور [illegible] کہ [illegible] توں کی ایک جماعت [illegible] کے اندر چھپا
دیا تہا - جبہی کہ بیجاپوری یہان اسے تو کمین [illegible] سے نکل کے مارا اور باہر سے
اون پر عین عالم غفلت مین نکل پڑے - ا[illegible] بہتون کو جان سے مار ڈالا -
بیجاپوری بہاگے اور مور و مار کی طرح متفرق ہو کر کوستہ و کنار مین چھپ گئے
اور نصیری خان وغیرہ غلہ لوٹ لاے -

۱۴۲ - خیریت خان کا بوعدہ امان قلعہ سے نکلنا اور بیجاپور کو جانا -

اب اہل حصار کو بڑا اندیشہ ہو گیا - اور مہاکوٹ کے بہی جاتے رہنے کا اون کے دل مین خطرہ گذرنے
لگا - فتح خان نے اہل و عیال کو قلعہ بہوم کالا کوٹ مین روانہ کر دیا اور خود خیریت خان
عم رندولہ خان [illegible] دوتو ناگ ناتھ تانا جی دوریہ وغیرہ بیجاپوریون کو لیکر مہاکوٹ
مین رہا -

خیریت خان وغیرہ نایابی اذوقہ سے بہت تنگ ہو گیے تہے اور
مہابت خان کا روز بروز غلبہ ہوتا جاتا تہا - لاچار ہو کر اونہون نے مالوجی کے
پاس خفیہ امان کا پیغام بہیجا - مہابت خان نے اوسے منظور کیا اور کہا کہ اگر تو
بادشاہی نوکری قبول کریگا - تو تجھے منصب دیا جائیگا - اور اگر تو عادل شاہ کے

پاس جائیگا تو تجھی تیرے آقا کے واسطے خلعت و نامہ دیا جائیگا۔ جب خیریت خان
کے پاس امان نامہ پہونچ گیا تو وہ قابو پاکر ۲۰ رشوال کو چار گہڑی رات گئے نظر بہادر
خویشگی کے مورچہ کی طرف آیا اور قلعہ کے کنگرہ سے کمندین ڈالکر دو سو آدمیون
کو لیکر نیچے اوتر آیا۔ مہابت خان نے مالوجی کو بہیجکر اوسے اپنے پاس بولایا
اور ان کی تسلی و دلاسا کر کے اور خیریت خان وغیرہ چند آدمیون کو خلعت دیکر دلیر ہمت
کے پاس بہیجدیا۔ اور دونو ناگ ناتھہ وغیرہ ہندوون کو مالوجی کے پاس بہیجدیا
تاکہ ان لوگون کے مراسم ضیافت ادا کیے جائیں۔ اور صبح اونہین سب کو
سامنے بولا کر شاہجہان کا فرمان سر دیوان جو اوس نے اپنے ہاتھہ سے لکھا
تہا دکھایا۔ جس مین لکھا تہا کہ مدد بہیجی جاتی ہے اور ہم بہی دکن کو آتے ہین۔ اور پہر
خیریت خان سے کہا کہ عادل خان سے جاکر کہدینا۔ کہ غرض پرستان فساد
اندیش کی باتون مین نہ آئے۔ یہ لوگ اپنی گرمی بازار چاہتے ہین اور تجہہ کو خراب
کرتے ہین۔ تجہے چاہیئے کہ باپ کی طرح بادشاہ کی اطاعت کرے۔ ورنہ
دولت آباد کی جب فتح ہوجائیگی جو عنقریب ہونیوالی ہے تو احمد نگر مین ایام بارش
بسر کر کے اور خانزمان کو قندہار مین اور دلیر ہمت کو پونہ چاکنہ مین اور لہراسپ کو
دہارور مین چہوڑکر تیری تادیب کے واسطے ہم متوجہ ہونگے اور جب پیام امید
و بیم ادا کر دیا تو خیریت خان اور اوس کے ہمراہیون کو خلعت و نامہ دیکر رخصت
کیا۔

۱۴۴۔ رندولہ خان کا الورہ مین قیام کرنا۔

اس وقت تک رندولہ خان او ر ساہوجی پہولیہ مین دولت آباد
سے تین فرسخ پر پڑے ہوئے تہے اب اونہون نے اور

نزدیک آنا مناسب سمجھا اور دولت آباد کے قریب اور دھین آکر قرار پکڑا۔ مہابت خان
نے یہ دیکھکر کچھہ لوگ مقرر کیے کہ ہر شب کو کانڈی واڑہ مین جاکر راستہ کی نگہبانی کیا
کرین- اور تمام شب بیدار اور ہوشیار رہا کرین۔

اسی زمانہ مین میرزا و بیجاپوریون سے منحرف ہو کر مہابت خان کے
پاس چلا گیا اور مہابت خان نے اوسے اپنے و عنایت کیا۔

۱۰۴۲ [illegible] اب خانزمان خان مظفر نگر کی طرف گیا تھا اور اس کی حالت
اور برہانپور سے [illegible] سے [illegible] اور آتے وقت
سب جگہ دکھنی فوج اترتی اور کبھی یہ نوبت پہنچ جاتی تھی کہ ایک دو کوس
راہ چلنا دشوار ہو جاتا تھا۔ دونو طرف سے بہت آدمی کام آتے تھے۔ جب
وہ ظفر نگر پہونچا تو اوس نے چارون طرف جاسوس روانہ کر دیے کہ دشمن کا حال
دریافت کرتے رہین- چنانچہ جب خبر آئی کہ خزانہ اور رسد برہانپور سے چلکر
روہن کھیڑہ کے قریب پہونچا ہے تو ادہر جاسوس خبر لائے کہ دشمن کی بھی پندرہ
ہزار سوار اور آکر دکھنی فوج مین مل گئے ہین- خانزمان خان نے راجہ بہادر سنگھ
بندیلہ و احمد خان نیازی کو ظفر نگر مین چھوڑا اور خود خزانہ اور رسد لیکر ظفر نگر مین آموجود
ہوا- اور دولت آباد کو چلدیا- رندولہ خان ساہوجی اور یاقوت خان باتفاق
خانزمان کی طرف آئے- اور ایک لشکر عظیم ایک لاکھہ سوار و پیادہ کا
جمع ہوگیا-

مہابت خان نے دکھنیون کی تاخت کا حال سنکر نصیری خان اور بیگلرات لو
خانزمان کی مدد کو بھیجا تھا- دکھنی ہر روز خانزمان کے سامنے آتے اور اونکی

کثرت کو دیکھکر لوٹ لوٹ جاتے تھے۔

جب نصیرخان اور جگراج خانزمان سے مل گیے تو خانزمان آزمودہ کار آدمیونکو لیکر قول مین ہوا۔ اور نصیری خان راجہ پہاڑ سنگہ ارجن گمو ٹے رانا جگت سنگھ کو رانا کی فوج سمیت ہراول بنایا۔ اور بہادر جی لپسر جادون راے مبازرخان اور جگراج کو چنداول لیا۔ اور رسد و خزانہ لیکر روانہ ہوا۔

چونکہ ہراول اور چنداول چلتے وقت قول سے ایک ایک کوس کے فاصلہ پر چلتے تھے جس وقت کہ ہراول کھڑکے مین داخل ہو گیا تو یکایک دشمن قول پر آپڑے جہان خانزمان تہا۔ خانزمان راو ستر سال راو کرن تلوک چند وغیرہ ہمراہیون کو لیکر مقابل ہوا۔ دونو طرف سے سخت آویزش ہوئی ع

دو کوہ آہنین از جا سے جنبید	زمین گفتی ز سر تا پا سے لغزید
دو لشکر رو برو خنجر کشیدند	جناح و قلب را صف بر کشیدند
تراک تیر و چاکا چاک شمشیر	دریدہ مغز پیل و زہرہ شیر

بہت کشت و خون سے کے بعد دکھنی اپنی عادت سے کے موافق ہوا ہو گیئے۔

جب اس لڑائی کی خبر چنداول مین پہونچی تو جگراج جہپٹا ہوا خانزمان سے کے پاس دوڑا آیا۔ دکہنیون سنے دیکہا کہ جگراج کے چلے جانے سے چنداول مین بہادر جی اور مبازرخان تہوڑے سے آدمیون سے رہ گیے ہین۔ یہ دیکہکر وہ چنداول پر آ سے پہلے اور بہادر جی کو آدابا۔ اس مین مبازرخان اوس کی مدد کو پہونچ گیا۔ اور دکہنی حسب عادت رفو چکر ہو گیے

بعد ازان ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۲ھ کو خانزمان بیس ہزار بیل غلہ کے اور چہہ لاکہہ روپیہ

نقد اور سو من باروت لیکر لشکر شاہی مین پہونچ گیا - اور جہان قحط کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے وہان ارزانی ہو گئی اور لشکر آسودہ ہو گیا - مگر اس سفر مین شاہی فوج کا بڑا بھاری نقصان ہوا اور بہت آدمی مارے گئے۔

۱۸۵ - عبد اللہ قطب شاہ کا اپنی سرحد کی حفاظت کرنا۔

جب عبد اللہ قطب شاہ نے سنا تھا کہ مہابت خان قلعہ دولت آباد پر آتا ہے تو اوس نے اپنے معمولی قاعدہ کے بموجب سرحد پر فوج بھیدی تھی - اور نجابت خان دکنی اور یاقوت خان کو کولاس کے قلعہ اور سرحد کی حفاظت پر مقرر کیا تھا۔

شیر محمد خان کو جو پایہ سلحداری سے رتبہ سپہ سالاری کو پہونچ گیا تھا اور جسے شجاع الملک امیرزادہ مازندران کے ہمراہ کنڈکوٹہ کو بھیجا تھا اس زمانہ مین طلب کر لیا - اور وہ ۲۶ جمادی الاولی ۱۰۴۲ھ کو دار السلطنت مین آکر عبد اللہ کے مجلسیون مین داخل ہو گیا - اور شیخ محمد خاتون کی کچھہ شکایتین گذری تھین اون کے سبب سے اوسے ۱۲ جمادی الاخری کو معزول کر دیا - اور بجاے اوس کے میر محمد رضا استرآبادی کو پیشوا مقرر کیا۔

اور ۱۷ تاریخ کو قاسم بیگ حوالدار خاصہ خیل کو معزول کر کے اوس کے بجاے ملک آدم کو حوالداری خاصہ خیل کی خدمت عنایت کی۔

اور سرحد کے قلعون کی مرمت و تعمیر کے واسطے بھی بندوبست کیا اور حسن بیگ شیرازی کوتوال سابق کو جس عہدہ پر اس وقت مرزا ابراہیم اصفہانی مامور تھا قلعہ رام گیر کو بھیجا جو نظام شاہی سرحد پر تھا اور اوسے پندرہ ہزار ہون دیئے - چنانچہ اوس نے جا کر بہت جلد اوس کی مرمت کرا دی اور لوٹ کر چلا آیا - جس کے جلدو مین عبد اللہ نے

اسے پہر منصب کوتوالی عنایت کردیا۔

میان حسینی کو جو گولکنڈہ کے دروازہ شیر علی کا نگران تہا قلعہ پانگل کو روانہ کیا۔ اور دٹوجی راؤ و ملک نو محمد کو مصطفے نگر کی نگرانی پر مامور کیا۔ اور اور بہت سے سرداروں سے سرحدی قلعون پر بہیجے اور قلعون مین آذوقہ اور آلات قلعہ داری مہیا کراے۔

اور اسی سنہ کے شروع مین میر فصیح الدین محمد کو جسے ولایت مرتضی نگر کو بہیجا تہا وہان سے طلب کرلیا۔ اور بجاے وس کے مرزا حمزہ کو روانہ کردیا۔

۱۰۴۱۔ خواص خان کا عبداللہ قطب شاہ کے پاس شیخ دبیر کو بہیجکر اسے ساتہہ ملانا

جس وقت خواص خان سے ساہوجی کی ترغیب سے قلعہ دولت آباد کی تسخیر پر کمر باندہی تہی تو اوس سنے یہ ضرور خیال کرلیا ہوگا کہ مغلون سے لڑنا ہوگا۔ اس واسطے اوس سنے عبداللہ قطب شاہ سے میل کرنا چاہا۔ اور دلاور خان سکے قاعدہ سکے بموجب جس سنے دکن مین وس برس بادشاہی کرکے بیجاپور کو سب حکومتون سے زبردست کردیا تہا خواص خان سنے بہی چاہا کہ سلطان محمد عادل شاہ کا نکاح عبداللہ قطب شاہ کی بہن سے کراوے اور اسطرح سلطنت عادل شاہی اور قطب شاہی کے درمیان تجدید اتحاد کرے اور پہلی رشتہ داری کو استحکام دے۔

چنانچہ اوس سنے اول تو شیخ دبیر کو سفیر کرکے عبداللہ قطب شاہ سکے پاس بہیجا۔ جو حیدرآباد مین ۲۷ صفر سنہ ۱۰۴۲ھ کو داخل ہوا۔ اور اوس سنے باتفاق ابوالحسن ایلچی عادل شاہی متعینہ حیدرآباد عبداللہ قطب شاہ سے اتحاد موافقت کی درخواست

کی۔ اور بہت ہدایا پیش کر کے اوس سے کہا کہ مغلون کی فوج دکن مین آتی ہے اور مہابت خان تسخیر دولت آباد کے واسطے روانہ ہوا ہے اگر ہم دونون اتفاق نہ کرینگے تو آج نظام شاہی سلطنت جائیگی۔ کل بیجاپور تباہ ہوگا۔ پھر گولکنڈہ کی سلامتی کی امید کیونکر ہوسکتی ہے اس لیے ہمین چاہیے کہ ایک دوسرے کی حمایت کرین۔ یہ ایلچی یہان ایک مہینے رہکر بیجاپور کو واپس چلا گیا۔

تاریخ مین یہ مضمون [illegible] کے سوا اور کچھ تذکرہ نہین۔ [illegible] مگر قیاس کیا جاتا ہے کہ عبداللہ قطب شاہ نے [illegible] وقت [illegible] بطور امداد کے دیا ہوگا اور شاید حقیقۃً کچھ فوج بھی دی ہو تو تعجب نہین۔ مگر بظاہر کچھ نہین کیا۔

۱۴۷ عبداللہ قطب شاہ کی بہن کا سلطان محمد عادل شاہ سے بیاہ اور مراری پنڈت کا آکر اوسے لے ہی جانا۔

جب خواص خان کو عبداللہ قطب شاہ کی پنہانی موافقت کا حال معلوم ہو گیا تو اوس نے شادی کا پیغام دیا اور شاہ ابوالحسن ایلچی متعینہ حیدرآباد اور شیخ محمد رحیم کو بھیجکر سلطان محمد قطب شاہ مرحوم کی دختر سے سلطان محمد عادل شاہ کے نکاح کی درخواست کی۔

اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد خاتون پیشوا کی مرضی اس کے خلاف ہوگی۔ کیونکہ محمد خاتون اور آصف خان یمین الدولہ وزیر اعظم شاہجہان سے بڑی موافقت تھی۔ اور اسی کے سبب سے شاہجہان نے علاقہ مقبوضہ قطب شاہی کو قطب شاہ کو پھر واپس دیدیا تھا۔ شیخ محمد خاتون یہ ہرگز نہ چاہتا ہوگا کہ عبداللہ قطب شاہ اور سلطان محمد عادل شاہ کا رشتہ ہو اور شاہجہان سے مخالفت کیجائے اسی وجہ سے عبداللہ قطب شاہ نے اسے عہدہ پیشوائی سے اس وقت

معزول کر دیا تھا۔

اس لڑکی کے دینے نہ دینے پر بڑی سخت مخالفت کے ہونے کا ایک اور سبب بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانہ مین سلطان محمد عادل شاہ کے یہان سے مراری پنڈت سپہ سالار اور عنبر خان حبشی بھی آئے تھے۔ حالانکہ مراری پنڈت کی اس وقت مغلون کے مقابلہ مین سخت ضرورت تھی اور وہ ہی اس سارے جھگڑے کی بیخ و بن تھا۔ اوسی نے ساہوجی کے پیغامات کو خواص خان سے منظور کرایا تھا۔ اور اوسی نے دولت آباد کے فتح کرنے کی ہمت دلائی تھی۔ دولت آباد کو چھوڑ کر مراری پنڈت کے حیدرآباد آنے سے صاف یقین ہوتا ہے کہ اس مخالفت کے سوا اوس کے آنیکا اور کوئی سبب نہ تھا۔ اور اسی وجہ سے جو پیغام سلام ۱۵ صفر سے شروع ہوئے تھے اوس کا نتیجہ جاکر کہین شعبان مین نکلا تھا۔

غرض کہ کچھ ہی کیون نہ ہو۔ شیخ محمد خاتون خدمت پیشوائی سے معزول ہوا اور مراری پنڈت اور عنبر خان حبشی عبد اللہ قطب شاہ کے پاس سرانجام مہام مہم مصلحت کے نام سے آئے۔ جب یہ لوگ سرحد قطب شاہی مین داخل ہوئے تو عبد اللہ کی طرف سے خوان سالار اور چاشنی گیر روانہ ہوئے اور پھر سردار امرا اور مقربان دربار نوبت بہ نوبت پایہ بپایہ ایک دوسرے کے متعاقب استقبال کے واسطے بھیجے گئے۔ اول کریم خان سرنوبت مع چار جو الدار خاصہ خیل کے پھر مرزا حمزہ اپنی جمعیت کے ساتھ اور دوسرے روز نصیر الملک اپنے لشکر کو لیکر پیشوائی کو گیا۔ پھر بڑے بڑے ملک ملک عنبر ملک آدم ملک الماس اور سب کے پیچھے میر فصیح الدینؒ کتنے ہی سردارون کو لیکر استقبال کے لیے گیا۔ اور بتعظیم و تکریم تمام مہمانون کو

امن کوہ طور مین اوتارا۔
پہر قطب شاہی محل سرا کی آرایش ہوئی۔ اور دامن کوہ طور مین خیمہ اور سراپردہ
ے کیے گیے۔ اور عبداللہ قطب شاہ نے مراری پنڈت وغیرہ عادل شاہیون کو
زمین بولایا۔ اور عادل شاہیون کو خلعت و انعام اور گھوڑے ہاتی دیے۔
بعد ازان ۱۹ شعبان سنہ ۱۰۴۲ھ کو ہمشیرہ سلطان محمد عادل شاہ خواتین حرم کے ساتھ
سہانے لوازم عروسی ہاتی اور اونٹون پر لادکر اور دو ہزار خوان ترتیب دیکر دروازہ دوازدہ امام
سے قصر مہدی محل مین لائی جو نہایت شاہی آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔ اور شب
منی بلدہ نے عین مجلس مین نکاح باندہا۔ اور تیس لاکہ ہون مہر مقرر ہوا اور پہر تمام رسم
مات کے بعد ۲۶ شعبان سنہ ۱۰۴۲ھ کو دلہن کو رخصت کیا۔ اور سید محمد فصیح الدین محمد کو
شمی ہزار ہون کی جاگیر دیکر اور شیخ محمد خاتون اور قاضی احسن عرف قاضی مکہ و شیخ دادن
ے دولت خان عہدہ دار دولت خانہ و کریم خان سر نوبت و سید بابو و مخدوم بیگ
ر سو سوار دیگر پالکی کے ہمراہ کیا۔ اور پالکی کے ساتھ تیس پالکی خاصہ اور پچاس پالکی دیگر
ہ محل کے ساتھ کین۔ اور فیلان کوہ پیکر اسپان ترکی و تازی شتران قوی ہیکل پر بار
گاڑیان تحف وہدایا سے بہرکر اور سوا اس کے بہت سے آدمیون کے سر پر
ر ساتھ بہیجین۔ اور سلخ شعبان کو عبداللہ قطب شاہ رخصت کے واسطے خود کوہ طور
یا۔ مراری پنڈت دروازہ شہر تک سلام کے واسطے آیا۔ اور عبداللہ اوس کی التماس
د ہمشیرہ عادل شاہ کے پاس گیا اور وہان جاکر تکلفات رسمیہ کے بعد پہر رات گیے
پنے مکان کو لوٹ آیا۔ عبداللہ نے اس شادی مین دلہن کو پانچ لاکہ ہون کا جہیز دیا۔
ایک مہینا پندرہ روز کے جشن مین پچاس ہزار ہون خرچ کیے۔ اور وسط رمضان

مین دولہ والے حیدرآباد سے بیجاپور کو رخصت ہو گیے - اور سرحد تک اون کے ہمراہ خاطرداری ہوتی گئی -

جب عروس گلبرگہ مین پہونچی تو اخلاص خان میر جملہ (غالباً خواص خان) کا بیٹا چار ہزار سوار سے استقبال کو آیا - اور اسی جگہہ خواص خان کا حکم مراری پنڈت کو آیا کہ بجناح استعجال فتح خان کی اعانت کو دولت آباد جاوے - وہان مہابت خان نے اہل قلعہ کو بہت تنگ کر رکہا ہے - اس واسطے مراری پنڈت ہمشیرہ عادل شاہ سے یا ن رخصت لیکر دولت آباد روانہ ہو گیا -

جب دلہن بیجاپور سے ایک منزل پر پہونچی تو مصطفے خان اور خواص خان پیشوائی کو آئے - اور میر فصیح الدین احمد نے اون کی بڑی تعظیم و تکریم سے ضیافت کی - اور عبداللہ قطب شاہ کی طرف سے اونہین اور اون کے رفقا کو خلعت و انعام دیے دوسرے روز خود سلطان محمد عادل شاہ شہر سے باہر آیا اور دلہن کے خیمہ کے برابر اوس کے خیمہ ڈیرے استادہ ہوئے اور دکن کے دستور کے موافق وہان - جلوہ کی رسمین ادا ہوئین اور آخر شب کو دولہا دلہن کو اپنے مکان مین لے گیا - اور پہر کوئی ایک مہینا امراے قطب شاہی کو رکہکر بتعظیم و تکریم تمام خلعت دیکر واپس کر دیا - اور یہ لوگ غرہ محرم ۱۰۴۳ھ کو حیدرآباد مین پہونچے - مگر عشرے کی نحوست کے سبب سے عشرہ کے بعد عبداللہ کی خدمت سے مشرف ہوئے - اس شادی کا حال محمد ہاشم خافی خان نے بہی اپنی کتاب کی اوس جلد مین لکہا ہے جس مین اوس نے دکن کا بیان کیا ہے اس بیان مین اوس نے سلطان محمد عادل شاہ کی بجاے علی عادل شاہ کا نام غلطی سے لکہا ہے - مگر باقی بیان جو لکہا ہے وہ قرین قیاس ہے وہ لکہتا ہے کہ علی عادل شاہ

(یعنی محمد عادل شاہ) نے اپنے بڑے مقرب اور سپہ سالار مراری پنڈت کو جو کثرت رجوع دولت اور کم ظرفی کے باعث اپنے آپ کو بھول گیا تھا ہمشیرہ عبداللہ قطب شاہ کی خواستگاری کے واسطے بھیجا- جب مراری عبداللہ کے پاس آیا تو اوس نے از راہ تبختر ملازمت کے وقت سر سلام کے لیے نہیں جھکایا- ہر چند عبداللہ قطب شاہ کے مقربوں نے چاہا کہ وہ آداب شاہی کا لحاظ کرے مگر اوس نے کچھ بھی نہ مانا- آخر عبداللہ شاہ کے حبشیوں نے سرزنش اور توبیخ کی- اور اوسے بڑا خفیف کر کے راستہ پر لائے- پھر عبداللہ شاہ نے ایک فاضل کی وکالت سے جو مراری کے ساتھ آیا تھا عقد کیا- اپنی فوج ہمراہ کر کے عروس کو مراری کے ساتھ روانہ کر دیا- راستہ مین مراری نے عروس کے ہمراہیون پر بڑی سختی کی اور خود عروس کے ساتھ بھی وہ ادب ملحوظ نرکھا جو شاہزادیون کے لائق ہے اس پر جب عروس کی ہمراہی مخالفت کرتے اور اوسے اس سلوک سے روکتے تو خاندان قطب الملک کے حق مین کلمات سخت کہتا تھا- اور ہرگز ممنوع نہین ہوتا تھا اور جب عروس کی طرف سے میوہ و پان عنایت ہوتا تھا تو وہ آداب جو ہند اور دکن مین مروج ہے ہرگز بجا نہین لاتا تھا جب اس حالت مین عروس کی سواری بیجاپور کے قریب پہونچی اور عادل شاہ کے مادری اور پدری رشتہ دار استقبال کے لیے آئے- اور اُنہون نے خوشی اور شادمانی کے اظہار کیے تو عروس کی طرف سے کچھ خوشی کا اظہار نہوا بلکہ قلعہ بیجاپور مین پہونچنے کے بعد عروس نے خوشبو لگانا لباس کا بدلنا اور خوشی سے کھانا کھانا تک چھوڑ دیا- وہ ہمیشہ با چشم گریہ آلود و دل خستہ و مغموم رہنے لگی اور آخر دولہن کے ہمراہیون کے زبانی بیجاپوریون کو معلوم ہوا کہ مراری کی وجہ سے یہ تمام رنجش ہوئی- علی عادل شاہ (نہین محمد عادل شاہ) نے دلہن کی تسلی کی- اور مراری کی سزادہی کے لیے وعدہ کیا-

باقی جو کچھہ خافی خان نے مراری کی سزادہی کی نسبت لکھا ہے اوس کا ذکر ہم وہان کرینگے جہان مراری کے قتل کا تذکرہ آئیگا۔

۱۴۸ - شیر حاجی کی سرنگ کا طیار ہونا اور خانزمان پر دکھینون کا حملہ اور خداوندخان اور سدی سالم کا مہابت خان کے پاس آنا۔

مہابت خان نے اپنے خاص ملازم حکیم حیدر علی کو نقب لگانے کا اہتمام سپرد کیا تہا۔ اوس نے اوس وقت جب خانزمان واپس آگیا مہابت خان سے آکر کہا کہ مہاکوٹ کے شیر حاجی برج کا نقب طیار ہو گیا اور بارود سے بہر دیا گیا ہے جس وقت حکم ہو آگ دیجائے۔

اسی وقت مہابت کو خبر پہونچی کہ مراری پنڈت جس کے قبضۂ اختیار مین بیجاپور کے امور کا تمام رتق و فتق حاصل ہے سپہ سالار ہو کر بڑی فوج سے آیا ہے اور نظام شاہی اور عادل شاہی امرا کے ساتھہ الورہ مین آکر اوترا ہے اور اوس کا ارادہ ہے کہ تمام مخالفین کے ساتھہ اوپر کٹہلکیا اوپر کٹہلہ سے مہابت خان کی فوج پر حملہ کرے اسواسطے مہابت خان نے نقب مین اس وقت آگ ندی۔

اور خانزمان کے ساتھہ مبارز خان راو ستر سال راجہ بہار سنگہ راو کرن وغیرہ کو کر کے اوسے حکم دیا کہ دو دہ حصار سے اوٹہکر کاغذی واڑہ مین چلا جائے اور مخالفین کا راستہ روک لے چنانچہ خانزمان کاغذی واڑہ مین چلا گیا۔ رات کو دکھینون نے آکر خانزمان کی فوج پر بان مارے۔ مہابت خان نے اس کی خبر سنکر نصیری خان اور لہراسپ کو کمک کے لیے بہیجا۔ جب صبح ہوئی تو دو تین ہزار دکہنی لڑائی کے انداز سے آگے آئے۔ اور مار دہاڑ شروع کر دی مگر خانزمان نے اونہین دو کوس تک بہگا دیا۔ اسی روز خداوند خان اور سیدی سالم جو نظام شاہ کے سردارون مین سے تہے

اور فتح خان نے اونہیں قید کر رکہا تہا قلعہ سے کسی طرح نکلکر مہابت خان کے پاس آ گئے اور مہابت خان نے خداوند خان کو نصیری خان کے سپرد کر دیا۔ کہ اوس کے حالات سے واقفیت حاصل کرے۔

۱۴۹ - دکہنیون کا حملہ مہابت خان پر اور بڑی سخت لڑائی اور یاقوت خان کا مارا جانا۔

اب قلعہ مین فقدان غلہ کے باعث سخت اضطراب پہیل گیا تہا۔ اور بیجاپوریون کو کامل یقین ہو گیا تہا کہ اگر آیندہ کچہہ دنون قلعہ مین غلہ نہ پہونچا تو قلعہ ضرور ہاتہہ سے جاتا رہیگا۔ اور اب ان کے پاس مدد ہی آگئی تہی۔ اور مراری پنڈت بڑی فوج سے پہونچ گیا تہا۔ اب سب نے صلاح کی اور ایک بڑے حملہ کی طیاری کی۔ ۲۴ ذیقعدہ کو رندولہ خان اور ساہوجی تو خانزمان کی فوج کے مقابل کاغذی دائرہ کی طرف سے گئے اور مراری پنڈت اور یاقوت خان مہابت خان کی طرف نمودار ہوئے۔ مہابت خان کو رندولہ خان اور ساہوجی کا حال معلوم نہ تہا۔ اوس نے خانزمان کو بولایا۔ کہ دکہنی اون پر آئے ہین۔ اوپر کمٹلہ سے مدد کو آئے خانزمان نے کہلا بہیجا کہ مین رندولہ خان اور ساہوجی کے مقابلہ مین مشغول ہون مین نہین آسکتا۔ اس سیلیے مہابت خان نے اپنی فوج دیکر لہراسپ کو مقابلہ کے واسطے متعین کیا۔ اور جہگراج راو دودا پرتہی راج سے کہا کہ مورچون سے نکلکر سوار کہڑے رہین۔ اور دلیر ہمت اور جیندر بہان وغیرہ کو مورچون مین عنبر کوٹ کے اندر چہوڑا۔ اور خود کچہہ جنگ آزمودہ آدمی لیکر قلعہ سے نکلا۔ اور جہان راو دودا کہڑا تہا۔ وہان پہونچا۔ اسی اثنا مین رانا کے آدمی جنہین خانزمان نے بہوپت کی سرداری مین بہیجا تہا مدد کو پہونچ گیے۔

دکہنی فوج راو دودا پر آئی اور لڑائی چہڑی۔ چونکہ لہراسپ دور تہا اس لیے مہابت خان

خود اس کی مدد کو گیا - اور پیچہے سے مالوجی پرسوجی راو دودا اور راناکی جمعیت والے بہی مدد کو آ گیے - دشمنون سے کچھہ لڑائی ہوئی - اور دکنی میدان نبرد سے چلدئے - اسی مین مبازرخان اور راجہ پہار سنگہ اور جگراج بہی پہونچ گیے - مہابت خان نے مبازرخان اور راجہ پہاڑ سنگہ کو دکہنیون کے تعاقب مین بہیجا - اور وہ دریافت کرکے آیا کہ مراری پنڈت اور یاقوت خان اور عنبر خان عادل شاہی لہراسپ کی طرف گیے ہین -

اس وقت کل دو گہڑی دن رہا تہا - مہابت خان کچہہ اپنے تابین اور جگراج اور رانا کے آدمیون کو لیکر لہراسپ کی مدد کو گیا - اس وقت راو دودا چندر راوت نبیرہ راو چاندا نے اجازت چاہی کہ میرے کچہہ رشتہ دار قتل ہو گیے ہین مین اون کی لاشین اوٹہا لاؤن - مہابت خان کو معلوم تہا کہ دکنی جابجا کہڑے ہوئے ہین اور چارون طرف لڑائی ہو رہی ہے - اس واسطے اوس نے اوسے اس وقت جانے سے منع کیا - مگر اوس نے نہ مانا اور مالوجی کے ساتہہ لاشین اوٹہانیکو چلا گیا -

جب ہی کہ مہابت خان کی فوج نظر سے غائب ہوئی کہ دکنی اوس پر آکر ہپل پڑے راو دودا نے جب دشمنون کا غلبہ دیکہا تو گہوڑے پر سے اوتر پڑا - اور اپنے ہمراہیون سمیت لڑکر مارا گیا - مہابت خان ابہی لہراسپ کے پاس پہونچا بہی نہ تہا - کہ خود اوس پر دکہنیون نے ہجوم کیا - خوب لڑائی ہوئی اور دکنی چلدئے -

اتنے میں دکہنیون کا ایک اور گروہ نمودار ہوا - اور معلوم ہوا کہ اس مین یاقوت خان اور عنبر خان عادل شاہی اور بہیکوجی ہین - اور مراری نے ان کے پیچہے اپنے ہراول کو لہراسپ کی طرف پہونچایا ہے اور وہ لہراسپ کو جنگ گریز کرتا ہوا اون کی طرف لا رہا ہے -

سنہ ۱۰۳۴ھ

اب مہابت خان نے بجز لڑائی کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا - اس لیے بہویت برلوززادہ رانا کو یاقوت خان کی طرف بہیجا - جو دکھنیون کے میمنہ پر کہڑا ہوا تہا اور جگراج جو پیچہے آرہا تہا اوسے کہلا بہیجا کہ بہت جلد آئے تا کہ ہم ملکر مخالف کے قلب پر حملہ کرین - جگراج نے کہا کہ چڑی کے کہیت درمیان مین ہین پہرے آنے مین دیر ہوگی - مگر مہابت خان کو بجز لڑائی کے اور کوئی موقع نہ ملتا تہا اس لیے وہ تو بہی اکیلا دشمن کے قلب کے مقابل ہوا - اس وقت خوب ہی جنگ ہوئی اور طرفین کے آدمیون کے سر ککڑی خربوزہ کی طرح کٹ کٹ کر گرنے لگے - دکہنی لوگ میدان سے بہاگے مگر راستہ مین اون کے چڑی کے کہیت آگیے - اور اس وجہ سے مہابت خان کی فوج نے جاکر اون کو داب لیا - اور دکھنیون کے بہت آدمی قتل ہو گیے - یاقوت خان اسی فوج مین تہا حبشیون نے اوس کی بڑی مدد کی - مگر فوج شاہی اس تک پہونچ گئی - اور اوس کو نیزہ و شمشیر سے مار ڈالا - جب حبشیون نے دیکھا کہ یاقوت خان مارا گیا تو اوس کی لاش کے اٹہانے کے واسطے اونہون نے بڑا ہجوم کیا - اور اس دار و گیر مین بہت قتل ہوے مگر اوس کی لاش نہ لیجا سکے اور بہاگ کر کوئی ایک کوس پر ٹہیرے -

کہتے ہین کہ اس لڑائی کے کشتون کے ایسے پشتے لگ گیے تہے کہ کسی کی لاش بہی ہاتہہ نہ آتی تہی - اور دکن مین ایسی جنگ قیامت آشوب کمتر ہوئی ہے - پہر رات گیے تک صداے دار و گیر اور آواز کوس و کرنا بلند رہی - آخر لشکر جدا ہوے اور دکھنیون کا غدر دیکھہ کر لشکر شاہی صبح تک گہوڑون پر سوار رہا - صبح کو دکہنی لڑکر رہو ہوئے - مہابت خان نے کچھہ تعاقب کیا - ہتیار بہت ہاتہہ لگے -

- دکھنیون کا قلعہ کے | یاقوت خان کے مارے جانے سے بیجاپوریون کو بڑا صدمہ

حوالی سے ہٹ جانا۔

ہوا۔ اور اُن کی ہمت پست ہوگئی اور ۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۲ھ کو مراری پنڈت حوالی الورہ سے چلدیا۔ اور پانچ کوس کہڑکی کی طرف جاکر فروکش ہوا مہابت خان نے خانزمان کو حکم دیا کہ اوپر کنٹلہ سے اوٹھہ آئے۔ اور نظام پور کی طرف آکر قیام کرے کہ اگر دکنی احیاناً آپڑین تو اول اول وہ اونہین اولجہالے۔ اور استنے مین باقی فوج طیار ہوجاسے چنانچہ اسکی تعیل ہوئی۔ جب رندولہ خان اور ساہوجی سے نے جنہین مراری پنڈت اوپر کنٹلہ پر چہوڑ گیا تہا دیکہا کہ خانزمان کے جانے کے سبب سے گہاٹی کا موںہہ خالی ہے تو وہ شام کے وقت وہان آگیے۔ اور بان اندازی شروع کردی۔

مہابت خان نے لہراسپ کو بہیجا کہ پائین گہاٹی مین جاکر کہڑا رہے اور جب صبح ہوئی تو نصیری خان راجہ بہاڑ سنگہ اور لہراسپ کو اپنے تابین ویکر بہیجا کہ اوپر کنٹلہ کے اوپر جائین اور دشمنون کو وہان سے نکالین اور جگراج سے بہی کہلا بہیجا کہ گہاٹی کے راستہ سے جہان سے اوس کا بنگاہ نزدیک ہے نکلکر دفع مفسدین مین کوشش کرے۔

نصیری خان اور راجہ بہاڑ سنگہ اور لہراسپ نے اوپر کنٹلہ پر پہونچ کر دکہنیون سے لڑائی شروع کردی۔ اور اونہین مارمور کر وہان سے نکالدیا۔ اور بہت لوگون کو گرفتار کرلیا۔

۱۵۱۔ دکہنیون کی شکست اور شاہجہانیون کی فتح ہونیکی وجہ۔

اس اوپر کی لڑائی کے بیان سے صاف وصریح معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت رندولہ خان اور بہلول خان نے کوئی کوشش نہین کی۔ اگر یہ لوگ بہی کوشش کرتے تو مہابت خان کو بڑی دشواری پیش آتی۔ اور تعجب نہین کہ پانسہ پلٹ جاتا۔ اس کی وجہ تاریخ بیجاپور مین یہ لکہی ہے کہ

سنہ ۱۰۴۳ھ

مراری پنڈت کی سپہ سالاری سے بیجاپوری فوج کے تمام سردار ناراض ہو گیے تھے
اور جی جان سے کام نہ کرتے تھے۔

سواے اس کے مراری اور ساہوجی نے ایک اور خرابی ڈالدی تھی - وہ خود نہین
چاہتے تھے کہ اذوقہ رسد قلعہ مین پہونچایا جاوے - فتح خان سے وہ کہتے تھے کہ قلعہ ہمارے
حوالہ کردے اور تو باہر نکل جا - ہم قلعہ کی حفاظت خود وہان آکر کرینگے - لیکن فتح خان اس بات
کو کب منظور کر سکتا تہا - اور کس امید پر وہ قلعہ اون کو دیدیتا تہا -

ایک اور بات بہی یہان غور کرنے کے قابل ہے کہ شاہجہان کی فوج اس وقت
تیس چالیس ہزار کے درمیان ہوگی - اور دکہنیون کی تعداد ایک لاکہ سے اوپر بیان
کی گئی ہے - لیکن جب دیکہو تب دکہنیون کی ہی شکست ہوتی تہی - اور وہ ہی میدان
چہوڑکر بہاگ جاتے تہے - حالانکہ فرنگیون کے قرب وجوار کے باعث جو اس زمانہ
مین قریب قریب تمام بحر ہند کے ساحلون پر موجود تہے دکہنیون کے آتشی ہتیار توپ و
تفنگ شاہجہانیون سے بہتر تہے - اس کے جواب مین یہ کہنا کہ شمالی ہند کے مسلمان
اور راجپوت ان دکہنیون سے زیادہ بہادر تہے - بہت کم صحیح معلوم ہوتا ہے - بہادری
اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ لڑائی کے وقت مردانہ وار سینہ سپر بنا دیا جاوے اور
دشمن کو مار کر جان دیدی جاوے - سو ان دکہنیون نے اس مین کچہہ بہی کوتاہی نہین کی -
ہزارون دست بدست خنجر و شمشیر سے لڑتے اور قتل ہوتے تہے -

اس لیے اس کی وجہ بجز اس کے اور کچہہ سمجہہ مین نہین آتی کہ دکہنی فوج نہ تو قواعد دان
تہی اور نہ اپنے افسرون کے حکم مین پورے پورے طور پر کام کرتی تہی - علاوہ برین چونکہ مرہٹے
بے ترتیب بہاگنے اور متفرق ہونے کی عادی تہی اس لیے ضرور ہے کہ اون کے

پاس بہاری ہتیار توپ وتفنگ وغیرہ بہی کم رہتے ہونگے - اور اس سے جس قدر
اونہین بہاگنے اور منتشر ہونے سے فائدہ پہونچتا تہا اوسی قدر ان ہتیارون کے نہ ہونے
سے نقصان بہی پہونچتا ہوگا بخلاف اس کے شاہجہان کی فوج اپنے عہدہ دارون
کے حکم کی تعمیل ہو بہو کرتی تہی - اور قواعد دان تہی - اور ہر قسم کے مناسب ہتیار
ہر وقت پاس رکہتے تہے - اس سے شاہجہان کی فوج کو تفوق وغلبہ رہتا تہا - اور یہی
اون کی فتح کا باعث ہوتا تہا -

۱۵۲ - مہابت خان کا قبضہ حصار مہاکوٹ پر

غرض ۲۵ ذیقعدہ کو پہرون چڑہے مہابت خان مورچون مین آیا - اور علاول نے جو مہاکوٹ کے برج شیر حاجی کی سرنگ کے پاس
تہا اوس کے پاس آکر یہ ٹہیرایا کہ آج سرنگ مین آگ دین -

اس کی خبر کہین فتح خان کو لگ گئی - اوس کو بڑا خوف وہراس ہوا اوس نے ملک
قطب محمد گجراتی اور کشنا ہاشکر کو جو اوس کے بڑے معتمد تہے مہابت خان کے پاس بہیجا
اور بکمال عجز وانکسار یہ کہا کہ مین نے عادل شاہیون سے ایسا عہد وپیمان کرلیا ہے کہ اون
کے بغیر صلاح ومشورہ کے صلح نکرونگا - اس وقت مین مجبورا مراری کے پاس آدمی
بہیجتا ہون اور کمی آذوقہ اور استیلاے محاصرین سے اوسے اطلاع دیتا ہون اور
اوس کے وکلا کو بلاتا ہون تاکہ باتفاق صلح کرکے حصار آپ کے حوالہ کردون آج قلعہ
مین سرنگ لگانا موقوف رکہیے اور مراری کے پاس سے جواب آجانے دیجیے -

مہابت خان نے دیکہا کہ فتح خان کا کچہہ اعتبار نہین ہے وہ فریب سے آج کا دن
ٹالنا چاہتا ہے اوس نے کہا کہ اگر تو سچا ہے اور چاہتا ہے کہ آج سرنگ نہ اڑائی جائے
تو اپنے عہد وپیمان کی کفالت مین اپنے بیٹے کو ہمارے پاس بلا توقف بہیجدے

فتح خان کو اس وقت مراری کی تدابیر کا حال معلوم نہ تہا۔ اوس سنے بیٹے کے بہیجنے مین تامل کیا۔ اس لیے مہابت خان سنے سرنگ مین آگ لگوادی جس سے ایک برج اور پندرہ گز دیوار اڑگئی۔ اور فتح خان سنے مہاکوٹ پر سے توپ و تفنگ اور حقہ وہان مارنا شروع کیے۔ مگر محاصرین اندر گہس گیے اور مہاکوٹ پر قبضہ کر لیا۔ اور مہابت خان نے سید علاول سنگرام اور نیولم بہادر کو سب سے مورچہ شیر خان کے بمع خندق کے اس طرف سے حکم دیا کہ اندر مورچہ قایم کرین اور خوب ہوشیار رہین۔

۱۵۳- مراری کی مایوسانہ حرکت جب مراری وغیرہ عادل شاہیون کو مہاکوٹ کے نکل جانے کی خبر پہونچی تو وہ شام کے وقت چہار شیکری پر آگیے۔ مہابت خان سنے خانزمان اور نصیری خان وغیرہ کو اون کے مدافعہ کے واسطے روانہ کیا۔ اور کچہہ تہوڑی دیر بان و تفنگ چلتے رہے۔ بعد ازان چار گہڑی دن ابہی باقی تہا۔ کہ دکہنی کمیدہ خاطر میدان سے چلدیے۔ اور اس وقت بہی اون کے کچہہ آدمی قید ہوگیے۔ اور گہوڑے وغیرہ چہین لیے گیے۔

۱۵۴- محلدار خان کا قلعہ سالی کو مہابت خان کے سپرد کرنا اور ساہوجی کے عیال کی گرفتاری اس زمانہ مین محلدار خان تو مرگیا تہا اوس کا بیٹا جس کا لقب بہی محلدار خان ہی تہا نظام شاہ کی طرف سے ترنبک کے علاقہ کا حاکم تہا اور قلعہ بنا ستے مین رہتا تہا۔ جب اوس سنے ان فتوحات کا حال سنا تو یہ مناسب سمجہا کہ قلعہ شاہجہانیون کے سپرد کر دے یہ قلعہ کالنہ کے قریب تہا۔ محلدار خان قلعہ کالنا مین آیا۔ اور وہان سے مہابت خان کے پاس پیغام بہیجا۔ کہ مین چاہتا ہون قلعہ بناتی آپ کے سپرد کر دون اور آپ کے پاس چلا آؤن جیسے ارشاد ہو قلعہ سپرد کر دیا جاے۔ مہابت خان سنے اوس سے کہلا بہیجا کہ ساہوجی

اور زندول خان کا مال و عیال بیضاپور مین ہے اور تیرے متعلقہ کے قلعہ کے متصل ہے
اگر تو یہ چاہتا ہے کہ نتیجہ خدمت تیرا ظہور مین آوے تو بے خبر جا کر وہان جو تجہہ سے ہو سکے
کام کر۔ تجہے اس نیکو خدمتی کا ثمرہ بخوبی دیا جائیگا۔

مخلدار خان حسب ہدایت وہان گیا۔ اور اوس نے اوس مقام کو خوب لوٹا۔ اتفاقاً
ساہوجی کی زن و دختر بہی اوس کے ہاتہہ آگئیں۔ جو چند روز سے اوسی زمانہ مین بیضاپور آئی
تہین۔ اور علاوہ برین سو گہوڑے اور ڈیڑہ لاکہہ ہون اور بہت اسباب ساہو کا اور بارہ ہزار
ہون اور کچہہ اسباب زندول خان کا بہی اوس کو مل گیا۔

جب مہابت خان کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بہت خوش ہوا اور مخلدار خان سے کہلا بہیجا
کہ ساہوجی کے عیال کو جعفر بیگ قلعہ دار کالنہ کے سپرد کر دو۔ اور تم یہان چلے آؤ۔

۱۵۵۔ فتح خان کا قلعہ دولت آباد کو امان کے وعدہ پر خالی کر کے مہابت خان کے حوالہ کرنا۔

اب فتح خان کو پورا یقین ہو گیا۔ کہ کہین سے مدد نہین آسکتی اور جو وسائل نجات تہے وہ سب مفقود ہو گئے دشمن کوئی دن مین ضرور فتح کر لین گے۔ ناگزیر پاس
عرض و ناموس خود حسین نظام شاہ اوس نے اپنے بڑے بیٹے عبد الرسول کو مہابت خان
کے پاس بہیجا۔ اور کہا کہ اگرچہ باغوا ساہو سے مخذول و تلبیس امراے عادل خانیہ
ابلیس طینت عاقبت اندیشی کا خیال چہوڑ کر مین مصدر عصیان و طغیان ہوا ہون۔
لیکن آپ ازراہ ترحم میرے عفو جرائم کے واسطے درگاہ شاہنشاہی مین درخواست
کرین۔ اور ایک ہفتہ کی مہلت دین کہ مین اپنے عیال و اطفال کو اور نیز حسین نظام شاہ
کو قلعہ سے باہر لاؤن۔ اور عبد الرسول کو جو میرا سب سے پیارا بیٹا ہے تا انقضاے
وعدہ بطور اول کے اپنے پاس رکہین۔ اور مجہے اپنے اسباب و عیال و اطفال کے نکالنے

سے کے واسطے خرچ کی ضرورت ہے وہ بھی عنایت فرمائین -

مہابت خان نے عبدالرسول کے پہونچتے ہی اوسے خلعت دیکر رخصت کیا اور اسپنے ہاتھی اور اونٹ اور کچھہ پالکیان اور دس لاکھہ پچاس ہزار روپیہ لقدر غالباً کچھہ محافظین کے ساتھہ بھیجا اور قلعہ جلد خالی کرنے کی تاکید کی - فتح خان نے بھی قلعہ کی کنجیان مہابت خان کے پاس بھیجدین - اور احمال و اثقال کے نکالنے کی تدبیرمین مصروف ہوا - اور مہابت خان نے اپنے معتبر آدمی قلعہ کے ابواب کی پاسبانی پر مقرر کردئے پھر فتح خان ۱۹ ذی الحجہ ۱۰۴۲ھ کو حسین نظام شاہ اور اپنے تمام توابع اور لواحق کو لیکر قلعہ سے نکل گیا - اور دولت آباد کے نوکون قلعہ جن مین سے پانچ تو روے زمین پر اور چار قلہ کوہ پر ہین اور توپین جن کی غالباً تعدا د ایک ہزار کے قریب ہو گی اور سایر اسباب قلعہ داری سیسہ باروت حقہ دہان مہابت خان کے حوالہ کردیا - اور اس طرح یہ قلعہ ۵۸ روز کے باضابطہ محاصرہ اور پانچ چھہ مہینے کی خونخوار جنگون کے بعد فتح ہوا -

پھر مہابت خان سپہ سالار اور تمام افسران فوج اوس قلعہ کے تماشہ کے واسطے اندر گئے - اور نقارہ شادمانی بجواے - اور ابوالمظفر شاہجہان بادشاہ غازی کے نام کا خطبہ پڑہا -

۲۶ ذی الحجہ ۱۰۴۲ھ کو ایک ہفتہ کے بعد اس فتح کی خبر آگرہ مین شاہجہان کے پاس پہونچی - بادشاہ کو نہایت خوشی ہوئی - اول تو اوسنے سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر شادیانہ بجانے کا حکم دیا - اور مہابت خان اور خان زمان اور نصیری خان کو بہت اچھی خلعت علی قدر مراتب بھیجی - اور نصیری خان کو خان دوران کا خطاب اور پنجہزاری کا منصب دیا - اور باقی اور جس قدر لوگ اس لڑائی مین تھے اون سب کو بھی انعام و

اکرام علی قدر مراتب دئے گیے۔

۱۵۶-قلعہ دولت آباد

اور اس کتاب مین ہم لکھہ چکے ہین کہ اس قلعہ کا قدیمی نام دیوگڈہ اور دہارا گڈہ تہا- اور محمد تغلق کے زمانہ سے اسے دولت آباد کا لقب مل گیا ہے- یہ ایک سنگین نہایت بلند قلعہ ہے او صحرا کے سطح مین واقع ہے اوس کا دور پانچ ہزار گز شرعی یا پانچ ہزار پانچ سو گز شاہجہانی ہے جو ایک کروہ اور دس جریب کے برابر ہوتے ہین- اور ارتفاع اوس کا ایک سو چالیس گز ہے اور اس کے گرد خندق چالیس گز عریض اور تیس گز عمیق سنگ خارا مین کہدی ہوئی ہے- اور پہاڑ کے اندر ایک راہ پیچ وتاب منار کی راہ کی طرح بنائی ہے جو دن کو چراغ بغیر نظر نہین آتی- اور اس مین زینہ اوسی پتہر مین ترشے ہوئے ہین- پائین کوہ مین ایک دروازہ آہنی ہے- اور اسی دروازہ سے اوس تنگ و تاریک راستہ مین ہوکر حصار پر جا کر نکلتے ہین- اور اسی جگہہ ایک لوہے کا بڑا توا لگایا ہے- کہ اگر ضرورت ہو تو اوس سے راستہ روک کر اس کو اوپر سے گرم کرین- کہ حرارت کی شدت سے راہ آمد بند ہو جائے-

اسباب متعارفہ کشایش قلاع نقب وسا باط سرکوب وغیرہ اس حصن حصین کی فتح مین کارگر نہین ہو سکتے- اوس کی کشایش کے لیے اس وقت حوادث ارضی وسماوی ہو گیے اول تو بڑا کال پڑا- مدت سے مینہ نہین برسا- وبا آئی- قلعہ نشینون کا ذخیرہ تمام ہوا- رسد کسی طرح نہ پہونچ سکی- اور مہابت خان نے ایسی دانائی اور کوشش سے محاصرہ کیا کہ بیرونی مدد اور غلہ اندر نہ جا سکا- اس وجہ سے قلعہ مفتوح ہو گیا۔

حصارے کہ مثلش ندیداست کس	بود قلعۂ دولت آباد و بس
فلک راز رفعت پایہ اش	کبود است از لطمۂ سایہ اش

خرورا بود خندق شش در نظر	ز فکر خرو مند رسته وار تر
بود مملکت را عروس این حصار	کہ پایش بود از شفق در نگار

۱۵۷- مہابت خان کا حسین نظام شاہ اور فتح خان کو ظفر نگر سے جانا اور دکہیون کا تعاقب کرنا۔

اب مہابت خان سے نے چاہا کہ قلعہ دولت آباد کی حراست کے واسطے کچھ آدمیون کو چہوڑ سے اور آپ حسین نظام شاہ اور فتح خان کو ہمراہ لیکر برہانپور کو جائے چونکہ لشکر ایک مدت سے محاصرہ کے رنج و تعب اٹہا رہا تہا اور بیس ہزار بیجاپوری اور نظام شاہی فوج سے لڑتا رہا تہا اور آذوقہ بہی کم رہ گیا تہا۔ اس سبب کوئی شخص قلعہ کی حراست کا متکفل نہین ہوتا تہا۔ صرف خانہ زمان نے اس خدمت کو قبول کیا۔

اس واسطے مہابت خان نے خانہ زمان کو مع سید مرتضی خان وغیرہ منصبدارون کے قلعہ کی حراست پر مامور کر کے ظفر نگر کو کوچ کیا۔ بیجاپوریون نے اس وقت بہی ہمت نہاری۔ مہابت خان کو راستہ بہر تنگ کرتے گیے۔ اور حسین نظام شاہ اور فتح خان کے استخلاص مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بہت کشت وخون کیے۔ اسی جدال وقتال مین تاناجی دوریہ جو دکہیون کا ایک بڑا سردار تہا مارا گیا۔ لیکن پہر ہی نظام شاہ کی خلاصی نہوئی۔ مہابت خان ظفر نگر مین پہونچ گیا۔ کہتے ہین کہ جس وقت دولت آباد کا محاصرہ ہو رہا تہا تو مہابت خان پر رسد کی ایسی تنگی ہوگئی تہی کہ اس کی فوج کے لوگون نے اپنے اونٹ گہوڑے ہو ذبح کر کے کہا لیے تہے۔ اور اسوقت سفر مین انکی سواری تک نہ رہی تہی۔ پا پیادہ چلتے تہے اور دو تین کوس سے زیادہ دن بہر مین نہین چلا جاتا تہا اور اس وجہ سے مہابت خان کو اپنے تعاقب کرنیوالون سے بڑی تکلیف ہوتی تہی

اور بمشکل تمام چاپلوسی اور روپیہ دیکر اوس نے دشمنون سے جان بچائی تھی -
یہان دکھنیون نے دوسری چالاکی چلنا چاہی - مہابت خان کے پاس مرار ہی
پنڈت وغیرہ بیجاپوریون نے فرہاد خان پدر رندولہ خان کو سفیر بناکر بہیجا - اور اوس سے
صلح کی درخواست کی - مگر چونکہ مہابت خان کا مطلب حل ہوچکا تہا اور وہ جانتا تہا کہ
دکھنی مجھے فریب مین گانٹھنا چاہتے ہین - اوس نے فرہاد خان کو بے نیل مطلب
واپس کیا - اور ظفر نگر مین پہونچ کر جو غلہ کہ وہان موجود تہا یا اوس نے برہان پور وغیرہ سے
منگایا تہا فوج کو دیا - جس سے فاقہ کشی رفع ہوئی - اور یہان سے بیجاپوری لاچار ہوکر
واپس چلے آئے -

۸۰ھ - بیجاپوریون کا محاصرہ دولت آباد پر اور مہابت خان کے آنیکی خبر سنکر اوسے چھوڑ دینا

جب بیجاپوری فوج حسین نظام شاہ اور فتح خان سے مایوس ہوگئی تو بہی اونہون نے اپنے استقلال کو نہ چھوڑا - اور وہان سے لوٹ کر دولت آباد آئے - اور اس خیال سے کہ دولت آباد مین ذخیرہ رسد کم ہے - اور خاندوران کے پاس فوج بہی بہت تہوڑی ہے - ارادہ کیا کہ اگر ہوسکے تو دولت آباد سے اوسے نکال دینا اور دولت آباد لے لینا چاہیے - اس لیے وہ اونہین مورچون مین آکر فروکش ہوئے جو مہابت خان نے بنائے تہے - اور ابہی تک ویسے ہی بنے ہوئے تہے - اونہین گرایا نہین گیا تہا - اور دولت آباد کا محاصرہ کیا - اور خاندوران سے لڑائی شروع کردی - خاندوران نے بہی کچھہ کمی نہین کی - اور قلعہ سے نکل نکل کر کئی بار دشمنون سے لڑا - اور چونکہ حوالی دولت آباد کی رعایا مغلون کے حسن سلوک سے راضی تہی - اس محاصرہ مین اوسے رسد کی کچھہ تکلیف نہوئی -

سنہ ۱۰۴۳ھ

مہابت خان نے جب یہ خبر سنی تو اوایل محرم سنہ ۱۰۴۳ھ مین دولت آباد کو چلا جب دکھینون نے اوس کے آنے کی خبر سنی اور دیکھا کہ دولت آباد پر رہنے سے کچھ فائدہ مترتب نہین ہوتا۔ تو اونہون نے دور قلعہ کو چھوڑنا سات اور ترمبک کی طرف جہان مان گنگا پایاب تھی مگر اور جگہہ غرقاب تھی کوچ کر دیا۔ مہابت خان جب ترسی گانو مین پہونچا تو اوس نے قلعہ کے دس ہزار بیل جو ہمراہ لایا تھا خانزمان کو دے کہ دولت آباد کے دس کوس تک لیجاوے۔ اور وہان سے کچھ لوگون کے ہمراہ دولت آباد مین پہنچا دے۔ یہ مہابت خان اسی جگہہ سے برہان پور کو لوٹ گیا۔

چند روز کے بعد شاہجہان نے اس واسطے کہ خاندوران نے بہت محنت کی ہے اور روز روز کی لڑائیون سے بہت تکلیف اوٹھائی ہے اوسے دکن سے بولاکر مالوہ کا صوبہ دار کر دیا۔ اور دولت آباد مین مرتضیٰ خان کو قلعہ دار مقرر کیا۔

۱۵۹ - حسین نظام شاہ کی قید اور فتح خان کا وظیفہ -

اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ فتح خان کی طرف سے مہابت خان کو کچھ شبہ گذر گیا تھا اس لیے جب مہابت خان برہان پور مین پہونچا۔ تو اوس نے فتح خان کی نگرانی کے واسطے کچھ فوج متعین کر دی تاکہ کوئی مفسدہ برپا نہ ہوئے۔ بعد ازان جب اسلام خان صوبہ دار گجرات شاہجہان کے حکم سے برہانپور کو آیا۔ تو مہابت خان نے حسین نظام شاہ اور فتح خان کو مع اموال غنایم دولت آباد شاہجہان کی خدمت مین آگرہ کو بھیجدیا اور وہ ۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۳ھ کو وہان پہونچ گئے۔ شاہجہان نے حسین نظام شاہ کو تو سید خانجہان حارس قلعہ گوالیر کے سپرد کیا۔ اور حکم دیا کہ بہادر نظام شاہ کے ساتھ جو اکبر بادشاہ کے زمانہ مین احمد نگر سے قید ہو کر گیا تھا اور اب تک قلعہ گوالیر مین موجود تھا گوالیر کے قلعہ مین قید رکھی اور فتح خان

۱۶۰۰ء

کے قصور کو معاف کر کے خلعت دیا۔ اور دو لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور جس قدر مال و اسباب نظام شاہ کا تھا اوسے ضبط کر لیا۔ اور جو کچھہ فتح خان کا تھا وہ اوس کے حوالہ کر دیا۔

۱۶۰۔ خاندان نظام شاہی احمد نگر کا خاتمہ

اگرچہ حسین نظام شاہ کے قید ہونے پر بھی ساہوجی نے مرتضیٰ نام ایک بچے کو جس کا آیندہ ذکر آتا ہے بادشاہ بنا کر تین برس اور بھی اس خاندان کا نام قایم رکھا۔ مگر درحقیقت نظام شاہی خاندان کی سلطنت اسی وقت ختم ہو گئی۔

جیسا کہ اوپر ہم لکھ آئے ہین اور ناظرین پڑھ چکے ہین اسی احمد نظام الملک نے سنہ ۸۹۱ھ مین قایم کیا تھا۔ اس وجہ سے یہ حکومت ۱۵۳ برس قایم رہی۔ اور اوس کے تیرہ بادشاہ ہوے۔ اور اگر تین برس مرتضیٰ کی حکومت کے بھی شامل کرین تو کل ۱۵۶ برس اور چودہ بادشاہ ہو جاتے ہین۔

دنیا مین شخصی حکومتین کسی خاندان مین دو سو برس سے زیادہ بہت ہی کم قائم رہتی ہین۔ خود اون مین جان نہین ہوتی ہے۔ سلطنت نظام شاہی کو جو عروج خود اس خاندان کے بادشاہون کے ہاتھہ سے ہوا وہ مرتضیٰ نظام شاہ اول کے وقت مین ہوا تھا۔ مگر جو عروج اس سلطنت کو اس خاندان کے ایک غلام ملک عنبر کے زمانہ مین ہوا وہ اسے کسی وقت نہین ہوا۔ اس ملک عنبر کے زمانے مین یہ سلطنت ایران کی سلطنت سے قوت و شوکت مین ہم پلہ تھی۔ اور دکن کی کوئی سلطنت اوس کا مقابلہ نہین کر سکتی تھی۔ بلکہ قریب قریب قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنتین اوس کی باج گزار ہو گئی تھین۔

سنہ ۱۰۴۳ھ

مگر ملک عنبر کے مرتے ہی اس خاندان کو تنزل ہوگیا - اور امرا کے آپس کے فسادون نے کمزور کر دیا - اور شاہجہان سے زبردست بادشاہ سے مقابلہ کرنے اور فتح خان کی سوء تدبیری سے اُسے ٹھکانے ہی لگا دیا -

اس خاندان کے لوگ اگرچہ ابتدا مین سنّی تھے - مگر ایرانیون کی صحبت سے شیعہ ہوگئے تھے - اور ساٹھ برس سے کچھ اوپر شیعہ رہنے کے بعد پھر سنّی ہو گئے - اور بڑا عروج اس سلطنت کو سنیون کے ہی زمانے مین ہوا - اور اندرونی انتظام بھی اسی زمانے مین اچھا رہا - اور دکن مین جو مہدوی فرقہ ہے وہ اسی سلطنت کی یادگار ہے -

مگر اسی زمانہ مین ہندو اس حکومت مین بہت حاوی ہوگئے - گویا ہندوون کو جو ترقی ہوئی اور جو اُنھین فنون جنگ مین مہارت حاصل ہوئی اُس کی استاد اُن کی یہی سلطنت تھی جس کا ذکر آیندہ مفصل آتا ہے -

اب ہم اس خاندان کا ایک شجرہ لکھتے ہین اور ہر ایک بادشاہ کی تاریخ جلوس اور تاریخ علحدگی بھی درج کرتے ہین -

شجرہ خاندان نظام شاہ
ملک حسن نظام الملک غلام محمد شاہ بہمنی
جو اصل میں پاتری کا ہندو تھا
احمد نظام الملک
برہان نظام شاہ
محمد باقر
خدابندہ
عبد القادر
شاہ حیدر
حسین نظام شاہ اول
شاہ طاہر
احمد نظام شاہ ثانی
مرتضیٰ نظام شاہ اول
میران حسین نظام شاہ ثانی
برہان نظام شاہ ثانی
اسمٰعیل
بہادر شاہ
مرتضیٰ نظام شاہ ثانی
برہان نظام شاہ ثالث
حسین نظام شاہ ثالث
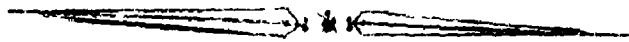
مرتضی نظام شاہ ثالث جس کے باپ کا نام نہین معلوم ہے اسی خاندان سے تہا۔ اسے نظام شاہ کا خویش بیان کیا گیا ہے غالبا برہان نظام شاہ ثالث کا خویش ہوگا اسے ساہوجی نے بادشاہ بنایا تہا۔ ابتدا سنہ ۱۰۴۳ھ سے سنہ ۱۰۴۵ھ یعنی تین برس تک نام کا بادشاہ رہا۔

۱۶۱۔ راجہ بہارتہہ کا قلعہ ویگلور کو فتح کرنا۔

جس زمانے مین دولت آباد کا محاصرہ ہورہا تہا تو اوسی زمانہ مین راجہ بہارتہہ نے تلنگانہ کی طرف قلعہ ونگلور پر چڑہائی کی تہی اوہمیان مولا اور سید ی مفتاح جو قلعہ ویگلور کے محافظ تہے اوس سے خوب لڑے تہے۔ غالبا اس وقت دولت آباد کی فتح ہونے پر وہ بہی گہبرا گئے ہونگے اسلیئے اونہون نے وہان رہنا مناسب نہ سمجہا۔ اور اپنے مین چار ہزار سوار سے نکلکر بہاگے مگر بہاگتے وقت اون کے بہت آدمی مقتول ومجروح ہوئے۔ اور مولا گرفتار ہوگیا۔ اور قلعہ پر راجہ بہارتہہ نے ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۲ھ مین قبضہ کرلیا۔ اور اوس کے فتح کی عرضی شاہجہان کے پاس بہیجی۔

۱۶۲۔ شاہزادہ شاہ شجاع کا دکن کی صوبہ داری پر آنا۔

ابتک مہابت خان خانخانان تن تنہا دکن کے تمام مقبوضہ ممالک کا صوبہ دار تہا۔ اور اوسی کی فوج نے دولت آباد کی فتح مین سر کہپایا تہا۔ نہایت سختی وجانفشانی کے بعد جو لوگ ابہی بچ رہے تہے وہ اس قابل نہ تہے کہ کسی دوسری مہم مین اون سے کام لیا جائے اسلیئے مہابت خان نے مکرر شاہجہان کی خدمت مین عرض کیا کہ دولت آباد کی فتح سے دکہنیون کے دلون مین خوف وہراس بیٹہہ گیا ہے جو افواج شاہی اس ملک کی خدمات مین مشغول نہین۔ وہ اب کسی اور مہم کے قابل نہین رہی ہین۔ اگر کسی شاہزادہ کو مع ساز وسامان

سنہ ۱۰۴۲ھ

شائستہ اور خزانہ توپخانہ اور باقی گھوڑے اور اچھی فوج دیگر اس طرف روانہ کیا جاے تو امید ہے کہ بیجاپور کا ملک بھی تصرف اولیاے دولت مین آجائے۔

یہ تو بادشاہ نامے مین لکھا ہوا ہے۔ مگر ہماری راے مین حضرت شاہجہان نے ہی پہلے اس امر کی تجویز کی ہوگی۔ اور اوسی کے خیال کے بموجب مہابت خان نے درخواست کی ہوگی۔ کیونکہ آیندہ چلکر معلوم ہوجائیگا۔ کہ شاہزادہ کے آنے کے بعد مہابت خان نے تندہی سے کام نہین کیا۔ اور اوسے پہر کامیابی نہین ہوئی۔ بلکہ ہر موقع پر ناکامی ہی ہوئی اگر مہابت خان اپنی مرضی سے بولاتا تو ایسا کبھی ظہور پذیر نہوتا۔

غرض کچھہ ہی ہو۔ شاہجہان نے شاہ شجاع دوسرے شاہزادہ کو بیہان کی صوبہ داری کے واسطے تجویز کیا۔ اور ۲۲ صفر سنہ ۱۰۴۲ھ کو اوسے دکن کو روانہ کیا اسی سال سے ساڑھے سات سو روپیہ روزانہ ملتے تھے۔ اب اوسے شاہجہان نے خلعت وغیرہ دیکر دہ ہزاری کا منصب اور چہہ لاکھہ روپیہ انعام عطا کیا۔ اور بہت سلاح وخزانہ اور لشکر جرار ہمراہ کیا۔

اور امرا اور منصبدارون مین سے سید خانجہان راجہ جے سنگہ راجہ بٹہلداس اللہ وردی خان رشید خان انصاری خواص خان مادہوسنگہ ولد راو رتن۔ قزلباش خان افشار سید عالم بارہ چندرمن بندیلہ راجہ روز افزون بہیم راٹہور راجہ رام داس نروری یکہ تاز خان اصالت خان خلیل اللہ خان کرم اللہ ولد علی مردان خان بہادر جمالی ولد قمر خان قزوینی حبیب سور شرزہ خان وغیرہ کو ساتہہ کیا۔ اور ہزار احدی اور ہزار سوار برقنداز اور پیادہ بسیار تفنگچی اور کماندار سمیت دکن کو رخصت کیا۔ اور اصالت خان کو خدمت بخشی گیری دی۔ اور حکم دیا کہ کل منصبداران

سنہ ۱۰۴۳ھ

ہو شاہزادہ احدیان و برقنداز ان وغیرہ کے واسطے پچیس لاکھ روپیہ خزانہ سے ساتھ لیجائیں ۔

چونکہ یہ دستور تھا کہ جب تک شاہزادون کو کوئی خدمت نہ دیجاتی تب تک اونہیں منصب بھی نہیں دیا جاتا تھا اس لیے ابھی تک کسی شاہزادہ کا کوئی منصب نہتا اب جب کہ شاہزادہ شاہ شجاع کو منصب دہ ہزاری عنایت ہوا تو یہ مناسب تھا کہ دارا شکوہ بڑے شاہزادہ کو جسے شاہجہان بہت پیار کرتا اور اوسے اپنے پاس سے دور بہیجنا نہ چاہتا تھا کوئی منصب نہ دیا جائے ۔ اس واسطے اوسے بہی شاہ شجاع کے بعد دوازدہ ہزاری کا منصب اور خیمہ سرخ جو شاہزادگی کا نشان تہا لغیر کسی خدمت کے ہی رفع دلشکنی کے واسطے عنایت کیا ۔

۱۴۳ ۔ شاہزادہ شجاع کا مہابت خان وغیرہ کو لیکر پرینڈہ کی تسخیر کو روانہ ہونا ۔

اوپر ہم لکھہ آئے ہین کہ اعظم خان نے قلعہ پرینڈہ کا محاصرہ کیا ۔ اور اوس وقت دکھنیون نے اوسے پرینڈہ سے ہٹا دیا تہا ۔ اور بعد ازان وہ قلعہ سلطان محمد عادل شاہ کے قبضہ مین آگیا تہا ۔ اس واسطے شاہجہان کو اوس کا بڑا خیال تہا ۔ اور اس عار کو وہ مٹانا چاہتا تہا ۔ اب چونکہ دولت آباد کے قلعہ کی فتح سے مہابت خان کی ہمت بہت بڑہ گئی تہی اوسے اپنے حسن کارگذاری کی مزید اظہار کے واسطے پرینڈہ کی تسخیر کی بڑی تمنا تہی ۔ شاہزادہ شجاع جب بہت ساز و سامان اور لشکر جرار کے ساتھہ برہانپور کے نواح مین آیا ۔ تو مہابت خان اوس پاس دوڑ آگیا ۔ اور عرض کیا کہ جب ایسا لشکر موجود ہی تو یہ وقت ہے کہ پرینڈہ کی تسخیر کی جاسے ۔ شاہزادہ شجاع نے جوانی کے جوش اور ناکردہ کاری کے باعث بدون سرانجام معقول قلعہ گیری اس درخواست کو بکشادہ

پیشانی منظور کیا - اور شوق کارطلبی کی وجہ سے برہانپور ہی نہ گیا - اور باغ زین آباد مین دائرہ کیا - اور ۲۶ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۳ھ کو مہابت خان اور امراے عظام اور اسپنے علم کمکیون کو ہمراہ لیکر مقصد کی طرف روانہ ہوا - اور بلکاپور مین پہونچکر یہ تجویز کی کہ خان زمان بہت منصبداروں اور چند از سوار اور پیادون کو لیکر باستعجال آگے جائے - اور قلعہ پرنیدہ سے گذر کر ملک بیجاپور مین تاخت کرے اور گھاس چارہ کو جلا ڈالے اور پھر قلعہ کا محاصرہ کرے - تاکہ محصورین کے لیے جو کمک آئے وہ بہت جلد منتشر و متفرق ہو جائے - اور راجہ جے سنگہ مبارزخان اللہ وردی خان رشید خان مرتضی خان راو ستر سال راجہ پہاڑ سنگہ جگراج بندیلہ اصالت خان مبارک خان نیازی واحمد خان نیازی راجہ روزافزون سنگرام زمیندار جمو باقی بیگ ازبک وغیرہ کو شاہ زمان کے ساتھ رخصت کیا - اور آپ مہابت خان کو لیکر عقب مین روانہ ہوا

چونکہ اس مہم کا خاطرخواہ سرانجام ہوتا آذوقہ ورسد کے ملنے پر منحصر تہا اور رسد کا پہونچنا اوس وقت تک غیر ممکن تہا جب تک کہ راستہ مین تین چار تہانہ جمعیت شایستہ کے ساتھہ مقرر کیے جائین - اس لیے یہ انتظام کیا گیا کہ نور محمد عرب پانچ سو سوار سے ظفرنگر مین اور سید عالم بارہہ پانچ سو سوار سے جالنہ پور مین اور قزلباش خان ہزار سوار سے شاہگڈہ مین اور صف شکن خان دو ہزار سوار سے بیٹر مین رہے اور جب رسد آئے تو اوسے بحفاظت اپنی سرحدون سے نکالدین -

۱۶۴ - خواص خان کی تائید سے شاہجی اور مراری راؤ کا مرتضی نظام شاہ کو تخت پر بٹہانا	جب رندولہ خان او رساہوجی اور مراری راؤ دولت آباد سے مایوس ہو کر ناسک اور ترنبک کی طرف

ے تو اون سب نے ملکر مشورہ کیا - ساہوجی نے کہا کہ چونسٹھہ قلعہ مین سے اگر دولت آباد
گیا تو نکلجانے دو ابہی تریسٹھہ قلعہ اور پڑے ہین - نظام شاہی خاندان کے کسی اور
زادہ کو لاکر بادشاہ بنانا اور اوس کے نام سے پہر سلطنت قایم کرنا چاہیئے - پہر رندولہ خان
مراری دونون بیجاپور آئے - اور خواص خان سے اس تجویز کو بیان کیا - خواص خان
پہلے ہی ایسی تجویز کو چاہتا تہا - اوس نے فوراً منظور کر لیا - اور اوس کے ساتھ
مصطفے خان کے اور سب امرا بہی راضی ہو گئے - خواص خان نے اس تجویز پر
ہوجی کی بڑی تعریف کی اور اوس کی تائید پر مستعد ہو گیا - اور مراری راو کو سلطان محمد عادل
سے خلعت اور بڑا لشکر دلاکر ساہوجی کی امداد کو روانہ کیا اور کہا کہ نظام شاہی خاندان کے
شاہزادہ کو تلاش کرکے بادشاہ بنانا اور تخت پر بٹہانا چاہیئے -
جب مراری راو یہان سے ساہوجی کے پاس پہونچا تو قلعہ انجرای سے جو جنیر سے
کوس پر تہا اور جہان نظام شاہی خاندان کے کچہہ لوگ نظر بند تہے مرتضی نام دس
برس کے ایک لڑکے کو نکالا - اور اوسے قلعہ بہیم گڑہ مین جسے شاہ گڑہ بہی کہتے ہین
ج پہناکر تخت پر بٹہایا - اور بادشاہ بنایا اور ساہوجی کو اوس کا پیشوا مقرر کیا -
پہر مراری شاہ جی کو مرتضی شاہ کی تمام حکومت کا کامل مختار کرکے بیجاپور کو واپس چلدیا
عنبر خان عادل شاہی کو پانچ چہہ ہزار سوار دیکر شاہجی کی مدد کو چہوڑ آیا راستہ مین
ری راو جب بابل کے قریب بہنورہ اور اندرامتی ندیون کے سنگم پر پہونچا تو وہان
دون کے دستور کے موافق اشنان کیا اور برہمنون کو بہت دان دیا - اور
است سبعہ سے جدا جدا وہان خود تلا - اور ان سب چیزون کو تصدق
دیا -

۱۶۵۔ سدی سابا سیف خان کا تل کوکن کا ملک شاہجی کو دیا اور بیجاپور چلا جانا۔

اس وقت سیدی سابا سیف خان تل کوکن کے ملک پر متصرف ہو گیا تہا۔ اور کلیان کو اپنا دار المقر بنا یا تہا۔ مراری راو نے اوسے لکہا کہ تو بہی اس حدید با، شاہ کی اطاعت مین شاہ جی کے ساتہہ متفق ہو جا۔ مگر اوس نے شاہجی کی رفاقت قبول نہین کی۔ اور نہ معلوم کس وجہہ سے اپنا ملک چہوڑ کر سلطان محمد عادل شاہ کے پاس آنا چاہا۔ اور تمام ملک تل کوکن شاہ جی کو دیکر دو ہزار سوار سے مراری راو کے پاس چلدیا۔ اور اس طرح مہار سے سرحد جوار تک سارا ملک شاہجی کے قبضہ مین آگیا۔

جب سیف خان مراری کے پاس جا رہا تہا۔ تو شاید شاہجی نے اس خیال سے کہ اس کا صحیح سلامت جانا آیندہ کچہ خطرہ کا باعث نہ ہو اس بہانہ سے کہ سیف خان نے کوچ مین ہاتی پکڑ لیے تہے، اوس پر فوج بہیجی۔ اور بابل سے چہہ کوس کہیر کے نزدیک اوس سے لڑائی ہوئی۔ طرفین کے بہت آدمی مارے گیے۔ سیف خان کا سپہ سالار سیدی عنبر آتش خانی مجروح ہو کر قید ہو گیا اور سیف خان دو روز تک کہیر مین محصور پڑا رہا۔

جب مراری کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے کچہہ آدمی سیف خان کی کمک کو بہیجے اور اپنے پاس سیف خان کو بولا کر بیجاپور لے گیا۔ یہان سلطان محمد عادل شاہ نے اوسے دو لاکہہ ہون کی جاگیر عنایت کی۔ اور ہرپن ہلی کے زمیندار کی تنبیہہ کے واسطے اوسے مامور کیا۔ جو آجکل بیجاپور کی حکومت سے باغی ہو رہا تہا۔ چند روز کے بعد سیف خان وہان بندوق کی گولی سے مارا گیا۔

۱۶۶۔ شاہجی کا دعا سے

اس کے بعد شاہجی نے اپنے بیٹے سنبہاجی کے لیے سیواس راو

سنہ ۱۰۴۳ھ

سنواس راؤ کو قید کر کے جنیر پر قبضہ کرنا۔

حاکم جنیر کی دختر کی خواستگاری کی اور اس پیغام سلام مین اوسے دوست بناکر دغا سے قید کر لیا۔ اور قلعہ جات جنیر جوندہن سوندہ سولکر پرس گڑہ ماہول کہونج جو اوس کے قبضہ مین تہے سب لے لیئے۔ اور مرتضی نظام شاہ کو بہیم گڑہ سے جنیر کو لے گیا۔ اور سنواس راؤ اور اور بہت متمولون سے مال و متاع چہین لیا۔ اور خوب مستقل ہو کر مرتضی کے نام سے دس بارہ ہزار سوار جمع کر لئے اور جب دیکہا کہ شاہزادہ محمد شجاع پریندہ پر آتا ہے تو اوس نے چاہا کہ حوالی احمد نگر مین لشکر فراہم کر کے دولت آباد کے نواحی مین تاخت و تاراج کرے اور ظفر نگر کو بہی لوٹے۔ اور اس طرح بنجارون کا اور سایر سوداگرون کا راستہ مسدود کر دے کہ شاہزادہ کے لشکر مین رسد نہ جا سکے۔

۱۶۷۔ خواص خان شاہجہانی کا ساہوجی کی تنبیہ پر مقرر ہونا۔

جب شاہزادہ کو اس امر کی خبر پہونچی تو اوس نے بصوابدید مہابت خان خواص خان کو تین ہزار سوار دیکر احمد نگر کی طرف بہیجا کہ بدمعاشون کو سزا دیکر جنیر تک بہگا دے۔ اور ساہوجی کے وطن پارنیدہ کو غارت کر کے سکمہ مین جا کر اقامت کرے۔

۱۶۸۔ محمد عادل شاہ کا پرینده کی حفاظت کے واسطے انتظام کرنا

جب سلطان محمد عادل شاہ نے سنا کہ شاہ شجاع نے پرینده پر حملہ کیا تو اوس نے فورًا کشادہ دست کو خزانہ دیکر بہیجا کہ وہ قلعہ داری اوس سے مہیا کرے اور قلعہ دار کو جا کر دے۔ اور رندولہ خان اور مراری پنڈت کو خیل و حشم دیکر حکم دیا کہ دریاے سین کے کنارہ بنگاہ نائین اور ہر ایک شخص قلعہ کی مدد کرے۔ چنانچہ قلعہ مین رسد پہونچ گئی۔ اور ربوع نے آکر پرینده کے اطراف مین اپنا خوب انتظام کر لیا۔ اور جو جو بداستطاعین اور قصبہ کہ اوس سے دولت آباد

کے محاصرہ کے وقت ہوے تھے۔ اونہین یاد کر کے اونہون سنے اپنی کمال درستی کرلی۔

۱۹۹- خانزمان کا پرینده پر محاصره اور سیدی ریحان او غالب قلعه دارون کا قتل-

جب خانزمان بلکاپور سے آگے چلا۔ توخود توتول مین تہا اور راجہ جے سنگہ وغیرہ راجپوتون کو ہراول اور الله وردی خان رشید خان اصالت خان کو برتنداز ون سمیت برنغار پر اور بہادر خان کو افغان دیگر جرنغار پر کیا۔ اور جگراج کو چنداول بنایا۔ اور بسرعت تمام پرینده کے قریب ہونچکر ایک ندی کے کنارہ جو قلعہ سے ایک کوس پر ہے اور اوس کے سوا اوس کے حوالی مین اور کہین پانی نہین تہا جا کر قیام کیا اور لشکر کو تاکید کی کہ گماس لکڑی کے جمع کرنے مین نہایت کوشش کیجائے اور مورچہ بندی اور سرنگ لگانے اور کوچہ سلامت بنانے کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس کا اہتمام الله وردی خان کے حوالہ کیا۔

بعد اس کے اہل قلعہ نے محاصرین کو اور محاصرین نے محصورین کو مارنا شروع کیا اور توپ و تفنگ طرفین سے چلنا شروع ہوئے۔ مورچون مین سے بہی روز آدمی ہلاک ہوتے اور اہل قلعہ بہی عدم کو روانہ ہوتے تھے۔ شرفات حصار کے سوراخون مین سے محاصرین تاک تاک کر گولیان مارتے تہے۔ چنانچہ ایک روز سیدی فرحان قلعہ دار ایک سوراخ مین نظر کر رہا تہا کہ کسی مورچہ والے نے گولی مار کر اوسے مار ڈالا۔

بیجا پور محمد عادل شاہ نے اوس کے بجائے غالب کو قلعہ دار کر کے بہیجا۔ وہ بہی گولی سے مارا گیا۔ اوس کے بعد عادل شاہ نے ایک شخص نورس نامی کو قلعہ دار

۱۰۴۳ھ

مقرر کیا۔ اسی عرصہ مین خاندوران خان صوبہ دار مالوہ کو بھی شاہجہان سے شاہزادہ کی مدد کو بھیجا۔ جب وہ آگیا تو شاہزادہ سے راجہ بہلداس کو بھی خانزمان کے پاس روانہ کردیا۔

۱۰۷۰ دکھنیوں کا حملہ شاہ شجاع کی فوج پر اور مہابت خان کا خاندوران مدد سے جانبر ہونا۔

۶ رمضان ۱۰۴۳ھ کو شاہزادہ محمد شجاع اور مہابت خان سپہ سالار اپنی فوج ہمیشہ پرنیدہ سے تین کوس پر جاکر ٹھیرے اور مقرر کردیا کہ چند روز وہاں قیام کرین تاکہ لشکر مین گھاس لکڑی بھی آجائے اور خانزمان کی کمک بھی پہونچ جائے۔

اسی اثنا میں بیجاپوری فوج اور ساہوجی اور نظام شاہی فوج نمودار ہوئی دوسرے روز بھی کی باری مہابت خان کی تھی۔ اوس نے اپنے بیٹے لہراسپ اور حکیم خوشحال بخشی دکھنی کو کچھہ لوگ دیکر محافظت کے واسطے مقرر کیا تھا۔ بیجاپوری فوج نے اوس پر حملہ کیا۔ اور اوسے ایسا لیا کہ مہابت خان کو خانزمان کو لیکر خود سوار ہونا پڑا۔ اور اوس نے لہراسپ سے کہلا بھیجا کہ میرے آنے تک توقف کرے۔

بیجاپوری اس وقت خوب مستعد ہو کر گیے تھے اور وہ مہابت خان سے جلے ہوئے تھے مہابت خان جب ہی کہ لشکر سے آدہ کوس آگے بڑہا ہے کہ اونہوں نے کوئی دس ہزار سوار سے آکر اوسے لیا۔ اور قلعہ دار خان اور حسینی قدیمی وغیرہ پر جو مہابت خان کے قراولی پر تھے حملہ کیا۔ مہابت خان نے لہراسپ کو ان کی کمک کے لیے اشارہ کیا۔ اور آپ بھی چلا۔ بیجاپوری فوج کے ہراول نے جنگ گریز کرتے ہوئے مہابت خان وغیرہ کو اپنی بڑی فوج کی طرف کھینچا۔ جب تک مہابت خان اس چالاکی سے خبردار ہوا اونہوں نے اوسے وہان گھیر لیا۔ اور گھمسان کی لڑائی شروع

ہوگئی۔ مہابت خان کا جانبر ہونا محال ہوگیا۔ اور یہی حال خانزمان کا بھی ہوگیا مصیں راٹھور جو مہابت خان کے راجپوتون کی فوج کا سردار تہا اور رکناتہہ بہالی وغیرہ بہت راجپوت مجروح ہوکر میدان مین گرے۔ اور مہابت خان اور اوس کے ہمراہیون کو بیجاپوریون نے ایسا گھیرا۔ کہ باوجود قرب کے اس کو اونکی کمک کرنا دشوار ہوگیا۔ اور مجروحون کے اوٹہانے کا ہوش بہی نرہا۔

جس وقت اس لڑائی کی شہرت ہوئی تہی اوسی وقت خاندوران ہاتی پر سوار ہوگیا تہا۔ اور اپنے مکان مین کہڑا تہا۔ اور جاسوسون کو متعین کردیا تہا۔ کہ میدان کی واقعی خبر لائین۔ جب اوس نے سناکہ دشمن کا غلبہ ہے تو وہ بہی کمک کو دوڑا۔

بیجاپوریون نے اپنی فوج کے اس وقت تین حصے کیے تہے۔ ایک فوج تو خانزمان کو گہیرے ہوئی تہی۔ اور اوس کو بہت تنگ کردیا تہا۔ اور دوسری فوج نے جس کی تعداد دس بارہ ہزار تہی مہابت خان کو گہیر رکہا تہا۔ جس سے مہابت خان کو جان بچانا دشوار ہوگیا تہا۔ اور مہابت خان اور خانزمان ایک دوسرے کی مدد نہین کرسکتے تہے۔ اور تیسری فوج بیجاپوریون کی کمک کے واسطے کہڑی ہوئی تہی۔

جو آدمی زخمی ہوکر میدان مین پڑے تہے اونہین اوٹہا کر چلدینا چاہتے تہے کہ اسی مین خاندوران خان پہونچ گیا اور ہنگامہ کارزار گرم کیا۔ اور صف آرا ہو کر چپقلشین کین۔ اور خود خاندوران خان مقتولون کے پاس گیا اور مخالفون کو پریشان کیا اور مردونکی لاشون اور نیمجان زخمیون کو میدان سے گہوڑون پر باندہا۔ اور مہابت خان کی مدد کو گیا۔ مہابت خان یہ تقویت پاکر اس تہلکہ سے جان بر ہوا۔ اور لشکر شاہی کے حملون سے بیجاپوری بہاگ گیے اگر خاندوران اس وقت بسرعت نہ پہونچتا اور مہابت خان کے محاصرین کو نہ بہگاتا

تو دکھنیون سنے اوسے ایسا تنگ پکڑا تہا کہ مہابت خان بچ نہ سکتا تہا - جب اس بات کی خبر شاہجہان کو پہونچی تو اوس سنے خاندوران کی بڑی تعریف کی - اور بہت ہی خوش ہوا -

اسی ضمن مین جب شاہزادہ سے سنا کہ دشمن کا مہابت خان پر بڑا غلبہ ہے تو وہ بہی ہاتی پر سوار ہوا - اور معرکہ کی طرف چلا کہ اسی مین خاندوران اور مہابت خان سامنے آئے - اور دشمن کی ہزیمت کی خبر سنا کر شاہزادہ کو واپس لائے - شاہزادہ سنے خاندوران کی بڑی تحسین و آفرین کی -

۱۷۱ - اہل قلعہ کا محاصرین پر حملہ اور مہابت خان اور دکھنیون کے کہی پر حیقلش -

۸ رمضان سنہ ۱۰۴۳ھ کو شاہزادہ بجائے کہنا یورست جہان وہ قیام پذیر تہا بریدہ مس خا زمان سے لشکر کے پاس ایک ٹیلہ پر آ کر قیام پذیر ہوا - اسی روز اہل قلعہ سے موقع پاکر اندر سے حملہ کیا - اور راجہ پہاڑ سنگہ کے مورچون پر آ کر جہپٹ پڑے - اگرچہ کچھ لوگ قلعہ والون کے بہی مارے گئے مگر اونہون نے بہی راجہ مذکور اصالت خان اور راجہ روز افزون کے بہت آدمی مارے - اور پہر قلعہ مین گہس گئے -

ادہر مہابت خان کہی کے واسطے سوار ہوا - اور سید خانجہان کو اوس کے بہائیون اور تابینون سمیت ہراول کر کے آگے بہیجا - اور خود کہی کے دست راست پر ہوا اور خانزمان کو محافظت کے لیے دست چپ پر رکہا اور اس کے ساتھ راو ستر سال رشید خان پرتہی راج وغیرہ کو کیا - اور راجہ جے سنگہ مرتضی خان کو چند اول مقرر کیا - اور سید شجاعت خان راجہ بہلداس مبارک خان نیازی - احمد خان نیازی کو خانزمان اور راجہ جے سنگہ کے درمیان اور مالوجی وغیرہ

دکھنیون کو شرزہ خان صالح بیگ جلاہر کریم داد بیگ قاقشال وغیرہ سمیت اپنے اور جے سنگھ کے درمیان مقرر کیا دکھنی بہی ہر ساعت کی خبر رکھتے تہے جب یہ فوج پانچ چہہ کوس نکلکر رسد جمع کرنے کے واسطے متوجہ ہوئی تو وہ بہی نمودار ہوئے مہابت خان نے اونہیں دیکہکر خانزمان سے کہا کہ وہ کہی سے دو تیر پرتاب جانب حب رہے کہ دکھنی ہمارے تمہارے درمیان مین گھسکر کہی پر نہ داخل ہوجائین - پہر لوگون نے کاہ وہیمہ اوٹہایا اور روانہ ہوئے دکھنیون نے بہی یکدل ہوکر خانزمان پر حملہ کیا - اور دونون طرف سے سر کٹ کٹ کر میدان مین گرنے لگے - مہابت خان نے یہ دیکہکر بسرعت برق وباد دوڑ کر اوس کی تائید کی - اور دکھنیون کو منتشر کردیا - پہر تہوڑی دور بعد دکھنی حملہ آور ہوئے اور منتشر ہوگیے -

غرض اسی طرح تمام راستہ دکھنیون نے ستایا اور باہم تمام راہ مین چپقلشین ہوتی رہین - شام کے وقت مہابت خان رسد لیکر لشکر مین سالمًا پہونچ گیا -

۱۰۲ - دکھنیون کا سیف خان اور خاندوران کے لشکر مین آگ لگاکر رسد چہین لیجانا -

۱۲ رمضان کو پہر دکھنیون نے اللہ وردی خان کے مورچہ پر حملہ کیا - اور خوب لڑائی ہوئی دکھنی مار توڑ کر چلدیے - اللہ وردی خان نے مورچہ سے نکلکر تعاقب کیا - اور پہر لوٹ کر مورچہ مین آگیا -

اودہر سیف خان اور خاندوران بہادر و مبارز خان وغیرہ اپنی باری کے بموجب کہی لانے کو صبح کے وقت چلے - دکھنیون نے بہی خبر پاکر چالاکی کی کہ دو ہزار سوار تو لشکر کے کنارہ پر اور باقی کہی کی طرف چلدیے -

جب مہابت خان کو اون کی اس چالاکی کی خبر ہوئی تو اوس نے لہراسپ کو

سنہ ۱۰۴۴ھ

بہیجا۔ کہ لشکر لیکر دشمن کے سوارون کے مقابل کہڑا ہوجائے۔ جب دکہنیون نے لہراسپ کو دیکہا تو وہان سے چلدئے اور کہی کی طرف پہونچے۔

سید خان جہان اور خاندوران نے اپنے لوگون سے تاکید کردی تہی کہ لشکر سے جدا ہون۔ تاکہ غنیم اون پر دست برد نہ کرے۔

دکہنی راستہ مین بان مارتے جاتے تہے اور بان کی بارود اوہون نے ایسی بنائی تہی کہ جس سے جلنے والی چیزین جلد آگ لے لین۔ اتفاقاً ایک بان ایک گہاس کے گٹہے مین جاکر گرا جو ایک اونٹ پر لدا ہوا تہا۔ اوس مین آگ لگ گئی چونکہ ہوا ساسنے کی تہی اور تیز چل رہی تہی۔ دوسرے جانورون کے گہاس لکڑی مین بہی آگ لگ گئی۔ اور جنگل کی گہاس نے بہی آگ لے لی۔ اس سے کتنے ہی اونٹ بیل اور دو ہاتی اور کتنے ہی گہوڑے اور آدمی شعلہ آتش بنکر خاکستر ہوگیے۔ اور خان دوران اور سید خانجہان کی فوج مین کہلبلی پڑ گئی اور فوج کے نسق مین ایسی برہمی ہوئی۔ کہ مہابت خان خبر کے سنتے ہی خود بہی سوار ہوا اور خان زمان کو بہی بولا بہیجا۔

شاہزادہ شجاع نے بہی جب یہ حال دیکہا تو وہ بہی سوار ہوا۔ مہابت خان نے کہا کہ ہم لوگ دشمنون کے لیے کافی ہین۔ آپ لشکرگاہ مین تشریف لیجائین مگر جب اوس نے دیکہا کہ شاہزادہ مصر ہے تو اوسے ہاتی پر سوار کرایا۔ اور راجہ بیہلداس اور پرتہی راج کو اپنے ساتہ لیکر ہراول کی طرح آگے روانہ ہوا۔ دکہنی کہی کے تمام اونٹ اور بیلون کو کمید سے لیے جارہے تہے۔ جب اوہون نے دیکہا کہ شاہزادہ خود آرہا ہے تو اونہون نے کچہہ اونٹون کو مار ڈالا۔ اور کچہہ اونٹون کی رسیان جن سے

بوجہ لدا ہوا تہا کا ٹکر اپنے ساتہہ لیا - اور کتنے ہی اونٹ ہاتہون کو آوارہ کیا اور
چلدئے -

اسی مین خانزمان بہی پہونچ گیا - اور رشید خان بہی دست راست سے آگیا
مہابت خان نے راجہ بہلداس اور پرتہی راج کو خانزمان کے ساتہہ کرکے دکہینون کے
تعاقب مین روانہ کیا - اور شاہزادہ نے بہی اپنے ہزار سوار کمک کو دئے - اور پہر شاہزادہ
اور مہابت خان لشکر کو لوٹ آئے - گو خانزمان وغیرہ نے دکہینون کا رات تک تعاقب
کیا مگر دکہینون سے گہاس کا ایک تنکا بہی واپس نہ دیا -

۱۰۳ - رندولہ خان کا حملہ اللہ وردی خان کے مورچہ پر

۱۹ - رمضان کو گہی لانے کی خانزمان کی باری تہی جب وہ نکلکر گہی کے واسطے گیا تو لشکر مین خبر پہونچی کہ دکہینون کا خانزمان پر
حملہ کا ارادہ ہے - مہابت خان یہ سنکر شام کے وقت خود کمک کے لیے سوار ہوا
رندولہ خان اور یاقوت کے نبیہ ون نے اودہر کا تو رخ نہ کیا - لیکن وہ اون مورچون مین
آئے جہان سے کہ نقب لگائے گئے تہے - اور کچہہ لوگون کو پیادہ کرکے مورچون
مین تاخت کی - اللہ وردی خان مورچہ سے نکلا - اور لڑائی ہونے لگی - کچہہ دیر خوب
لڑائی ہوئی - اللہ وردی خان اور جگراج کے آدمیون مین سے بہت آدمی مارے
گیے - اور دکہنی بہی کچہہ قتل ہوئے - اور پہر جب ہر سے آئے تہے اودہر ہی چلدئے
اسی مین خانزمان بہی گہی لیکر سالما لشکر مین آگیا - اس لیے مہابت خان بہی لشکر
مین لوٹ گیا -

۱۰۴ - شاہزادہ شجاع کی فوج مین نا اتفاقی اور دکہینون کا اتفاق

مہابت خان شاہجہان کی فوج کا ایک نہایت تجربہ کار اور عقلمند آدمی تہا - اور خانجہان کے بعد جس نے

شاہجہان سے سرکشی کی تہی مہابت خان کے پلہ کا اس وقت اور کوئی آدمی نہ تہا - یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو شخص کام کرنا چاہتا ہے اوسے کام کے انجام دینے کے واسطے اپنے ہاتہون پر سختی کرنا پڑتی ہے - اور اس سختی کا اکثر قاعدہ ہے کہ فاعل مختار کے ہاتہ سے ظاہری معلوم ہوتی ہے - لیکن جب شاہزادہ شجاع لشکر مین موجود تہا تو مہابت خان کی حکومت کو لوگ اچہا نہین سمجہتے تہے - بلکہ اوس کی سختی سے بُرا مانتے تہے - خاندوران بار بار کہا کرتا تہا کہ مین نے مہابت خان کی جان بچائی ہے - اس سبب لشکر شاہی مین پہوٹ پڑ گئی تہی - اور ایک دوسرے مین رشک وحسد کی آگ مشتعل ہو رہی تہی - اور لشکر مین دشمن شکنی کی جو تدابیر ہوتی تہین اون کی خبر لشکر سے باہر دشمن تک پہونچ جاتی تہی - اور جو منصوبے بنائے جاتے تہے وہ پورے نہین ہوتے تہے - بخلاف دکہنیون کے کہ اون کے لشکر مین یکدلی تہی - اور وہ ایسے لڑاتے تہے کہ جیسے کوئی خود اپنے ملک ومال کے واسطے لڑتا ہو - اس طرح نہین لڑتے تہے کہ جیسے کوئی سرکاری نوکری انجام دیتا ہو -

۱۷۵- سید خانجہان اور خانزمان کا حملہ دکہنیون پر اور مودہوجی کا مارا جانا -

شاہزادہ شجاع نے اور مہابت خان نے دیکہا کہ دکہنی روز ہم پر حملہ کرتے ہین - ہمین بہی چاہیئے کہ اون پر حملہ کرین - اور ان کی ہمتون کو پست کردین - اس لیے شجاع نے ۲۲ رمضان کو بصوابدید مہابت خان یہ تجویز کی کہ سید خانجہان اور خانزمان راجہ جےسنگہ مبارزخان راجہ بہلداس رامستہ سال راوکرن مبارک خان نیازی احمدخان نیازی نظر بہادر خویشگی وغیرہ امرا سے دکہنی سے مالوجی چار پانچ گہڑی رات رہے دکہنیون کے بنگاہ پر حملہ کرین شاید اس طرح کچہہ فائدہ ہو جائے - چنانچہ یہ لوگ شب ہفتہ

۲۲ رمضان کو روانہ ہوئے اور پہر دن چڑہے دکھینون کے لشکر پر پہونچ گیے - مگر چونکہ شاہزادہ کے لشکر کی بدلغطی سے دکھینون کو اس حملہ کی پہلے ہی خبر پہونچ گئی تہی - اونہونان نے اپنا بنہ وبست کرلیا تہا - اور اسباب کو روانہ کردیا تہا اور جس طرح اون کا قدیمی دستور تہا کہ بنہ کو لوجہ لادہ کر اور چند سردار اوس کے ساتہ کرکے روانہ کردین اور خود آراستہ ہوکر لڑنے کو کہڑے ہو جائین - اوسی طرح سے اونہون نے اس وقت بہی کیا - اسلیئے شاہی فوج کا حسب دلخواہ مطلب پورا نہین ہوا - صرف چند بان اور کچہہ بیل کہ جن پر غلہ لدا ہوا تہا اور کچہہ وہ اوسٹ جنہین دکھنی کہی مین آگ لگ جانے کے روز چہین لے گیے تہے بادشاہی فوج کے ہاتہہ لگ گئے -

چونکہ دکھنی سامان کو لے جا رہے تہے اور اس وجہ سے اون سے جلد نہین چلا جاتا تہا - راجہ جے سنگہ جو ہراول تہا اون تک پہونچ گیا - اور اون کے بہت پیادون کو اوس کے آدمیون نے گرفتار کرلیا - اور اسی مین سید خانجہان اور خانزمان کے قول کی فوج بہی اوس سے مل گئی - اور مودہوجی مراری پنڈت کا بہائی مبارزخان کی فوج کے سامنے آگیا - اور اس پر حملہ کیا - دونون طرف سے خوب لڑائی ہوئی - مبارزخان نے مودہوجی کی فوج کے کئی نامی آدمیون کو ہلاک کرڈالا -

جب خانزمان نے سنا کہ مودہوجی نے مبارزخان کا قافیہ تنگ کر رکہا ہے تو سید خانجہان کو راجہ جے سنگہ کی کمک کے واسطے چہوڑکر وہ خود مبارزخان کی مدد کو گیا - اور افغانون کی مدد سے مودہوجی کو جو اس وقت زخمی ہوکر گرپڑا تہا جاکر قتل کرڈالا - باقی دکھنی اپنے دستور کے بموجب چلدیئے -

۱۷۶ - شاہزادہ شجاع کا حملہ دکھینون پر	کاکا پنڈت مہابت خان کا ایک ملازم غلہ لینے کے

اورراجا کا زخمی ہو کر میدان سے نکل جانا۔

واسطے بیڑ کی طرف گیا تھا جب دکھنیون نے سنا تو انہون نے یاقوت خان کے نبیرہ کو اوس کے رفقا سمیت تقریباً چار ہزار سوار سے کاکا پنڈت کے راستہ روکنے کے واسطے بھیجا۔ مہابت خان نے شاہزادہ سے کہا کہ اس وقت دکھنی کاکا پنڈت کی طرف مصروف ہین ان کے لشکر پر چلکر دست برد کرنا چاہیئے۔ اغلب کہ حسب دلخواہ کام ہو جائے۔

شاہزادہ کو بھی دکھنیون کی لڑائی دیکھنے کا بڑا شوق تھا اس نے کہا کہ ہم بھی چلینگے چنانچہ جگراج اور لہراسپ اور یکتاز خان وغیرہ کو پاسبانی اُردو کے واسطے چھوڑ کر دوسرے روز قبل از صبح مسلح ہو کر شاہزادہ ہاتی پر سوار ہوا۔ اور ترتیب افواج کے واسطے ایک تھوڑی دیر باہر ٹھیر کر کوچ کیا۔ اور مہابت خان راجہ جے سنگہ راجہ بٹہلداس وغیرہ کو قول مین اپنے پاس رکھا۔ اور سید خانجہان کو ہراول اور خانزمان کو مبارز خان راو ستر سال وغیرہ کے ساتھہ میمنہ پر اور سید شجاعت خان مرتضی خان کو میسرہ پر اور خاندوران کو چنداول پر متعین کیا۔

دکھنی اس وقت بڑی خبرداری رکھتے تھے۔ اور شاہزادہ کی فوج مین پھوٹ پڑ رہی تھی۔ اس لیے دکھنیون کو پہلے ہی اس کی خبر ہو گئی تھی۔ اور اونہون نے حسب دستور اپنے بنہ کو کسی طرف چلتا کر دیا تھا۔ اور اپنے چھپرون مین آگ لگا دی تھی اور قتال کے واسطے مستعد کھڑے ہوئے تھے۔

جب ساری فوج اون کے نزدیک پہونچی تو دکھنی برنغار کی جانب آئے اور بان مارنا شروع کر دئے۔ خانزمان نے اپنے مقابلون کو سامنے سے بھگا دیا سید خانجہان نے اپنے سامنے کی فوج پر تاخت کی اور اوسی کے ساتھہ راجہ جے سنگہ

ورراجہ مٹلداس اوس کی کمک کو پہونچ گیے - اور بالاتفاق مخالفون کو ہٹاد یا خانہ دوران بہی چند اول سے نکلکر آگے آیا - خوب لڑائی ہوئی - اگرچہ دکہنیون نے بہی بہت آدمی مارے مگر دکہنیون کا نقصان زیادہ ہوا - مراری پنڈت زخمی ہوکر گھوڑے پر سے گر پڑا - لیکن اوس کے ایک نوکر نے اوسے اپنے گھوڑے پر سوار کرایا - اور اوسے [illegible] - اور اوس کے بجائے خود مارا گیا - اس کے بعد شاہزادہ اپنے معسکر مین [illegible] گیا - اور شام کے وقت باقی فوج بہی لوٹ آئی -

شاہزادہ شجاع کا بیدر کا محاصرہ چھوڑکر برہانپور کو کوچ کرنا

چونکہ اب سات مہینے محاصرہ کو ہو چکے تہے - اور گو کہ اس عرصہ مین شاہی فوج نے قلعہ مین بارہا نقب لگائے تہے مگر کچھ فائدہ اوس سے مترتب نہین ہوا تہا - کیونکہ کچھ تو نقب ایسے ہوتے تہے کہ اون مین پانی نکل آتا تہا - اور کچھ نقبون کو دشمن معلوم کرکے بند کر دیتے تہے - اسد دوری خان نے برج شیر حاجی کے مابین ایک نقب لگایا اور اوس مین باروت بہر دی - اور شاہزادہ نے اوس مین اپنے روبرو کہڑے ہوکر آگ لگوائی - مگر چونکہ دشمنون نے اوس کی کسیقدر باروت نکال لی تہی - اس لیئے اگرچہ شیر حاجی کا ایک برج اوڑا مگر راستہ اس قدر فراخ نہ ہوا کہ اوس مین یورش کیجائے - علاوہ برین مہابت خان اور خانہ دوران مین رنج پیدا ہو گیا تہا - خانہ دوران ایسا اوچہا ہے کہ وہ بارہا کہا کرتا تہا کہ "مین نے مہابت خان کی جان اور آبرو بچائی ہے" سواے اس کے مہابت خان کی سختی سے تمام امرا منصبدار آزردہ ہوگئے تہے اس واسطے مہابت خان جو تدبیر کرتا تہا دشمن کو اوس سے خبر ہو جاتی تہی - اور مہابت خان کی کوشش کا نتیجہ کچھ بہی نہ ہوتا تہا - اور فوج مین رسد کی بہی تنگی ہو رہی تہی - غلہ تو بہت تہا مگر گہاس لکڑی لشکر سے دس [illegible]

بارہ بارہ کوس تک بالکل نہ ہی تھی - گھی کے واسطے بیس بیس کوس جانا پڑتا تھا - سواری اور باربرداری کے جانور بے علفی اور دکھنیون کی تاخت کے باعث بیکار اور تلف ہوگئے تھے - اور برسات بھی قریب آگئی تھی اس لیے مہابت خان کی صلاح سے شاہزادہ نے محاصرہ اوٹھا لیا - اور ۴ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۲ھ کو پرینڈہ سے برہانپور کوچ کیا -

۱۷۸ - دکھنیون کا تعاقب کرنا اور شاہجہان کا شاہزادہ کو واپس بولانا

جب لشکر لوٹا تو دکھنی پیچھے پڑے جس وقت کہ شاہزادہ اوس گھاٹی کے نیچے سے نکلا جو بیڑ سے اٹھارہ کوس پرے ہے تو دکھنی سامنے آئے اور بان مارنا شروع کیے - خانزمان راو ستر سال جگراج وغیرہ جو چندا اول پر تھے مقابلہ کو دوڑے - اور اسی کے ساتھ راجہ جے سنگھ مرتضیٰ خان میمنہ سے اور اصالت خان خلیل اللہ خان میسرہ سے خانزمان کی کمک کو پہونچے دونو طرف سے خوب لڑائی ہوئی - اور بہت لوگ مارے گئے پھر دکھنی چلدئے -

ایک مرتبہ اور بھی دکھنی بیڑ کے قریب لڑے - مگر پھر دکھنیون نے پیچھا چھوڑ دیا اور شاہزادہ مع لشکر ۲۶ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۳ھ کو برہانپور مین داخل ہوگیا -

جب شاہجہان کو بے نیل مرام لوٹنے کی خبر پہونچی تو اوس نے مہابت خان وغیرہ پر بڑا عتاب کیا - اور شاہزادہ کو اون تمام لوگون سمیت جو اوس کے ساتھ متعین ہوئے تھے واپس طلب کرلیا -

۱۷۹ - امام ہی سیر شاہ ایران کا شاہجہان اور عبداللہ قطب شاہ کے پاس آنا

(صفحہ ۲۰۴ میں) اوپر ہم لکھ آئے مین کہ عبداللہ قطب شاہ نے سنہ ۱۰۳۷ھ کے اخیر مین خیرات خان … کو سفارت پر شاہ ایران

سے کے پاس بہیجا تہا - اور شاہجہان نے بہی اوسی کے ہمراہ ایک خط شاہ ایران کو دیا تہا
جب خیرات خان کو شاہ صفی نے رخصت کیا تو اپنی طرف سے امام قلی کو سفیر کرکے
روانہ کیا - اور عبد اللہ قطب شاہ کے خط کے ساتھہ ایک خط شاہجہان کو بہی دیا - اس
سفیر نے براہ قندہار ہندوستان کو آکر رمضان ۱۰۴۳ھ مین پہلے شاہ ایران کا خط
شاہجہان کی خدمت مین پہونچایا - اور بیس گہوڑے اور چند استر وشتر وغیرہ تحائف بہی
شاہ ایران کی طرف سے پیش کیے - شاہجہان نے سفیر کو خلعت و انعام مین چالیس ہزار
روپیہ عنایت کیے بعد ازان یہ سفیر جب شاہجہان کے پاس سے رخصت ہوا
تو حیدرآباد کو روانہ ہوا اور ۱۸ ذیقعدہ ۱۰۴۳ھ کو جسے غالبًا غلطی سے تاریخ قطب شاہی
مین ۱۰۴۴ھ لکھا ہے امام قلی بیگ سرحد قطب شاہی مین پہونچ گیا - عبد اللہ قطب شاہ
نے معمول کے بموجب خاطرداری کی اور مہمانداری کے واسطے میر معز الدین محمد مشرف
کو روانہ کیا - اور جب دار السلطنت کے قریب پہونچا - تو شیخ محمد طاہر سرخیل اور یولچی بیگ
کو جو قطب شاہی سلطنت کے امرائے عظام سے تہے ایک دوسرے کے متعاقب
استقبال اور لوازم مہمانداری کے لیے روانہ کیا - اور ان لوگون نے ایلچی کو لاکر خیریت آباد
مین اوتارا - اور ۱۷ تاریخ عبد اللہ قطب شاہ اپنے مکان واقع خیریت آباد مین گیا - اور
ایلچی کو دربار مین بولایا ایلچی نے شاہ ایران کا خط دیا - اور پچاس گہوڑے عراقی تاج شمشیر
خنجر مرصع وغیرہ بہت تحفے بہی جو بادشاہ ایران کی طرف سے لایا تہا عبد اللہ کو دیئے
عبد اللہ نے بہی اوسے خلعت خاص ایک ہاتی اور دو عراقی گہوڑے عنایت کیئے
اور مرزا محمد امین کے باغ مین ٹہیرایا -

سہ ۲۲ کو سفیر نے اپنی طرف سے چودہ گہوڑے اور بارہ اونٹ پانچ قالین نفیس

سنہ ۱۰۴۳ھ

نمدے تکیے چودہ طبق زربفت وغیرہ کے عبداللہ کو نذر دئے - اور عبداللہ نے اوسے
خلعت خاص اور جیغہ مرصع ایک ہاتی اور دو گہوڑے عطا فرمائے - اور اوس کے
اخراجات کے واسطے چار ہزار من غلہ اور پانچ ہزار ہون نقد مرحمت کیے - اور پرگنہ
مجاہد پور جس کی دو ہزار ہون جمع تہی اور ایک ہزار ہون نقد ماہانہ خزانہ سے مقرر
کردیا -

دوسرے روز خیرات خان نے بہی بارہ عراقی گہوڑے اور چودہ طبق زربفت کے
اور چند گرجی غلام اور کنیزین اور ایک اونٹ اور پانچ قالین مع تکیہ ہائے نمدی وغیرہ
تحائف مین پیش کیے - اور خلعت خاص پایا - اور حضوری مجلسیون مین منسلک ہوا

۱۰۰ - عبداللہ قطب شاہ کا شیخ محمد خاتون کو مکرر پیشوا مقرر کرنا

اوپر ہم لکہ آئے ہین کہ عبداللہ قطب شاہ نے نواب
شیخ محمد خاتون کو عہدہ پیشوائی سے سنہ ۱۰۴۲ھ مین معزول کردیا
تہا - اور پہر اوسے عروس کے ہمراہ بیجاپور کو بہیجا تہا - جب شیخ محمد خاتون وہان سے
لوٹ کر آیا تو عبداللہ قطب شاہ سے اوس نے بیجاپور کا حال جیساکہ اوس نے دیکہا تہا
بیان کیا - عبداللہ اوسکی حسن خدمت اور اس بیان سے بہت خوش ہوا - اور چند عرصہ
کے بعد ۹ شوال سنہ ۱۰۴۳ھ کو اوسے پہر اپنے پہلے عہدہ پر بحال کردیا - اور کل امور
سلطنت اوس کے قبضہ اقتدار مین دیدیے - اور نقرہ پالکی سواری کے واسطے اور
دو گہوڑے بہی عنایت کیے اور نواب کے خواہر زادہ کو نائب کیا - اور اوسی روز
دونون دفتر خانہ عامرۂ بادشاہی مین آئے - اور تمیا چند کاغذون پر دستخط کرکے اپنے
اپنے عہدون کا اہتمام لے لیا -

شیخ محمد خاتون نے اپنے تقرر کے بعد بعض عمال کو جو امور دیوانی مین مداخلت

بیجا کرتے تھے بیدخل کر دیا - اور میر فصیح الدین محمدؒ کو جو منصب سرخیلی سے معزول ہوکر
تحصیل زرمالگذاری اور انتظام مرتضی نگر کو گیا ہوا تھا بادشاہ سے خلعت بھجوا کر پھر بلوا لیا
اور عبد اللہ نے شیخ محمد خاتون کے مزید احترام کے واسطے دو سردار بزرگ مخدوم ملک
اور سید بابو کو جن مین سے ہر ایک کے پاس سو سو سوار اور ہزار ہزار پیادے تھے اور چودہ
سلحداروں کو اوس کی اردلی مین متعین کیا اور حکم دیا کہ ہر پنجشنبہ کو وہ روضہ ہاے سلاطین
قطب شاہیہ کی زیارت کو جایا کرے - اور سواری لنگر فیض اثر مین جتنے مقربان درگاہ
اور سرداران عساکر ہین سب بلا استثنا پیشوا کے ہمراہ جایا کرین -

عبد اللہ قطب شاہ اس کی اسقدر خاطر کرتا تھا کہ اس کی میر جملگی کے زمانہ مین دو بار
اس کے گھر پر خود گیا - اور اپنی مان اور اپنے تمام اہل حرم کو بھی لے گیا - اور ایک ایک
ہفتہ تک اوس کے گھر رہا - اور نواب کی ضیافتین کھائین - اور جب اوس نے جواہرات
مرصع آلات اور گھوڑے ہاتی اور اور تحف و ہدایا پیش کیے - تو عبد اللہ نے فرط
عنایت سے دو راس اسپ عربی قبول کر کے باقی اشیاء واپس مرحمت کر دین - اور
سواے اس کے کسوت خاصہ اور دو راس اسپ مع یراق سیمین عنایت کیے -

چونکہ علامہ موصوف ایک بڑا ذی علم آدمی تھا - اس لیے خدمات شاہی کے انجام
دہی کے علاوہ درس و تدریس مین بھی مشغول رہا کرتا تھا - اور ہر صبح کو اوس کے پاس
علما فضلا شعرا امرا وزرا جمع ہوتے تھے - اور کتب تفاسیر احادیث فقہ
حکمت ریاضی منطق وغیرہ اوس سے پڑھتے تھے - سہ شنبہ کو جب تعطیل
ہوتی تو اور ارباب کمال آتے اور عربی فارسی کی دواوین مین سے دیوان متنبی دیوان
خاقانی انوری مثنوی مولوی روم حدیقہ حکیم سنائی وغیرہ کا شغل رہتا تھا - اور ہر ہفتہ

کی طرح دیہاتی اور غزلین لکھی جاتی تہین اور مشاعرہ ہوتا تہا۔

اور اسی مشاغل کے سبب سے نواب علامی نے بادشاہ کے یہان طرح طرح کی خدمات پر کتنے ہی لوگون کو نوکر رکہایا تہا۔ اور قدیمی ملازمون کی ترقیان کرائی تہین۔ اور نیز تجار اور کافہ انام پر بہی وہ طرح طرح کے احسان کرتا تہا۔

یہ سب تعریف اس شخص کی تاریخ قطب شاہی مین لکھی ہے۔ ممکن ہے کہ صحیح بہی ہو مگر چونکہ اوس مین شیخ محمد خاتون کے کامون کی کوئی تفصیل نہین دی ہے اسوجہ سے ہم اس کی صحت کا کوئی صحیح صحیح اندازہ نہین کرسکتے۔

۱۸۱۔ مہابت خان خانخاناں کی وفات اور خاندوران کا دکن کو آنا۔

مہابت خان کی سختی سے نہ صرف اوس کے ماتحت اور اوس کے ساتہہ کے امیر ہی ناراض تہے بلکہ اوس کا بیٹا خانزمان بہی ناراض تہا۔ اور اوس کی ناراضی کی یہان تک نوبت پہونچ گئی تہی۔ کہ باپ سے ناراض ہوکر خانزمان ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۴ھ کو شاہجہان کے پاس چلا گیا۔ جس زمانہ مین کہ خانزمان باپ کے پاس سے گیا ہے اوس وقت باپ کو بواسیر کی بیماری سے بہت تکلیف تہی۔ اور یہ عارضہ اوسے ایک مدت سے تہا اور اب یہ بیماری اس درجہ کو پہونچ گئی تہی کہ شروع ربیع الثانی مین وہ مرگیا (زمانہ آرام گرفت) اوسکے مرنے کی تاریخ ہے جس سے سنہ ۱۰۴۴ھ نکلتے ہین۔ اوس کا اصلی نام زمانہ بیگ تہا مگر شعرا نے اوس سے مذمت مقصود رکہی ہے۔ اور اور بہی اسی قسم کی کئی تاریخین ہندوستانیون اور دکہنیون نے اوس کے مرنے کی لکہی ہین جس سے اوس کی مذمت نکلتی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک وہ ایک نہایت اچہا زود فہم تجربہ کار مستقل مزاج دوربین مآل اندیش سخت گیر سپہ سالار اور بڑا محنتی سپاہی تہا۔ اوسی کی تدابیر اور جانفشانی

سے دولت آباد کا مضبوط قلعہ فتح ہوا - ورنہ اس کا فتح ہونا بہت مشکل تہا - پرینده کے محاصرہ مین جو اوس کو ناکامیابی ہوئی یہ شاہزادہ اور مہابت خان کی مشترکہ حکومت کا سبب تہا - امیر مہابت خان کے کہنے کو قابل تعمیل نہین سمجھتے تہے اور اوس سے ہمسری کا دعویٰ کرتے تہے - اگر وہ تن تنہا ہوتا اور سپہ سالاری اوسی کے اختیار مین ہوتی تو بہت کچھ خیال ہوتا ہے کہ پرینده فتح ہو جاتا -

جس روز کہ خانزمان شاہجہان پاس پہونچا ہے - اوسی روز مہابت خان کے مرنیکی خبر بہی شاہجہان کو پہونچی - شاہجہان نے خاندوران صوبہ دار مالوہ کو حکم دیا کہ جب تک دکن کی صوبہ داری کا کوئی مستقل بندوبست کیا جاے وہ وہان جاکر انتظام کرے -

۱۰۲ - شاہجہان کا دکن کے ملک کو دو حصون پر تقسیم کرکے خاندوران اور خانزمان کو اونکا صوبہ دار کرنا -

شاہزادہ محمد شجاع سے تو دکن کا کام درست نہ چلا اور شاہزادہ اورنگ زیب ابھی بہت چہوٹا تہا - اور اور ایسے بڑے ملک کو شاہجہان کے نزدیک کسی ایسے شخص کو سپرد کرنا مناسب نہ تہا جو شاہی خاندان سے نہو - اس سیلیے اوس سے ۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۴۴ھ کو برار خاندیس دکن کے ملک کے دو حصے کر دئیے اور بیان بجاے ایک صوبہ دار کے دو صوبہ دار مقرر کیے - اور دونون صوبون مین سے ایک کا بالا گہاٹ اور دوسرے کا پایان گہاٹ نام رکہا -

پایان گہاٹ مین تمام خاندیس اور برار کا اکثر حصہ داخل تہا جسے برار پائین گہاٹ کہتے ہین اور جو پہاڑون سے نیچے شمال کو واقع ہے اور اسی مین سرکار بیجاگڈہ و سرکار ندربار اور نیز اور بعضے محال سرکار ہنڈیہ کے داخل تہے جو پہلے صوبہ مالوہ مین تہے اور انہین شاہجہان نے مالوہ سے دور اور برہانپور کے قریب اور نزدیک

سنہ ۱۰۴۴

جنوب مین ہونے کے سبب سے خاندیس مین اس وقت ملا دیا تہا۔ اس صوبہ کی جمع ۹۲ کرور دام یعنی دو کرور تیئس لاکہہ روپیہ تہے۔ بالاگہاٹ مین کل دکن کا ملک تہا جس مین سرکار دولت آباد احمدنگر پٹن بیٹر جالنہ پور جنیر سنگمینر فتح آباد مع توابع و مضافات شامل تہے اور برار بالاگہاٹ اور تمامی ملک تلنگانہ مقبوضہ مغل داخل تہا۔ اس کی جمع ایک ارب بیس کرور دام یعنی تین کرور روپیہ تہی۔

صوبہ پایان گہاٹ مین خاندوران کو اور صوبہ بالاگہاٹ مین خانزمان کو صوبہ دار کیا اور حکم دیا کہ جو لوگ دکن مین متعین ہین اون مین سے راجہ جے سنگہ مبارز خان راو ستر سال اور جگراج خانزمان کے پاس رہین۔ اور دولت آباد اوس کا صدر ہو اور راجہ پہار سنگہ بندیلہ مادہو سنگہ ہاڑا لعل بہادر خاندوران کے ساتہہ شامل ہون اور اوس کا صدر برہان پور رہے۔ اور اون کے سوا جو اور سردار ہین اونہین خانزمان اور خاندوران دونون ملکر باہمی رضامندی سے آپس مین تقسیم کرلین۔

اور اللہ وردی خان کو مالوہ کی صوبہ داری پر بہیجا۔

اور اسحاق بیگ روزآبادی کو بخشی گری اور واقعہ نویسی اور محمد رشید کابلی کو خدمت دیوانی صوبہ پایان گہاٹ کی عنایت کی۔

۱۸۳ ساہوجی وغیرہ نظام شاہیون کی تاخت مغلیہ علاقہ پر اور خاندوران کا اونکی سرکوبی کو جانا۔

جب مہابت خان مرگیا اور یہان کوئی صوبہ دار نرہا تو دکہنیون کو بڑی خوشی ہوئی۔ اور ساہوجی اور اور نظام شاہی امرا نے سر اوٹہایا۔ اور یہان تک حوصلہ بڑہایا کہ دولت آباد کے نواح مین آکر رعایا سے زر مالگذاری تحصیل کرنا شروع کردیا۔ اور مرتضی خان قلعہ دار دولت آباد کی کچہہ پروا بہی نہ کی ابہی خانزمان شاہجہان کے

پاس ہی تہا اور خاندوران آیا بہی نہ تہا-

جب یہ خبرین پہونچین تو خاندوران بسرعت تمام شروع شعبان سنہ ۱۱۴۲ھ مین برہانپور آیا- اور مادہو سنگہ اور میر فیض اللہ کو وہان کی حفاظت پر متعین کرکے راجہ جے سنگہ مبارزخان جگراج بندیلہ اکرام خان حکیم خوشحال بخشی و واقعہ نویس باقی بیگ اوزبک وغیرہ کو اور کمپیون مین سے مالوجی پرسوجی کو انکر دشمنون کی تادیب کے واسطے چلدیا- اور پانچ روز مین ظفر نگر پہونچکر بلا توقف تین روز مین کہر کی جا پہونچا- اور جب معلوم ہوا کہ ساہوجی وغیرہ خاندوران کے آنے کی خبر سنکر حوالی دولت آباد سے کوچ کر گیے ہین- اور رامدودہ کو روانہ ہوئے ہین تو وہ بہی دولت آباد مین آیا-

اور وہان ایک ہی روز قیام کرکے ۱۹ کو رامدودہ داخل ہوا- اور ۲۰ تاریخ کی شب کو یہان سے سوار ہوکر ڈیڑہ پہر دن چڑہے مان گنگا کے کنارہ پہونچا- یہان خبر ملی کہ ساہو وغیرہ شیوگانون کی طرف چلے گیے ہین- اس واسطے ادہر کو چلکر شام کے وقت شیوگانون پہونچا-

۱۴۴- خاندوران کی دست برد ساہوجی وغیرہ پر اور خاندوران کا اپنے صوبہ پر جانا

اب یہان خاندوران نے اپنی فوج کو ترتیب دیا- اور خود قول مین ہوا- اور راجہ جے سنگہ کو ہراول کیا- اور برنغار جرنغار پر دوسرون کو مقرر کیا- اور باوجود اس کے کہ وقت تنگ ہوگیا تہا مگر یہ خبر سنکر کہ دشمن شیوگانون سے دو کوس پر ایک ندی کے کنارہ اوترے ہوے ہین متوجہ ہوا- لیکن دشمن خاندوران کا حال سنتے ہی چلدئے اور رات کی تاریکی اور ماندگی کے باعث خاندوران کو وہان قیام کرنا پڑا-

لیکن نیر شب کو بہرامپور کی طرف کوچ کیا- وہان پہونچنے پر معلوم ہوا کہ مفسدین

گہاٹی مہری کے راستہ سے بالاگہاٹ پر آنکلے - اور اپنا بنہ و بار گہاٹ مانک دودہ سے قلعہ جنیر کی طرف بہیجدیا ہے - اس واسطے خاندوران نے گہاٹ مانک دودہ کا راستہ لیا - اور اون کے بنہ و بار پر پہونچ گیا - اس وقت دشمن کے کچہہ آدمی تو بالاگہاٹ پر آگیے تہے - اور کچہہ لوگ اسباب کی حراست و پاسبانی کر رہے تہے - ان پاسبانون نے مقابلہ کیا اور یہ سوچا کہ اس عرصہ مین ہمارے باقی آدمی بہی آجاینگے - مگر ان مین سے بادشاہی فوج کے ہاتہہ سے بہت مارے گیے - اور جس قدر اسباب تہا وہ سب اور قریب آٹہہ ہزار بیل غلہ کے اور نیز اسلحہ جو ان لد رہے ہوئے تہیں ہاتہہ آئے اور اون کے تین ہزار آدمی قید ہوگیے - خاندوران نے ان غنائم کو لشکر مین تقسیم کیا - اور پاتری چلا آیا - اور پاتری سے پہر احمد نگر مین آگیا - اور وہان اذوقہ اور حراست قلعہ کا سرانجام کر کے پٹن کو کوچ کیا -

اسی مین خبر آئی کہ خانزمان دولت آباد مین آگیا ہے اس واسطے خاندوران نے بالاگہاٹ کے متعین شدہ آدمیون کو اوس کے پاس بہیجدیا - اور خود برہانپور مین چلا گیا کہ وہان جاکر اپنی خدمت کا سرانجام کرے -

۱۸۵ - خواص خان کا مصطفے خان کو قید کرنا اور عادل شاہ کی اوس سے آزردگی

جب پرنیدہ پر خواص خان کو فتح حاصل ہوگئی اور رہا سہا خان زمان جو کمینیون کا بڑا دشمن تہا مر گیا اور خواص خان نے ایک نیا نظام شاہ کہڑا کر کے ساہوجی کو اپنا رفیق بنالیا - تو اب اوس کا جاہ و جلال کچہہ نہ پوچہو - اوس کے استقلال و کامرانی اوس حد کو پہونچ گئی کہ دم انا و لا غیری کا مارنے لگا - خواص خان کا اگر کوئی اب مد مقابل تہا تو صرف ایک مصطفے خان تہا - جو اوسکی تجاویز کو ناپسند کرتا تہا - مگر اوس کے فریق مین کچہہ جان نہ تہی جو سردار تہے وہ

سب خواص خان کی طرف ستہے۔ اس وجہ سے مصطفی خان کے منصوبہ سب
اوسی تک محدود رہتے ستہے اب یہ مخالفت کمال کو پہونچ گئی۔ اور مصطفی خان اور
خواص خان مین خوب لڑائی ہوئی۔ طرفین سے لوگ مارے گیے۔ اور ایک تیر
شاہ مرتضی ابن شاہ ہاشم چشتی العلوی کے لگا جو شاہ برہان الدین کا باپ تہا اور وہ اوس
سے مرگیا لیکن اس لڑائی کا اور کچہہ حال نہین معلوم ہے۔ پہر خواص خان نے کچہہ حیلہ و
تدبیر کرکے شروع سنہ ۹۶۰ھ مین مصطفی خان کو پکڑلیا اور قید کرکے بلگانون رہنے کو بہیجدیا
اور خود بالاستقلال مالک و مختار بن بیٹہا۔

جب خواص خان کی یہان تک نوبت پہونچ گئی کہ مصطفی خان سے وزیر اعظم کو
اوس نے قید کردیا اور اوس کا یہ عروج ہو گیا کہ بادشاہ کے احکام بہی اوسکی منظوری بغیر
اجرا نہ ہونے لگے تو سب امیرون کے کان کہڑے ہوگئے۔ اور بادشاہ کی بہی آنکہین
کہل گئین اور سب لوگون کو ابراہیم عادل شاہ کی وہ بات یاد آگئی جو اوس نے مصطفی خان
سے کہی تہی کہ دولت خان جس کا نام اب خواص خان تہا بڑا بے وفا ہے۔ تجہہ سے
وفاداری نہ کریگا۔

پہر خواص خان نے اپنے استحکام مین کوشش کرنا شروع کی اور اکثر معتمدان
عادل شاہ کو خدمت سے دور کردیا۔ اور اوس کے پاس اپنے آدمی بہرتی کردیے
محمد عادل شاہ پہلے ہی اوس کے تسلط سے ناراض تہا اور اب اوس کو اپنی جان اور
سلطنت کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اس لیے اوس نے خفیہ خفیہ رندولہ خان سے خواص خان
کے استیصال کی تحریک کی۔ اور ایک اپنے معتمد کو بہیجکر اوس سے مشورہ کیا۔ اور
خواص خان کے قتل کے واسطے اوسے آمادہ کیا۔

۱۰۴۵ھ

۱۴۴ ۔ خواص خان کے خلاف پر رندولہ خان کا امراکو جمع کرنا اور خواص خان کا شاہجہان سے مدد مانگنا ۔

یہان تمام امیر جو خواص خان سے متفق تھے اور مصطفیٰ خان کے مخالف تھے اوسکی وجہ صرف ایک ہی بات تھی خواص خان کی راے شاہجہان کے برخلاف تھی اور یہی تمام امیر چاہتے تھے ۔ باقی دوسری باتون مین خواص خان کے نہ تو کوئی موافق تھا ۔ اور نہ مصطفےٰ خان کے مخالف تھا ۔ سب مصطفےٰ خان سے راضی تھے اور علاوہ اس کے حال مین ہی مراری کی سپہ سالاری سے رندولہ خان کو سخت رنج پہونچا تھا ۔ اور لشکر کے مسلمان امیر ایک ہندو کی ماتحتی پسند نہ کرتے تھے اس لیے سب بالاتفاق خواص کی مخالفت پر مستعد ہوگیے ۔ اور اوس سے یہ چھیڑ چھاڑ شروع کی ۔ کہ تمام امیر مراری پنڈت کی بدسلوکی سے ناراض ہین اور وہ بڑا بدزبان آدمی ہے ۔ اوسے سلطنت کے کاروبار سے معزول کرکے کاشی جی کو بھیجدیا جاے ۔ باقی ہم آپ کی ہر طرح مطیع و فرمان بردار ہین آپ سے ہمین کچھ پرخاش نہین ہے ۔

خواص خان نے رندولہ خان اور سب امراکو جواب مین لکھا کہ آج تو آپ مراری سے ناراض ہین اور اوسے نکالنے کے واسطے التجا کرتے ہین کل مجھ سے ناراض ہونگے ۔ اور مجھے بھی نکالنے کی درخواستین کرینگے ۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مراری پنڈت کو مین نکالدون ۔

یہ جواب تو خواص خان نے امراکو بھیجدیا ۔ مگر امیرون نے ایسا اتفاق کیا تھا کہ خواص خان نے اس بات کو جان لیا کہ میری اب کسی طرح خیر نہین ہے ۔ اور انکے پنجہ سے مجھے کوئی بچا نہین سکتا ہے اس لیے اوس نے مجبور ہوکے شاہجہان سے مدد مانگنا مناسب سمجھا ۔ اور شیخ محی الدین دبیر کو شاہجہان کے پاس بھیجا کہ یہان بیجاپوری

امرا نے فتنہ و فساد برپا کیا ہے اگر ایسے وقت مین لشکر شاہی آپ یہان بہیجدین اور مجہہ کو مدد کرکے اس بلا سے نجات دلادین۔ تو مین فتنہ پردازان مخالف کو سزا دیکر بیجاپور آپکے حوالہ کردونگا۔

جب اس بات کی امرا کو خبر ہوئی تو اون کے غصہ کا کچہہ حال نہ پوچہو گویا اُنکے تن بدن مین آگ لگ گئی۔ علی فرہاد خان خیریت خان علی خداوند خان محمد یاقوت راگہو پنڈت یاقوت خانی کہیلوجی بہوسلہ شرزہ راو گہاٹگہ وغیرہ تمام امیر جو سرحد پر پڑے ہے تہے سب رندولہ خان کے ساتہہ متفق ہوگیے۔ اور آکر خواص خان کی مخالفت کے لیے گلبرگہ مین جمع ہوئے۔

۱۰۴۶۔ ملک ریحان قلعہ دار شولاپور کا رندولہ خان سے ملنا اور پہر واپس چلاجانا

اتفاقاً امام خان حوالدار ایتکیر نے اس زمانہ مین خواص خان سے کچہہ سرکشی کی تہی۔ اور اوس سے نافرمان ہوگیا تہا خواص خان نے امام خان کی تنبیہہ کے بہانہ سے مراری پنڈت کو اپنا اور اوس کا لشکر خاصہ اور خاصہ خیل کی فوج دیکر اور آتش خان چاندخان نظام شاہی اور درویش محمد و مصطفے خان نظام شاہی وغیرہ امرا کو ساتہہ کرکے دس ہزار آدمی سے ایتکیر کی طرف رندولہ خان وغیرہ کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا۔ اودہر جب رندولہ خان اجتماع امرا اور لشکر سے فارغ ہوا تو اوس نے خواص خان کی تنبیہہ کے قصد سے گلبرگہ سے کوچ کیا اور بیجاپور کو چلا۔

ملک ریحان شولاپور کا قلعہ دار تہا اور خواص خان سے ملا ہوا تہا۔ اور اوسی نے اوسے عادل شاہ کی اطاعت کی طرف احسان کرکے متوجہ کیا تہا مگر جب اوس نے رندولہ خان وغیرہ تمام امرا کو اوس کے برخلاف پایا تو وہ بہی ان کا شریک ہوگیا اور

ایک لشکر سنگین لیکر کملاپور کے قریب رندولہ خان سے آکر مل گیا۔

رندولہ خان نے ملک ریحان اور راگھو پنڈت سے کہا کہ بہیورہ آجکل بڑے زور پر ہے بہتر ہے کہ آپ دونون صاحب آگے جاکر اوس سے عبور کر کے پار کے کنارہ پر قبضہ کر لیجئے۔ متعاقب ہم بہی آجائین گے۔ اس واسطے راگھو پنڈت بہاگواری مین اور ملک ریحان ٹانکلی مین جاکر اس تجویز مین ہوے کہ دریا سے پار جائین۔

خواص خان نے جب سنا کہ ملک ریحان بہی انکے ساتہہ آتا ہے تو اوس نے ملک ریحان سے مخفی کہلا بہیجا کہ رندولہ خان نے مراری پنڈت کی وجہ سے فتنہ برپا کیا ہے اور امورات سلطنت مین خلل اندازی کرنا چاہتا ہے اوسے عنقریب اپنے کردار کی سزا ملے گی۔ تم تو بادشاہ کے دولت خواہ اور میرے محب ہو تم اون کے ساتھ کیون ہو گیے ہو۔ ملک ریحان نے جب یہ خواص خان کا پیغام سنا اور غور کیا تو اوس نے جہگڑے سے کنارہ رہنا ہی بہتر سمجہکر ٹانکلی سے مندروپ کا راستہ لیا اور شولاپور کی سرحد مین پہونچکر اقامت گزین ہو گیا۔ اور نتیجہ کا منتظر رہا۔

۱۸۸۔ سیدی ریحان قلعہ دار شولاپور اور خواص خان کی دوستی۔

خواص خان کی اور سیدی ریحان قلعہ دار شولاپور کی دوستی کی وجہ یہ تہی کہ سیدی ریحان نے خانزمان خان کے لشکر کو شولاپور سے نکلکر پرینڈہ کے محاصرہ کے وقت لوٹ لیا تہا اور اوسکا فرش و بساط تک لے گیا تہا جس کا حال مغلیہ تاریخون مین کہین ہماری نظر سے نہین گذرا۔ اس سے اوس کی شجاعت کی شہرت ہو گئی تہی۔ اور نظام شاہی سپاہ کے چار پانچ ہزار سوار اوسکے پاس جمع ہو گیے تہے۔ اور اوس کی بات خوب بن گئی تہی۔ خواص خان اوس کے ساتہہ قدیم سے حسن سلوک کرتا رہتا تہا۔ اس وقت اوس نے حافظ نصیر اللہ

ایک اپنے معتمد کو اوس کے پاس فرمان شجاعت اور خلعت مبارکباد فتح دیکر بہیجا- اور
کہا کہ سلطان محمد عادل شاہ تمہاری شجاعت کو سنکر بہت خوش ہوا ہے اور اوس سنے
یہ خلعت اور فرمان تمہارے پاس بہیجا ہے- چاہیے کہ تم بہی کسی اپنے معتمد کو یہان
بہیجو- سیدی ریحان سنے حافظ نصیر اللہ کا استقبال کیا اور اوسکی بڑی تعظیم کی- اور فرمان
اور خلعت لیکر نہایت خوش ہوا-

اور سیدی فولاد دولت خان اور نعمت خان کو اپنی طرف سے عرائض
اخلاص آمود لکہکر حافظ نصیر اللہ کے ساتہہ روانہ کیا- خواص خان سنے سیدی ریحان کے
آدمیون کی بہت تسلی اور دلجوئی کی اور سیدی ریحان کو شولاپور کے سوا سلطان محمد عادل
شاہ کی طرف سے پرگنہ گر، کولاپور خانان پور ٹیکری ایک لاکہہ ہون کا
علاقہ اور عنایت کیا- اور سیدی فولاد خان اور نعمت خان کو اپنے پاس رکہہ لیا-
اور سرحد کی محافظت کے واسطے اوسے تحریص و ترغیب دلائی- اس سے سیدی
ریحان خواص خان کا دوست ہو گیا تہا-

۱۸۹- مراری پنڈت کا حملہ راگہو پنڈت پر اور مراری کا شکست کہاکر دہارور کو بہاگنا- - - - - -

ادہر راگہو پنڈت سنے دیولگانون کے مقدم کو گانہٹا اور پانچ چہہ ہزار سوار سے بہینورہ کے پار ہو گیا- اور دیول گانون سے ایک کوس پر جاکر مقیم ہوا- اودہر اسی
مین اوسے راگہو پنڈت کے بہینورہ سے عبور کرنے کی خبر ملی- مراری سنے سوچا کہ
راگہو پنڈت اس وقت تن تنہا ہے- ایسے مین مناسب ہے کہ رندولہ خان
کے ملحق ہونے سے پہلے ہی مین اوس کا کام تمام کر دون- اس ارادہ سے
اوس سنے اپنی تمام فوج لی اور دو دن مین ۲۳ کوس کی مسافت طے کرکے دیولگانون

سنہ ۱۰۴۵ھ

مین آپہونچا- اور ابہی اوس کا سارا لشکر ہونچا بہی نہ تہا صرف پانچ چھہ ہزار سوار ہی آسکے تھے- کہ اوس نے صفین درست کر کے راگہ پنڈت سے لڑائی شروع کر دی- چونکہ مراری کی تہکی ماندہ فوج تہی- اور راگہو پنڈت کی فوج تازہ دم تہی- لڑائی ہوتے ہی اول ہی وہلہ مین لڑائی کا بڑا ابہادر سردار سید عثمان مارا گیا- اور مراری کی فوج کو شکست فاش ہوئی اور اوس کے کثرت سے آدمی قتل ہو گیے- اور تمام لشکر متفرق و پریشان ہو گیا- صرف پندرہ سوار سے مراری شاہ پور کو بہاگ گیا-

پہر وہان مصطفے خان نظام شاہی اوس سے جاملا- اور شاہپور سے اوسے ارکندی لے گیا- پہر مراری وہان سے دوداری کو چلا گیا- بعد ازان رندولہ خان کی جاگیر مین جا کر اوسے غارت کیا- اور وہان چمکلا مین آکر چہہ روز کشنا کے کنارہ مقیم رہا- ہرچند مراری سے اعیان اور خیر خواہون نے اوس سے کہا کہ خواص خان ابہی تک موجود ہے اور بیجاپور مین برسر حکومت ہے اوس کے پاس جانا چاہیئے مگر غالبًا شکست کی ندامت سے اوس نے قبول نہ کیا- اور دہارور کے قلعہ کے ناگواڑیون کے اعتماد پر دریاے کشنا سے گذر کر دہارور مین پہونچا-

۱۹۰- رندولہ خان کا بیجاپور کو کوچ کرنا اور خواص خان کا قلعہ نشین ہونا-

جب رندولہ خان نے مراری کی کامل شکست کا حال سن لیا تو باطمینان تمام بہنورہ سے گذر کر انملہ مین آیا- اودہر خواص خان نے مراری کی شکست اور رندولہ خان کی پیش قدمی کی خبر سنی تو اوس نے بیجاپور کے قلعہ کے دروازہ خوب مضبوط بند کیے اور وہان حراس معتمد مقرر کر کے اوس کے دفعیہ کا ارادہ کیا- اور خود قلعہ نشین ہو گیا- رندولہ خان نے اوسے کہلا بہیجا- کہ آپ نے جو قلعہ نشینی اور لڑائی کا ڈہنگ اختیار کیا ہے یہ مناسب نہین

ہے - تم کو چاہئے کہ تمام امرا کی طرح قلعہ سے باہر آکر اپنے مکان مین بیٹھو اور رعیت کی
کی باتین ہین اون کے رفع اور اصلاح کی تدابیر کرو - مگر خواص خان کو ایسا اندیشہ ہو گیا تھا
کہ اوس نے قلعہ سے نکلنا اور مصالحت کرنا ہرگز مناسب نہ سمجھا - اور جہانتک ہو سکا
تلوار کے ذریعہ سے فیصلہ کرنا چاہا -

۱۹۱ - سلطان محمد عادل شاہ کا سیدی ریحان رقعہ رسان کے ذریعہ سے خواص خان کو قتل کرانا

سلطان محمد عادل شاہ نے دیکھا کہ یہ تو بڑا بکھیڑا اپیل گیا - معلوم نہین کہ انجام کیا ہو - اوس نے اپنے خاص مشیرون مین سے سیدی ریحان رقعہ رسان کو بولایا جو اوس کا نہایت معتمد اور محرم راز تھا - اور اوس سے کہا کہ فرصت کو مغتنم سمجھکر کچھہ کام کرنا چاہیئے وہ اس اشارہ کو سمجھہ گیا اور اس خوشی سے کہ بادشاہ نے مجھے اس کام کا اہتمام سپرد کیا جامہ مین پہولا نہ سمایا - اور خواص خان کے قتل کی تدابیر سوچنے لگا -

سیدی ریحان رقعہ رسان کے دو شخص بڑے معتمد تھے ایک کریم محلدار جسے کریم شرزہ کہتے تھے اور دوسرا حسین پسر میان جی سرہلک - اوس نے ان دونون سے اس راز کو کہا اور بادشاہ کی مرضی کا بھی اون سے اظہار کیا یہ دونون شخص خواص خان کے قتل کے واسطے مستعد ہوئے - اور ان تینون مین باہم عہد و پیمان ہو گئے اور ایک روز محرم یا صفر سنہ ۱۰۴۵ھ مین دربار کے مکان مین آکر مخفی بیٹھہ گئے -

جس وقت خواص خان محمد عادل شاہ کے پاس سے رخصت ہو کر باہر نکلا اور مکان جانے کا ارادہ کیا کہ یکبارگی کریم شرزہ نے خواص خان پر دوڑ کر خنجر کا وار کیا اور سینہ پر مارا - اور خود ایک گوشہ کی طرف بھاگ گیا - خواص خان بڑا چالاک تھا وہ سمجھہ گیا کہ بادشاہ نے اشارہ کیا ہو گا یہان سے نکل جانا چاہیئے اس لیئے زخم کہا کر

خواص خان بہاگا - حسین خان نے دیکہا کہ خواص خان کے زخم کاری نہین لگا ہے اور وہ نکلا جاتا ہے اس لیے اوس نے بڑہکر ایک اور زخم کاری لگایا مگر خواص خان نے باوجود ان دو زخمون کے بہی استقلال کو ہاتہ سے نہ دیا اور شتابان اپنے گہر کو چلا اور قلعہ سے باہر نکل گیا۔

سیدی ریحان رقعہ رسان نے جب یہ حال دیکہا تو اوسے بڑا اندیشہ ہوا اوس نے کہا کہ اگر خواص خان ایک ساعت بہی زندہ رہ گیا تو ہم سب پر غضب ٹوٹ پڑیگا - اوس نے دلیری کرکے پرکوٹہ سے ایک دو رہائی اور سواران خاصہ خیل کو لیکر خواص خان کے پیچہے چلا - مگر خواص خان نے وہ تیزی کی کہ اپنے گہر پر سیدی ریحان سے پہلے پہونچ گیا - اور مکان کے دروازہ مضبوط بند کر لیے -

محمد عادل شاہ بہی یہ حال دیکہکر بڑا مضطرب ہوا - اور اوس نے سیدی ریحان کو مکرر سکرر تاکیدی حکم بہیجے کہ اس وقت کسی طرح سستی نہ کرنا چاہیے جہان تک ہو سکے جلد اس جہگڑے کو ختم کرکے ہی چہوڑنا چاہیے - اس واسطے سیدی ریحان نے مزدورون کو بولاکر خواص خان کا مکان توڑ ڈالا اور اوس مین گہس کر اوس کو قتل کر ڈالا اور سر کاٹ لیا -

ایک شخص مبارک خان نامی خواص خان کا بڑا دوست تہا وہ یہ سنتے ہی ہاتی پر سوار ہوا - اور تمام اپنے رفیقون کو لیکر خندق قلعہ تک آیا مگر اب کیا تہا بادشاہ کی طرفداری مین ہزارون آدمی کہڑے ہوئے تہے - مبارک خان اور اوس کے تمام ہمراہی مارے گئے مگر داؤد خان مبارک خان کا بہائی اس وجہ سے بچ گیا کہ وہ سلطان محمد عادل شاہ کا ہواخواہ تہا -

۱۹۳- سیدی ریحان رقعہ رسان یہ سیدی ریحان رقعہ رسان ایک حبشی تہا اورا سے ایک سوداگر سات برس کی عمر مین اوس کی مان سمیت فروخت کے لیے لایا تہا - نورس پور مین ابراہیم عادل شاہ نے اس بچے کو مول لے لیا - اور سلطان محمد کی خدمت مین اوس کا ہم عمر ہونے کی سبب سے چہوڑ دیا تہا - اوس کی مان کو علی خان آثاری نے خرید لیا تہا - شاہزادہ کو بمقتضاے ہم سنی اوس سے کمال الفت و اختلاط ہو گیا - اور دونون ہر وقت کہیلنے کودنے لگے - سیدی ریحان خلا و ملا مین ہر دم شاہزادہ کے ساتہ رہنے لگا - اور ناز و نعمت سے پرورش پاکر اوس کا مقرب مخصوص ہو گیا -

کہتے ہین کہ شاہزادہ محمد اور سیدی ریحان دونون ایک روز کہیل رہے تہے اور ابراہیم عادل شاہ دور سے انہین دیکہہ رہا تہا - شاہزادہ نے ریحان کی ٹوپی اوتار کر حوض مین ڈال دی - ریحان نے اول تو شاہزادہ سے ٹوپی اپنی مانگی اور جب اوس نے نہ دی تو ریحان بادشاہ کے پاس فریادی گیا - بادشاہ نے ریحان کو ٹوپی منگا کر دیدی اور فراست سے تاڑ کر فرمایا کہ اگر سلطان محمد عادل شاہ بادشاہ ہوگا تو یہ حبشی اوس کا مدار المہام اور معتمد علیہ ہوگا چنانچہ آخر کار یہی ہوا -

رقعہ رسان اوسے اس وجہ سے کہتے ہین کہ یہ بادشاہ کے پاس اوس کی خلوت مین سرداروں کی التماس کے رقعے لیجایا کرتا تہا -

۱۹۴- سلطان محمد عادل شاہ کا خود مختار ہونا اور اخلاص خان کو وزارت اور مصطفے خان کو منصب کارملکی ملنا -

جب خواص خان مارا گیا تو سلطان محمد عادل شاہ نے خواص خان اور مبارک خان کے سر ایک ٹوکری مین رکہکر رندولہ خان کے پاس بہجوا دے اور اوسے بیجاپور کو آنیکا حکم دیا - چنانچہ وہ آکر حوض شاہ پور پر فروکش ہوا -

کہتے ہین کہ کچھ عرصہ سے بارش نہین ہوئی تہی - اتفاقاً جس روز کہ خواص خان مارا گیا اوسی روز نہایت شدت سے مینہ برسا - اور مخلوق بیجاپور کو قحط اور خواص خان کے ظلم سے نجات ملی -

پہ سلطان محمد عادل شاہ نے دربار کیا - اور خود مختارانہ طور پر تمام وزرا امرا کو خلعت وانعام علی قدر مراتب عنایت کیے - اور تسلی خاطر کے واسطے ایک خلعت سیدی ریحان قلعہ دار شولاپور کو بہی بہجوایا کہ وہ دل شکنی کے باعث کہین مصدر فتنہ وفساد نہو -

اور سیدی ریحان رفعہ رسان کو اخلاص خان کا خطاب دیکر منصب وزارت عطا کیا - اور نواب مصطفے خان بابا کو غائبانہ منصب کا " اور احمد خان فرزند خداوند خان کو منصب سر نوبتی حوالہ کیا - اور نواب مصطفے خان کے بولانیکے واسطے شاہ حسن فرخ آبادی کو بہیجا اور وہ نو روز مین اوسے بلکاؤن سے جا کر لے آیا - یہ کہنا کہ خواص خان برا اور ظالم آدمی تہا محض غلط ہے - وہ بڑا عقلمند اور سلطنت کا خیر خواہ تہا - اوسی نے آصف خان کو بیجاپور سے لوٹایا - اوسی نے پرینڈہ سے مہابت خان اور شاہزادہ شجاع کو محروم کیا - اور اوسی نے عبد اللہ قطب شاہ کی بہن سلطان محمد عادل شاہ کے واسطے منگائی - اور دونو سلطنتون کو متحد اور متفق کر دیا - اور اوسی نے ایک نیا نظام شاہ پیدا کرکے ساہوجی کو مغلون کے برخلاف کہڑا کر دیا - بلکہ امرا کا اوس کے برخلاف اوٹھہ کہڑا ہونا اور اوس کا مارا جانا ہی خود ایک قسم کی شہادت دیتا ہے کہ وہ ہمہ تن کام کا اور سخت گیر آدمی تہا - اور اسی لیے یہ لوگ اوس کے دشمن ہو گئے تہے -

۱۹۵ - مراری راو کا قتل - اودہر جب مراری راو دہارور کے نایکواڑیون کے اعتماد پر دہارور

پہونچا تو اوس کے پاس اوس وقت پانچ ہزار سوار جمع ہو گیے تہے دہارور کے نایکواڑیو
سنے غالباً اوس کی شکست اور تمام امرا کی مخالفت کی وجہ سے اوسے اندر نہ آنے دیا
اور لڑائی کے واسطے تیار ہوئے لیکن بہت رد و بدل اور قول و قرار کے بعد ولپت راؤ
اور سوریا راؤ وغیرہ تمام نایکواڑی قلعہ سے نکلکر بعد مین اوس سے ملے - مراری راؤ نے
اونہین قید کریا - اور اس جرم مین کہ وہ لڑنے کو طیار ہوے تہے کچھہ آدمیا - اودسیاست
بہی کی - ارادہ سے

یہان اوسے چار ہی روز ہوئے تہے کہ اسی مین خواص خان مارے
جانے کی دہارور مین خبر پہونچی - اس سے اوسے کچھہ ایسا اندیشہ ہوا کہ تن تنہا
رات کے وقت چہپ کر اور گہوڑے پر سوار ہوکر پہال کے تانکی ٹوپی گیا - شاید
دہارور کے نایکواڑیون کی طرف سے اوسے اپنے مارڈالے جانے کا اندیشہ ہوا ہوگا -

جب وہ پہال مین پہونچا تو وہان کے قلعہ دار نے اوسے قید کر کے سلطان محمد عادل
شاہ کے پاس بہیجدیا - مگر نہ معلوم کس وجہ سے یہان مراری راؤ نے کچھہ بدزبانی کی - اور
گالیان دین جس کے سبب سے اوس کی زبان نکلوادی گئی اور گاڑی مین سوار کرا کے
تشہیر کرائی گئی - اور اوس کے بند بند کے ٹکڑے کروائے گیے یہ واقعہ خواص خان کے
قتل سے ایک مہینے بعد کا ہے -

جہان تک حالات معلوم ہین وہان تک انصاف کی بات یہ ہی ہے کہ یہ ہی شخص
تہا جس نے خواص خان کے تمام کام بنا سے تہے اور سلطان محمد عادل شاہ کے صاحب
السیف و القلم وزیر ہونے کا اوسے اصلی حق حاصل تہا - مگر چونکہ تفصیلی حالات معلوم نہین
ہین اس لیے ہم اس بڑے انجام پر پوری پوری رائے نہین دیسکتے کہ اس کے قتل کا

یہ مرتضیٰ خود یہی ہے یا کوئی اور دوسرا ہے۔

فقرہ (۲۰۴) مین جو ہم خافی خان کی روایت اوپر لکھ آئے ہین اوس کے بعد اوس نے لکھا ہے کہ عادل شاہ نے مراری کا یہ منصب چھین لیا۔ اور اوس کا مکان ضبط کر کے عروس کے ہمراہیون کی تواضع کی۔ اور حکم دیا کہ مراری خاکروبون کی طرح جھاڑو ٹوکرا ہاتھہ مین لے۔ اور سپاہی مقرر کیے کہ تین روز تک اوس سے کوچہ و بازار مین جھاڑو دلوائین۔

اس کل روایت کے دیکھنے سے قیاس ہوتا ہے کہ مراری کو غرور بہت ہو گیا تھا اور وہ بیجاپور کے تمام مسلمان امیرون کو ذلیل اور حقیر سمجھتا تھا۔ اسی وجہ سے لوگ اوسکے درپے ہو گیے اور اوس کو ذلیل کر کے مار ڈالا۔

۱۹۶۔ ساہوجی کی مرتضیٰ نظام شاہ ثالث کے نام سے حکومت۔ جب سے خان زمان بالاگھاٹ کا صوبہ دار ہو کر آیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بجز اندرونی انتظام کے اور کوئی انتظام نہ کیا تھا ساہوجی بحال خود چھوڑ دیا گیا تھا۔ اور اوس کا اسوقت بہت بڑا اقتدار ہو گیا تھا۔ پونہ چاکنہ سے بالاگھاٹ تک اور جوالی جنیر سنگمنیر ترنبک اور ناسک تک بعض قلعون کے سوا تمام ملک اوسی کے قبض و تصرف مین تھا یا یون کہو کہ کانکن کا وہ علاقہ جو نظام شاہی سلطنت مین تھا اور نیز وہ اضلاع جو احمد نگر تک ہین جنوب مین دریائے نیرا سے لیکر شمال مین کوہستان چاندور تک اس زمانہ مین شاہجی ہی کے تصرف مین آ گیے تھے۔

اور بارہ ہزار سوار اوس کے پاس جمع ہو گیے تھے۔ اور وہ مرتضیٰ نظام شاہ کے نام سے اس ملک پر بالکل حکومت کر رہا تھا۔

۱۰۴۷ھ - بکرماجیت کے ساتھ جہجہار خانوران کا مالوہ جانا اور خاندیس مین الہ وردی خان کا آنا - اور اورنگ زیب کا جہجار سنگہ پر جانا

نرسنگہ دیو بندیل کنڈ کے راجہ نے جہانگیر کے اشارہ سے شیخ ابو الفضل کو دکن سے لوٹتے وقت سنہ ۱۰۱۱ھ مین قتل کر دیا تہا - اور اس وجہ سے جہانگیر کے زمانہ مین اوس کی بڑی عزت ہوئی تہی - نرسنگہ دیو جہانگیر کے مرنے سے تین چار مہینے پہلے مر گیا تہا - اور اوس کا بیٹا جہجہار سنگہ اوس کا وارث ہوا تہا - یہہ جہجار سنگہ شاہجہان کی خدمت مین آیا تہا - اور پہر مہاسبہ کے اندیشہ سے ۱۸ شوال سنہ ۱۰۳۷ھ کو آگرہ سے اپنے وطن کو بہاگ گیا تہا - اس پر سنہ ۱۰۳۸ھ کی ابتدا مین شاہجہان نے مہابت خان اور عبد اللہ خان اور خانجہان کی سرداری مین اوس کی تنبیہ کے واسطے ستائیس ہزار فوج بہیجی تہی جس سے جہجار سنگہ نے مہابت خان کی وساطت سے عفو تقصیرات کی التجا کی اور شاہجہان نے اوسے منظور کر کے اوسے چار ہزاری کا منصب اور جاگیر دی تہی اور باقی سب ملک و مال اوس کا ضبط کر کے دکن مین خدمت کرنے کے واسطے متعین کر دیا تہا - پہر جب خانجہان لودی بہاگا تو اس کے بیٹے بکرماجیت نے اوسے اپنے علاقہ سے گذار دیا تہا - مگر پہر اس کی تلافی مین دریا خان کو خانجہان کے دہوکے سے قتل کر کے شاہجہان کو اوس نے خوش کر لیا تہا - اور پہر جہجار سنگہ اپنے بیٹے بکرماجیت المخاطب بہ جگراج کو دکن مین چہوڑ کر اپنے وطن کو چلا گیا تہا -

جہجار سنگہ نے اپنے وطن کو جا کر چوراگڑہ کے زمیندار بہیم نراین کو جو جبل پور سے ۷۰ میل مغرب کو ہے قتل کر کے اوس کے ملک پر قبضہ کر لیا - بہیم نراین کے بیٹے نے شاہجہان سے فریاد کی - بادشاہ نے جہجار سنگہ کو بہیم نراین کے روپیہ اور

سنہ ۱۰۴۵ھ

ملک کی واپسی کا حکم دیا - مگر اوس نے نہ مانا اور اپنے بیٹے بکرماجیت کو دکن سے بولایا - بکرماجیت خانزمان سے چھپ کر بہاگ گیا - خانزمان نے تو اوس کا تعاقب نہ لیا مگر خاندوران نے برہانپور سے اوس کے بہاگنے کا حال سنکر اوس کا تعاقب کیا - اور برہانپور سے بطریق یلغار تاخت کرکے اوسے صوبہ مالوہ مین جاد ابا - اگرچہ بکرماجیت کے بہت آدمی مارے گیے - مگر وہ جان بچا کر نکل گیا - اور باپ سے جاملا -

اس پر شاہجہان نے عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ سید خانجہان اور خاندوران تین سرداروں کے ماتحت بیس ہزار فوج جہجار سنگہ کے استیصال کو بہیجی -

اور خاندوران کے بجاے خاندیس کی صوبہ داری پر اللہوردی خان کو مقرر کیا - اور پایان گہاٹ برار کو اس صوبہ سے نکالکر خانزمان کے ماتحت کر دیا اور خاندوران کو مالوہ کی صوبہ داری دیدی -

چونکہ اس فوج مین جو سردار بہیجے گیٔے تہے وہ سب ایسے تہے کہ دوسری کی ماتحتی پسند نہین کر سکتے تہے - اور اس وجہ سے دشمن شکنی کی تدابیر یکسان نہین ہو سکتی تہین اس واسطے شاہجہان نے اس فوج کی سرداری شاہزادہ اورنگ زیب اپنے تیسرے بیٹے کو عنایت کی - اور ۱۵ - ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۵ھ کو جہجار سنگہ کے طرف روانہ کیا - اور اس کے نام کی سرداری مین سرداران مذکورہ نے رجب کے اخیر تک دشمن کے ملک کو تسخیر کیا - جہجار سنگہ اور جگراج کے سر کاٹ کر بہیجدیے گئے -

اس وقت اورنگ زیب کی اتنی ہی لیاقت تعریف کے قابل ہے کہ اوس نے سرداروں مین مخالفت نہونے دی جس سے کہ شاہزادہ محمد شجاع کو دکن مین ناکامیابی

ہوئی تھی۔

۱۹۶۔ شاہزادہ اورنگ زیب کا ہاتی سے مقابلہ اور اسکا اُستاد میر محمد ہاشم۔

چونکہ اس شاہزادہ اورنگ زیب کا حال اس کتاب مین آئندہ چلکر بہت کچھ آئیگا اور دکن کی جو حالت موجودہ اس وقت ہے اوس پر اس کا بہت بڑا اثر پڑا ہے اس لیے ہم اوس کا کچھہ ابتدائی حال بھی یہان قلمبند کیے دیتے ہین۔

اوپر ہم لکھ آئے ہین کہ یہ شاہزادہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ کو بمقام دوحد جو مالوہ اور گجرات کی سرحدون پر واقع ہے پیدا ہوا تھا۔ اس شاہزادہ کے ایام طفولیت کی دلاوری کی ایک عجیب حکایت لکھی ہوئی ہے۔

جس طرح سے آجکل سرکار انگریزی نے گھوڑون کی نسل کی ترقی کے واسطے ہر شہر و دیار مین گھوڑ دوڑین جاری کر رکھی ہین اسی طرح سے اوس زمانہ مین ہاتی کے فوجی کامون مین کام آنے کے سبب سے بادشاہون نے ہاتیون کی لڑائی کا طریقہ جاری کر رکھا تھا۔ اور اون کی لڑائی کی سیر دیکھا کرتے تھے۔ شاہجہان کو بھی ہاتی کی لڑائی کا بڑا شوق تھا ایک روز ۲۹ ذیقعدہ ۱۰۴۲ھ کو سدہکر وندان دار ہاتی اور صورت سندر کھنا ہاتی لڑائی کے واسطے جھروکہ درشن کے نیچے قلعہ مین چھوڑے گئے۔ شاہجہان اور اوس کے بیٹے تماشا دیکھنے کو سوار ہوئے۔ شاہزادی آگے بڑھ گئے۔ اور سدہکر کے جانب راست پر دارا شکوہ اور جانب چپ پر شاہزادہ محمد شجاع اور اورنگ زیب ہو گیے۔ ہاتی دونون آپس مین لڑ رہے تھے۔ اور اون کے جوش خروش سے زمین تھرا رہی تھی۔ دونو ہاتی دیوون کی طرح ایک دوسرے کے قتل کی کوشش کر رہے تھے اور اونہین لڑنے اور مخالف کو مار ڈالنے کے سوا کسی بات کا ہوش نہ تھا۔ اسی لڑائی کے جوش مین دونو

ہاتی شاید دم لینے کے واسطے پیچہے کو لوٹ پڑے - اور سدہکر شاہزادہ اورنگ زیب کے قریب آگیا - اور بدمستی اور فور خشم و غضب کے باعث اوس پر دوڑ پڑا - اس وقت اس شاہزادہ کی عمر صرف پندرہ برس چودہ روز کی تہی - اگر کوئی دوسرا لڑکا ہوتا اوس کے ہوش و حواس پران ہو جاتے - مگر علیہ خون کے جوش نے اوسے اپنی جگہ سے نہ ہلنے دیا -

بجروی زجا یک سر مو نشد	زنیش چنان پیل یک سو نشد
بہ تکلیف فطرت دلیری نمود	بستی کہ تکلیف بروے نبود
ورین سن اگر بودے افراسیاب	ہم گشتے از دیدن فیل آب

اور جب ہاتی پاس آیا تو اوس کی پیشانی پر ایک برچہا مارا اور اوسے مجروح کر دیا اور چاروں طرف سے نگہبانوں نے چرخے وہان مارنا شروع کیے - مگر ہاتی بہی ایسا مستی مین تہا کہ اوس نے نہ آگا دیکہا نہ پیچہا - شاہزادہ کے گہوڑے پر جاکر دانت مارے اور گہوڑے کو گرادیا - شاہزادہ بہی زین سے جدا ہو کر زمین پر گرا - اور فوراً اوٹہ کر تلوار ہاتہہ مین لے ہاتی پر سیدہا ہوا - اگرچہ اس وقت چاروں طرف سے شاہزادہ کے بچانے کے واسطے آدمی دوڑ پڑے - تہے اور ہجوم خلایق سے جگہہ بہی نہین رہی تہی مگر شفقت برادرانہ نے جوش کیا - اور محمد شجاع اپنے چہوٹے بہائی کی مدد کو چیر پہاڑ کر اندر گہس گیا - اور ہاتی کے برچہا مارا - اتفاقاً ایک چرخی آکر اوس کے گہوڑے کی پیشانی پر لگی اور گہوڑا چراغ پا ہو گیا - اور وہ بہی زمین پر گر پڑا - راجہ جے سنگہ پسر راجہ مہا سنگہ پسر جگت سنگہ پسر راجہ مان سنگہ نے جہپٹ کر ہاتی کے برچہا مارا - شاہجہان نے یہ دیکہا حکم دیا کہ جتنے گرز بردار ہین سب دوڑ پڑین - اسی مین صورت سندر نے جب

دیکھا کہ اوس کا حریف دوسری طرف مشغول ہے تو اوس نے جھپٹ کر سدہکر کے پیچھے سے ٹکر ماری۔ اور سدہکر چارون طرف کے حملون سے بہاگ کر چلدیا۔ اور دونون ہاتی ہوا کی طرح سے ایک دوسرے کے پیچھے روانہ ہو گیے۔ شاہزادون کی جان بچ گئی۔ شاہجہان نے اورنگ زیب کو بہت پیار کیا اور شاہزادہ شجاع پر بھی بڑی مہربانی کی۔ اور اسی وقت سے شاہزادہ اورنگ زیب کی وقعت شاہجہان کے ذہن مین جم گئی۔ اور رجب ۱۰۴۶ھ مین اوسے بجاے پانچ سو روپیہ روزینہ کے منصب دہ ہزاری چہار ہزار سوار کا اور سرخ خیمہ عنایت کیا۔

شاہزادہ اورنگ زیب کا اُستاد میر محمد ہاشم خلف میر محمد قاسم گیلانی تہا۔ یہ شخص بارہ سال تک حرمین شریفین مین رہا۔ اور شیخ محمد عربی محدث اور شیخ عبد الرحیم حسانی اور ملا علی نبیرہ ملا عصام الدین مشہور سے منقولات اور میر نصیر الدین حسین پسر زادہ میر غیاث الدین منصور اور میرزا ابراہیم ہمدانی سے معقولات کا علم حاصل کیا تہا۔ اوس کے بعد ہندوستان مین آکر حکیم علی گیلانی سر آمد اطبا سے احمد آباد گجرات مین طب پڑہی تہی۔ اور اوس کی لیاقت کی خصوصاً طب کی شہرت سنکر بادشاہ نے وہین صدارت اور طبابت پر اوسے مقرر کر دیا تہا۔ پہر جب کچھہ دنون بعد یہ شاہجہان پاس آیا تو اوس نے اوسے شاہزادہ اورنگ زیب کی تعلیم پر مقرر کر دیا۔ اس نے تفسیر بیضاوی پر ایک حاشیہ لکہا ہے۔

۱۹۹۔ مسیح الزماں حاکم سورت — حکیم حیدر المخاطب بہ مسیح الزمان حاکم سورت شاہجہان سے رخصت لیکر حرمین شریفین کی زیارت کو گیا تہا۔ اور شاہجہان نے جو اپنے تخت نشینی کے وقت نذر مانی تہی کہ پانچ لاکہہ روپیہ مکہ معظمہ کو بہیجونگا اون مین سے اوسے

ہوا کہ چالیس ہزار روپیہ دیکر بہیجا تہا۔

اس زمانہ مین وہ بصرہ کے راستہ سے لوٹ کر لاہری بندر ہوتا ہوا بادشاہ پاس آیا۔ اور چالیس گھوڑے نذر کیے۔ شاہجہان نے اوسے خلعت اور سہ ہزاری کا منصب دیکر بدستور سابق بندر اور سرکار سورت کی حکومت پر بحال رکہا۔ بعد اوسکے معز الملک کو بیان سے بدل دیا۔

۴۰۔ شاہجہان کا دکن کو آنا چونکہ قواعد ملکداری کی وجہ سے ضرور تہا کہ بادشاہ اپنے ممالک کو خصوصًا ممالک مفتوحہ جدیدہ کو خود ملاحظہ کرے اور یہ بہی ضرور تہا کہ دکن کے متمردان کو سزا سے واجبی دیجاے اور جو قلاع اور حصن نظام شاہ کے ہی مفتوح نہین ہوے تہے اون کو بہی مفتوح کیا جاے اس لیے شاہجہان نے اب دکن کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور جس روز کہ شاہزادہ محمد اورنگ زیب کو جہجار سنگہ کی مہم پر بہیجا ہے اوس کے چوتہے روز ۱۸ ربیع الثانی ۱۰۴۵ھ کو دکن کی طرف روانہ ہوا۔ اور چونکہ شاہزادہ اورنگ زیب نے اورچہ دار الحکومت جہجار سنگہ کی بہت تعریف لکہی تہی آہستہ آہستہ سیر و شکار کرتا ہوا ۱۵ جمادی الاولی کو وہان پہونچا۔ اسی جگہہ شیخ دبیر جسے محمد عادل شاہ نے بہیجا تہا شاہجہان کی خدمت مین پہونچا۔ اور ایک ہاتی نذر کیا۔ اور شاہجہان نے اوسے اور اوس کے ہمراہیون کو دس ہزار روپیہ انعام دیے۔ اور ۳ رجب ۱۰۴۵ھ کو اورنگ زیب بہی حسب الحکم شاہجہان سے آکر راستہ مین مل گیا۔ اور ۵ شعبان کو بادشاہ دریاے نربدا سے پار اوتر آیا۔ اور الہ وردی صوبہ دار برہانپور استقبال کر کے خدمت مین حاضر ہوا۔

چونکہ محمد عادل شاہ نے ساہو جی وغیرہ اوباشان نظام شاہی کو اعانت دیکر

نظام شاہ کا کچھہ ملک اوس کے قبضہ مین کرا دیا تہا - اور پیش کش کے بہیجنے مین تعلل و تساہل کرتا تہا - اور نیز قطب شاہ بہی عادل شاہ سے مل گیا تہا اور اپنے باپ دادون کے طریق تشیع پر چلتا اور شاہ ایران کا خطبہ اپنے ملک مین پڑہواتا ہتا - اس لیے شاہجہان نے پہلے دونون کو حرکات ناشایستہ سے باز آنے کے واسطے زبان سے کہنا مناسب سمجہا - اور دونون کے پاس دو سفیرون کے ہاتھہ خط بہیجے -

۲۰۱ - مکرمت خان کا شاہجہان کے فرمان کو محمد عادل شاہ پاس لیجانا

محمد عادل شاہ کے پاس مکرمت خان دیوان بیوتات کو فرمان دیکر روانہ کیا - اور ایک دکنی تلوار جس کا نام دہوپ تہا مع یراق اور پرتلہ مرصع تبرکاً بہیجی اور مکرمت خان کو حکم دیا کہ عادل خان سے جا کر بالمشافہ کہدے کہ اگر بادشاہ کی خدمت گزاری سے وہ انحراف کریگا - اور پیش کش نہ ادا کریگا اور نظام الملک کی جن محال پر متصرف ہوا ہے اونہین نہین چہوڑیگا - اور ساہو کو اور نظام الملکیہ اوباشون کو جن کو اپنے ملک مین جگہہ دے رکہی یا ان کو نوکر رکہہ چہوڑا ہے ان کے نکالنے مین تساہل کریگا تو ہم لشکر بہیجین گے جو اس کے ملک و مال کو تلف کریگا - اور اس مفسد گروہ کو اپنے اعمال کی سزا دیگا -

جو فرمان شاہجہان نے مکرمت خان کے ہاتھہ محمد عادل شاہ کو بہیجا تہا اوس کی نقل بجنسہ ہم یہان لکہتے ہین -

امارت و ایالت پناہ نصفت و شوکت دستگاہ نقادہ دودمان عز و علا عضادہ خاندان مجد و اعتلا مصدر آداب خیر خواہی مظہر اسباب ہواخواہی قدوۂ متخصصان سعادت کیش

خلاصهٔ مخلصان صلاح اندیش جوهر آیت صفا و صفوت فروغ ناصیهٔ دولت و رفعت
سزاوار صنوف عنایات و مراحم بیکران شائستهٔ توجهات و تلطفات نمایان - المختص
بمواهب الملک المنان المخصوص بمزید الافضال والاحسان عادل خان بجلائل الطاف
بادشاهانه شرائف اعطاف شاهنشاهانه مفتخر و مستظهر گشته بداند که

چون عادل خان مرحوم اخلاص و دوستی بخدمت موفور السعادت داشت و ما نیز بدولت
و اقبال عنایت خاص بآن مرحوم داشتیم - و التماس آن مغفور از ما منحصر درین بود که
همیشه بآن عدالت و نصفت پناه در مقام عنایت و مرحمت باشیم - و پس از رحلت
آن غفران پناه از دار فنا بدار البقا حقیقةً تقصیرے ازان زبدهٔ مخلصان ارادت کیش
سر بر نزده بل مصدر هر تقصیرے که درین مدت ازان طرف بوقوع آمده غلام بد اصل
بد طینت بود - چه درین مدت مدار معاملات آن خانه بر آن بدبخت بود - و آن عدالت
و شوکت دستگاه استقلالے و اختیارے در معاملات آنجا نداشت - و آن بدنهاد
بسزاے اعمال قبیحهٔ خود رسید - و از عرائض امارت پناه که بعد از واصل شدن آن
بدکردار بجهنم متواتر بدرگاه خلائق پناه ارسال داشته وفور اخلاص و صدق اعتقاد
و قبول اطاعت و انقیاد ظاهر می گردد - بنابرین ما بدولت و اقبال بغایت عنایت
و نهایت مرحمت نسبت بآن عدالت پناه داریم - و ملکے که عادل خان مرحوم در تصرف
داشت آنرا بالتمام دیده و دانسته بآن زبدهٔ مخلصان عقیدت پیشه مرحمت فرموده ایم
و قرار خاطر ملکوت ناظر آن است که تا آن امارت مرتبت بر جادهٔ دولت خواهی و اطاعت

و انقیاد و احکام بادشاهی باشد اصلاً و مطلقاً از افواج قاهره بادشاهی ضررسے بآن
ملک نرسد- می باید که آن عدالت و نصفت پناه قدر عنایات بیغایات بادشاهانه
ما را دانسته سر رشتهٔ اخلاص و بندگی خود را باین درگاه خلایق پناه مستحکم داشته
آنچه لازمهٔ مریدی و دولت خواهی و بندگی و اخلاص و اطاعت و انقیاد بوده باشد
بعمل آورد-

چون دولت آباد و احمدنگر که جائے نشستن نظام الملک سابق و لاحق بود
بتصرف اولیائے دولت قاهره درآمد- و هر دو نظام الملک را بندهاے درگاه
والا در قلعه گوالیار رسیده اند- تمام ملک نظام الملک و قلاع و توپ هاے او که
از جمله آن توپ ملک میدان و امثال آن باشد تعلق باولیاے دولت قاهره
دارد- او باشے چند مثل ساهو وغیره که در بعضے از محال نظام باعتماد حمایت آن عدالت
دستگاه مانده اند- اگر آن نصفت منزلت بهبود خود را می خواهند می باید که دست از حمایت
این اوباشان باز دارد-

و چون بعد از جلوس اقدس تا حال پیش کش آن عدالت پناه بدرگاه آسمان جاه نرسیده
واجب و لازم آنکه پیش کشی را که حکم فرموده ایم از قسم جواهر نفیس و مرصع آلات قیمتی و فیلان
کلان بے عیب مثل هنونت و سرناک و بخت بلند و فتح نورس بدستورے که
عادل خان مرحوم ترتیب داده می فرستاد بدرگاه معلےٰ ارسال دارد هرگاه آن مرحوم
باوجود آنکه قلعه شولاپور را با ولایتے که نه لک هون جمع آن است مثل محال شولاپور
و محال ونکواران مبرور گرفته بملک عنبر داده بودیم آنچنان پیش کشے فرستاده باشد
درین وقت که ما بدولت بآن عدالت مرتبت قلعه شولاپور و آن محال را عنایت می نمائیم

بایدکہ پیش کشے کہ مراتب از پیش کش آن مغفور بہتر و بیشتر باشد بفرستند۔

چون ضرور بود کہ بندۂ روشناس معتمد معتبرے را پیش آن زبدۂ مخلصان ارادت
کیش بفرستیم تا این مراتب را بدلائل واضحہ و براہین قاطعہ خاطرنشان نماید و خاطر آن
قدوۂ مخلصان خیر اندیش را بالکل بشرح عنایت بے غایت بادشاہانہ باجمع سازد
تا آن معدلت دستگاہ بیقین داند کہ من بعد بشرط ثبات آن محیط عنایات نمایان بر اخلاص
و دولتخواہی و قبول اطاعت و انقیاد احکام بادشاہی بغیر از عنایت و مرحمت از
ما نسبت بآن عدالت و شوکت پناہ امرے دیگر بظہور نخواہد آمد۔ این معنی نسلاً بعد
نسل و قرناً بعد قرن برقرار و پایدار خواہد بود بنابرین فدوی خاص مخلص درست اخلاص
مورد مراحم بیکران مکرمت خان را کہ بمزید اعتماد و اعتبار از ابنائے جنس خود امتیاز تمام
دارد و گفتہ و کردۂ او پیش ما منظور و معتبر است تا آنکہ بخدمت دیوانی بیوتات
سرفراز است و بودن او در رکاب سعادت لازم با آن صوب مرخص ساختیم تا مراتب
مذکورہ فی الصدر و این ارشاد ما را خاطرنشان نماید و احکام جہان مطاع عالم مطیع
چند را کہ بآن زبدۂ مخلصان ارادت کیش فرمودہ ایم برساند تا بمقتضائے آن عمل
کند۔ و مژدۂ عنایت قلعہ شولاپور و محال متعلقہ آن و عنایت ملک ونکو کہ مجموع آن
نہ لک ہون جمع دارد آن عدالت و نصفت پناہ را مسرور و مبتہج گرداند۔

ہرگاہ خان مشار الیہ بملاقات آن قدوۂ مخلصان ارادت کیش فائز گردد۔
و آن مراتب را بالتمام معلوم نماید۔ و آن حشمت و شوکت دستگاہ تمام آن مقدمات
را قبول کند۔ و عرضداشت خود را کہ مشتمل بر قبول این مقدمات بودہ باشد
با عرضداشت خان مذکور بدرگاہ والا بفرستند۔ فرمان عالیشان بنشان پنجہ مبارک کہ از

صدور آن فرمان مرحمت عنوان خاطر آن عدالت و نصفت دستگاہ بالکل بہم رسانیدہ
از جانب عنایت و مرحمت باجمع گرد و صاد خواہد شد و بآنجا مہمیم فرستاد۔ تا خان
مشار الیہ آن امارت و ایالت پناہ را بورود آن فرمان عنایت عنوان مسرور و مطمئن
خواہد گردانید۔ و پیش کشے را کہ مقرر شدہ گرفتہ آن چنان روانہ شود کہ در ایام نوروز عالم افروز
بدولت آباد برسد و آن پیش کش را از نظر اشرف اقدس اعلیٰ بگذراند۔
مجملاً اگر آن عدالت و نصفت دستگاہ می خواہد کہ در جا و مقام خود ایمن باشد
و ملک این نصفت و حشمت پناہ از آسیب لشکر ظفر پیکر محفوظ ماند بمقتضائے انچہ
درین فرمان عالی شان حکم شدہ بموجب آن انچہ آن عدالت پناہ را زبانی ارشاد فرمودہ ایم
بعمل آرد۔ و اگر بسخن جمعی از ناعاقبت اندیشان بخلاف این مراتب عمل نماید انچہ
با آن عدالت پناہ و آن ملک برسد آن را از نتایج اعمال خود داند۔ و وبال ہر آزارے
کہ دازین ضمن بخلق اللہ برسد آن را بخود عاید شناسد۔
یک قبضہ دہوپ خاصہ مینا کار با پردلہ مرصع و فرگل خاصہ مصحوب خان مشار الیہ
فرستادہ شد۔ عنایت بادشاہانہ را شامل حال خود داند۔
کنار آب نربدہ در مقام ہنڈیہ تحریر یافت
اس فرمان کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عادل خان مرحوم (ابراہیم عادل شاہ تمہارا باپ)
ہمارے ساتھہ اخلاص رکہتا تہا۔ اور ہم بہی اوس مرحوم پر خاص عنایت کرتے تہے
اور تم نے درحقیقت اس وقت تک کوئی تقصیر نہین کی ہے۔ جو کچہ قصور ہوئے

ہین وہ سب (خواص خان) غلام بد اصل کے سبب سے ہوئے ہین - تم کو امور سلطنت مین استقلال اور اختیار نہ تہا - تمام معاملات کا مدار اوسی (خواص خان) پر ہی تہا - وہ اپنے اعمال قبیحہ کی سزا کو پہونچ گیا - (یعنی مارا گیا) جو اوس کے بعد تمہارے عرائض آئے ہین اون سے تمہارا اخلاص و انقیاد ثابت ہوتا ہے اس لیے ہم بہی تم پر عنایت کرتے ہین - اور جو ملک کہ عادل خان مرحوم کے تصرف مین تہا وہ سب تم کو دیتے ہین اور یہ ارادہ کر لیا ہے کہ جب تک تم اطاعت کرو گے اوس وقت تک تم کو کچہہ نقصان نہ پہونچا ئینگے - تم کو بہی چاہیئے کہ ہماری اس عنایت کی قدر کر کے دائرۂ اطاعت سے قدم باہر نہ رکہو -

دولت آباد اور احمد نگر جو نظام الملک سابق و لاحق کی دارالحکومت تہی وہ ہمارے قبضہ مین آ گئے ہین - اور دونون نظام گوالیر کے قلعہ مین قید ہین - اون کا تمام ملک اور قلعہ اور توپین جیسے توپ ملک میدان وغیرہ ہین ہماری ملکیت ہین چاہیئے کہ جو اوباش ساہوجی کی طرح نظام شاہ کی عملداری مین تمہاری حمایت سے مصدر فتنہ و فساد ہو رہے ہین اون کی حمایت نہ کرو - اسی مین تمہاری بہتری ہے -

اور جو ہمارے جلوس کے زمانہ سے تم نے پیشکش نہین بہیجا ہے چاہیئے کہ جواہر نفیس اور ہاتی جیسے عادل خان مرحوم بہیجتا تہا بہیجدو - اگرچہ شولاپور جس کی جمع نولاکہہ ہون تہی ہم نے اوس سے لیکر ملک عنبر کو دیدی تہی مگر پہر بہی تمہارا باپ

کیا پیش کش بہیجا تہا - اب جو ہم نے شولاپور تمہین دیدیا ہے چاہیے کہ اوس سے
بہتر اور زیادہ پیش کش بہیجو -

اور یقین جانو کہ بعد اس کے اگر جادہ اخلاص و دولت خواہی مین ثابت
رہوگے تو عنایت و رحمت کے سوا ہم تمہارے ساتہہ اور کوئی کام نہ کرینگے اور
یہ امر نسلاً بعد نسل اور قرناً بعد قرن پائدار رہیگا - اسی لیے ہم اپنے فدوی خاص
مکرمت خان کو بہیجتے ہین - اوس کا گفتہ و کردہ ہم کو منظور ہے وہ ساری ہماری
باتین تم کو سمہاویگا - اور قلعہ شولاپور مع مضافات اور محال ونکو جن کی جمع نولاکہہ
ہون ہے تم کو عطا کرنے کا مژدہ سنا کر خوش کریگا - چاہیے کہ جو مقدمات وہ کہے
اوسے قبول کرنا - اور اون کے قبول کرنے کی عرضداشت اوس کی عرضداشت
کے ساتہہ بہیجنا - تو فرمان پر پنجہ کا نشان کر کے ہم مرحمت کرینگے - تم مطمئن خاطر
ہو کے پیش کش جو ہم نے مقرر کیا ہے اس طرح بہیجو کہ وہ نوروز کو دولت آباد مین
ہمارے سامنے پیش ہو جاسے -

خلاصہ یہ ہے کہ اگر تم اپنے جاہ و مقام مین امین رہنا چاہتے ہو - اور آسیب
لشکر سے محفوظ ہونا منظور ہے تو جو اس فرمان مین حکم ہے اور جو مرحمت خان
سے زبانی کہدیا ہے اس کو عمل مین لاؤ - اور اگر کسی ناعاقبت اندیش کے کہنے
پر عمل کروگے تو جو کچہہ تمہارا اور تمہارے ملک کا حال ہوگا وہ تمہارے اعمال کا
نتیجہ ہوگا - اور جو خلق اللہ کو آزار پہونچیگا - اوس کا وبال تمہاری گردن
پر پڑیگا -

دوسرا فرمان عبد اللہ قطب شاہ کے نام عبد اللطیف	۲۰۲ عبد اللطیف کا شاہجہان کے

گجراتی کے ہاتھہ بہیجا - جو سر رشتہ طلب و تنخواہ تیول کا افسر اعلیٰ تھا - اور ایک مرصع پٹکا بھی سرکا اوس کے ساتھہ قطب شاہ کو روانہ کیا - اس فرمان کی بھی نقل ہم بعینہ یہان لکھے دیتے ہین -

ایالت و امارت پناہ ارادت و عقیدت دستگاہ عمدہ اماجد کرام سلالہ اکارم عظام نقادہ دودمان عزّو علا عضادہ دودمان مجد و اعتلا - زبدۂ مخلصان صلاح اندیش خلاصہ متخصصان سعادت کیش مورد الطاف شاہنشاہی مصدر آداب خیرخواہی جوہر ہرات صفا و صفوت فروغ ناصیہ دولت و رفعت سزاوار عاطفت بے کران المخصوص بعنایت الملک المنان قطب الملک بشمول عنایات بادشاہانہ مستظہر بودہ بداند کہ

ما بدولت و اقبال بادشاہ اسلام - و مروج دین متین حضرت سید انام علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ صلوات اللہ الملک العلام - و مروج مذہب اہل سنت و جماعتیم بر ما واجب است کہ در ہر جا کہ حکم اشرف اقدس ما جاری باشد احکام شریعت غرا و ضوابط ملت بیضا جاری سازیم - و آثار بدعت و ضلالت را محو فرمائیم - بمسامع جاہ و جلال رسیدہ کہ در ملک آن قطب فلک شوکت علی روس الاشہاد سبّ اصحاب کبار کہ ایات قرآن مجید و فرقان حمید دلالت می کند - بر فضل الشان و اخبار و آثار صحاح شہادت مید ہد بر علو درجہ و سمو مرتبہ آن بزرگان رضی اللہ تعالے عنہم و بافضائل صوری و معنوی الشان قرابت قریبہ حضرت رسالت صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین فراہم آمدہ می نمایند - و آن ایالت پناہ منع نمیکند و بسزاے اعمال نمی رساند - بنا برین از روے ارشاد حکم مے فرمائیم کہ از ملک خویش

این امر قبیح وفعل شنیع برطرف گرداند - اگر بدبختی از بی سعادتی مرتکب شود اطلاع باست
نماید - واگر چنین نخواهد کرد و رضامندیش باین معنی بوضوح نخواهد پیوست درین صورت
بر ما لازم است - که در مقام تسخیر آن ملک شویم - و مال و اہل آن ولایت را بر خود حلال
دانیم - و خون آنها را ہدر شناسیم -

دیگر بعرض رسید که خطبه دران ملک بنام فرمان روا ے ایران می خوانند ہرگاه آن
ایالت پناه دعوے مریدی ما می نموده باشد - با فرمانرواے ایران چه رجوع دارد -
باید که بعد ازین نام فرمان رواے ایران در خطبه مذکور نسازد و دران ملک خطبه بنام نامی
و القاب سامی ما مزین باشد -

دیگر مبلغ کلی از بابت پیش کش آن ایالت شوکت پناه را باید داد چنانچه
تفصیل آن از اوراقے که بدستخط دیوان کرام رسیده وہمراه این فرمان عالیشان فرستاده
شده معلوم خواہد شد - آن را ادا نماید -

چون ضمیر در بود که فهمیده معتمدے را بانصوب بفرستیم تا مقدمات مسطوره را
خاطر نشان آن شوکت دستگاه کند و اعلام نماید که ما بدولت و اقبال نظر بوفور اخلاص
وصدق اعتقادی که پدر آن ایالت پناه سلطان محمد قطب الملک مرحوم بخدمت
ما داشته و خدمتے که ازان مرحوم بوقوع آمده این ہمه عنایات بادشاہانه نسبت بآن
قطب فلک ایالت مبذول مائیم - و آن ملک را باو مرحمت نمائیم - و مقرر مے کنیم که بشرط
استقامت بر جاده دولتخواہی و اطاعت و انقیاد احکام جہان مطاع عالم مطیع
و ادا ے مطالبات سرکار خاصه شریفه بعد ازین ضررے از اولیاے دولت قاہره
بآن ملک نرسد - و در عوض مبلغ مذکور جواہر نفیسه و مرصع آلات ثمینه و فیلان بے عیب

فلان نامی مشل حاک سمند روبشیر کہ پدر او بعنوان پیش کش فرستادہ بود دیگر تحف و ہدایا
از دامن امارت دستگاہ گرفتہ روانہ درگاہ والا گردد۔ لہذا معتمد کار آگاہ ملا عبد اللطیف
را کہ از بندہاے روشناس این درگاہ خلایق پناہ ہست باآنکہ خدمت دفترتن داشت
و بودن آن لائق العنایت در رکاب ظفر انتساب لازم بود پیش آن ایالت و شوکت
پناہ فرستادیم و ہر ارشادے کہ آن قطب فلک ایالت و ابہت را بایست نمود
بزبان آن معتمد حوالہ فرمودہ ایم بموجب آنچہ درین فرمان عالی شان قلم شدہ و ہرچہ زبانی
ارشاد فرمودہ ایم عمل نماید و این پیش کش را آنچنان ترتیب دادہ مصحوب مشار الیہ
روانہ سازد کہ در ایام نوروز عالم افروز در دولت آباد از نظر اشرف بگذرد و نفاست جواہر
و خوبی فیلان پیش کش مذکور بعنوانے باشد کہ مجرائے خوب آن نصفت دستگاہ
ازین جہت شود۔ و یقین داند کہ اگر توفیق قبول این احکام نیافت و باین ارشاد مسترشد
نگشت و پیش کش مزبور را بروشے کہ حکم جہان مطاع واجب الاتباع شرف صدور
یافتہ روانہ درگاہ فلک اشتباہ کہ ساکنان اقالیم سبعہ را ملجا و پناہ ہست نگرداند افواج قاہرہ
و عساکر منصورہ بآن ملک خواہند در آمد۔ در آن ہنگام آنچہ بآن ملک و اہل آن
ملک رسد از نتایج اعمال خود داند۔

اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہم بادشاہ اسلام اور مروج دین مبین حضرت
سید الانام صلعم اور مروج مذہب اہل سنت وجماعت کے ہین - ہم پر واجب ہے
کہ جہان ہمارا حکم جاری ہو احکام شریعت غرا اور ضوابط ملت بیضا کو وہان جاری کرین -
اور آثار بدعت وضلالت کو محو کرین - ہم نے سنا ہے کہ تمہارے ملک مین علی
مرتضیٰ الاشہا و اصحاب کبار پر تبرا ہوتا ہے اور انہین گالیان دی جاتی ہین اور تم انکو

منع نہین کرتے اور ان اعمال بد کی سزا نہین دیتے - اس لیے ہم تمکو حکم دیتے ہین
کہ اپنے ملک سے اس امر قبیح اور فعل شنیع کو برطرف کرو - اور جو بدبخت اس امر کا مرتکب
ہوا اس کو سیاست کرو اور اگر یہ نکروگے تو ہم تمہارا ملک تسخیر کرینگے - اُس ولایت
کے اہل و مال کو ہم اپنے لیئے حلال جانین گے - اور ان کا خون بہا ئینگے -

اور یہ بھی ہم سے عرض کیا گیا ہے کہ اپنے ملک مین تم خطبہ فرمانروا سے ایران
کے نام کا پڑہواتے ہو - تم تو ہمارے مرید اور مطیع ہونے کا دعوی کرتے ہو پہر فرمانروائے
ایران کی طرف رجوع کرنے کے کیا معنی - تم کو چاہیئے کہ آئندہ فرمانروائے ایران کا
نام خطبہ سے نکال ڈالو اور ہمارے نام کا خطبہ پڑہواؤ -

اور پیش کش روانہ کرو جس کی تفصیل ایک ورق پر جدا مرقوم اس فرمان کے ساتھہ
اہلکارون کے دستخطی بہیجی جاتی ہے -

ہم اپنا ایک معتمد عبد اللطیف نام بہیجتے ہین وہ تمکو بتلاویگا کہ سلطان محمد
قطب الملک مرحوم تمہارا باپ (نہین بلکہ تمہارا چچا اور خسر) ہمارے ساتھہ کیسا اخلاص
و صدق اعتقاد رکہتا تہا جس کے سبب سے اس کا ملک ہم تمکو عنایت کرتے
ہین - اگر تم دولت خواہی اور اطاعت احکام بادشاہی کا طریقہ اختیار کروگے اور
سرکار خاصہ کے مطالبات کو ادا کروگے تو کوئی ضرر تم کو نہین پہونچایا جایئگا - جو کچہہ تمکو
عرض کرنا ہو وہ عبد اللطیف سے کہدینا - اس فرمان مین جو کچہہ لکہا ہے اور جو کچہہ زبانی
عبد اللطیف کے ارشاد ہوا ہے اوس پر عمل کرو - اور پیش کش اس طرح بہیجو کہ نور نظر تک
دولت آباد مین ہمارے روبرو پیش ہوجائے -

اور یقین جانو کہ اگر ان احکام کے قبول کی توفیق تم کو نہ ہوئی اور موافق حکم کے

پیشکش روانہ نہ کیا تو تمہارے ملک مین فوجین آئینگی - پہر ملک اور اہل ملک پر جو جو آفتین آئینگی وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہونگی -

۲۰۲ - شاہجہان کا بالاگہاٹ پہونچنا -

بعد اس کے شاہجہان شکار کہیلتا اور سیر کرتا ہوا ۲۰ شعبان ۱۰۴۵ھ کو حوالی برہانپور مین پہونچا اور دو روز کے بعد برہانپور کو دست راست پر چہوڑ گہاٹ کی طرف کوچ کر دیا - جب نواحی دولت آباد مین پہونچا - تو خانزمان صوبہ دار بالاگہاٹ دولت آباد سے آکر شرف اندوز ملازمت ہوا - اور ہزار اشرفی نذر گذرانین اور ایک ہاتی بعنوان پیشکش پیش کیا - اور اسی کے ساتہہ مبارز خان راؤ ستر سال نبیرہ راو رتن پرتہی راج راٹہور راو ستی سنگہ دلدراؤ دودا اور دکہینون مین سے مالوجی بہونسلہ پرسوجی دانش خان حبشی وغیرہ بہی سعادت خدمت سے بہرہ اندوز ہوئے -

۲۰۳ - شاہجہان کا خاندوران خانزمان اور شایستہ خان کو مخالفین کی تنبیہ پر فوجین دیکر بہیجنا -

جب شاہجہان نے یہ فرمان ایلچیون کے ہاتہہ بہیجدیے تو ساہوجی وغیرہ نظام شاہی مفسدین کی تنبیہ کے واسطے اس قدر فوج بہیجنا ضروری سمجہا - کہ جس سے عادل شاہ اور قطب شاہ دونون پر اوس کے مذکورہ بالا فرمانون کا پورا پورا اثر ہو -

اور خاندوران بہادر خانزمان اور شایستہ خان کو تادیب مفسدین پر مقرر کیا - اور حکم دیا کہ اگر عادل خان مفسدون کی معاونت نہ کرے بلکہ ہمارے لشکر سے موافقت کرے تو اوس سے تعرض نہ کرین ورنہ اس کے ملک کو بہی پائمال کیا جائے -

خاندوران کی فوج مین یہ لوگ دے - راجہ جے سنگہ راجہ بٹہلداس

مبارزخان رشید خان انصاری مادہو سنگہ ولد راو رتن۔ امر سنگہ و راجہ
گج سنگہ سنراوا خان ولد لشکرخان مبارک خان نیازی نظر بہادر خویشگی اہتمام خان
قزلباش خان سید عالم بارہ نور محمد مخاطب بعزت خان جانسپار خان
مغول خان ولد زین خان کوکلتاش فراق خان لطف اللہ ولد لشکرخان کرم اللہ
ولد علی مردان خان بہادر گوکل داس سیسودیہ مہیس داس راٹہور ہادی داد برادر
رشید خان خواجہ عنایت اللہ وغیرہ اور دکنیون مین سے سرفراز خان جوہر خان
حبشی جگ جیون پسر اوداجی رام و سادات بہکری وغیرہ اور ہزار سوار احدی و تفنگچی
وتیر انداز جن کی تعداد بیس ہزار تہی اور اس فوج کا بخشی و واقعہ نویس اسحاق بیگ
کو کیا اور حکم دیا کہ راجہ جے سنگہ مع راجہ بہلداس وامر سنگہ وغیرہ راجپوتون کے ہراول
اور مبارزخان افغان مع تمام افغانون کے چنداول رہے اور خانہ زادخان اس سب
فوج کو لیکر قندہار اور ناندیڑ کی طرف جاسے جو گولکنڈہ اور بیجاپور سے ملا ہوا ہے اور
وہان تاخت و تاراج کرکے قلعہ اوسہ اور اودگیر پر قبضہ کرے۔

اور خانزمان کی فوج مین یہ لوگ سے گئے۔ بہادر خان روہیلہ سید شجاعت خان
شاہ بیگ خان راو ستر سال راجہ پہاڑ سنگہ بندیلہ پرتہی راج راٹہور خواجہ برخوردار
بہیم راٹہور راجہ کشن سنگہ بہدوریہ بہگوانداس بندیلہ ازبک خان حکیم خوشحال
حبیب کرانی راو تلوک چند دلیر ہمت شام سنگہ راٹہور جگناتہہ راٹہور مغول ولد
مرزا شاہ رخ سید مرزا برادر مختار خان راو دت دیالداس جہالا وغیرہ اور دکنیون
مین سے مالوجی کار طلب خان تپنگ راے مخاطب بہ جادو راے آتش خان
حبشی بہتوجی دتاجی ولد بہادرجی رستم راو ہاباجی پریل راو وغیرہ اور ہزار احدی

وتفنگچی وتیر انداز جن کی کل تعداد بیس ہزار سوار تھی - اس فوج کی بہادر اولی راو ستر سال
وغیرہ راجپوتون کو اور چندا ولی بہادر خان وغیرہ افغانون کو عطا کی - اور حکم دیا کہ خانزمان
احمد نگر مین جا کر ساہو کے وطن چمارگندہ اور آشٹی کو جاسے جو احمد نگر کے نزدیک واقع
ہے اور اوسے مسخر کر کے ولایت کوکن کو اوس کے تصرف سے نکال لے
اور اگر ساہوجی بہاگ کر عادل شاہ کی عملداری مین چلا جاسے تو اوس کا تعاقب نہ کرے
اور جب متعاقب فرمان ہوسیچے تو عادل خان کے ملک مین بہی تاخت
وتاراج کرے -

درحقیقت اس فوج کی اس قدر بڑی تعداد اوسی وجہ سے تہی کہ شاہجہان کو
عادل شاہ کیطرف سے ساہوجی کی معاونت کرنے کا اندیشہ تہا -

اور شایستہ خان کے ساتہہ یہ لوگ بہیجے - اللہ وردی خان شیخ فرید ولد
قطب الدین خان یکہ تاز خان راجہ سنگرام سید ابوالفتح سید عبدالوہاب میر
جعفر ولد میر حاج اور دکہنیون مین سے سیادت خان بیجاپوری راوت راو
سرور خان فرحان خان میدنی راو اور دو ہزار آصف خان کے تابین جن کی
کل تعداد آٹہہ ہزار سوار تہی - اور جنیر و سنگمنیر ناسک ترنبک کا انتظام اس کے
متعلق کیا -

پہران سب کو ۷ رمضان سنہ ۱۰۴۵ھ کو اپنے اپنے منزل مقصود کو
رخصت کیا -

۴۴ - شاہجہان کا دولت آباد اور اللہ وردی خان کا چاندا اور	چونکہ حصار مہا کوٹ دولت آباد کے اندر دولت خانہ کا مکان بن گیا تہا اسواسطے ۲۱ رمضان سنہ ۱۰۴۵ھ کو

دہارپ کی طرف جانا۔

شاہجہان حوض قتلو کے کنارہ آکر دولت آباد سے دو کوس پر نزول کش ہوا۔ اور ۲۴ کو دولت آباد کی قلعہ کے اندر چڑھ کر سیر کی۔

اسی زمانہ مین معلوم ہوا کہ ساہوجی نے نظام شاہی قلعون مین سے جو چاندا اور دہارپ کی طرف واقع ہین چہہ قلعون پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور دو قلعہ بہوجبل نائک نے اور ایسے ہی چہہ قلعے دوسرے لوگون نے دبا رکہے ہین۔ اور پرگنات نواحی پر تاخت و تاراج کر رہے ہین۔ اس واسطے الہ وردی خان کو جو شائستہ خان کے ہمراہ بہیجا گیا تہا بادشاہ نے حکم بہیجا کہ یکہ تاز خان کو اپنے ساتہہ لیکر دو ہزار سوار شائستہ خان سے لے اور اودہر جاکر ان قلعون کو اوباشون کے ہاتہہ سے چہین لے۔

۵۔۲۰۔ رامسیج اور کہیردرک کی فتح اور حسن خان ساباجی اور جہجار سنگہ کے بیٹے۔

۵ شوال ۱۰۴۵ھ کو شائستہ خان کی عرضی شاہجہان پاس آئی۔ کہ احمد خان نیازی نے قلعہ رامسیج کو ساہوجی کے آدمیون سے چہین لیا۔ اور پہر گیارہ کو ایک اور عرضی آئی کہ صالح بیگ نظام الملکی نے جو حصن ہمیر درک کا قلعہ دار تہا ساہوجی کے آدمیون کو جو قلعہ مین تہے قید کرلیا۔ اور قلعہ کو مع توالعات ہمارے سپرد کردیا۔ اسی زمانہ مین حسن خان نبیرہ یاقوت خان حبشی کو جو غالبًا کچہہ دنون سے شاہجہان کے پاس چلا گیا تہا بادشاہ نے دو ہزاری کا منصب دیا۔ اور ساہوجی بنالکر کو دس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔

جس زمانہ مین کہ جہجار سنگہ کو شکست ہونے کے قریب ہوئی تہی تو اوسنے اپنے کچہہ بچے قطب شاہی عملداری کی طرف بہگا دیے تہے۔ جب وہ لوگ اودہر آئے تو عبد اللہ قطب شاہ نے اونہین گرفتار کرکے شاہجہان کے

پاس بہیجدیا تہا۔ جو، شوال کو بادشاہ کے روبرو پیش ہوئے۔ بادشاہ نے جہجار سنگہ کا جو خورد سال بیٹا تہا اوسے فیروز خان ناظر کے حوالہ کردیا۔ اور حکم دیا کہ بکرماجیت کے بیٹے کے ساتھ اوسے رکہے جو اوسے پہلے دیا گیا تہا۔ اور باقی دو بیٹے اودیبہان اور سبہان دودا کی نسبت فرمایا کہ اگر یہ مسلمان ہوجائین تو بہتر ہے ورنہ قتل کردئے جائین۔ چنانچہ وہ قتل کردئے گئے۔

۴۳۴۔ عادل شاہ کا مکرمت خان کی ظاہری خاطر کرنا اور باطن مین مخالفت پر آمادہ ہوجانا۔ اور شاہجہان کا اوسکی تنبیہ کو فوج بہیجنا۔

جب مکرمت خان نواحی بیجاپور مین پہونچا تو محمد عادل شاہ نے ظاہرداری مین ایلچی کی بڑی خاطرداری کی۔ اور موضع ارکہیر تک جو بیجاپور سے پانچ کوس ہے نکلکر ایلچی کا استقبال کیا۔ اور مکرمت خان کو بڑے اعزاز و اکرام سے بیجاپور مین لے گیا۔ اور بڑی دہوم دہام سے اوسکی ضیافت کی۔ مگر باطن مین اوس نے اطاعت نہ کی۔ بلکہ بخفیہ قلعہ داراد وگیر اور اوسے کو روپیہ بہیجا اور خیریت خان کو اون قلعون کی حفاظت کے واسطے متعین کیا۔ اور ساہوجی کو بہی مستمال کرکے رندولہ خان کو اوس کی تائید کے واسطے بہیجا۔ جب شاہجہان کو یہ خبرین معلوم ہوئین۔ تو اوس نے ۰ شوال ۱۰۴۵ھ کو سید خانجہان کو دس ہزار سوار دے۔ جن مین یہ سردار تہے۔ سپہدار خان رستم خان شاہنواز خان صفوی مرتضی خان صف شکن خان رضوی راو کرن خلیل اللہ خان میر آتش مع پانچہزار سوار برقنداز کے نوذر پسر مرزا حیدر صفوی مراد کام نبیرہ مرزا رستم صفوی۔ شیر خان ترین اعداد مہمند ہری سنگہ راٹہور قلعہ دار خان راجہ بہروز ولد راجہ روز افزون سید لطف علی بہکری جیرام ولد راجہ انوپ سنگہ خواجہ ابوالبقا

یعقوب بیگ ولد شاہ بیگ خان کابلی اندر سال نبیرہ رادرتن عبدالہادی پسر صفدرخان اسمعیل اتای اور دکہنیون مین سے مہلدار خان منگوجی حسن خان ولد فخرالملک شرزہ راؤ کرشناجی جسونت راو - اور اوسے حکم دیا کہ وہ اور خانزمان اور خاندوران بہادر تین طرف سے عادل خان کے ملک پر حملہ کرین - اور رندولہ خان کو اد کہیڑ کر بیجاپور کو تاخت وتاراج سے تباہ کر ڈالین - لیکن خفیہ یہ بہی کہدیا کہ اگر عادل خان اس درمیان مین کچہہ ہوش مین آجائے تو اس کے ملک کو کچہہ ضرر نہ پہونچائین -

۲۰۷ - سلطان محمد عادل شاہ کا شاہجہان کی افواج کے مدافعہ کو بہلول خان رندولہ خان اور عنبر خان کو بہیجنا -

جب سلطان محمد عادل شاہ نے سنا کہ میرے ملک مین افواج شاہی متعین ہوئین تو اوسنے اپنے تمام سرحد پر رعایا اور قلعہ دارون کے نام حکم بہیجدے کہ دشمن سے اپنی اپنی اچہی طرح حفاظت کرین - اور کوئی دقیقہ مدافعہ مین فروگذاشت نہ کرین -

اور خاندوران کے مقابلہ کے واسطے بہلول خان خیریت خان عم رندولہ خان اور یاقوت خان نبیرہ یاقوت خان حبشی کو بہیجا - اور سیف خانجہان کے مدافعہ کو رندولہ خان کو روانہ کیا - اور خانزمان کی روک کے واسطے عنبر خان کو مقرر کیا اور ساہوجی کو بہی اسکے ساتہہ ملکر کارروائی کرنے کو لکہا -

اور بہر جہان جہان تالاب اور کنوے تہے اور دشمن کے آنے اور وہان ٹہیرنے کا گمان تہا حتی الامکان اونہین تڑوا دیا اور پٹوا دیا - اور گہاس چارہ کو غارت کر ڈالا - تاکہ دشمن کا اوس کے ملک مین قیام دشوار ہوجائے -

متفرقات ۲۴ شوال کو کیسا مرزبان علاقہ چاندا شاہجہان کے پاس آیا اور تین ہاتھی پیش کش کیئے۔

اور ۸ شوال کو بہرجی زمیندار بگلانہ شاہجہان پاس حاضر ہوا۔ اسے بادشاہ نے ۲ ذی قعدہ کو الہ وردی خان کی کمک کو روانہ کیا جو حصار دہرپ کی تسخیر کے لیئے مامور ہوا تھا۔

اسی تاریخ مین راجہ دیبی سنگہ جسے جہجار سنگہ کی جاگیر تیول مین دیگئی تھی آیا اور اوسے شاہجہان نے سید خانجہان کے ساتھہ متعین کیا۔

اسی دن جعفر اللہ وردی خان نرسنگہ دیو پسر بکرماجیت کو پکڑ کر لایا۔ جسے ایک افغان سوداگر بہادر نام بہلول خان کے پاس لیے جاتا تہا۔ بادشاہ نے مسلمان کر کے اوس کا حسن قلی نام رکھدیا۔ اور سوداگر کو قتل کرادیا۔ کہ مسلمان ہو کر ہندؤن کی اس قسم کی تائید کرتا ہے۔

۲۰۹۔ خانزمان کے تعاقب سے ساہوجی کا بھاگ کر عادل شاہی عملداری مین جانا اور جہارکنڈہ کی فتح اور خانزمان کو عادل شاہی عملداری پر تاخت کرنے کا حکم پہونچنا۔

جب خانزمان روانہ ہوا تو پہلے وہ آکر احمدنگر مین چند روز ٹہیرا کہ آذوقہ اور رسد کا سامان کرے پہر اوس نے اپنا احمال و اثقال وہان رکہا اور صفوف کا انتظام کیا۔ آپ تول مین ہوا۔ اور بہادر خان کو ہراول کیا اور برنغار پر سید شجاعت خان اور جرنغار پر شاہ بیگ خان کو مقرر کیا۔ اور چنداول پر راو ستر سال کو رکھکر جنیر کو چلا۔

جب احمدنگر سے چہہ کوس نکلکر قریہ ایکوپنر مین پہونچا تو معلوم ہوا کہ ساہوجی نے سیداہی قلعہ دار ماہولی سے مصالحت کر کے اوس کے قلعہ پر قبضہ کرلیا ہے اور

سیناجی کو جنیر مین اپنے ساتہہ لے آیا ہے اور اوس کا ارادہ ہے کہ پارگانون کے راستہ سے پرینڈہ کی طرف چلا جاوے - اس واسطے خانزمان نے ایکولینر سے کوچ کیا - اور پندرہ کوس چلکر راجپور مین آیا - جو جنیر کے توابع مین سے تہا - اور پہر دوسرے روز اونیس کوس چلکر موضع پارگانون کے متصل خیمہ ڈالا -

ساہوجی کا ارادہ تہا کہ پارگانون کو اپنا مستقر بناوے مگر جب اوس نے دیکہا کہ خانزمان وہان آگیا تو اوس نے اوسے چہوڑا - اور کوہ و جنگل مین اوس راستہ کو چلدیا - جو چاکنہ اور پونہ کو جاتا تہا لیکن اسمین خبر آئی کہ ساہوجی بہیونرا پار ہوگیا اور لوہ گانون مین چلا گیا - جو مضافات پونہ اور تعلقات عادل شاہ سے ہے -

چونکہ شاہجہان کا حکم تہا کہ اگر ساہوجی عادل خان کی عملداری مین چلا جاوے تو اوس کا تعاقب نہ کیا جاوے اس لیے خانزمان نے یہ سب کیفیت بادشاہ کو لکہی اور حکم کا منتظر بیٹہا - اور ساہوجی کا تعاقب موقوف کیا - اور دریاے بہیونرا کے کنارے نزدکش ہوکر وہان کی رعایا اور زمینداروں کو مستمال کرنا شروع کیا - اور بہادر خان کو وہان کے متوطنین کی حفاظت پر معین کیا - کہ کہین ساہوجی اونہین آکر ایذا نہ دے جو صرف بیس کوس پر وہان سے مقیم تہا -

اور شاہ بیگ خان کو حصار چار کنڈہ کی تسخیر پر متعین کیا اور حکم دیا کہ اوسے فتح کرکے وہین قیام کرے - شاہ بیگ خان وہان گیا اور اگرچہ اہل قلعہ نے سہ پہر تک بان و تفنگ مارنے اور مدافعہ مقابلہ مین کمی نہین کی - مگر اوس نے ایسی کوشش کی کہ آخر کار اہل قلعہ نے پناہ مانگی اور قلعہ پر شاہ بیگ خان کا قبضہ ہوگیا -

اس کے بعد خانزمان نے دریاے بہیونرہ سے جنیر کی طرف حرکت کی

سنہ ۱۰۶۵

اور چاہا کہ جب تک کوئی شاہی حکم آئے جنیر کے ہی پرگنے ضبط کر لے - اسی زمین شاہجہان کے پاس سے حکم آیا کہ جنیر اور سنگمنیر کی طرف شایستہ خان کو بہیجا گیا ہے اس سیلیے تم وہان مت جاؤ - عادل خان ہمارے اوامر کی تعمیل نہین کرتا اس سیلیے ہم نے سید خانجہان اور خاندوران کو اوس کے ملک مین تاخت کرنیکا حکم دیا ہے - اور سید خانجہان اور خاندوران پرنیدہ اور کاتی کی طرف سے اوس کے ملک مین داخل ہونگے تم کو چاہیے کہ تم انداپور کی طرف سے اوس کے ملک مین گہسو اور اوس کے محال معمورہ کو خراب کرو اور ساہوجی اور اون لوگون کو جنہین عادل خان اوس کی مدد کے واسطے بہیجے تادیب دو۔

۲۱۰ - خانزمان کی تاخت بیجاپور کے علاقہ مین کولاپور اور مرج کی طرف اور ساہوجی کا اوس سے جنگ گریز کرنا۔

جب خانزمان کو یہ حکم پہونچا تو اوس نے دریائے بہلونرا کی طرف لوٹ کر کچہہ احمال ثقیلہ اور اپنے ہمراہیون کو بہادر خان کے حوالہ کیا - اور ۱۸ شوال سنہ ۱۰۶۵ھ کو داخل ممالک عادل شاہی ہوا - اور جس قریہ اور محال مین اوس کا گذر ہوا تاخت و تاراج کر کے ویران مطلق بنا دیا۔

وہ ۲۶ شوال کو گہاٹ دودابائی کے مابین پہونچا اور وہان کچہہ توقف کر کے پانسو آدمی وہان چہوڑے کہ کہین دشمن گہاٹ سے آکر لشکر کو مضطرب نہ کرین اور آپ جانب بالا کو چلا - آدہی دور گیا ہی تہا کہ دشمن نمودار ہوے - اور اون لوگون نے جنہین خانزمان چہپا گیا تہا فوراً ان پر حملہ کیا اور خانزمان بہی لوٹ کر اپنے لوگون سے آملا - لڑائی ہوئی - اور خانزمان نے دو کوس تک دشمنون کو بہگا دیا - طرفین کے لوگ مارے گیے -

اسی مین مخالفین راو ستر سال پر آپڑے جو پیچھے پیچھے آتا تھا - اور لڑائی شروع کردی - اس گیرودار مین کچھ راجپوت مارے گیے - اور دشمنون کا بھی نقصان ہوا - پھر راو ستر سال لشکر مین آملا -

دوسرے روز صبح کو خانزمان نے کتل سے عبور کیا - اور سات روز مین نواحی کولاپور مین پہونچا - اور قلعہ و قصبہ کا محاصرہ کیا - ہرچند اہل قلعہ نے بہت کوشش کی مگر حصار و قصبہ فتح ہوگیا - اور دشمنون کے بہت آدمی مارے گیے اور قید ہو گیے -

خانزمان کی تاخت کی خبر سنکر دیہات کے لوگ یہان سے بھاگ گیے تھے اور اپنے مال و متاع اور اہل و عیال اور مویشی کو لیکر ایک بلند پہاڑ پر کہین قرب و جوار مین جاکر پناہ گیر ہوے تھے - خانزمان کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے بہادر خان اور شاہ بیگ خان کو اون کی گوشمالی کے واسطے معین کیا - اور اونھون نے پہاڑ پر چڑہ کر اون کے بہت آدمی مار پھینکے - اور دو ہزار آدمی کے قریب قید کر لیے اور مال و اسباب اور مویشی لوٹ لائے -

جب خانزمان کولاپور سے چلکر کشن گنگا کے کنارہ آیا تو ساہوجی اور عادل شاہی فوج اوس کے مقابلہ پر آئی اور تین روز تک دور دور سے بان مارتی اور کبھی کبھی پاس آکر لڑتی رہی - مگر دشمن کبھی ٹھیر کر نہین لڑتے تھے بلکہ مارتے اور بھاگ جاتے تھے -

اس لیے خان زمان نے شاہ بیگ خان کو کچھ راجپوت دیکر اردو مین چھوڑا اور خود نصف شب کو دشمن کے بنگاہ پر تاخت کرنے کو چلا اور صبح ہی وہان

پہونچ گیا - غالباً دشمنون کو یہ حال معلوم ہوگیا تہا - اونہون نے اپنا اسباب وہان سے پہلے ہی روانہ کر دیا تہا - اور خود جریدہ طیار کہڑے تہے اس لیے تہوڑی دیر لڑکر چلدئے اور اون کا کچہہ اسباب ہاتہہ آگیا جو وہ جلدی مین اوٹہا نہ سکے تہے -

دوسرے روز جس وقت کہ خانزمان کا لشکر کوچ کر رہا تہا تو دشمن بہادر خان اور شجاعت خان پر آپہلے - دونون طرف سے خوب لڑائی ہوئی - اسی مین شاہ بیگ خان نے آکر دشمن پر حملہ کیا اور اوسے پراگندہ کر دیا - پہر اسیطرح لڑتے بہڑتے دونون فریق مرچ پہونچے اور اوسے خانزمان نے غارت کیا - یہ مشہور شہر ہے اور اوس وقت خوب آباد تہا - پہر یہان سے چند روز مین راے باغ پہونچے جو اس ملک کا بڑا پورانا شہر ہے - یہان بہی بہت غنیمت ہات لگی -- اور دس روز یہان قیام کر کے خانزمان لوٹ آیا -

لوٹتے وقت دشمنون نے بان اندازی شروع کی - اور لڑتے بہڑتے کوچ ہوا - خانزمان مرچ سے آٹہہ کوس پر ہوتا ہوا چلا - اور ایک ندی کے کنارہ آکر فرد کش ہوا ابہی خانزمان خود اون لوگون کی حفاظت کے لیے کہڑا ہی تہا - جو لوگ گہاس اور لکڑی کے واسطے ادہر اودہر گیے ہوئے تہے اور اوترا بہی نہ تہا کہ اسی مین دشمن شاہ بیگ خان پر آپڑے - اور مار پیٹ شروع کر دی خانزمان یہ دیکہکر جو تہوڑے سے آدمی اوس کے پاس تہے اونہین سے شاہ بیگ خان کی کمک کو پہونچا - اور دونون نے ملکر دشمنون کو مار پیٹ کر بہگا دیا - اور دو کوس تک تعاقب کیا - چونکہ اسوقت دشمنون کو خوب سزا مل گئی تہی اس لیے وہ دریاے بہیونرا کے کنارہ تک لڑنے کو نہین آسکے - اور وسط ذیقعدہ مین خانزمان آکر دریاے بہونرا کے کنارے سے

فروکش ہوا۔

۱۱۴۔ سید خانجہان کی تاخت بیجاپوری عملداری پر اور رندولہ خان وغیرہ سے لڑائی

سید خانجہان بادشاہ سے رخصت ہوتے ہی شاہ گڈہ اور بیڑکی طرف سے دہارور پہونچا اور بنہ وبار کو وہان چہوڑکر ترتیب افواج مین مصروف ہوا۔ اور خود قول مین ہو کر بموجب حکم شاہ نواز خان صفوی توش بیگی کو سردار فوج ہراول کیا۔ اور راو کرن نوذر مراد کام ہری سنگہ قلعہ دار جیرام وغیرہ منصبدارون احدیون اور تفنگچیون تیراندازون کو اوس کے ساتہہ مقرر کیا۔ اور برنغار پر رستم خان کو رکہا اور احداد راجہ بہروز خواجہ عبدالہادی وغیرہ منصبدار اور احدی برقنداز اوس کو دئے۔ اور جرنغار پر مرتضی خان کو متعین کیا۔ اور شیر خان۔ راجہ رام داس اور صف شکن خان کے تابین اوسکو حوالے کیے جو بیماری اور ضعف کے سبب سے دہارور مین بنہ وبار کے ساتہہ رہ گیا تہا اور اوس کے ساتہہ بہی منصبدار حدی تفنگچی تیرانداز کیے۔ اور چنداولی سیدار خان کو عنایت کی۔ اور خلیل اللہ خان میر آتش کو توپخانہ دیا۔ اور راجہ دیبی سنگہ سید ایوب علی وغیرہ منصبدار احدی اوس کے ہمراہ مقرر کیے۔

اور دہارور سے ساباجی کتشاجی شرزہ راو وغیرہ دکہنیون کو سرادہون کی تسخیر کے واسطے متعین کیا۔ یہ لوگ ۲۶ شوال سنہ ۱۰۴۵ھ کو یکایک حوالی قلعہ مین پہونچ گیے اور عنبر نامی قلعہ دار جو ملک ریحان شولاپوری کی طرف سے وہان محافظ تہا اور اسوقت قلعہ سے باہر ایک آم کے باغ مین آرام کر رہا تہا لشکر کے گرد دیکہکر قلعہ مین بہاگا۔ اور جو لوگ اوس کے ہمراہ کچہہ بہادری کا دم بہرتے تہے وہ فوج شاہی سے بہاگتے مین بہر پڑے اور مارے گیے۔ اور بقیۃ السیف قلعہ مین عنبر کے پاس چلے گیے۔

۱۰۴۵ھ

تین دن یہان لڑائی رہی - تیسرے روز شاہی فوج نے قلعہ فتح کرکے عنبر کو گرفتار کیا اور سیدخانجہان کے پاس لے آئے - اور ادوات قلعہ داری توپ و تفنگ وغیرہ اور اذوقہ جس قدر وہان تہا اوس سب پر متصرف ہوگئے -

چونکہ شاہجہان کی فوج کے دکھنیون نے اس عنبر کی سفارش کی اس لیے خانجہان نے اوسے چہوڑ دیا - اور کشاہی شہزادہ کو کچہہ لوگ دیکر تہانہ سرادہون مین چہوڑا اور خود دہاراسیون کو روانہ ہوا - اور راستہ مین ملک ریحان شولاپوری کے تین بڑے بڑے دیہات کو لوٹا - جہان لوگ ادہر اودہر سے آکر جمع ہوے تہے اور اونہین قید کرکے اون کے مویشی اور اذوقہ کو چہین لیا -

پہر سیدخانجہان ۲۹ شوال ۱۰۴۵ھ کو دہاراسیون مین پہونچا - اور جو مال و اذوقہ کہ وہان کے لوگ فوج شاہی کے خوف سے چہوڑ کر بہاگ گیے تہے اوس پر قبضہ کرلیا - اور وہان ابوالبقا برادرزادہ عبدالصمدخان بہادر فیروز جنگ کو کچہہ اپنے تابین اور تفنگچی دیکر تہانہ داری پر مقرر کیا -

اور دوسرے روز کاستے کو گیا - جو شولاپور سے چہہ کوس پر ہے اور اوس کا محاصرہ کیا - اور اوسے بحملہ کرکے حصار کو مفتوح کیا - اور قلعہ گزینون کو تلوار کے حوالہ کیا - اور توپ و تفنگ اور وہان دسرے باروت اور آذوقہ سب لے لیا -

پہر ریوگانون کو گیا اور وہان جو کچہہ اذوقہ وغیرہ ملا لیکر شاہورہ کو روانہ ہوا - رندولہ خان حبشی جسے عادل شاہ نے سیدخانجہان کے دفعیہ پر مقرر کیا تہا وہ دشمن سے مقابل ہوپنچ گیا - اور کچہہ بان مار کر اوس کی فوج چلدی - اور پہر ۵ ذی قعدہ کو چنداول پر آپہنچے - شاہ نوازخان سرکردہ ہراول اوس کی کمک کو گیا - سپہدار خان رستم خان

وغیرہ سب شہ یک ہو کر دشمنون سے لڑے اور دو کوس تک برابر لڑائی ہوتی چلی گئی -
جب سید خانجہان نے دیکہا کہ دشمن کا پلہ زور ہے تو اوس نے مرتضی خان کو اردو کی حفاظت
پر چہوڑا - اور خود شاہ نواز خان وغیرہ کی مدد کو گیا - اس وقت خوب ہی لڑائی ہوئی -
اور طرفین کے بہت آدمی مارے گئے - رندولہ خان جو دکہنیون کا بڑا نامی گرامی
سردار تہا خود زخمی ہو کر گہوڑے پر سے گر پڑا - مگر اوس کے رفیقون نے اوسے
گہوڑا الا کر دیا - اور میدان سے ہاتہون ہاتہہ اوٹہا لے گئے - سید خانجہان کے آدمی
بہی بہت مقتول و مجروح ہوئے -

پہر سید خانجہان لوٹ کر دہاراسیون مین چلا آیا - اور وسط ذیقعدہ تک وہین
رہا - جب معلوم ہوا کہ دشمن پہر فراہم ہو گئے ہین - اور لڑائی کا ارادہ کر رہے ہین
تو اوس نے کچہہ اسباب اور ایک تہانہ دار دہاراسیون کو دے - اور ۲۴ ذیقعدہ
کو دشمن کے مقابلہ کو چلا - اور سات کوس چلکر سہ پہر دن چڑہے نواحی تلمچاپور مین دشمن
کے سامنے پہونچ گیا -

رندولہ خان گو اس وقت زخمی ہو رہا تہا مگر پہر بہی اپنی دلاوری سے فوج کے
ساتہہ موجود تہا - اور خود اوس کا باپ فرہاد خان دونون لشکر لیکر آرہے تہے
سپہدار خان سے لڑائی ہوئی - سید خانجہان نے اپنے تابین اوس کی مدد کو بہیجے
اور سپہدار خان نے دکہنیون کو کوئی ایک کوس پیچہے ہٹا دیا - مگر پہر بہی دوپہر تک
لڑائی ہوتی رہی اور طرفین کے آدمی مارے گئے -

چونکہ یہان قرب وجوار مین پانی اور غلہ نہ تہا - اس لیے سید خانجہان نے
دہاراسیون کی طرف مراجعت کی - اور سر ادہون مین بنہ و بار چہوڑ کر ۲۶ ذیقعدہ کو

گلبرگہ کی طرف راہی ہوا- اور اوسنے اودگیر اور بیدر کے اطراف مین ہوتا ہوا کوچ کیا
اور جو قریے اور محال راستہ مین پڑے اونہین خوب ویران کیا-

یکم ذی الحجہ کو بیجاپوریون نے پچھلی رات کے وقت خانجہان کے لشکر پر
حملہ کیا- اور اوسکے دو کوس پر آکر بان مارنے لگے- مگر جب یہ لوگ مورچون سے
باہر نکلے تو بیجاپوری گوشہ وکنار مین متواری ہوگئے-

دوسرے دن کوچ کے وقت پھر وہ سردار خان اور راجہ دیبی سنگہ سے
اولجھ پڑے- خلیل اللہ خان سردار خان کی مدد کو گیا- سید خانجہان نے بھی کچھ آدمی
کمک کو بھیجے- وکہی مار بیٹ کر چلے- سردار خان نے دو کوس تعاقب کیا-
طرفین کے لوگ مقتول و مجروح ہوئے- اسی مین سید خانجہان نے مخالف
کے قلب پر حملہ کیا- اور اوسے تھوڑی سی زد وخورد مین منہدم کر دیا- اور رستم خان
اور شاہنواز خان نے اپنے مقابلون کو پسپا کر دیا-

چونکہ اب ملک ویران ہوگیا تھا اور سر پر ایام بارش چلے آرہے تھے
اس واسطے سید خانجہان بیڑ کی جانب روانہ ہوا- اور ارادہ کر لیا کہ اگر راستہ مین
مخالفین ملینگے تو اونہین سزا دیکر بادشاہی علاقہ مین چلے جائینگے- اور
جہان حکم ہوگا ایام بارش وہان بسر کرینگے-

اس لیے اوس نے واپس کوچ کر دیا- ۱۱ ذیحجہ کو جب وہ سرا دہون سے
آٹھہ کوس پر تھا تو بیجاپوری عقب سے ظاہر ہوئے- شاہنواز خان ہراول تھا اوس
نے خانجہان سے کہا کہ دشمن آج چندا ول کے دنبال پر دکہائی دے رہے ہین
مجھے آج چنداول پر بھیجئے- اور بڑے مبالغہ کے ساتھہ چنداول پر چلا گیا جب

لشکر کوئی ایک کوس چلا ہے کہ بیجاپوریون نے بان مارنا شروع کیے شاہزادہ نے بہی گجنال تفنگ بان سے میدان کو آتش خانہ بنادیا - ایک پہر طرفین سے لڑائی رہی - جب سید خانجہان نے دیکہا کہ بیجاپوری آج بڑے زور پر ہین - اور میدان مین جم گیے ہین - تو وہ بہی شاہ نواز خان سے جاملا - اور میمنہ سے خلیل اللہ خان سید لطف علی اور توپخانہ والون کو لیکر اور میسرہ سے مرتضیٰ خان - شیرخان اپنے ہمراہیون کو لیکر خانجہان کے شریک ہو گیے - خوب لڑائی ہوئی - اور پہر دکہنی حسب دستور چلدے -

اسی اثنا مین کہیلوجی بہونسلہ اور ملک ریحان شولاپوری بہی رستم خان کی فوج سے آبہڑے - بہدار خان اوس کی مدد کو گیا - طرفین کے آدمی مارے گیے - اور دکہنی یہان سے بہی چلدے - اور پہر طرفین مین کبہی مقابلہ نہین ہوا - پہر سید خانجہان سرادہون مین آیا - اور وہان سے دریاے مانجرا کے کنارہ پہونچا اور پہر اوسی روز دہارور مین جا داخل ہوا -

۲۱۲ - خاندوران بہادر کی تاخت علاقہ بیجاپور پر اور بہلول خان وغیرہ سے لڑائیان . . .

خاندوران بہادر جب قندہار مین پہونچا تو اوس نے حسب الحکم شاہی قلعہ اودسہ اور اودگیر کی تسخیر کی تدابیر کرنا شروع کین جو نظام شاہی عملداری مین تہے اور سرحد پر ہونے کی وجہ سے متنازع فیہ تہے - اور حفظ مترددین اور نگہبانی رسد کے لیے ہر کوچ مین تہانہ بٹہاتا گیا - کہ اسی مین ۸ شوال ۱۰۴۵ھ کو شاہجہان کا فرمان پہونچا جس مین لکہا تہا کہ عادل خان اطاعت اوامر بادشاہی اور ارسال پیشکش مین تغافل کرتا ہے اس واسطے سید خانجہان کو ہم نے فوج دیکر بہیجا ہے وہ

شولاپور کی سمت سے اور خانزمان اندا پور کی طرف سے اوس کے ملک مین داخل ہونگے - تم کو چاہیے کہ تم بیدر کی جانب سے روانہ ہوکر اوس کے ملک کو ویران کرو اور تسخیر قلعہ جات سے ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج کو مقدم سمجھو -

اس حکم کے پہونچتے ہی خاندوران نے احمال و اثقال لشکر کو ایک جماعت کے حوالہ کیا - اور اونہین دریا سے مانجرا کے کنارہ چہوڑا - اور ۱۰ شوال کے اول شب مین سوار ہوا - اور کوئی دو گھنٹہ دن چڑھے عین عالم غفلت مین حوالی قصبہ کلیان مین پہونچا - جو اس طرف نہایت معمور اور آباد قصبہ تہا یہان کے باشندون کو شاہی لشکر کے آنے کی خبر نہ تہی - جاتے ہی خاندوران نے اوسے لوٹنا اور جو مقابل ہوا اوسے مارنا شروع کیا - قصبہ کے دو ہزار آدمی مارے گئے اور بہت قید ہوئے اور کثرت سے مال و اسباب اور مولیشی ہاتہہ آئے -

پہر یہان سے خاندوران نراین پور مین گیا جو اس مقام سے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر اور مال تجار سے مالامال تہا - یہان کے لوگ جان اور آبرو کی حفاظت کے واسطے بہاگے اور مال کو چہوڑ گئے - خاندوران یہان بہی بدستور سابق قتل و اسیر مین مشغول ہوا - چونکہ اس وقت لشکر والون کو مال غنیمت اس قدر کثرت سے ملا تہا کہ سنبہالنا مشکل پڑ گیا تہا اس لیے رات کو اسی جگہہ قیام کیا اور سپاہیون نے زیادہ بوجہہ کی چیزون کو پہینکا - مگر پہر بہی اسقدر بوجہہ اٹہاکر دو کوس چلنا ان کو بہ مین دشوار تہا اس لیے اسباب تاراج کو اونہین لوگون کے سر پر لدوایا - جن کا وہ مال تہا اور جو قید مین پکڑے گئے تہے اور جس کی اس قدر افراط تہی کہ جمع کرنا مشکل پڑ گیا تہا -

دوسرے روز بہالکی پہونچا - اور یہان اموال غنیمت کو رکہا اور کچہہ لوگ نگہبانی کو چہوڑے اور اسے بنگاہ قرار دیا - اور غلہ اور گہانس جمع کی -

پہر یہان سے چہہ روز بعد ملنا تہہ کو گیا - جو بہالکی سے دس کوس اور بیدر سے دو کوس تہا - اور آبادی مین مشہور تہا - اوسے غارت کر کے جہان کہین آبادی دیکہی اوس کا نشان بہی نہ چہوڑا - اور یہان تلک لوٹا کہ عورتون کے کپڑے تک بہی اوتار لیے - چنانچہ اسیطرح تین روز کے عرصہ مین پچاس آباد مقام پامال عساکر شاہی ہوے - پہر لشکر ساحل دریاے مانجرہ پر آرام کے لیے ایک روز ٹہیر کر تین روز مین پہر بہالکی لوٹ آیا -

یہان پر بہلول خان خیریت خان بیجاپوری رندولہ خان کا چیلا اور یاقوت خان نبیرہ یاقوت خان حبشی خاندوران کے سامنے آے جو خاندوران کے مدافعہ کو بیجاپور کی طرف سے متعین ہوے تہے - یہ لوگ بیدر کے قریب ٹہیرے تہے اور دو ہزار سوار حوالی لشکر خاندوران مین اوس سے چہیڑ چہاڑ کے لیے اونہون نے بہیجے تہے - غنیم کو دیکہتے ہی راجہ جے سنگہ ہراول نے ان کا مقابلہ کیا - اور یہ لوگ بہاگ گیے - پہر خاندوران بہالکی سے کوچ کر کے دیونی مین آیا - جو اودگیر سے تین کوس ہے اور غنایم کو اور بہاری بوجہہ کو تاندہ ؟ روانہ کیا - اور جب تک محافظین لوٹ کر نہ آے تب تک وہین ٹہیر ارہا - جب وہ لوگ آگئے تو بیجاپور کو کوچ کیا - اور جو مقام راستہ مین پڑا - وسے تاخت وتاراج کرتا اور اوجاڑتا شروع کیا - اس درمیان مین دشمن سامنے آتے اور دور ہی دور سے صورت دکہا کر یا کچہہ لڑ بہڑ کر بہاگ جاتے تہے -

سنہ ۱۰۴۵ھ

پھر فوج گلبرگہ کے مقابل سلطان پور اور ہیرا پور مین پہونچی جو بڑے آباد قصبے تھے - اونہین لٹا اور [illegible] بعد مین خاک سیاہ کردیا - اور ہیرا پور مین مقام کیا - جب خاندوران ہیراپور رستے دریاے بہورہ کے کنارہ پہونچا تو بیجاپوری اوس سے چہیڑ چہاڑ کرنے اور دستہ دستہ نمودار ہو کر لڑائی کرنے لگے - خاندوران نے چاہا کہ اردو کو مقام پر چہوڑے اور لشکر کو آراستہ کرکے دشمنون پر حملہ کرے کہ اسی مین چند جوانان کارطلب عرب خان خواجہ عنایت اللہ سلطان یار اسفندیار ملقب بہ ہمت خان واہتمام خان حسینی نے دشمن کے قلب پر تاخت کی - اور راجہ جے سنگہ اون کی کمک کو پہونچ گیا - اس لیے خاندوران نے توقف مصلحت نہ دیکہکر اردو کی محافظت کے لیے مبارز خان کو چہوڑا اور خود عقب سے جا پہونچا - طرفین سے یہان بڑی سخت لڑائی ہوئی - آخر کو بڑی کوشش و کشش کے بعد بیجاپوری چلدئے - اور خاندوران بہادر تعاقب کرتا ہوا بیجاپور کے دس بارہ کوس جا پہونچا -

محمد عادل شاہ نے دشمن کے آنے کی خبر سنکر شاہپور کے تالاب کا بند توڑ دیا تہا اور باہر کے آدمیون کو شہر کے اندر لے لیا تہا اور جس قدر ذخیرہ کاہ و غلہ اطراف مین تہا اوسے سب کو ٹہکانے لگا دیا تہا تاکہ مخالفین کی فوج وہان قیام نکر سکے بیجاپور کے تین طرف بالکل اوسر زمین ہے جس مین کچہہ پیدا نہین ہوتا ہے اور نہ وہان پانی ہے صرف جنوب کو شہر سے چار میل پر دریاے دہون کے کنارہ بڑی زرخیز کالی زمین ہے جہان موسم اچہا ہو تو خوب پیداوار ہوتی ہے اور ایسی افراط ہوتی ہے کہ وہان کی پیداوار ربوڑے نہین ٹوٹتی ہے

سنہ ۱۰۴۵ھ

یہ زمین اس دریا کے ادہر اودہر کئی کئی میل تک پہیلی ہوئی ہے - اور دریا کا پانی نہایت کہاری ہے اوسے آدمی اور جانور کوئی پی نہین سکتا ہے -

اس بات کو مکرمت خان سے جو بیجاپور مین تہا خاندوران بہادر کو لکہہ بہیجا اسواسطے خاندوران نے بیجاپور جانے کا ارادہ فسخ کیا - اور پتلی وغیرہ محال جاگیر نبیرہ یاقوت خان حبشی کی پامالی کا قصد کیا - اور رات کو نراین پور مین ٹہیر کر صبح کو سوار ہوا - اور چودہ کوس چلکر کملاپور کو جا لوٹا - اور اوس سے چار کوس چلکر شولاپور کے اقطاع کو غارت کیا - اور بیجاپور کی آبادی علاقہ کو سرحد قطب شاہ تک تباہ و برباد کر ڈالا -

اور پہر سلطان پور اور پہرپور کی طرف لوٹ آیا - شاہجہان نے خاندوران کے پاس اپنا دستخطی فرمان بہیجا تہا اور لکہا تہا کہ عبداللہ قطب شاہ سے پیشکش بہیجنے کے واسطے کسی کو بہیجا جاسے - خاندوران نے ایک اپنے معتمد کو محمد تقی کے ہمراہ گولکنڈہ کو بہیجا - جو قطب شاہ کے پاس سے اوس کے پاس آیا تہا اور لکہا کہ عبداللطیف کے ہاتہہ جلد پیشکش بہیجو اور اپنے معتمد کی واپسی کے انتظار مین حدود گولکنڈہ پر دریاے مانجرا کے کنارہ قیام پذیر رہا -

اسی اثنا مین خبر پہونچی کہ فوج مخالف جو دس بارہ کوس خاندوران بہادر کی تہی اوس فوج کی مدد کو گئی ہے جو رندولہ خان کی سرداری مین سید خانجہان کے مقابلہ کو بیجاپور کی طرف سے بہیجی گئی تہی -

خاندوران بہادر نے اُردو کو حصار کوتگیر مین بہیجا - جو توابع تلنگانہ سے تہا اور خود سولہ کوس چلکر دیگلور مین قیام کیا - کہ پیچہے کے لوگ بہی وہان آکر ملجائین اور صبح ۴ گھڑی کے گہاٹ او دگیر سے آگے بڑہا - اور تین کوس اوسکی طرف چلا گیا - جب

بہان سناکہ دشمن لوسٹتے ہوئے آرہے ہین تو وہین قیام کر دیا۔

دوسرے روز خبر ملی کہ رندولہ خان بہی سید خانجہان کے سامنے سے ہٹکر شولاپور کی طرف چلا گیا ہے۔

۲۱۳ - عبداللہ قطب شاہ کا عبداللطیف کی خاطر کرنا اور اپنے ملک مین شاہجہان کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کرنا۔

ادہر جب عبداللطیف گجراتی عبداللہ قطب شاہ کی طرف گیا تو اوس نے سفیر کی حسب معمول بڑی خاطر داری کی اور پانچ کوس تک نکلکر خود استقبال کرکے شہر مین لے گیا۔ اور خطبہ مین اسماے سامیہ خلفاے راشدین کے اور شاہجہان کا نام داخل کیا اور خود نماز مین مکر رآیا۔ اور خطیب پر زر وگوہر اور چاندی کے پہول نثار کیے اور خلعت پہنایا۔ اور شاہجہان کے نام کا سکہ جاری کیا اور کچہہ مسکوک روپیہ شاہجہان لو بہیجے اور فوراً ملاتقیا کو دو ہاتی اور تین ہتنیان اور کچہہ جواہر و مرصع آلات جن کی قیمت ایک لاکہہ بیس ہزار روپیہ تہی دیکر بہیجا۔ اور یہ بروز پنجشنبہ ۱۲ شوال کو شاہجہان کے پاس پہونچ گیے۔ اور پہر عبداللہ باقی پیشکش کی طیاری مین مصروف ہوا۔ آج تک قطب شاہی حکومت کے کسی بادشاہ نے خطبہ چار یاری نہین پڑہوایا تہا۔ اور نہ مغلیہ بادشاہون کا نام کبہی خطبہ مین لیا تہا۔ جب یہ سکی شاہجہان کے دربار مین پہونچے تو ارکان دولت اور اعیان سلطنت نے تہنیت و مبارکباد کا ایک شور مچادیا اور شاہجہان کو بڑی دعائین دین۔

۲۱۴ - سلطان محمد عادل شاہ کا شاہجہان کی خدمت مین صلح کے لیے ایلچی بہیجنا۔

مصطفےٰ خان ہمیشہ سے شاہجہان کے ساتہہ مصالحت کرنے کا طرفدار تہا۔ اور اب اس وقت وہی مختار کل تہا۔ گو کہ رندولہ خان وغیرہ لڑائی چاہتے تہے۔ اور

اسی واسطے اونہون نے اب تک صلح مین تساہل کیا تہا۔ مگر جب ان خواہشمندان جنگ کو شاہجہان کی فوجون نے آکر گہیر لیا۔ اور چارون طرف سے مارپیٹ مچا کر گرد برد کر دیا تو یہ بہی نرم پڑ گئے۔ ؎

آنچہ دانا کند کند ناداں		لیک بعد از حصول رسوائی	

اور مصطفےٰ خان نے میر ابوالحسن عونہ و قاضی ابو سعید و شاہ داود و ندو فاخان کو ایلچی کر کے مصالحت کے واسطے شاہجہان کے پاس بہیجا۔ اور ایک عرضی لکہکر اون کو دی جس مین عادل شاہ کی طرف سے کمال تضرع اور خاکساری کا اظہار کیا۔ اور درخواست کی کہ قلعہ اودسا اور اودگیر ہمارے ہین یہ ہم کو عطا فرماے جائین اور ہم پیشکش بہی دینگے اور آیندہ اطاعت بہی کرینگے۔ اور ایلچیون سے کہدیا کہ آصف خان کی معرفت بادشاہ کے یہان پیش ہون۔

چنانچہ یہ لوگ آصف خان کی وساطت سے آستان بوس ہوے۔ کچہہ پیشکش جس مین کچہہ جواہر اور مرصع آلات تہے پیشکش کیے۔ مگر شاہجہان نے اودسا اور اودگیر کی درخواست کو نامنظور کیا۔ اور کہا کہ یہ دونون قلعے نظام شاہی عملداری کے ہین انہین ہم نہین دینگے۔

۲۱۵۔ الہ وردی خان کا قلعہ چاندور انجرای کانجنہ ماسحہ رولہ جولہ رہونت کول یوسرا اچلاگر راحسیر اور دہرپ کا فتح کرنا۔

جب الہ وردی خان حسب الحکم قلعہ دہرپ کی طرف چلا تو پہلے حصار چاندور کے نیچے پہونچا۔ جو ایک بلند پہاڑ پر بنا ہوا تہا اور رستا نست مین بہت مشہور تہا۔

الہ وردی خان نے اوس کا محاصرہ کیا اور بڑی کوشش سے ۱۶ شوال کو فتح

کے قلعہ کی کنجیاں شاہجہان کے پاس بہیجدین- اور وہان کے لوگ بادشاہ کے مطیع ہوگیے-

سب سے اول کنہیراو قلعہ دار انجرای مطیع ہوا- اور الہ وردی خان کے پاس حاضر ہوگیا اور ۱۹ شوال کو قلعہ الہ وردی خان کے حوالہ کردیا- یہ قلعہ بہی پہاڑ پر بنا تہا- اور چانہ ور سے زیادہ مستحکم تہا- الہ وردی خان نے دوسرے قلعہ دارون کی استمالت کے واسطے اس کنہیراو کے لیے دو ہزاری کا منصب تجویز کیا- اور پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ عامرہ سے اوسے دیے اور قلعہ کا بندوبست کرکے آگے بڑہا-

اور حصار کانجنہ مانجنہ کی تسخیر کو روانہ ہوا- جو قلعہ دار دہرپ کے متعلق تہے اور ۲۱ شوال کو وہان پہونچکر محاصرہ کیا- مورچہ بنائے- یکہ تاز خان کو دروازہ کے محاذی اور غضنفر اپنے بیٹے کو قلعہ کے شمالی طرف پر اور حسن علی دوسرے بیٹے کو جنوبی سمت پر متعین کیا- اور سردار خان کو قلعہ کے عقب مین چہوڑ کر آپ ایک ایسے مقام پر ٹہرا کہ جہان سے چارون طرف کی خبرگیری کرسکے اور یہ تجویز کی کہ جس وقت کرنا پہونکی جائے تو سب یکدل ہوکر ایکدم سے یورش کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا- اور چارون طرف سے یورش ہوئی- قلعہ والون نے بہی بان و تفنگ مارنا شروع کیے- اور بڑے بڑے پتہر پہاڑ پر سے لڑکائے مگر جب محاصرین قلعہ کی دیوارون کے نیچے جا پہونچے تو محصورین گہبرائے- اور غلغلۂ تکبیر اور ولولۂ تہلیل سے قلعہ والے مضطرب ہوگیے کنہیراو قلعہ دار انجرای جو الہ وردی خان کے ساتہہ تہا اوس نے اہل قلعہ کو پیغام دیا کہ اگر آپ لوگ اطاعت اختیار کرین تو تمہاری رستگاری کا مین کفیل ہون- اس پر

اہل قلعہ امان کے وعدہ پر الہ وردی خان کے پاس حاضر ہو گیے - اور دونون قلعون پر الہ وردی خان کا قبضہ ہو گیا -

اور ایسے ہی قلعہ رولہ جولہ رہونت کول یوسرا اچلاگر وغیرہ جو پہاڑون پر بنے تہے سب پر الہ وردی خان نے دخل کر لیا -

قلعہ راجیر مین کچہہ لوگ خاندان نظام شاہی کے رہتے تہے اوس پر بہی الہ وردی خان نے محاصرہ ڈالا - اہل قلعہ نے اوس کی محافظت پر بڑی جانفشانی کی - یہ قلعہ انجراسے کے قلعہ سے زیادہ مضبوط تہا - دو مہینے کے محاصرہ کے بعد اوایل محرم ۱۰۴۶ھ مین جاکر مفتوح ہوا - اور خویشان نظام قید ہو گیے -

۱۰۴۶ھ

الہ وردی خان جب ان قلعون کی فتح سے فارغ ہوا - تو حصار دہرپ کی فتح کے لیے اوس کے حوالی مین پہونچا - جو استحکام اور ارتفاع کے سبب سے اوس طرف مشہور تہا - سہوجبل پاسبان قلعہ نے فتوحات مذکورہ کا حال سنا ہوا تہا - اوس نے الہ وردی خان کے پاس پیغام بہیجا کہ اگر ایک لاکہہ روپیہ نقد اور منصب و جاگیر مجہکو بادشاہ کے یہان سے عطا ہو تو مین قلعہ بے لڑے بہڑے حوالہ کر دونگا - چونکہ بارشش قریب آگئی تہی - الہ وردی خان نے محاصرہ موقوف رکہکر بادشاہ کے پاس عرضی بہیجی - بادشاہ نے درخواست منظور کی - سہوجبل نے ۲۵ محرم کو قلعہ خالی کر دیا -

۲۱۶ - شایستہ خان کا جنیر اور سگمینر کے سترہ پرگنہ فتح کرنا -

اب شایستہ خان کا حال سنئیے - وہ ۸ شوال کو سنگمینر مین پہونچا - اور ساہوجی کے بیٹے کے قبضہ سے اون پرگنات کو نکال لیا - ساہوجی کا بیٹا ناسک کیطرف بہاگا - اس لیے شایستہ خان نے

شیخ فرید ولد قطب الدین خان کو اوس کی تہانہ داری پر متعین کیا تاکہ کوئی وہان کی رعایا کو تکلیف نہ پہونچاسے - اور احمد خان نیازی کو دندوری مین اور احداد مہمند کو انکولہ مین ضبط پرگنات اور فراہمی کاشتکاران و رعایا کے لیے روانہ کیا جو مفسدین کی غارتگری اور لشکر شاہی کے خوف سے پریشان ہوگیے تھے اور اون کو حکم دیا کہ رعایا کو تسلی دیکر اپنی کہیتی باڑی مین مصروف کرین - اور تہانہ تہا کر ایسا انتظام کرین کہ یہان فتنہ وفساد کا اندیشہ نرہے -

جب مفسدین نے سنا کہ شیخ فرید ناسک کی طرف آیا تو وہ کوکن کو بہاگے شایستہ خان نے باقر سرگروہ تابینان یمین الدولہ کو ڈیڑہ ہزار سوار دیکر سرکار جنیر کے ضبط اور تادیب مفسدین کے واسطے مقرر کیا -

اسی مین شایستہ خان کے پاس شاہجہان کا حکم پہونچا کہ چونکہ سنگمنیر کے انتظام سے خاطر جمع ہوگئی - اور احمد نگر کے اطراف خالی ہین جلد وہان پہونچکر اوس کا انتظام کرے - اس سے وہ بلا توقف احمد نگر کی طرف راہی ہوا -

اثنائے راہ مین باقر کی تحریر سے اوسے معلوم ہوا کہ وہ تو پسر ساہوجی وغیرہ کے تعاقب مین کوکن کو گیا ہے اور جنیر مین مفسدین کچہہ قلیل ہی باقی ہین - شایستہ خان نے اس لیے سید علی کی سرداری مین یمین الدولہ آصف خان کی تابین دئے اور اوسے جنیر کو بہیجا - اوس نے جاکر شہر پر قبضہ کرلیا - اور ساہوجی کے آدمیون کو نکال دیا -

باقر پسر ساہوجی کے تعاقب مین ماہولی پہونچا - یہان سے ساہوجی کا بیٹا حوالی چہار کندہ مین باپ پاس پہونچا - اور چونکہ جنیر مین ساہوجی کے عیال تھے -

اس لیے وہان سے کچھہ آدمی لیکر جنیر کو آیا - بادشاہی آدمی شہر سے نکلکر اوس سے
لڑے اور دونون طرف کے آدمی مارے گیے -

شایستہ خان نے اس ماجرے سے خبر پاکر سات سو آدمی کمک کے لیئے
روانہ کیے - اگرچہ دشمنون نے انہین راستہ مین بہت روکا مگر یہ لوگ مدد کو پہونچ
گیے اور آپس مین ملکر مفسدین کو قلعہ والون کی مدد سے ہٹا دیا - اور شایستہ خان
سے مدد کے طلبگار ہوئے - چونکہ شایستہ خان کے پاس خود ہی آدمی بہت کم رہ
گیے تھے اس لیے وہ خود ہی اون کی مدد کو گیا - اور جنیر مین پہونچکر دشمنون کو دریاے
بھیونرہ کے کنارہ تک بھگا دیا - اور جنیر مین آکر باقر کو بھی کوکن سے بولا لیا - کیونکہ
فوج اس قدر تھوڑی تھی کہ اوس سے جنیر کا فتح ہونا دشوار تھا - اور پھر بہت جلد جنیر
اور سنگمنیر گلشن آباد چاندور انگولہ وغیرہ کے سترہ پرگنے جس کی جمع دو کرور سات لاکھ
دام تھی داخل ممالک محروسہ شاہجہانی کر لیے اور خافی خان کی تحریر کے بموجب
پسر و قبایل ساہو یا بمعی از وابستہاے نظام الملکیہ اسیر ہوئے - اور ساہوجی
کا ایک بیٹا سیوا نامی کچھہ لوگون کے ساتھہ ایک قلعہ مین چلا گیا جو دریا کے درمیان
بنا تھا - اور قلعہ چانده رودولہ جبولہ کنھٹر راجدھیر ہنونت دھریب
سب قبضہ مین آگیے - اور حسب الحکم شاہی شایستہ خان ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۵ھ
کو شاہجہان کے پاس آگیا -

۲۱۷ - انگی تنگی الکہ پالکہ قلعون کی فتح -	جس زمانہ مین شاہجہان نے عادل شاہی اور نظام شاہی علاقون پر فوجین بھیجی تھین تو اوسی کے قریب آصف خان

نے کچھہ تابین حصین انگی تنگی والکہ پالکہ کی فتح کے واسطے بھیجے تھے - یہ

قلعہ دولت آباد سے اٹھارہ کوس پر تھے۔ ۲۰ ذی قعدہ کو خبر آئی کہ یہ قلعہ بھی فتح ہو گیے۔

انکی تنکی دو جداجدا گانون مین اور دونون رانیون کے نام سے موسوم ہوئی ہین۔ اوسوقت یہان ایک اچہا قلعہ تہا۔ اور پہاڑ پر سیدہا پتہر کو کاٹ کر بنایا تہا۔ صرف مشرقی جانب ایک پتلا سا راستہ تہا۔ جس پر چڑہ کر اوپر قلعہ مین جاتے تھے اس قلعہ کے اندر ایک تالاب بہی تہا۔ جس سے پانچ چہہ سو آدمیون کی خوراک کے واسطے کاشتکاری ہوسکتی تہی ٹیورنیر نے اسے ۱۴ مارچ سنہ ۱۶۵۳ء مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۳ھ مین دیکہا ہے اُس وقت یہ قلعہ بے مرمت ویران اور اوجاڑ پڑا تہا۔ اس وقت انکی مین الہ آباد کی ریلوے سڑک کا اسٹیشن ہے۔

۲۱۸- شاہجہان کا سلطان محمد عادل شاہ کی درخواست صلح کو منظور کرکے ایسے سردارون کو تاحت کرنیکی مماعنت کرنا۔

قاضی ابو سعید رندولہ خان کا وکیل تہا۔ اور اوس کی طرف سے سلطان محمد عادل شاہ کے دربار مین رہتا تہا۔ جس وقت مصطفے خان نے اوسے مصالحت کے واسطے شاہجہان کے پاس بہیجا ہے تو اوس نے رندولہ خان سے راستہ مین جاتے ہوے کہا کہ تم اکیلے مخالفت کرتے ہو۔ مصطفے خان کی مرضی صلح کی ہے۔ رندولہ خان کو بہی اس وقت اضطراب ہو گیا تہا۔ وہ ابو سعید کے کہنے سے فورًا مصطفے خان پاس بیجاپور کو گیا۔ مصطفی خان نے اوسے اپنے مکان پر ٹہیرایا۔ اور بڑی خاطر تواضع کرکے اوسے صلح کے لیے راضی کرلیا۔

اور جب دیکہا کہ ملک روز بروز ویران اور بے چراغ ہوتا جاتا ہے تو اوسے اور

اودگیر سے بہی ہاتہہ اوٹہالیا - اور شاہجہان سے صلح چاہی - اس لیے شاہجہان نے صلح منظور کرلی - اور فوراً اپنے تینون لشکرون کے سردارون کو تاخت و تاراج سے منع کرنے کا حکم بہیجدیا -

خانزمان کو شاہجہان نے لکہا کہ مکرمت خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا ہے کہ عادل خان نے ازراہ عاقبت بینی و عافیت گزینی احکام شاہی کو قبول کیا اور اقرار کیا ہے کہ پیشکش جس مین جواہر ثمینہ مرصع آلات اور فیلان کوہ پیکر بیس لاکہہ روپیہ کے ہونگے - روانہ درگاہ خلافت کریگا - اور یہ بہی اقرار کیا ہے کہ اگر ساہوجی قلعہ جنیر کو اور نیز اور نظام شاہی قلعون کو جن پر اوس نے تصرف کر لیا ہے اگر شاہی آدمیون کے حوالہ کردیگا تو اوسے نوکر رکہہ لونگا - ورنہ اوس کی تنبیہ و تادیب مین اور فتح قلاع مذکورہ مین افواج شاہی کا شریک رہونگا - اس لیے چاہیئے کہ فرمان کے پہونچتے ہی عادل شاہ کے ملک سے پرخاش ترک کردو - اور فوراً حضور مین حاضر ہو - تاکہ تسخیر حصار جنیر وغیرہ اور تنبیہ ساہوجی کی تدابیر تمکو بالمشافہ بتاکر ادہر کو رخصت کیا جائے -

یہ فرمان خانزمان کے پاس اوس وقت پہونچا - جب کہ وہ دریاے بہیونرا کے کنارہ خیمہ ڈالے ہوے تہا - وہ اسے دیکہتے ہی فوراً چلدیا -

سید خانجہان کو بہی طلب کرلیا گیا -

خاندوران بہادر کو یہ فرمان پہونچا - کہ عادل خان نے میر ابوالحسن اور قاضی ابوسعید کو درگاہ والا مین بہیجکر حصار اوسہ اور اودگیر کو مانگا تہا - ہم نے حکم دیا کہ یہ دونو قلعہ نظام شاہی عملداری کے ہین - تمہین ہم نہین دینگے - اب مکرمت خان کی عرضداشت

سے معلوم ہوا کہ وہ اس درخواست سے باز آیا - اور انقیاد و امر شاہی کا اوس نے مصمم ارادہ کرلیا ہے - اور لعد از خرابی بصرہ کے مثل کو اپنا مصداق بنایا ہے اور عفو جرایم کی درخواست کی ہے - اب تم اوس کے ملک کی تاخت و تاراج سے ہاتھہ اوٹھاو - اور حصن اوسہ اور اودگیر کے فتح کی تدابیر عمل مین لاؤ -

۱۰۴۶ھ - شاہجہان کا فرمان محمد عادل شاہ کے نام اور اوس کا محمد حسین کے ہاتھہ اوس کے پاس بھیجنا -

جب سلطان محمد عادل شاہ نے شاہجہان کی اطاعت قبول کرلی تو عہد نامہ کی درخواست کی - اور اظہار فرط عقیدت کے لیے ایک شبیہہ بھی شاہجہان کی مانگی - اس لیے شاہجہان نے ۱۰ ذی الحجہ کو عین عید کے روز جو جو شرائط صلح کے واسطے قرار دی تہین اونہین پہلے ایک خط مین لکہا کہ جلد اونہین محمد عادل شاہ کے پاس بہیجدیا جاے اور پہر عہد نامہ حسب ضابطہ روانہ کیا جائے اور اپنی ایک شبیہہ بھی جس کا چوکٹہ در و زمرد سے مجلّی تہا مع آویزہ گران بہا اور ایک قبضہ دہوپ مرصع اور یہ خط جس پر بادشاہ نے پنجہ کا نشان کیا تہا محمد حسین سلدوز کے ہاتھہ عادل شاہ کو بہیجا - اور میر ابو الحسن قاضی ابو سعید اور شیخ دبیر سفیران بیجاپور کو اوس کے ہمراہ رخصت کیا - اور میر ابو الحسن کو خلعت و اسپ و فیل اور پندرہ ہزار روپیہ اور ابو سعید کو خلعت و اسپ اور نو ہزار روپیہ اور شیخ دبیر کو خلعت و اسپ اور پانچ ہزار روپیہ رخصتانہ عنایت کیے - اوس فرمان کا ترجمہ یہ ہے -

اول معمولی القاب تہا اور پہر یہ عبارت تہی -

" تم نے جو عرضی بہیجی ہے وہ ہماری نظر سے گذری - تمہارا وفور اخلاص و

اختیار اطاعت وصدق ارادت مفہوم ہوتا ہے اور جو خط کہ تم نے اپنے وکلا کو لکھا ہے اونہون نے آصف خان کو دیا ہے اور اوس نے اوس کا مضمون ہمین سنایا اوس سے اور نیز مکرمت خان کی عرضداشت سے جو ابہی پہونچی ہے ظاہر ہوتا ہے کہ تم نے ہمارے تمام احکام کو قبول کرلیا ہے اور طریق اطاعت وانقیاد اختیار کیا ہے۔ اس لیے ہم تمہاری تقصیرات کو معاف کرتے ہین اور از سر نو تم پر عنایت ومرحمت کرتے ہین۔

اگرچہ پہلے بہی اس سبب سے کہ تمہارا باپ ہم سے باخلاص پیش آتا تہا اور اوس نے تمہارے باب مین سفارشین کی تہین اور نیز اس وجہ سے کہ تم بہی صمیم قلب سے ہمارے ساتھ اخلاص برتتے تہے ہم نہ چاہتے تہے کہ کسی قسم کی تم پر بے عنایتی کرین اور تمہارا ملک اوس سے خراب ہو۔ مگر تمہارے کوتہ اندیش مشیرون نے ایسے کام کیے جس سے ضرور ہوا کہ کچھہ تنبیہ کیجاے اور اس وجہ سے جو کچھہ تمہارے ملک مین خرابی ہوئی ہوئی۔ بہر حال اب تم اون کوتہ اندیشون کی باتون کو جان گیے۔ اور اون سے کنارہ کرلیا۔ اور اپنے بہبود کو سمجھہ گیے اور طریق مستقیم یعنی ہماری اطاعت کو اختیار کرلیا۔

اس واسطے ہم وہ ملک جو تمہارے باپ سے تمہین ورثہ مین ملا ہے تمہین دیدیتے ہین۔ اور نظام الملک کے محالون کو اور اوس کے قلعون کو اور نیز قلعہ شولاپور اور محال متعلقہ کو جسے ہم نے پہلے عادل خان مرحوم سے لیکر عنبر کو دیدیا تہا۔ اور نیز قلعہ پرنیدہ اور پرگنات متعلقہ کو اور پرگنہ بہالکی و پرگنہ چپٹ گوپہ اور ولایت کوکن کے اوس حصہ کو جو نظام الملک کے ملک مین تہا اور قلاع متعلقہ

اون پرگنہ جاکہ کو جو کل پچاس پرگنہ ہوتے ہین اور جس کی قریب بائیس لاکہہ ہون کی آمدنی ہے حسب تفصیل فہرست منسلکہ تمہین مرحمت کرتے ہین - اور باقی جو نظام الملک کا ملک ہے اوسے ہم اپنے ممالک محروسہ مین داخل منضم کرتے ہین جس وقت تک کہ تم اور تمہاری اولاد اس فرمان کے شرائط ذیل کو جو بمنزلہ ہمارے عہدنامہ کے ہے بجالاتی رہین گی انشاء اللہ ہماری اور ہمارے فرزندان نامدار اور ہمارے اولیاے دولت کی طرف سے تمہین کوئی ضرر نہ ہوپہنچیگا - اور یہ امر نسلاً بعد نسل بطناً بعد بطن قرناً بعد قرن برقرار اور پائدار رہیگا -

شرط اوّل یہ ہے کہ سر رشتہ مریدی و اخلاص کو کبہی ہاتہہ سے نہ دو - بلکہ اوسے محکم رکہو - اور جو احکام کہ اس فرمان مین لکہے گیے ہین اون کے قواعد مین تغیر و تبدل کرکے اون کے خلاف نہ کرو - اور اون کے لوازم کو ہمیشہ بجالاتے رہو اور اوسکے خلاف سے محترز و مجتنب رہو -

شرط دوم - کوئی شخص آیندہ نظام الملکی نہ رہے - اور جو لوگ نظام الملکی رہے ہون وہ عادل خانی ہوجائین -

اور تمہارے آدمی اون محالون سے مطلقاً تعرض نہ کرین جو پہلے اور اب ہمارے ممالک محروسہ مین منضم ہوے ہین - اور کوئی آسیب اون محال پر نہ پہونچایئن اور جو حدود کہ اس وقت قرار پاگیے ہین اون سے تجاوز نکرین - اور اس مرتبہ جو پیشکش بیس لاکہہ روپیہ نقد و جنس کا منظور ہوا ہے - وہ مکرمت خان کے ہمراہ جلد درگاہ والا مین بہیجدو -

جو حکم ہم نے قطب الملک کو بہیجا تہا اوس نے کمال اخلاص و بندگی سے

قبول کیا - اور بد اعتقاد بدعتیون کے زمرہ سے نکلکر وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت مین داخل ہوا - اور جس طرح خطبہ ممالک محروسہ مین خلفائے راشدین مہدیین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نام گرامی کا پڑہا جاتا ہے اور ہمارا نام اوسمین لیا جاتا ہے اوسی طرح اوس سنے رؤس منابر پر باآواز بلند پڑہوایا - اور درہم و دینار پر ہمارے نام کا سکہ لگاکر اپنے ملک مین جاری کیا - اور پچاس لاکھ روپیہ کا پیشکش جو ہم نے جلوس کے بعد سے اوس پر مقرر کیا تہا اوس سنے ارسال کیا اس لیے اوسکی رعایت ہم پر ضرور ہوئی - اور ہم سنے یہ مقرر کیا ہے کہ جو چار لاکھ ہون وہ نظام الملک کو ہر سال دیا کرتا تہا اوس مین سے دو لاکھ ہون وہ ہمین دیا کرے - اور باقی دو لاکھ اوسے معاف کیے جائین - تم تمام دنیا داران دکن مین بڑے اور راس و رئیس ہو اور قطب الملک کی بڑی بہائی کی جگہہ ہو - تمہین چاہئے کہ اوسکے ملک کو کسی طرح آئندہ نقصان نہ پہونچاؤ - اور اوس کے محال متعلقہ سے تعرض نہ کرو - اور کسی نقد و جنس کے دینے کی اوسے تکلیف نہ دو - اور جو قدیم الایام سے تمہارے اور اوس کے درمیان داد و ستد چلا آتا ہے اوسی پر اکتفا کرو - اور اسے بہی اس فرمان کی ایک شرط سمجہو -

چونکہ ساہو اور ریحان شولاپوری مصدر تقصیرات ہوئے ہین اور تم سنے بہی درخواست کی ہے - اس لیے ہم اونہین اپنے یہان نہ آنے دینگے اور چونکہ پہلے یہ ٹہیرالیا ہے کہ تمہارے آدمیون کو نہ ہم قول دینگے اور نہ اونہین اپنے یہان بلائینگے - اور ایسے ہی نہ ہمارے شاہزادہ اور نہ ہمارے امیر اونہین قول دینگے - اور نہ بلائینگے - اس لیے چاہیے کہ اگر کوئی ہمارے

آدمیون مین سے بہاگ کر تمہارے یہان جاے تو تم اوسے اپنے یہان مت رکہو۔ اور اسے بہی اس فرمان کی ایک شرط سمجہو۔

چونکہ ساہو کے لیے بجز ہمارے اور تمہارے یہان کے اور کوئی جگہہ نہین ہے اس لیئے ظن غالب ہے کہ وہ تمہارا نوکر ہو جائیگا اور تمہاری اطاعت کریگا اس لیے تم کو چاہیئے کہ اوس سے کہکر جنیر ترنبک راج دیوہیر ترنکلہ اہری بہیم گڈہ کے قلعون کو خالی کرا دو جو ابہی تک اوس کے تصرف مین ہین اور ہم نے اپنے آدمیون سے کہدیا ہے کہ کوئی شخص ساہو کے آدمیون اور اوس کے اہل وعیال سے جو اون قلعون مین ہین تعرض نہ کرے۔ اور توپون کے سوا جو چیزین اون کی ہین اونہین لیجانے دے۔ اور اگر بالفرض ساہو تمہاری نوکری نہ کرے تو تم اوسے اپنے ملک مین نہ آنے دو۔ اور اگر آے تو اوسے پکڑ کر ہمین دیدو یا نکالدو۔ تاکہ ہمارے سردار اوس کی تنبیہہ کرسکین اور اوسے مستاصل کرڈالین۔

اسی طرح اوسہ اور اودگیر کا معاملہ ہے جہان کے قلعہ دار نظام الملکی ہین اگر وہ تمہاری اطاعت کرین تو اون سے تاکید کردو۔ کہ توپ وغیرہ لوازم قلعہ داری ہمارے آدمیون کو دیدین اور اہل وعیال اور مال ومتاع جو کچہہ اون کا وہان ہے جہان چاہین لیجاوین۔ اور اگر وہ تمہاری اطاعت نہ کرین تو عرضداشت کے ذریعہ سے اطلاع دو کہ ہمارے آدمی اون سے وہ قلعہ جبراً وقہراً لے لین۔

اب تم کو چاہیئے کہ ان شرائط وعہود کو ایک صحیفہ مین لکہو اور تعہد اپنی قلم سے لکہکر اور اوسپر مہر لگاکر اوس کی تصدیق کے واسطے مکرمت خان کے روبرو مصحف مجید اور قرآن حمید کی قسم کہاو اور اوسی نوشتہ کو مکرمت خان کو دو۔

کہ پیش کش اور تمہاری عرضداشت کے ساتھہ اوسے ہمارے سامنے پیش کرے۔

ہم نے اس فرمان کو جس مین ہمارا عہد او رقول ہے اور جو انشاء اللہ سد سکندر کی طرح ثابت و استوار رہیگا اور اوس کے قواعد مین کچھہ تغیر و تبدل نہ ہوگا ۔ اپنی دستخط خاص اور نشان پنجہ مبارک سے مزین کیا ہے اور خدا و رسول کو ان مراتب کا شاہد کرتے ہین اور تمہاری التماس کے موافق ہم نے حکم دیدیا ہے کہ ایک لوح طلائی پر جو ثبات مین لوح محفوظ کی طرح ہوگی اوسے منقوش کرین ۔ جس وقت کہ لوح طیار ہو جائیگی اور مکرمت خان پیش کش لیکر یہان آجائیگا اوسے ہم سید ابوالحسن اور قاضی ابو سعید کے ہمراہ بہیجدینگے ۔

چاہیے کہ تم ہماری عنایات و مراحم بادشاہانہ کی قدر کرو جو تمہارے آباد اجداد کو کبھی نصیب نہ ہوئی تہین ۔ اور بامنیت تمام و اطمینان تام جو سب سے بڑی نعمت ہے اور ہماری طرف سے تمہین حاصل ہوئی ہے اپنے ملک مین بفراغت و عشرت بسر کرو ۔ اور اس کا شکر کرتے رہو ۔ کہ اوس سے ہماری عنایات تم پر ہمیشہ زیادہ ہو تی رہین گی ۔ اللہ تعالے نے قرآن شریف مین فرماتا ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ترجمہ (اگر تم شکر کروگے تو مین تم پر زیادہ نوازش کرونگا ۔ اور اگر تم کفر و نافرمانی کروگے تو جان لو کہ میرا عذاب بڑا سخت ہے) ہم ظل اللہ اور سایہ خدا ہین خدائے تعالی کی اقتدا کرکے ایسا فرماتے ہین اور اوسی کے بموجب عمل کرتے ہین ۔

۲۲۰ - پنجہ کا نشان	سب قومون مین یہ قاعدہ ہے کہ جب کبھی کسی امر عظیم کا

اقرار کرتے ہین تو ہاتھہ مین ہاتھہ ملاتے ہین - اسی طرح سے یہ قاعدہ تاتاریون
مین بہی تہا - اور اب تک بہی مروج ہے - کہ اقرار کے وقت ایک دوسرے
سے ہاتھہ ملایا کرتے ہین - چونکہ بادشاہ دوسرے بادشاہون سے جب عہد کیا
کرتے ہین تو وہ ایک دوسرے کے سامنے نہین ہوا کرتے ہین بلکہ یہ عہد و
پیمان غائبانہ وکیلون کی معرفت ہوا کرتے ہین اس واسطے اونہین یہ ضرورت
پڑی کہ بجاے ہاتھہ مین ہاتھہ ملانے کے وہ عہد نامہ پر اپنے پنجہ کا نشان کر دیا
کرین - چنانچہ اسی دستور کے موافق مغلون مین یہ قاعدہ تہا کہ بادشاہ اپنے ہاتھہ
کو زعفران یا صندل کے پانی مین ڈبوتے اور عہد نامہ کے اخیر پر اوسے لگا دیتے
تہے - اور یہ نشان بجاے ہاتھہ ملانے کے سمجہا جاتا تہا - اسی کو پنجہ کا نشان
کہتے تہے -

۱۴۱ - شاہجہان کے فرمان کے جواب مین محمد عادل شاہ کی عرضداشت

جب شاہجہان کا یہ فرمان عادل شاہ کے پاس
پہونچا تو اوس نے اِن شرائط کے قبول اور منظور
کرنے کے اظہار کے واسطے ایک عرضداشت لکہی اور فوراً درگاہ والا مین
روانہ کی - وہ بہی ہم لکہتے ہین -

" عرضداشت بندہ فدوی بر شاہراہ عقیدت مستقیم محمد بن ابراہیم ذرہ وار
بموقف عرض ایستادہاے پایہ سریر خلافت مصیر اعلیٰ حضرت خاقانی سلیمان
مکانی حضرت صاحب قران ثانی میرساند - کہ فرمان عالی شان قضا توان - اور
شبیہ بے مثل و نظیر بادشاہ بادشاہان کے اور شمشیر قبضہ مرصع جو محمد حسین سلدوز
کے ہمراہ مرحمت ہوئی ہے اور نیز عہد نامہ پائدار مکرمت خان کی

۱۰۴۵ھ

وساطت سے ع

بساعتے کہ تو لا بدرو کند تقویم

میرے پاس پہونچا - اور مرید حلقہ بگوش کے سر افتخار کو بلند کیا - مین مراسم استقبال تعظیم و تسلیم بجالایا - میری زبان اس عطیہ عظمی کے شکر سے قاصر ہے مین نے حضرت کی دعا اور ذکر مہام کو شب و روز کا وظیفہ بنایا ہے دوسرے روز بروز دوشنبہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۰۴۵ھ کو مکرمت خان کو مین نے درگاہ والا کو روانہ کیا - اور حتی الوسع جواہر و مرصع آلات اور باقی جو موجود تھے منتخب کر کے اور ترتیب دیکر ہمراہ بھیجے ہین - جب مکرمت خان سعادت باریابی درگاہ والا حاصل کریگا - تو جو اوس نے میرے اعتقاد کی درستی برای العین دیکھی ہے حضور سے عرض کریگا - اور نیز محمد حسین سلدوز بھی جو اسی شب مین درگاہ فلک بارگاہ کو گیا ہے اور میری صدق ارادت اور صفائی عقیدت کو مشاہدہ کر لیا ہے وہ بھی اوس کے بیان سے مقصر نہ ہوگا - سایہ چتر معلی عالم اور اہل عالم کے سر پر تابندہ و قایم رہے -

اس عرضداشت کے گرد مین خواجہ حافظ شیرازی کی یہ بیتین بھی آب زر سے لکھی ہوئی تھین جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ تین سو سال پہلے عندلیب شیراز نے اس قصیدہ کو محض عادل شاہ کے ہی لیے لکھا تھا - وہ ابیات یہ ہین ؎

جوزا سحر نہاد حمایل برابرم	یعنی غلام شاہم و سوگند می خورم
گر دید نام شاہ جہان حرز جان من[1]	وز این خجستہ نام بر اعدا مظفرم

[1] اس کتاب مین "منصور بن محمد غازی است حرز من" ہے محمد عادل شاہ نے اس مصرعہ کو بدل لیا ہے -

سنہ ۱۰۴۵ھ

شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز ۔۔۔ کامے کہ خواستم ز خدا شد میسرم

راہم مزن بوصف زلال ای خضر کہ من ۔۔۔ از جام شاہ جرعہ کش حوض کوثرم

من جرعہ نوش بزم تو بودم ہزار سال ۔۔۔ کے ترک آب خور بکند این طبع خوگرم

شاہا من اربعرش رسانم سریرفضل ۔۔۔ مملوک این جنابم و مسکین این درم

گر یاد رت نمیشود از بندہ این حدیث ۔۔۔ از گفتہ کمال دلیلے بیاورم

گر برکنم دل از تو و بردارم از تو مہر ۔۔۔ آن مہر برکہ افگنم آن دل کجا برم

برمن فتادہ سایہ خورشید سلطنت ۔۔۔ اکنون فراغت است ز خورشید خاورم

نامم ز کارخانہ عشاق محو باد ۔۔۔ گر جز محبت تو بود شغل دیگرم

اے شاہ شیر گیر چہ کم گردد ار شود ۔۔۔ در سایہ تو ملک قناعت میسرم

عہد الست من ہمہ با مہر شاہ بود ۔۔۔ در شاہراہ عمر ازین عہد نگذرم

اور اپنے کلام کو اس مصرع پر ختم کیا مصرعہ

بادشاہا جہان بکام تو باد

۲۲۲ - عبداللہ قطب شاہ کا پیش کش اور اطاعت نامہ

عبداللہ قطب شاہ نے بہی پیش کش بہیجنے اور اوس بلا کو ٹالنے مین بہت جلدی کی - اور شیخ عبداللطیف کو چالیس لاکہہ روپیہ کا پیش کش دیکر واپس کیا جس مین کچہہ تو نقد روپیہ تہا - اور کچہہ جواہر نفیسہ مرصع اور سو ہاتی نر و مادہ اور پچاس عربی عراقی گہوڑے تہے - اور دو ہاتہیون کے یراق طلائی اور دو کے یراق نقرہ اور گہوڑون کی زین مرصع زرین و سیمین بنے ہوئے تہے - علاوہ اس کے عبداللہ نے جو عبداللطیف کو دو لاکہہ روپیہ کا نقد و جنس دیا تہا - وہ بہی شاہجہان کے روبرو سفیر نے پیش کیا - یہ لوگ اور

سب سامان شاہجہان کے پاس غرہ صفر ۱۰۴۶ھ کو دولت آباد مین پہونچ گیا
اسی کے ساتھہ عبد اللہ قطب شاہ نے ایک اپنی دستخطی و مہری عرضی بھی بہ سند
پذیرائی اوامر و نواہی بادشاہی اپنے سفیر محمد طاہر کے ہاتھہ روانہ کی تھی اوس کا
ترجمہ حسب ذیل ہے۔

" مرید موروثی نیک خواہ مخلص و فدوی بلا اشتباہ عبد اللہ قطب الملک
کا تعہد نامہ یہ ہے۔ کہ جو بندگان اعلیٰ نے از روے کرم فطری و رافت جبلی اس ناچیز
محقر کو بشر الطاف ذیل نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن نیاز مند درگاہ کو مرحمت فرمایا ہے
اس لیے مرید موروثی صدق اعتقاد و وفور اخلاص سے عہد کرتا ہے کہ
ہمیشہ اس ملک مین خطبہ چار یار با صفا کا جس مین ہر ایک اکابر دین رضوان اللہ
علیہم اجمعین کا نام نامی صریحاً مذکور ہوگا بندگان اعلیٰ کے نام نامی کے ساتھہ تمام جمعون
اور عیدون کے خطبہ مین پڑہا جائیگا پہلی روش پر خطبہ نہین پڑہا جائیگا۔
اور سرخ و سفید پر سکہ مبارک لگایا جائیگا جیسے کہ حضور نے کندہ کرا کے
بہیجا ہے۔
اور یہ بھی مین نے قبول کیا ہے کہ ابتدائے سنہ ۹ جلوس مقدس سے
مبلغ دو لاکھہ ہون جس کے آٹھہ لاکھہ روپیہ ہوتے ہین اون چار لاکھہ ہون مین سے
جو مین نظام الملک کو دیا کرتا تھا سال بسال بلا عذر روا بمال سرکار والا مین بہیجتا رہونگا
اگر کوئی بادشاہزادہ صوبہ دکن کی خدمت پر مامور ہوگا تو اوسے ورنہ جو دوسرا کوئی صوبہ
دکن کا نگران ہوگا اوسے حوالہ کر دیا کرونگا - اور حضور نے جو بتیس ۳۲ لاکھہ روپیہ بالمقطع
ابتدائی سنہ جلوس سے سنہ ۸ تک میری جانب پیشکش کا مقرر فرمایا ہے

اوس مین سے جو آٹھہ لاکھہ روپیہ میری طرف باقی ہے اوسے بہی آئندہ سال یعنی
سنہ ۹ جلوس مین دو لاکھہ ہون کے ہمراہ روانہ درگاہ کردونگا - اور جو اہرات اور
ہاتی گہوڑون وغیرہ کی قیمت جو مین نے یہان تجویز کی ہے اور جو اون کے وہان
حضور مین مشخص ہوگی اوس کا فرق بہی حضور مین بہیجدونگا - اور آئندہ سالون مین اگر
کسی چیز کی قیمت مین فرق ہوگا اوس مین بہی یہی قاعدہ جاری رکہون گا
اور اس کے بعد ہمیشہ اولیا سے دولت کے ساتہہ صحیح قلب سے یکرنگ و
موالف اور اون کے مخالفون کے ساتہہ جو اسم بے مسمی ہین تہ دل سے مخالف
رہونگا تاکہ اس نیازمند کے تعہدات مین راستی و رسوخ ظاہر ہو - مین نے مولانا
عبداللطیف کے سامنے قرآن مجید پر ہاتہہ رکہکر قسم کہائی ہے کہ اس عہدو پیمان
کے خلاف مجہہ سے کوئی کام نہ ہوگا - اور اگر خدا نخواستہ ایسا ہو اور اولیا نے
دولت میرے ملک کا انتزاع کرین تو وہ برسرحق ہونگے -

چونکہ مین نے قبول اطاعت و بندگی درگاہ جہان پناہ مین اپنے ہمچشمون سے
پیش قدمی کی ہے اس لیے وہ مجہہ سے کشیدہ ہوگئے ہین اور میری عداوت
پر اونہون نے چست کمر باندہی ہے اور ممکن ہے کہ عادل خان بعاودت حضور
کے بعد کوتہ اندیشی سے دست تطاول دراز کرے - اس لیے مین اُمیدوار ہون
کہ جو حضور کے صوبہ دکن کے نگران ہین اونکو حکم دیدیا جاسے کہ وہ ایسی حالت مین
میرے ممدو معاون ہون - اور اگر وہ مجہے مدد طلب کرنے پر مدد نہ دین - اور
اس صورت مین مجہے کچہہ روپیہ عادل خان کو جان چہوڑانے کے واسطے دینا
پڑے تو وہ روپیہ ان آٹہہ لاکہہ روپیہ مین جو سالانہ دست بانینگے مجرا کیا جاسے

یہ چند کلمہ بطریق حجت لکھے گیے - تحریر تاریخ شہر ذی الحجہ ۱۰۴۵ھ

۲۲۴ - شاہجہان کا عہدنامہ کی لوح زرین محمد عادل شاہ کو بہیجنا

عہدنامہ کی لوح طلائی بہی اس وقت طیار ہوگئی تھی - مکرمت خان کے پہنچتے ہی بادشاہ نے اوسے محمد عادل شاہ کے پاس محمد زمان مشرف اصطبل کے ہاتہہ روانہ کیا جس کی نقل ہم بجنسہ نیچے لکہتے ہین - اسے منشی افضل خان نے لکہا تہا -

چونکہ عادل شاہ نے پیش کش بہیجتے وقت بادشاہ سے عرض کرایا تہا کہ میرے پاس اب کوئی نامی ہاتی نہین رہا ہے اس لیے شاہجہان نے ازراہ عاطفت اپنے ہاتیون مین سے دل سوبہا نام ہاتی کو بایراق نقرہ وجل مخمل زربفت اور اٹھارہ تہان پارچہ گجراتی مخمل زربفت وغیرہ کے بہی عادل شاہ کو عنایت کیے

سواد عہدنامہ

ایالت وشوکت پناہ عدالت ونصفت دستگاہ زبدہ ارباب دول عمدہ اصحاب ملل خلاصہ مریدان عادل خان بوفور عنایات بادشاہانہ مفتخر ومستظہر بودہ بدانند - کہ چون درینولا آن عدالت پناہ بیاوری بخت اختیار بندگی واطاعت نمود - وسرا یضے کہ دلالت برین مراتب می نمود ارسال داشت - تقصیرات گذشتہ آن عدالت پناہ را عفو فرمودیم - ودر مقام عنایت درآمدہ تمامی ملکے کہ از عادل خان مرحوم بطریق میراث یافتہ بود بر و مسلم داشتیم - واز روی مرید نوازی از ملک نظام الملک نیز محال ونکو وقلعہا سے کہ دران محال ہست وقلعہ شولاپور ومحال متعلقہ آن وقلعہ پرینڈہ وچاردہ محال

متعلق بدان قلعہ و ولایت کوکن با قلعہا ئے کہ دران است و پرگنہ بہالکی و چیت گوپہ و چاکنہ را بآن عدالت مراتب عنایت نمودیم و مقرر شد کہ سائر ملک نظام الملک بہ ممالک محروسہ منضم باشد -

اما این عنایات مشروط است باآنکہ نظام الملک و نظام الملکیہ اصلا درمیان نباشند و آن عدالت پناہ متعرض محال کہ از سابق و حال درین سرحد ضمیمہ ممالک محروسہ گشتہ نگردد و از حدود خود کہ درین مرتبہ قرار یافتہ تجاوز نماید - اگر بندہ از درگاہ والا از روئے بے سعادتی فرار نماید او را در ملک خود جائے ندہد - خدا و رسول خدا را شاہد این مراتب ساختہ حکم می فرمائیم کہ مادام کہ آن عدالت پناہ و اولاد و احفاد او بشرطہا مذکورہ عمل نمایند و خلاف آن نکنند انشاء اللہ تعالےٰ از ما و از فرزندان کامگار نامدار ما و برخوردار ما و از امرائے عالی مقدار ما خرابی بملک آن عدالت پناہ نخواہد رسید و خلاف عہودے کہ درین لوح طلا کہ در ثبات ثانی لوح محفوظ است منقوش گشتہ بعمل نخواہد آمد - درین قول و قرار نسلاً بعد نسل ہمچو سد سکندر راستوار خواہد بود - تحریر فی التاریخ بست و سوم شہر ذی الحجہ سنہ ہزار و چہل و پنج ہجری مطابق نہم ماہ خورداد و سنہ نہم جلوس مقدس -

۲۴۴ - شاہجہان کی دست اماری عبداللہ قطب شاہ کے مذہب مین جا بیز ہونا - - - - - - - -

اسلام مین یہ کہین حکم نہین ہے کہ کسی کو زبردستی مسلمان کیا جائے اور اسی سبب مسلمانون نے بجز ذاتی خصومتون کے کبھی کسی انسان کو زبردستی اپنے مذہب مین نہین ملایا - اور عقل بھی اسی کی مقتضی ہے کہ ہر ایک آدمی کے خیالات کو جن پر کہ مذہب کا دارمدار ہے اپنے اوسی شخص کی رائے پر

چھوڑ دینا چاہیئے جس مذہب و ملت کو چاہے وہ اپنا مسلک بنا لے اوس سے کسی طرح کی مزاحمت نہ کیجائے۔

اس وقت شاہجہان نے عبداللہ قطب شاہ کو شیعہ مذہب کے ترک کرنے پر مجبور کیا بظاہر یہ امر اس قاعدہ کی رو سے بہت نامناسب اور ناجائز معلوم ہوتا ہے لیکن ایسا نہین ہے۔ شاہجہان نے اوسے جس امر کے ترک پر مجبور کیا وہ سب اصحاب کبار کا وہ عمل تھا جس سے دوسرون کو نفرت ہوتی ہے۔ اگر یہ لوگ اپنے خیالات کو اپنے ہی تک محدود رکھین تو اوس وقت ان کے کسی کام مین دست اندازی ناجائز ہوگی۔ مگر جب دوسرون کو ایذا دیجاسے اور اون کے بزرگون کو گالیان دینا اور دشنام دہی عبادت سمجھی جائے تو بے شک اون کا مذہب نفرت کے قابل ہے اور اس سے ایسے مذہب مین دست اندازی عقلاً ممنوع نہین ہو سکتی۔ اور اس بات کو شیعون کی عقل بھی تسلیم کرتی ہے۔ کیونکہ اونھون نے اسی وجہ سے تقیہ کو جائز کہا ہے اگر وہ اپنے مذہب کے اظہار و اعلان کو بُرا نہ سمجھتے تو اون کے مذہب مین تقیہ کسی طرح جائز نہوتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ عبداللہ قطب شاہ نے فوراً چاریاری خطبہ پڑھوایا اور ہمیشہ اوسکے جاری رکھنے کا وعدہ ہی نہ کیا بلکہ قرآن شریف پر ہاتھ رکھکر قسم بھی کھائی۔ حالانکہ یہ بات ہرگز اوس کے دل مین نہ تھی۔

علاوہ اس کے فی الحقیقت یہ مذہبی دست اندازی ہی نہ تھی بلکہ شیعہ سنی کے اعتقادون مین ایسی قربت ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہی نہین ہین۔ اون کے اصول مین تو کوئی فرق ہی نہین ہے۔ اگر کچھہ فرق ہے تو

چند فروع مین ہے جس پر نجات اور ایمان کا مدار نہین ہے -

شیعہ مسلمانون کا ایک سلطنتی فرقہ ہے - مذہبی فرقہ ہی نہین ہے صرف مذہب کی آڑ مین وہ سلطنت کے اختلاف سے پیدا ہوا ہے - اور سلطنت کو اپنی وراثت سمجھتا ہے جیسے ایران مین فریدون کی اولاد اپنے کو موروثی بادشاہ تصور کرتے تھے اور اسی وجہ سے چار یاری خطبہ اون سے پڑھوانیکے یہ معنی تھے کہ وہ شاہجہان کی سلطنت کے مطیع ہوگیے تھے -

۲۲۵ - جنگ و صلح بلا کی بعض عام باتین - یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ شاہجہان کی رائے کے بموجب فوج کی ترتیب ہوا کرتی تھی - اور ہر قسم کے تفصیلی احکام وہ فوج کی لڑائیون مین خود دیتا تھا - جو اس کی نہایت بیدار مغزی پر دلالت کرتا ہے - اور یہی وجہ ہے کہ دو تین ہفتہ مین اوسکی فوج نے بیجاپور کے ملک مین چارون طرف ایک آفت مچادی - اور ادہر اودہر اوس سے دکن مین ایک اضطراب عظیم پہیل گیا - شاہجہان اس وقت لڑائیان ہوئی تہین اوس ملک کی اور بیز دور دور تک کے مالک کی رعایا تمام بہاگ گئی - اور ملک تباہ ہوگیا - اور عادل شاہ کی بڑی بہاری فوج کے ہوش و حواس جاتے رہے -

شاہجہان اپنی فوج مین ہندوؤن کو ہراول پر اور افغانون کو چنداول پر رکہتا تہا - یہ قاعدہ سکا بعینہ اوسی طرح کا تہا جیسے کہ آجکل ہندوستانی فوج آگے اور گورہ فوج پیچھے ہوا کرتی ہے - توپخانہ اوس کا ہندون کے ہاتہہ مین نہین ہوتا تہا - اوس کے عہدہ دار مسلمان ہوتے تہے اور توپ انداز بہی مسلمان ہی ہوتے تہے - فرنگیون کو بہی شاذونادر اونکے اس فن مین ماہر ہونیکے سبب سے رکہ لیتے تہے - کیونکہ اوس زمانہ مین ان سے حال کے زمانہ کی طرح خوف نہ تہا - وہ فوج

مین اسیطرح سمجھے جاتے تھے جس طرح کہ اوس زمانہ مین غلام مسلمانون کے یہان سمجھے جاتے ستھے - اوس زمانہ مین شاہی غلام بیاسے بیٹون کے خیال کیے جاتے تھے

ایک بات اور بہی ان لڑائیون مین قابل دیکھنے کے ہے - ہاتی جیسے دکن مین پہلے لڑائیون مین بڑا کام دیتے تھے وہ اس وقت اس قدر مفید نہ رہے تھے لڑائی کا پہلے کیطرح اون پر کچھہ دارومدار نہ تہا بلکہ وہ اگر کچھہ کام آتے تھے تو سرداروں کی سواری کے کام آتے تھے تاکہ اونہین تمام فوج دور سے دکہلائی دے باقی توپ بندوق نے اونہین بیکار کردیا تہا -

شاہجہان کی مزاج مین رحم دلی بہت تھی - اور انتظامی لیاقت اوس مین کوٹ کوٹ کر بہری تہی - وہ فساد کو ہرگز پسند نہ کرتا تہا - اگر یہان کے لوگ اوسے ناراض نہ کرتے تو وہ ہرگز کسی کو نقصان نہ پہونچاتا - جس طرح اوس نے عادل شاہ سے صلح کی اور اوسے نظام شاہ کا نصف ملک دیدیا اور برائے نام پیشکش لیکر جیب اپنے پایہ تخت کو لوٹ گیا - اور اوس کے تمام اگلے پچہلے قصور معاف کردے ظاہر اس امر کے شاہد ہین کہ اوس نے اپنی صفت نیک مزاجی سے وبکر یہ صلح کی تہی ورنہ یہ صلح اوس کے درجہ کے شایان ہرگز نہ تہی -

جو ملک کہ شاہجہان نے اس وقت عادل شاہ کو دیا یہ کانکن مین کلیا کا علاقہ کہلاتا تہا - اور بیجاپور کی سرحد سے ساحل شمال کو باسین دریا تک پہیلا ہوا تہا - اور اس طرح پر وہ سب ملک جو دریائے بہیما یا بہونرہ اور نیرا کے درمیان تہا شمال مین جاکن تک عادل شاہ کے قبضہ مین آگیا تہا یہ وہ خطہ ہے کہ جس مین مرہٹون کی قوت کا تخم جما اور اوس نے نشو و نما پایا - اور عادل شاہ کا

یہان کبھی مستحکم انتظام نہوا۔ اگر اسے شاہجہان اپنے قبضہ مین رکہتا تو مرہٹون کی آیندہ کی حالت جو ہوئی اوس مین بڑا تغیر ہوتا۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ اوس حالت مین اون کی قوت پیدا ہی ہوتی۔

۲۴۶۔ خانزمان کا ساہوجی کے استیصال پر مقرر ہونا

شائستہ خان انتظام سرکار سنگمنیر اور جنیر سے فارغ ہو کر ۲ محرم سنہ ۱۰۴۶ھ کو اور سید خانجہان ۵ محرم کو اور خانزمان اپنے ملکیون کو احمدنگر مین چہوڑ کر اطاعت عادل شاہ کے بعد حسب الحکم شاہجہان کی خدمت مین آکر حاضر ہوئے۔ خانزمان کو بادشاہ نے بہادری کا خطاب دیا۔ اور جنیر وغیرہ کے قلعون کی فتح اور ساہوجی کے استیصال کے واسطے روانہ کیا اور حکیم خوشحال کو اوس کے ساتھہ فوج کا بخشی مقرر کیا۔

۲۴۷۔ مکرمت خان کا محمد عادل شاہ کے پاس سے شاہجہان کے پاس پیشکش لانا۔

اس کے بعد ۱۷ صفر سنہ ۱۰۴۶ھ کو مکرمت خان بہی بیجاپور سے آیا۔ اور جو پیشکش کہ عادل شاہ نے بہیجا تہا وہ پیش کیا۔ اوس مین جواہر نفیسہ اور مرصع آلات اور ہاتی اور گہوڑے وغیرہ نادر اشیا اور کچہہ نقد روپیہ تہا اوس مین سے ایک ہاتی امان اسم نام کو شاہجہان نے بہت پسند کیا۔ جو بلند قامت اور تنومندی جسم اور زیبائی شکل وصورت مین بہت ہی اچہا تہا۔ علاوہ اس کے مکرمت خان کو بہی جو دو لاکہہ روپیہ نقد وجنس محمد عادل شاہ نے دیا تہا وہ بہی مکرمت خان نے بادشاہ کے حضور مین پیش کیا۔ اس مین دو ہاتی تہے اون مین سے ایک ہاتی پسند کر کے بادشاہ نے لے لیا اور باقی سب چیز اوسے دیدی۔

جب یہ پیشکش پہونچ گیا تو شاہجہان نے حکم دیا کہ ولایت بیجاپور عادل خانی

سنہ ۱۰۴۶ھ

مسلم رکہی جاسے اور پرینده کا قلعہ جو پہلے نظام الملک کا تہا اور وہان سکے قلعہ دار نے بطمع زر عادل خان کو دیدیا تہا عادل خان کو دیدیا جاسے - اور ولایت کوکن جو ساحل دریاسے شور پر طولانی چلی گئی ہے اور نصف عادل خان کی اور نصف نظام الملک کی تہی جس مین بندر جیول وغیرہ قلعے تہے وہ ہی عادل خان کو دیدیا وسے -

۲۲۸ - محمد عادل شاہ کی درخواست پر شاہجہان کا دکن سے مالوہ جانا -

شاہجہان کی فوج کی اس تاخت و تاراج سے تمام دکن مضطرب ہو رہا تہا - خصوصًا عادل شاہ کو ابہی تک اس امر کا کامل اطمینان نہ تہا کہ بادشاہ سنے یہ صلح جو مجہسے کی ہے وہ فی الواقع پائدار رہے - بلکہ اوسے خیال تہا اور اسے ممکن سمجہتا تہا - کہ شاہجہان اس بہانہ سے کہین یکایک میری دار السلطنت پر آپڑے - اور مین دہوکہ مین رہکر اپنی سلطنت سے ہی جاتا رہون - غالبًا یہ باتین اوسے ساہوجی وغیرہ کے سکہانے پڑہانے پر سوجہی ہونگی - اس لیے اوس سنے شاہجہان سے کئی مرتبہ یہہ کہلا بہیجا کہ اب اس صرف جو حضور کو کرنا تہا اون سب مہمات کا انجام حسب دلخواہ ہوگیا - جو چند قلعے ساہوجی وغیرہ کے تصرف مین باقی ہین اون کی تخلیص کا مین کفیل ہون - میری رعایا سنے اپنا کام چہوڑ دیا ہے اور وطن سے بے وطن ہو رہی ہے اور کاشتکاری بالکل نہین ہوتی ہے ایسی حالت مین مین آیندہ پیشکش کہان سے دونگا - اور جب تک آپ یہان رہینگے مین ملکداری کس طرح کرسکون گا - رعایا آپ کے خوف سے اپنے مسکنون کو نہین آتی ہے - اگر حضور یہان سے دار الخلافت کو تشریف لیجائینگے تو میری رعایا برابر اپنے کام مین مشغول ہوگی - یہ درخواست شاہجہان سنے منظور کرلی اور فقط مکرمت خان کے آسنے پر اپنی روانگی کو موقوف

سنہ ۱۰۴۶ھ

رکہا جس وقت مکرمت خان پہونچا ہے اوسی وقت ۱ صفر سنہ ۱۰۴۶ھ کو بادشاہ مالوہ کی طرف چلدیا۔ اور یہ ٹہیرا لیا کہ جب تک دکن کا بقیہ انتظام اور موسم بارش تمام ہوجاے تب تک مالوہ کے سرسبز ملک مین رہکر تفریح طبع کرتا رہے۔ وہان کے سیر وشکار مین اپنا دل بہلاے۔ اور جب خاندوران اور خانزمان اپنا اپنا مفوضہ کام انجام دے لین تب دارالسلطنت کو روانہ ہو۔

۲۲۹ — دکن کی مغلیہ حکومت کے صوبہ اور اون کا شاہزادہ اورنگ زیب کے مفوض ہونا۔

اب اس وقت جو ملک کہ شاہجہان کے قبضہ مین آیا تہا اور جسے مغل ولایت دکن کی ایالت کہتے تہے اس مین چونسٹھ ۶۴ قلعے تہے اون مین سے ترین تو جبال مرتفعہ پر اور گیارہ سطح زمین پر بنے ہوے تہے اور اس سب ملک کے چار صوبہ تہے۔

اول دولت آباد جس مین احمد نگر اور اوس کے توابعات داخل تہے۔ اور اسی کو صوبہ دکن کہتے تہے اس کا حاکم نشین یعنی دارالحکومت نظام شاہ کے زمانہ مین پہلے احمد نگر تہا اور پہر جب وہ مغلون کے قبضہ مین چلا گیا تو دولت آباد ہوگیا تہا۔

دوسرا تلنگانہ تہا۔ } یہ دونون صوبہ بالاگہاٹ کے تہے۔

تیسرا خاندیس تہا۔ اس کا حصار اسیر اور شہر برہانپور مشہور ہین اور ان کے درمیان چار کوس کا فاصلہ ہے یہ بالکل پائین گہاٹ مین ہے۔

چوتہا برار تہا جس کا صدر مقام ایلچپور تہا۔ اس کا مشہور حصن کاویل ہے جو ایلچپور کے نواحی مین ایک پہاڑ کے اوپر بنا ہے۔ اور حصانت و رصانت مین

اوس ملک کے اور قلعون سے ممتاز ہے - اس صوبہ کا کچھہ حصہ پائین گھاٹ
مین آباد تہا -

ان چار صوبون کی جمع دو ارب دام یعنی پانچ کرور روپیہ تہی -

یہ سب ایالت شاہزادہ اورنگ زیب کو مفوض ہوئی - اور ۲۰ صفر سنہ ۱۰۴۶ھ
کو معمولی خلعت و گھوڑے ہاتی اور دو لاکہہ روپیہ نقد دیکر شاہجہان نے اوسے
دولت آباد کے حوالی سے رخصت کیا - اور نظام شاہ کے چالیس قلعون مین
سے دس قلعون پر ساہوجی وغیرہ نے جو قبضہ کر رکہا تہا اور افواج شاہی اون کی
تسخیر کو بہیجی گئی تہین - اون کا اہتمام اوس کو سپرد کیا - اور سید خانجہان کو حکم دیا کہ جب تک
خانزمان تسخیر حصار جنیر وغیرہ سے فارغ نہ ہوجاوے اوس وقت تک وہ شاہزادہ کے
پاس رہے - اور آپ بادشاہ اندپور کی گھاٹ سے روانہ ہوکر موضع گزارہ مین آیا
جو برہانپور کے مضافات سے اور ایک بڑا سرسبز مقام تہا - چونکہ یہان بارش ہونے
لگی اور دریا سے تاپتی مین طوفان آگیا اس واسطے کچھہ دنون تک یہان ٹہیرا رہا -
اور میر آقا افضل تولدار بڑودہ کو گجرات سے بولاکر ۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۶ھ کو دیوانی دکن
کی خدمت پر معین کیا - اور اوسے شاہزادہ اورنگ زیب کے پاس بہیجدیا -

۲۴۰ - شاہجہان کا عبد اللہ قطب شاہ کی یاقوت کی انگوٹہی مانگنا -

جس وقت شیخ عبد اللطیف گجراتی شاہجہان کی طرف
سے پیش کش لینے کو گولکنڈہ گیا تہا تو اوس کے ساتہ
پیش کش کے جواہرات کے پرکہنے کے واسطے نہال چند جوہری بہی گیا تہا جب یہ
لوگ گولکنڈہ کے قریب پہونچے تو عبد اللہ قطب شاہ نے ایلچی کا استقبال کیا
اور بڑی شان شوکت سے سجکر آیا - اور ہاتہہ میں ایک نادر یاقوت کی انگشتری

بہی بہیجی - نہال چند سنے اوسے دیکھا اور اوس کی خوبی کو پہچان گیا - اور بعد مین
عبداللطیف سے اوس کی خوبی کا ذکر کیا - عبداللطیف سنکر چپ ہو رہا - شاید یہ
سمجھا ہوگا کہ پیش کش بھیجتے وقت عبداللہ اوسے دیدیگا - مگر جب اوس سنے
پیش کش مین وہ انگوٹھی نہ دی اور عبداللطیف بادشاہ پاس آیا تو اوس سنے اوسکی
خوبی کا جیسے نہال چند سے سنا تہا - اوس کا اوس سے ذکر کیا - اس لیے بادشاہ
نے علامی افضل خان سے جو عبداللہ قطب شاہ کے عرایض وملتمسات کو
ہمیشہ بادشاہ سے عرض کیا کرتا تہا کہا کہ عبداللہ کو لکھکر وہ گرانمایہ انگشتری منگاے
قطب شاہ کے پاس جب یہ نوشتہ پہونچا تو ناچار اوس سنے بارہ رتی کے کمال
خوش رنگ یاقوت کی انگوٹھی بہیجدی - جسے بادشاہ سنے نہایت پسند کیا - اور
اوس کی قیمت پچاس ہزار روپیہ قرار پائی - چونکہ قطب شاہ کے پیش کش مین پچاس ہزار
روپیہ کم آیا تہا اس لیے یہ قیمت اوس کمی مین محسوب کی گئی - یہ واقعہ ربیع الثانی ۱۰۴۶ھ
کا ہے -

۱۴۲ - شاہجہان کا عہدنامہ کی لوح زرین قطب شاہ کو بھیجنا -

اسی زمانہ مین شاہجہان سنے عبداللہ قطب شاہ کے ایلچیون کو رخصت کیا - اور شیخ محمد طاہر کو خلعت و گھوڑا
اور بارہ ہزار روپیہ اور محمد تقی وغیرہ کو جو اوس کے ساتھ آئے تہے خلعت و اسپ اور
آٹھ ہزار روپیہ انعام عطا فرمایا - اور چونکہ عبداللہ نے بہی رسوخ بندگی کے اظہار کے واسطے
شبیہ شاہی اور ایک ہاتی مانگا تہا اس واسطے شاہجہان سنے اپنی شبیہ جس کی چوکٹھہ
مین موتی اور مروارید جڑے ہوئے تہے اور ایک ہاتی ظفر نشان نام اور اٹھارہ تہان
زربفت نفیس اور زرین لوح جس پر عہدنامہ منقوش تہا خواجہ طاہر گرز بردار اور شیخ محمد طاہر

سفیر قطب شاہ کے ہمراہ اوسے روانہ کیا۔ پھر جب کہ خواجہ طاہر یا نچویں سن سپوتمبر مرگیا تو خواجہ محمد زاہد ولد خواجہ محمد رفیع کو قطب شاہ کے یہان جانیکا حکم دیا۔

عہد نامہ یہ تھا

ایالت و شوکت پناہ عظمت و حشمت دستگاہ عمدۂ ارباب دول قدوۂ اصحاب ملل زبدہ مخلصان ارادت کیش قطب الملک بعنایات بیغایات بادشاہانہ مستظہر و مفتخر بودہ بداند کہ

چون درینولا آن قطب فلک ایالت بیادری بخت اختیار بندگی و اطاعت این درگاہ آسمان جاہ نمودہ خطبہ را مزین بنام نامی خلفاے راشدین مہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ و محلی بالقاب سامیہ ما بودہ در ملک خود بر رؤس منابر بلند آوازہ گردانید۔ و وجوہ دراہم و دنانیر را بسکۂ مبارک ما آراستہ و پیراستہ ساختہ قرار داد کہ ہمیشہ بہمین دستور در تمام آن ملک خطبہ می خواندہ باشند و زر را بسکہ مبارک ماسکوک می نمودہ باشند و پیشکشے کہ مقرر فرمودہ بودیم بدرگاہ والا ارسال داشتہ و قبول نمود کہ از جملہ انچہ نظام الملک میداد دو لک ہون کہ ہشت لک روپیہ باشد بسرکار خاصہ شریفہ رساند۔

بنابرین ما تقصیرات گذشتہ او را عفو فرمودیم۔ و ملکی کہ در تصرف آن عمدہ ارباب دول است بر و مقرر و مسلم داشتیم۔ خدا و رسول خدا را شاہد این مرتب ساختہ حکم میفرمائیم کہ ما دام کہ آن قطب ملک ایالت و اولاد و احفاد او بشرط مذکورہ نمایند و خلاف آن نکنند۔ انشاء اللہ تعالیٰ از ما و از فرزندان نامدار برخوردار ما و امراے

عالی مقدار حاضر رسے بملک آن مرید نخواہد رسید و خلاف عہود ی کہ درین لوح طلاکہ در ثبات ثانی لوح محفوظ است منقوش گشتہ بعمل نخواہد آمد - و این قرار نسلاً بعد نسل ہمچو سد سکندری استوار خواہد بود ہفتم شہر ربیع الثانی سنہ ہزار و چہل و شش ہجری مطابق ہفتہم ماہ شہریور سنہ ۹ جلوس مقدس سمت تحریر یافت -

۲۴۴ - خاندوران کا قلعہ اودگیر کو فتح کرنا -

اوپر لکھ آئے ہین کہ شاہجہان سنے خاندوران کو قلعہ اوسہ و اودگیر کی فتح سکے واسطے مامور کیا تہا - خاندوران سنے ابتدا محرم سنہ ۱۰۴۶ھ مین سیدی مفتاح حبشی قلعہ دار اودگیر و بہوجراج قلعہ دار اوسہ کو پیغام بہیجا کہ نظام شاہ کا تمام ملک فتح ہوگیا - اور اوسہ اور اودگیر کے قلعون کا دعوی جو عادل شاہ کرتا تہا وہ بہی اوس دعوی سے دست بردار ہوگیا ہے چاہیے کہ ان دونون قلعون کو آپ لوگ خالی کردین - ورنہ جبراً قہراً چہین لیے جائینگے اور تمہارا جان و مال تلف ہوجائیگا - مگر اونہون سنے اس بات کو نہ مانا اور برج و بارہ کے استحکام مین مصروف ہوے -

اس واسطے خاندوران بہادر ۲۵ محرم سنہ ۱۰۴۶ھ کو قصبہ اودگیر کے گرد گیا اور دور حصار کا ملاحظہ کرکے مورچون کو تقسیم کیا اور نظر بہادر خویشگی و اہتمام خان و پہلوان درویش سرخ کو اندرون قصبہ مین محاذی دروازہ جنوبی کے مقرر کیا اور سرفراز خان دکنی سنراوار خان ولد لشکر خان و چندرمن بندیلہ کو مقابل دریچہ قلعہ کے رکہا جو جنوب مغرب کے درمیان تہا اور مبارز خان کے تابینون اور حسن آقا رومی کو بہ قصد از دیگر دروازہ آہوان کو حصن کے مغربی طرف پر بہیجا جو نقب پذیر مقام

تہا۔ اور اپنے نایبین مورچہ والون کی کمک کے واسطے رکہے۔

اور پہر اوسکے قلعون کی طرف گیا۔ اور کچہہ جنگ آزمودہ فوج دیکر رشید خان کو وہان کے محاصرہ کا انتظام سپرد کر کے چلا آیا۔

جب ان دونو جگہہ پر محاصرے ہو گیے۔ تو فوج نے مورچہ آگے بڑہانا شروع کیا اور جب مورچے موقع پر پہونچ گئے تو نقب لگائی۔ جب نقب قلعہ کے نزدیک پہونچ گئی تو قلعہ والے گہبرا اسے اور سیدی مفتاح نے مضطرب ہوکر خاندوران کے پاس پیغام بہیجا کہ اگر مجہے سرکاری ملازمون مین نوکر رکہہ لین تو مین قلعہ تمہارے حوالہ کر دونگا۔ خاندوران بہادر نے اوس کے التماس کو قبول کیا۔ سیدی مفتاح نے جب دیکہا کہ خاندوران نرم معلوم ہوتا ہے تو اوس نے ناجائز درخواستین کرنا شروع کین۔

اسواسطے خاندوران نے اوس نقب مین آگ دلوائی جو برج تیر حاجی تک پہونچ گیا تہا اس وقت یہ برج جسکا دور سو گز تہا اوڑ گیا اور جو توپین اور منجنیق وغیرہ آلات جنگ اوس پر تہے وہ بہی اوڑ گیے۔ لیکن چونکہ اوس سے حصن ارک مین کچہہ خلل واقع نہوا۔ اس واسطے خاندوران نے قلعہ پر یورش نکی اور سیدی مفتاح سے کہلا بہیجا کہ اب بہی اگر قلعہ دیدو تو جان کی امان دیجاتی ہے ورنہ یاد رکہو کہ پہر تلوار کے حوالے کیے جاؤگے۔

سیدی مفتاح کو بہت خوف وہراس ہو گیا تہا۔ بجز اطاعت کے اوس نے اور کچہہ چارہ نہ دیکہا۔ خاندوران پاس آیا۔ اور تین مہینے کچہہ روز کے محاصرہ کے بعد بروز پنجشنبہ ۲۶ جمادی الاول ۱۱۲۶ھ کو قلعہ خاندوران کے حوالہ کر دیا۔ خاندوران نے

اس صلہ مین سیدی مفتاح کے واسطے سہ ہزاری منصب کی بادشاہ کے حضور مین سفارش کی۔

یہ قلعہ ایک چھوٹی پہاڑی پر پتھر سے بنا ہوا ہے اور ایک خندق عمیق کے سوا جو اوس کے گرد کھودی گئی تھی ایک اور خندق پتھر مین پیدا ہو گئی تھی جس سے یہ اور بھی مضبوط ہو گیا تھا۔

۲۴۳۔ اسمٰعیل نبیرہ ابراہیم عادل شاہ کا خاندوران کے ہاتھ آنا۔

سیدی مفتاح نے اس قلعہ کے ساتھ اسمٰعیل پسر درویش محمد پسر ابراہیم عادل شاہ کو بھی خاندوران کے سپرد کر دیا۔

اوپر ہم لکھ آئے ہین کہ جس وقت سلطان محمد کو خواص خان نے بیجاپور مین تخت نشین کیا ہے تو اوس وقت ابراہیم کے بڑے بیٹے درویش محمد کو اندھا کر دیا تھا جو محمد قلی قطب شاہ کی بہن کے پیٹ سے تھا۔ یہ اسمٰعیل اوس وقت چھ برس کا تھا۔ درویش محمد کی عورتون نے خوف سے چھپا کر اس بچے کو نظام شاہ کے پاس بھیجدیا۔ اور کسی کو اس بات کی خبر نہ کی۔ تاکہ دشمنون سے وہان اوس کو امن ملجائے۔

جب یہ لڑکا نظام شاہ کے پاس پہونچا تو اوس نے اس خیال سے کہ شاید یہ بات محمد عادل شاہ کو معلوم ہو جائے تو فریقین مین بدمزگی پیدا ہو اوسے اپنے پاس نہ آنے دیا۔ اور راستہ ہی سے اوسے سیدی مفتاح قلعہ دار اودگیر کے پاس بھیجدیا۔ اور حفاظت کے لیے اوس سے تاکید کر دی۔ یہ اوس زمانہ سے سیدی مفتاح کے پاس تھا۔ محمد عادل شاہ اوسے طلب کیا کرتا تھا مگر اوس نے اوسکی

جان کے خوف سے محمد عادل شاہ کو نہ دیا تہا - اور اب اوس کی عمر سولہ برس کی ہو گئی تہی -

۲۳۴ - خاندوران کا قلعہ اوسہ کو فتح کرنا -

جب اودگیر کا قلعہ خاندوران کے ہاتھہ آگیا - تب اوس نے مکرر بہوجراج سے کہلا بہیجا کہ اودگیر تو فتح ہو گیا اور اب اوسہ بہی فتح ہوجائیگا - اگر کچہہ عقل ہے تو اوس سے عبرت حاصل کرو - اور قلعہ دیدو - ورنہ اپنے اعمال ناشایستہ کے کیفر کو پہونچوگے - جب اوس نے اس پر بہی نہ سنا تو خاندوران نے فوج کو حکم دیا کہ تسخیر مین سعی کیجائے - اگرچہ قلعہ پر سے توپ و تفنگ چلتے رہے مگر بہت جلد محاصرین خندق کے پاس پہونچ گئے اور سرنگ لگادی اہل قلعہ اسے دیکہکر بہت مضطرب ہوئے اور امان طلب کی - اور بہوجراج نے جسپر زیادہ ہراس غالب ہو گیا تہا - خاندوران سے درخواست کی کہ قلعہ اس شرط پر دیتا ہون کہ شاہی ملازمون مین نوکری پاسے خاندوران نے اوسے اطمینان دلایا اور وہ تین مہینے کے محاصرہ کے بعد ۲۹ جمادی الاولی ۱۰۴۶ھ کو قلعہ خالی کرکے خاندوران کے پاس حاضر ہو گیا - اور خاندوران نے ہزاری کا منصب اوسکے لیے تجویز کرکے درگاہ شاہی مین التماس کیا اور اہتمام خان کو اس قلعہ کی پاسبانی پر مقرر کرکے لوٹ آیا بعد ازان خاندوران کی درخواست کے بموجب دونون کے منصب منظور ہوئے اور حکم ہوا کہ ان دونون قلعہ دارون کی تنخواہ مین جاگیر تلنگانہ مین دیدی جائے

۲۳۵ - خاندوران کا عبداللہ قطب شاہ سے ہاتہی لینا -

اوپر ہم خاندوران کی بیجاپور پر تاخت کا حال لکھ آئے ہین اور اس مین ذکر کر آئے ہین کہ اسوقت شاہجہان نے ایک فرمان خاندوران کے پاس بہیجا تہا اور اوسکی نقل خاندوران

لے عبداللہ قطب شاہ کے پاس بہیجی تہی - اس فرمان مین تہا کہ عبداللہ قطب شاہ کے پاس گجموتی نام ایک نہایت عمدہ نامی ہاتی ہے اوسے لیکر اوس سے ہمارے پاس بہیجدو - اوسوقت تو عبداللہ نے لیت ولعل مین ٹال دیا - اور چونکہ وہ دوسرے معاملات در پیش ستہے تہا ندوران اوس کیطرف کچہہ توجہ نکر سکا - مگر اب جبکہ اودگیر اور اوسہ کی تسخیر سے فارغ ہوا تو وہ تلنگانہ کی سرحد پر پہونچا - اور عبداللہ کو ترہیب و ترغیب دیکر اوس سے وہ ہاتی منگالیا - اور نعلبندی کے طور پر پچیس ہزار ہون مین جس کے ایک لاکہہ روپیہ ہوتے ہین اوسے لے لیا -

نعلبندی اوس خفیف خراج کو کہتے ہین جو کوئی کسی دوسرے سے آکر زبردستی وصول کرے - یہہ ایک طرح کا راہ خرچ ہے جسے دولت کے لئے نعلبندی سے تعبیر کرتے ہین -

۲۳۲ - عبداللہ قطب شاہ کی عرضی شاہجہان کے فرمان کے جواب مین -

جب شاہجہان نے طلائی عہدنامہ عبداللہ قطب شاہ کو بہیجا تو اوس کے جواب مین عبداللہ قطب شاہ نے بہی محمد عادل شاہ کی طرح ایک عرضی لکہی جس کا مطلب ہم نیچے لکہتے ہین -

عرضداشت مخلص صادق الاعتقاد مرید موروثی فدویت نہاد عبداللہ قطب الملک تحفہ دعاے اتحاف درگاہ سلطان سلاطین الآفاق گردانیدہ بعرض استادگان مجلس خلد برین میرساند - کہ گرامی فرمان جہان مطاع مع لوح مبارک وشبیہہ بے شبہ و نظیر مصحوب خواجہ زاہد میرے پاس پہونچا - اور مجہے بے نہایت عزت بخشی اور اسی کے ساتہہ ایک ہاتی جس کا حسن انداز اور خوشخوئی مین نظیر دیکہنے مین نہین آیا اور شاید ایسا ہاتی فیلخانہ والا سے کبہی کسی کو ندیا گیا ہوگا - اور نیز کچہہ

تبرکات بہی میرے پاس آئے اور میرے فرق عزت کو اوج پر پہونچایا اوس کے
شکر مین مجہے عجز وقصور کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اور کسیطرح زبان سے ادا نہین
ہوسکتا ہے

اگر سالہا عذر لطف تو خواہم	برون نایم از عہدۂ آن کماہی
ہمان بہ کہ آن را بلطفت گذارم	کہ ہم لطفت از خود کند عذر خواہی

چونکہ یہ ایک عاطفت واحسان شاہی کی علامت ہے مین بہی عادت مستمرہ
کے بموجب اوس کی تنظیم وتکریم بجالایا جس کا کچہہ حال خواجہ زاہد کے عرائض سے
حضور کو معلوم ہوا ہوگا - اور نیز امید ہے کہ جب وہ سعادت آستان بوسی حضور
حاصل کریگا تو میرے صدق ارادت اور خلوص عقیدت کو بالمشافہہ عرض کریگا اور
اس وسیلہ سے مجہے مجددا سلک مریدان خاص مین جگہہ ملیگی -

جو بعض ارشادات اور احکام منشور اقبال مین درج تہے اور نیز بتقریر دلپذیر خواجہ
زاہد اور شیخ محمد طاہر مجہے معلوم ہوے اونہین مین نے قبول کیا - اون کے
امتثال کی خدا مجہے توفیق عنایت کرے -

نیل گہوتی جس کے برابر نامی ہاتی میرے یہان اور نہین ہے اور جس کے
واسطے حضور کا فرمان بخط قدسی خاندوران بہادر کے نام آیا تہا اور اوس نے اوسکی
نقل میرے پاس بہیجی حسب الارشاد اس فرمان کے صدور سے پیشتر ہی خدمت
بندگان حضور مین روانہ کرچکا ہون - اب چونکہ خالی عرضداشت بہیجنا مناسب
نہ تہا اور کوئی تحفہ بہی بہیجنے کے لائق موجود نہ تہا مین حیران تہا کہ کیا جاے چنانچہ
خواجہ زاہد اوس کا حال عرض کریگا - اسی اثنا مین ایک تاجر ایک الماس بہلے

سب کے وزن کے برابر لایا جس کا آب و رنگ پہلے سے اچھا ہے اور وہ
اسے کہ پورا نا الماس ہے۔ اگرچہ اس وزن کا الماس تنہا بہیجنا مجہے لایق نہ تہا
بحکم مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ اوسی کو خرید کر ارسال کی جسارت کی - اور لطف کریم
نیا عذر خواہ بنایا - زیادہ گفتگو ترک ادب ہے - سایہ مبارک فرق عالم و عالمیان
جاری رہے -

۲۲ - بہادر خان کا محاصرہ پر اور خانزمان اور رندولہ خان ساہوجی کے تعاقب مین بہا

جس وقت شاہجہان اور محمد عادل شاہ سے صلح ہوئی
اور ساہوجی سنے دیکہا کہ محمد عادل شاہ نے مجہے چہوڑ دیا -
تو اوس نے فوراً کنارہ کیا اور عادل شاہی حکومت
سے نکل گیا - جب خانزمان شاہجہان سے رخصت ہوکر احمد نگر آیا تو اوسے معلوم
ہوا کہ ساہوجی محمد عادل شاہ کی نوکری کرنا نہین چاہتا اور جینر وغیرہ کے قلعہ شاہجہان
کے ملازمون کو حوالہ کرنے سے انکار کرتا ہے تو خانزمان نے اوس کے استیصال
کی تدابیر شروع کین - اور محمد عادل شاہ نے بہی رندولہ خان کو فوج دیکر خانزمان کے
پاس بہیجا کہ وہ ساہوجی کے قلع قمع مین بادشاہی ملازمون کو مدد دے اور نیز بارہ سو سوار
اخلاص ریحان شولاپوری نے بہی سیدی مرجان کی سرکردگی مین روانہ کیے -
اب خانزمان جنیر مین گیا اور حصار کے مداخل و مخارج کو ملاحظہ کیا - اور بہادر خان
قلعہ کے محاصرہ پر متعین کیا اور کار طلب خان راولی سنگہ اورنگ خان سید مرزا
غیرہ اوس کی مدد کو دیئے - اور رانا جگت سنگہ کے ہزار سوار اور ہزار برقنداز بہی
اوس کو عنایت کیے -
اور جب مورچون کی تقسیم اور محاصرہ کا سامان کرچکا تو ساہوجی کے استیصال

کے واسطے روانہ ہوا جو پونہ کے حوالی مین اقامت گزین تہا - اور کہور ندی کے کنارہ پہونچکر بارش کی کثرت اور طغیانِ آب کی وجہ سے ایک مہینا ٹہیرا رہا - پہر جب کہ پانی کم ہوگیا تو فوراً دریا سے عبور کر کے ایندان ندی کے کنارہ لوہگانون کے قریب جاکر فروکش ہوا - ساہوجی لوہگانون سے سات کوس پر تہا - اوس نے خانزمان کی آمد کی خبر سنتے ہی کوچ کردیا اور کندہانہ اور پورندر کے کوہستان مین بہاگ گیا -

اس وقت ساہوجی کے تعاقب مین دو وجہ سے سستی ہوئی - ایک تو یہ کہ فوج شاہی اور اوس کے درمیان تین ندیان ایندان و مول و موتہہ تہین - سوا اسکے اس کے رندولہ خان نے اس سے پیشتر خانزمان کو لکہا تہا کہ نظام شاہ کے تمام قلعون کی کنجیان ساہوجی سے مین منگا دونگا - جب تک مین نہ لکہون آپ آگے نہ بڑہیئے - اس لیے اس وقت خانزمان نے رندولہ خان کے پاس آدمی بہیجا - اور دریافت کیا کہ کیا کیا جاسے جب وہان سے جواب آیا کہ ساہوجی راضی نہین ہوتا تو خانزمان نے پہر تعاقب کا ارادہ کیا -

اور ایندان ندی سے گذر کر فوج کے تین حصہ کیئے - ایک تو خویش کی سرکردگی مین اور دوسرے راو ستر سال کی ماتحتی مین اور تیسری پرتہی راج کی سرداری مین مقرر کی - اور لور گہاٹ کا راستہ لیا جو وسیع اور آباد مقام تہا -

ساہوجی اس فرصت کو غنیمت سمجہا اور فوراً کتل کو نہا مین ہوکر کوکن مین چلا گیا - اور ونداراجپوری کے تہانہ دار اور دوسرے زمیندارون سے پناہ مانگی لیکن اون لوگون نے اوسے پناہ نہ دی - اور نکالدیا - اس لیے وہ کتل کونہا سے پہر نیچے اوتر آیا -

۱۰۴۶ھ

اس اثنا مین لشکر شاہی نور گھاٹ پر ہو کر کوکن مین آیا - اور رندولہ خان بھی کتل مذکور کے قریب اپہونچ گیا - ساہوجی یہ دیکھکر گھبرایا - اور ماہولی کی طرف بھاگا - خانزمان کا اس وقت تک اردو سے بنجارہ ابھی کتل سے گذرا بھی نہ تھا اور رندولہ خان بھی لشکر سے پیچھے تھا مگر اوس نے کچھ انتظار نہ کیا - اور اوس کے تعاقب مین چلدیا تاکہ کہین ساہوجی کسی دامن مین نہ پہونچ جاوے - اتفاقات حسنہ سے جس طرف سے کہ ساہوجی گیا تھا - اوسی راستہ سے یہ بھی روانہ ہوا -

۲۳۴ - خانزمان کا ساہوجی پر دھاوا اور مرتضی نظام شاہ کا چتر نشان وغیرہ چھین لینا -

اس وقت جاسوسون نے خانزمان کو خبر لا کر دی کہ ساہوجی پندرہ کوس پر حصار سورنجن مین اوترا ہوا ہے جو کوہ و جنگل کے درمیان واقع ہے اور اوس کا ارادہ ہے کہ تھوڑا ٹھیر کر یہان سے چلدے - خانزمان نے فوراً اودھر کو کوچ کر دیا اور قلعہ سے تین کوس پہونچکر کریوہ کے اوپر برآمد ہوا - اور وہان سے ساہوجی کے سپاہیون کو دیکھکر نیچے اوترا - ساہوجی نے یہ دیکھکر از راہ ہراس احمال و اثقال کو کچھ تو روانہ کیا اور کچھ چھوڑ کر آپ بھی چلدیا - مگر باوجود ماندگی راہ اور کیچڑ پانی کے فوج شاہی نے تعاقب نہ چھوڑا - اور کچھ دور جاکر اون کا پیچھا پکڑ لیا - اور ایک چھوٹی لڑائی ہوئی جس مین ساہوجی کے کچھ آدمی مارے گیے - اب بھی خانزمان نے دشمن کے پس ماندہ اسباب کی فراہمی پر کچھ توجہ نہ کی اور ساہوجی کا تعاقب ہی مقدم سمجھکر اوس کے پیچھے پیچھے بارہ کوس اور چلا گیا - لیکن چونکہ اب یہان پہونچکر فوج مین مطلق قدم بڑھانے کی طاقت نہ رہی تھی اس لیے اونہون نے توقف کیا - اور ساہوجی اس فرصت کو غنیمت سمجھکر آگے نکل گیا اور اوس کا بنہ و بار اسپ و شتر

اور نظام شاہ کے داماد کا جسے اوس نے نظام شاہ بنایا تہا اور ساتہہ ساتہہ لیے
پہرتا تہا نقارہ چتر پالکی اور نشان سب فوج شاہی کے ہاتہہ آیا - اور خانزمان نے
لوٹ کر ایک ایسے مقام پر جہان کیچڑ پانی نہ تہا داثرہ کیا - اور چونکہ ابہی اوس کے
ساتہہ کے خیمہ وغیرہ سامان اقامت نہین پہونچا تہا ساہوجی کے ہی ڈیرہ خیمون مین
رات بسر کی -

۲۲۹ - ساہوجی کا ماہولی کے قلعہ مین محصور ہونا -

جب یہان سے ساہوجی بچکر نکل گیا تو ایک رات دن چلکر ماہولی کے قلعہ کے پاس پہونچا پہلے تو اوس نے
ارادہ کیا کہ ترنبک اور ترنکلواری کو چلا جاے مگر جب اوس نے خیال کیا کہ پیچہے
لشکر شاہی چلا آرہا ہے شاید کہین مین پکڑا نہ جاؤن تو اوس نے آگے جانا مناسب
نہ جانا - اور اوسی قلعہ مین اقامت گزین ہوا - اور صرف اپنے وہ ہی آدمی ساتہہ رکہہ
لیے جن پر اوسے کامل اعتماد تہا - باقی کو الگ کردیا - اور نظام کے لڑکے کو لیکر اور
کچہہ تہوڑا مال واسباب ضروری اندر رکہکر قلعہ نشین ہوگیا -

خانزمان بہی اس خبر کو سنکر اور بارہ کوس کا دہاوا مارکر باوجود صعوبت راہ کے ایک
ہی روز مین وہان جا پہونچا - ساہوجی کے آدمی جو قلعہ کے ادہر اودہر کچہہ سامان رسد
ابہی جمع ہی کر رہے تہے دیکہتے ہی قلعہ مین بہاگ گیے اور جو اذوقہ اور جانور باہر
تہے وہ سب خانزمان کے قبضہ مین آگیے - اور اوس نے محاذی دروازہ کلان
کا مورچہ راجہ بہار سنگہ کو سپرد کیا - اور اوس نے اہل قلعہ کی آمد و رفت مسدود
کردی -

پہر دو چار روز کے بعد رندولہ خان بہی آگیا - اور خانزمان نے اوسے دوسرے

دروازہ کے مورچہ پر مقرر کیا اس پہلے اور دوسرے دروازہ کے درمیان کوہ و جنگل کے سبب سے جو اون کے درمیان واقع ہے سات کوس کا فاصلہ تھا۔

جب دونون طرف سے راستے مسدود ہو گیے۔ تو ساہوجی کا قافیہ تنگ ہوا اور اوس نے مکرر خانزمان کو لکھا کہ قلعہ مین آپ کو اس شرط پر دے دیتا ہون کہ مجھے شاہی ملازمون مین نوکر رکھ لیا جائے۔ خانزمان نے جواب دیا کہ شاہی ملازمت تم کو نہین مل سکتی۔ اگر نوکری چاہتے ہو تو عادل شاہ کی نوکری کر سکتے ہو۔ ورنہ قتل کر دیے جاؤ گے۔

۲۴۰۔ ساہوجی کا اپنے تمام قلعہ اور مرتضی نظام شاہ کو خانزمان کے حوالہ کر کے عادل شاہ کا ملازم ہونا

جب ساہوجی لاچار ہوا تو اوس نے عادل شاہ کی نوکری کو قبول کیا۔ اور عادل شاہ کا عہدنامہ طلب کیا۔ عادل شاہ نے قاضی ابوسعید کی معرفت اپنا عہدنامہ بھیج دیا۔

پھر ساہوجی اپنے قول و قرار سے پھر گیا اور اور کچھ آرزوئین بیان کین مگر حصار بہت تنگ ہوا۔ اور قلعہ فتح ہونے کے قریب پہونچ گیا تو اوس نے مضطرب ہو کر زندولہ خان کو قلعہ کے نیچے بولایا اور خود باہر نکلکر اوس سے ملا اور نظام شاہ کے خویش کو اوس کے سپرد کر دیا اور عادل شاہ کی ملازمت قبول کر کے اقرار کیا کہ جنیر وغیرہ کے قلعہ شاہی ملازمون کو حوالہ کر دونگا اور دوسرے روز صلح کو ایک بڑا طومار للکر قاضی ابوسعید کی معرفت خانزمان کے پاس بھیجا اور اپنا وکیل بھی ہمراہ کیا۔

چونکہ ان امور کے قبول و عدم قبول کا حکم خانزمان کو نہین ہوا تھا اس واسطے خانزمان نے قاضی ابوسعید کو واپس کر دیا اور اوس کی نقل شاہجہان کے حضور مین اپنی عرضی کے ساتھہ بھیجی۔ جب وہان سے جواب آگیا اور بادشاہ نے اوس کی

۱۰۴۶ھ

درخواستون کو منظور کر لیا تو خانزمان سے نے ساہوجی کو اطمینان دلادیا۔

اس کے بعد ساہوجی نے اپنے معتمد قاضی ابوسعید کے ہمراہ خانزمان کے پاس بھیجے۔ اور اون کو اپنے نوشتہ اون لوگون کے نام دئے جو اوس کی طرف سے جنیر ترنبک ترنکلواری ہرلس بودہن جوند ہرسرا قلعون کے محافظ تھے۔ اور اون مین لکھا کہ قلعے شاہی ملازمون کے حوالہ کر دئے جائین۔ جب یہ لوگ خانزمان کے پاس آئے تو اوس نے ہر ایک شخص کے ساتھ اپنے کچھ آدمی روانہ کیے۔ کہ جاکر قلاع مذکورہ پر قبضہ کر لین۔ جب قلعون پر فوج شاہی نے جاکر قبضہ کر لیا۔ اور اوس سے اطمینان ہوگیا تو خانزمان نے رندولہخان سے نظام شاہ کے خویش کو طلب کیا۔ رندولہخان نے کہا کہ مین جب تک عادل شاہ سے حکم نہ لے لونگا اوسے آپ کو نہین دے سکتا چنانچہ اوس نے عادل شاہ کو ایک عرضی لکھی۔ جب وہان سے جواب آگیا۔ اور عادل شاہ نے اوسے حکم دیدیا۔ کہ خویش نظام شاہ کو خانزمان کے حوالہ کر دے تب رندولہخان نے مرتضی نظام شاہ ثالث کو خانزمان کے حوالہ کر دیا۔

اس کے بعد رندولہخان ساہوجی کو لیکر بیجاپور کو چلا گیا اور خانزمان مرتضی نظام شاہ کو لیکر شاہزادہ اورنگ زیب کی خدمت مین بمقام دولت آباد حاضر ہوا۔ اور دکن کی لڑائی کا جو ۱۰۳۹ھ مین خانجہان لودی کی وجہ سے شروع ہوئی تھی رجب ۱۰۴۶ھ مین مرتضی نظام شاہ ثالث کی گرفتاری پر خاتمہ ہوا۔ اور ساہوجی سے نے جو نام کا نظام شاہ بنا رکھا تھا اب وہ بھی نہ رہا۔

۱۴۱۔ خاندوران کا حصار کتلچر داشتہ کو	جب خاندوران نے عبداللہ قطب شاہ سے

سنہ ۴۶ جلوس

فتح کرنا اوسر زبانان دیوگڈھ و چاندہ وکنہ روکال بہیت سے پیشکش لینا۔	گجموتی ہاتی سے لیا تو پہر دیوگڈہ کے حدود مین آیا - اور حصار کتا پہ اور راشنہ کو مفتوح کیا جو توابع کردہ ماندگانون اور دارستے تہا - اور وہان گونڈ قابض تہے اور صوبہ دار

کی حکومت کو نہین مانتے تہے -

اس زمانہ مین دیوگڈہ کا حاکم کوکیا تہا - اور اس کے پاس ہاتی بہت تہے اور اور ناگپور بہی اوسی کے علاقہ مین تہا - اور اوس کے تمام قلعون سے بڑا مضبوط تہا اس لیے اب تک بادشاہ کی کچھ پروا نہ کی تہی - خاندوران نے ایک شخص کنک سنگہ کو اوس کے پاس بہیجا - اور پیشکش طلب کیا اور فوج لیکر ناگپور کی طرف بڑہا جب ناگپور ایک منزل رہا تو کنک سنگہ اور کوکیا کا وکیل اوسے راستہ مین ملے اور معلوم ہوا کہ کوکیا مکر و تزویر کی باتین کرتا ہے - پیشکش سیدہی طرح سے نہ دیگا -

اس واسطے خاندوران ناگپور پہونچا اور محاصرہ کرکے مورچہ بندی کا سامان کیا اور پانچ ہی دن مین مورچہ خندق تک پہونچا دیے - اس کو دیکہکر قلعہ والون نے امان طلب کی لیکن جب خاندوران نے اون سے کہا کہ اگر اپنی رستگاری مطلوب ہے تو تمام اسباب اور ہتیار اور چوپائے قلعہ مین چہوڑ کر باہر نکل آؤ - تب وہ پہر بدل گئے - اور اونہون نے خاندوران کی بات کو نہ مانا -

اس واسطے خاندوران نے پہلوان درویش سرخ کو حکم دیا کہ خندق پر ایک مضبوط بند باندہے - اس خندق کا عرض آٹہہ گز اور عمق دس گز تہا - جب بند بندہ گیا تو شاہی فوج اوس سے گذر کر قلعہ کے گرد پہونچ گئی -

اسی کے قریب چاندہ کا علاقہ تہا اور وہان کے زمیندار کا نام کیبا تہا خاندوران
سنے اوسے بہی طلب کیا تہا - وہ بادشاہی فوج کی طاقت کو جانتا تہا - خاندوران کے
حکم کے بموجب ڈیڑہ ہزار سوار اور تین ہزار پیادون سے اوس کے پاس آگیا - اور
معانی کے نام سے ستر ہزار روپیہ نقد خاندوران کے نذر کیا -

ایسے ہی کنور کا زمیندار بہی تہا - جس کا نام سنگرام تہا او سے بہی خاندوران نے
طلب کیا تہا - وہ بہی دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادون اور بونہیرون کی بہیڑ بہاڑ سے
اوس سے آملا - اور کوکیا کی رعایا جو پہاڑون اور جنگلون مین بادشاہی لشکر کے خوف
سے جاکر چہپی تہی آستے وقت راستہ مین اونہین لوٹتا کسوٹتا لایا اور خاندوران کو
بہت اسباب و مویشی لاکر دئے -

اسوقت پہلوان درویش کی کوشش سے تین سرنگ لگ چکے تہے اور
اون کو اوڑانا ہی چاہتے تہے - سنگرام نے خاندوران سے کہا کہ آج ان کا اوڑانا
ملتوی رکہیے - مین کوکیا سے ایک مرتبہ اور کہہ دیکہون - کیا تعجب ہے کہ وہ میرے
سمجہانے کو مان جاے - خاندوران نے اوس کو اجازت دیدی -

سنگرام اور کیبا دونون نے اپنے آدمی کوکیا کے پاس بہیجے - اور اوسے مآل کار
سے سمجہایا - اس پر اوس نے اپنا ایک وکیل بہیجا - اور ایک بڑا طومار لکہکر دیا -
اور اوس مین کوئی ڈیڑہ سو نر و مادہ ہاتہیون کے نام بہی لکہے اور کہا کہ اگر محاصرہ اوٹہا
لیا جاے تو مین یہ ہاتی آپ کو دیدونگا - خاندوران نے کہا کہ جب تک قلعہ خالی
نہ کریگا اور جو ہاتی کہ تو نے لکہے ہین وہ نہ دیدیگا اوسوقت تک تیری بات
نہ سنی جائیگی -

سنہ ۱۰۴۶ھ

کوکیا کے وکیل نے اس سے انکار کیا - اسواسطے پہلوان درویش کے نقب مین آگ دی گئی - اور اُس سے قلعہ کا ایک برج اور برج والے اوڑ گیے پہر جے سنگہ کے نقب مین بہی آگ دیگئی - اس جگہہ بارودت لی کمی کے سبب سے برج نہین اوڑا - مگر بنیا مین خلل فاحش آگیا - تیسرا نقب سپدار خان کا تہا - جب وہ اوڑایا گیا تو کچہہ دیوار اور قلعہ کے سپاہی اوڑ گیے اور ایک بڑا راستہ کہل گیا - شاہی فوج نے حملہ کیا اور سپہدار خان اور جے سنگہ نے بڑہ کر تمام مخالفین کو طعمۂ شمشیر بنایا - دیوجی قلعہ دار زندہ گرفتار ہوا -

کوکیا جو اس وقت دیوگڈہ مین تہا وہ اس کو دیکہکر گہبرایا اور دیوگڈہ سے چلا اور پندرہ کوس چلکر خاندوران کے پاس آیا - اور ڈیڑہ لاکہہ روپیہ نقد اور تمام ہاتی جن کی تعداد ایک سو ستر تہی پیش کش کیے - اور آیندہ کی اطاعت کا وعدہ کیا اور اقرار کیا کہ ہر تین برس مین چہار لاکہہ روپیہ نقد دیا کرونگا -

جب خاندوران نے دیکہہ لیا کہ وہ اطاعت پر خوب مستعد ہے تو قلعہ ناگپور پہر اوسی کو دیدیا -

پہر وہان سے خاندوران کالی بہیت کو گیا - یہان کا زمیندار بہیم سین تہا اور خاندوران کے فتوحات کو دیکہکر پہلے ہی سے مطیع ہو گیا تہا اوس سے خاندوران نے ایک ہاتی اور ایک ہتنی پیش کش مین لیے اور پہر شاہجہان کی خدمت مین وہان سے چلدیا -

۲۴۴ - زمیندار دہندہیرہ کا جنیر مین قید ہونا -	شاہجہان نے کچہہ روز ہوسے کہ راجہ بٹہلداس اور معتمد خان کو زمیندار دہندہیرہ کی تادیب کو بہیجا تہا -

وہ ان سے لڑا - اور گرفتار ہوا - جب معتمد خان نے اوسے لاکر شاہجہان کی خدمت مین پیش کیا تو بادشاہ نے اوسکی جان بخشی کرکے اوسے جنیر کے قلعہ مین قید رہنے کے واسطے بہیجدیا -

۳۴۳ - شاہزادہ اسماعیل کا وظیفہ خاندوران جی سنگ سیدی مفتاح سید خا بہمان کی ترقی مناصب و خطابات -

اس کے بعد خاندوران ۲۵ شوال ۱۰۴۶ھ کو شاہجہان کی خدمت مین حاضر ہوا - اور شاہزادہ اسمعیل نبیرہ ابراہیم عادل شاہ کو جو اودگیر کے قلعہ سے اوس کے ہاتہہ آیا تہا بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا - حکم ہوا کہ اوسے قلعہ اکبرآباد مین رکہین - اور وظیفہ دیا کرین - مگر اوس کے وظیفہ کی تعداد نہین معلوم کہ کیا مقرر ہوئی تہی -

اسی کے ساتہہ خاندوران نے آٹہہ لاکہہ روپیہ نقد اور دو سو ہاتی جو اوسے مرزبانان گونڈوانہ وغیرہ سے دستیاب ہوے تہے پیش کیے - ان سب ہاتہیون کی قیمت ایک لاکہہ روپیہ تشخیص کی گئی -

ان ہاتہیون مین گجموتی نام قطب شاہ کے ہاتی کو بہی خاندوران نے پیش کیا تہا اور اوس کا اپنی طرف سے اوس نے یراق طلائی ایک لاکہہ روپیہ مین بنایا تہا اسے بادشاہ نے بہت پسند کیا - اور اوس کا بادشاہ پسند نام رکہدیا - اور اوسکی قیمت ایک لاکہہ روپیہ ٹہیرائی -

چونکہ خاندوران نے اس لڑائی مین بڑے ترددات نمایان کئے تہے اس لیے بادشاہ نے خلعت خاصہ باچارقب طلادوزی و خنجر مرصع و شمشیر مرصع و باضافہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ منصب ششش ہزاری ذات و ششش ہزار سوار دو اسپہ

سوار سپہ کہ جس کی تنخواہ سالانہ ستائیس لاکھ روپیہ تھی اور خطاب نصرت جنگ مرحمت فرمایا - اور پرگنہ شجاع پور خالصہ سے نکالکر عنایت کیا اور اوسکی بہت بڑی تعریف کی۔

اور راجہ جے سنگہ کو پنجہزاری سوار کا منصب اور پرگنہ چالسو توابع اجمیر سے مرحمت فرمایا۔

اور سیدی مفتاح حارس قلعہ دولتآباد کو حبش خان کا خطاب دیا گیا۔

اور اسی تاریخ سید خانجہان بھی بادشاہ پاس پہونچا اوسے پنجہزاری کا منصب عنایت ہوا۔

۲۴۴ - شاہجہان کی نرم مزاجی اور تاریخ فہمی کی ایک حکایت

اب ہم یہان شاہجہان کی عادت خطاپوشی اور عفو تقصیرات کی ایک نقل لکھتے ہین جس سے اوس کی تاریخ فہمی کا بھی پورا پورا اندازہ ہو سکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ تاریخی نتایج کو خوب سمجھتا تھا - ایک مرتبہ اوسکی محفل مین ذکر ہو رہا تھا کہ فلان دیوان بڑا سخت گیر اور ناسازگار ہے۔ شاہجہان نے فرمایا کہ دنیا کے کام بغیر مسامحہ اور مساہلہ کے کبھی متمشی نہین ہوا کرتے - اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے کام عدم مواسا اور ترک مدارا سے بگڑ جایا کرتے ہین اور توزع خاطر اور تشتت جمعیت کا سبب ہوتے ہین - خواجہ حافظ شیرازی نے اس بات کو شیوا بیانی کیساتھ کیا خوب نظم کیا ہے[۱]

سخت می گیرد جہان بر مردمانِ سخت کوش[۱]

[۱] خواجہ حافظ شیرازی کا پورا قول اسطرح ہے ؎

دوش با من گفت پنہان رازداری تیز ہوش	کز شما پنہان نشاید داشت رازِ می فروش
گفت آسان گیر بر خود کارہا کز روے طبع	سخت میگیرد جہان بر مردمانِ سخت کوش

چنانچہ یہی معاملہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے زمانہ مین گذرا آپ کو احکام دین اور اوامر شرع متین مین حق محض منظور رہتا - اور اگرچہ بعض مواقع پر اغماض کی ضرورت ہوتی تہی آپ اوس کو نہین کرتے تھے - اسی سے ایک شورش عظیم ہوگئی - اور رفتہ رفتہ محاربہ اور مقاتلہ کی نوبت پہونچی -

شاہجہان کی اس گفتگو کو سنکر سید جلال بخاری بولی کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ستھے کہ دنیا کے دو پائون ہین ایک حق اور دوسرا باطل - مین چاہتا تھا کہ وہ فقط ایک پائون حق سے قایم رہے مگر میری بات پیش نہ گئی - دونون ہی پیرون سے اوسے کھڑا رہنا پڑا -

شاہجہان نے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہو تو لازم آتا ہے کہ شیخین معظمین جو ہر ایک امر مین طریقہ نبوی کی پیروی کرتے ستھے اپنی خلافت کے زمانہ مین ارتکاب باطل کرتے ہی رہے ہون - بلکہ اس سے بڑھکر اشرف موجودات اور اکرم مخلوقات بھی اس سے بری نہین ہوسکتے - دیندار اس بات کو کبھی تسلیم نہین کرسکتے - کہ اوس زمانہ مین باطل کا رواج رہا ہو -

اس باب مین لوگون نے بہت توجیہین کین مگر شاہجہان نے اون کی کسی بات کو پسند نہ کیا - اور خود بیان فرمایا کہ جس زمانہ مین وجود فیض آمود اکمل کائنات سے دنیا شرف اندوز تہی - مخلوق آپ کے افعال واقوال کو سرمایہ حصول مارب جانتی تہی اور اُس کی اتباع سے تجاوز نہ کرتی تہی - اور یہی حال قربت زمان خاتم الانبیا کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے زمانہ مین بھی رہا - ان نفوس قدسیہ کے بعد زمانہ سے عدالت وسویت جس پر کہ انتظام عالم اور

التیام اہل جہان وابستہ ہے دور ہو گئی اور حضرت عثمان ذی النورین کے قتل کا حادثہ ہوا۔ اور حضرت علیؑ کے زمانہ مین خونریزی اور فتنہ انگیزی نے ظہور کیا۔ اور سارے انتظام کا ڈہچر بگڑ گیا۔

۲۴۸۔ شاہزادہ اورنگ زیب کا باپ پاس شاہی کرخدائی کیلئے جانا اور مرتضی نظام شاہ کا گوالیار کے قلعہ مین قید ہونا۔

شاہزادہ اورنگ زیب کی عمر اس وقت اونتیس برس کی تہی۔ اور ابہی تک اوس کا بیاہ نہین ہوا تہا۔ شاہجہان نے اوس کے بیاہ کے لیے شاہ نواز خان پسر مرزا رستم صفوی کی بیٹی تجویز کی۔ اور اوسے دکن سے بولایا چنانچہ شاہزادہ حسب الطلب سلخ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۶ھ کو باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور باغ نور منزل مین قیام کیا۔ بادشاہ نے شفقت پدری سے طالب آملی کی یہ رباعی اوسے اپنے ہاتہہ سے لکہکر بہیجی ؎

یا مژدہ اگر زود رائی چہ شود	با فاختہ پیش از خبر آئی چہ شود
زود آمدنت نظر بشوقم دور است	از زود اگر زود تر آئی چہ شود

پہر جب شاہزادہ باپ کی قدمبوسی سے مشرف ہوا تو بادشاہ اوس سے ہم آغوش ہوا اور خلعت وغیرہ دیا۔ اور بیٹے نے ہزار اشرفی بطور نذرانہ کے اور ہزار اشرفی بطریق نثار کے پیش کین۔

اورنگ زیب اس وقت مرتضی نظام شاہ کو بہی اپنے ہمراہ لیتا گیا تہا جسے مفسدین دکن نے اپنی گرمی بازار کے واسطے نظام شاہ بنایا تہا۔ اور خانزمان نے ساہوجی سے لیکر شاہزادہ کو دیا تہا اوسے بہی بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ شاہجہان نے حکم دیا کہ دونون پہلے نظام جہان قلعہ گوالیار مین قید ہین وہین اسے بہی بہیجدیا جائے

اور سید خانجہان کو اوسے سپرد کر دیا۔

۲۴۶- خانزمان کے مرنے پر شالستہ خان کا دکن کی نیابت صوبہ داری پر مقرر ہونا۔

جب اورنگ زیب دکن سے گیا تہا تو خانزمان کو دکن کی صوبہ داری کا کام سپرد کر کے گیا تہا لیکن یہ کچھہ مدت سے بیمار تہا۔ اور اسی کہنہ بیماری سے اورنگ زیب کے پیچھے مر گیا۔ ۱۴ ذیحجہ سنہ ۱۰۴۶ھ کو اس کی خبر شاہجہان کے پاس پہونچی۔ اوسے بڑا افسوس ہوا۔ اور ۲۹ ذی الحجہ کو شالستہ خان کو حکم دیا۔ کہ اورنگ زیب کے جانے سے پہلے ہی دولت آباد جائے اور نیابت کا کام وہان انجام دیتا رہے۔

۲۴۷- اورنگ زیب کا عقد شاہ نواز خان کی بیٹی سے

۲۹ شعبان سنہ ۱۰۴۶ھ کو شاہجہان نے اپنے بیٹے محمد اورنگ زیب کی ساچق کی رسم کی۔ اور موسوی خان صدر اور میر جملہ میر بخشی و مکرمت خان میر سامان و خلیل اللہ اور کچھہ پردگیان مشکوی اقبال کے ہمراہ ساٹھہ ہزار روپیہ کے جواہر و مرصع آلات اور چار ہزار روپیہ کے انواع و اقسام کی دوسری چیزین اور ساٹھہ ہزار روپیہ نقد برسم ساچق بہیجا۔ اور جب شاہزادہ باپ پاس آگیا تو اوسے دس لاکہہ روپیہ عنایت کیے کہ جواہر ثمینہ مرصع آلات و آلات طلائی و نقرہ اور اقسام اقسام کے قماش فرش بساط تورہ خلعت وغیرہ اوس سے خریدے۔

۲۲ ذیحجہ کو شاہ نواز خان کے یہان سے مینہدی آئی۔ اور دولت خانہ خاص مین محفل منعقد ہوئی اور شاہ نواز خان کی طرف سے جو آتش بازی آئی تہی وہ چہوڑی گئی۔ آصف خان وغیرہ محفل مین شریک ہوئے۔ اور ساچق کی رسم ادا کی گئی اور فوطہائے زرکش اور خوانہائے پان و انواع تنقلات و عطریات محفل مین چنے

گیے - اور مطربان نغمہ پرداز سے محفل گرم ہوئی - ۲۳ کی صبح سے پہلے چار گھڑی رات رہے نجومیون نے نکاح کا وقت مقرر کیا تہا - اس لیے شاہجہان کے حکم سے شاہزادہ مراد بخش اور آصف خان یمین الدولہ وغیرہ شاہزادہ اورنگ زیب کے مکان پر گیے جو دریاے جمنا کے کنارہ تہا اور شاہزادہ کو دریا کے کنارہ کنارہ باپ کے سلام کو لاے - شاہجہان نے اوسے خلعت خاصہ با چارقب طلادوزی و دو تسبیح در ثمینہ و جمدہر مرصع با پہولکٹارہ و شمشیر مرصع با پردلہ مرصع و دو اسپ عربی و عراقی با زین مطلا و طلائی مینا کار اور ایک ہاتی با یراق نقرہ و جل مخمل زر لفت و ماده انیس و دیگر اپنے ہاتہہ سے سہرا باندہا جس مین لعل و زمرد لگے ہوے تہے شاہزادہ نے باپ کو سلام کیا - پہر بادشاہ نے حکم دیا کہ شاہزادہ مراد بخش اور یمین الدولہ وغیرہ دولہ کے ساتہہ شاہنواز خان کے مکان پر جائین راستہ مین برابر آتشبازی کہڑی کی گئی تہی - جب دولہ دولہن کے گہر پہونچ گیا تو شاہجہان خود بہی سوار ہوا - اور دولہن کے گہر گیا - اور دولہا دولہن کا عقد اوس کے روبرو پڑہا گیا - چار لاکہہ روپیہ مہر مقرر ہوا - اور زمزمہ تہنیت اور طنطنہ عشرت سے کان بہرے ہونے لگے - اوس کے بعد بادشاہ کشتی مین سوار ہو کر دولت خانہ کو لوٹ آیا اور پہر دولہا دولہن کو لیگیا -

چونکہ ہندوستان کی رسم ہے کہ بیٹی کے عقد کے وقت باپ محفل مین نہین ہوا کرتا ہے اس لیے شاہنواز خان اس وقت محفل مین نہ تہا - ۲۸ تاریخ کو شاہنواز خان نے آکر بادشاہ کو پیشکش دیا - اوس مین سے ایک لاکہہ روپیہ کی چیزین منظور ہوئین باقی واپس آگئین -

۲۹ کو باپ بیٹے کے یہان آیا اورنگ زیب نے انواع و اقسام کے جواہر وغیرہ

نذر دیے اور بادشاہ کے حکم سے آصف خان علامی افضل خان خاندوران س
خانجہان وغیرہ ارکین دولت کو خلعت وغیرہ شاہزادہ نے دیے سب پہلے
سب نے اوس کا سلام بادشاہ کو کیا۔ اور پہر شاہزادہ کو آداب بجالائے۔ ا
شادی ختم ہوئی۔

۱۰۴۷ھ

۴۸۴۲۔ عرب خان کا دہارور پر اور
محمد حسین کا قلعہ ظفر نگر پر تقرر
اور محمد امین میر جملہ کی وفات

۱۲ ربیع الثانی ۱۰۴۷ھ کو محمد عرب جس کا عرب
خطاب تہا خدمت حراست قلعہ فتح آباد عرف
دہارور پر اور محمد حسین برادر ہمت خان خدمت
محافظت قلعہ ظفر نگر پر مقرر ہو کر شاہجہان کے پاس سے آئے۔ اور ان کو محمد امین
میر جملہ میر بخشی لقوہ و فالج کے عارضہ سے مر گیا۔ اس کا حال کچہہ ہم اوپر لکھ آئے
ہین کہ محمد قلی قطب شاہ کے زمانہ مین یہ قطب شاہی عملداری کا مختار کل ہو گیا:
مگر اوس کے بہتیجے سلطان محمد قطب شاہ سے اور اس سے ناموافقت ہوئی
یہ بادشاہ محمد قلی کے برخلاف اپنی سلطنت کے کام اسپنے ہاتہہ سے کرتا تہا
اسواسطے اوس نے محمد امین کو بیکار کر دیا تہا جس سے وہ لاچار ہو کر یہان سے
پہلے تو ایران اپنے وطن کو چلا گیا۔ لیکن یہان بعض لوگون کی سفارش سے
اوسے جہانگیر نے اپنے دستخط خاص سے فرمان لکھکر بولالیا۔ اور وہ شاہ عباس کے
پاس سے بہاگ کر یہان چلا آیا۔ اور بہت جلد میر سامانی کے درجہ کو پہونچ گیا۔ ا
شاہجہان کے زمانہ مین بہی اوس کی وہ ہی خدمت رہی۔ پہر کچہہ دنون کو میر بخشی ہو
اگرچہ یہ نسل کا سید تہا مگر اخلاق مرضیہ اور اطوار پسندیدہ سے اوسے بہرہ نہ تہا او
سبک بہی تہا۔

سنہ ۱۰۴۷ھ

۲۴۹ - اورنگ زیب کا دکن کو رخصت ہونا اور بگلانہ کے تسخیر کی تجویز - - - - - - -

۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۷ھ کو بوقت ایک بجے دن کے جو نجومیون نے مقرر کیا تھا شاہجہان نے شاہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر کو خلعت خاصہ سرپیچ مروارید و زمرد بیش بہا و تسبیح لآلی گران قیمت خنجر خاصہ شمشیر خاصہ اور سو گھوڑے عراقی و ترکی دو فیل از حلقہ خاصہ دیکر رخصت کیا اور ولایت بگلانہ بھی عنایت کی - جو اعتدال آب وہوا اور کثرت معموری مین مشہور اور ممالک شاہی کے وسط مین واقع تھے اور ایک طرف خاندیس دکن سے اور دوسری طرف توابع سورت وگجرات سے ملے ہوئے تھے - اور بہرجی زمیندار کے تصرف مین تھے - اور حکم دیا کہ دولت آباد مین جاکر اس ولایت کی تسخیر کے واسطے فوج بھیجنا چاہیئے - اور فرط عاطفت سے رخصت کرتے وقت فاتحہ پڑھکر رخصت کیا -

اس کی وجہ نہین معلوم کہ بہرجی کی اطاعت پر اوس سے اوس کا ملک کیون چھیننے کی تجویز کی گئی - ایسا قیاس چاہتا ہے کہ بہرجی کی جانب سے کوئی نہ کوئی اندیشہ فساد پیدا ہوا ہوگا - یا پچھلے ساہوجی کے فساد مین اس کی کچھ نہ کچھ شرکت ثابت ہوئی ہوگی ورنہ بلا وجہ شاہجہان سے ایسا کرنا سخت خلاف قیاس ہے - مگر اس کی وجہ تاریخ مین کہین نہین لکھی ہوئی ہے -

۲۵۰ - ملک بگلانہ اور اوسکے قلعہ بگلانہ کے ملک مین اوس وقت نو قلعے اور چونتیس پرگنہ اور ایک ہزار ایک دیہات تھے اور قدیم سے وہان کی مرزبانی بہرجی زمیندار کے بزرگون مین چلی آتی تھی - اور یہ ملک لطافت آب وہوا کثرت انہار فراوانی اشجار واثمار مین زبان زد روزگار رہتا - اور کوئی سو کوس شرقاً غرباً لمبا اور ستر کوس

شمالاً جنوباً چوڑا تہا - مشرقی سرحد پر اوس کے چاندور کا علاقہ تہا جو برگنات دولت آباد سے تہا - اور غربی جانب پر بندر سورت اور دریاے شور تہا - اور شمال مین سلطان پور نذربار - اور جنوب مین ناسک ترنبک سے ملا ہوا تہا - اور اوس کے نو قلعون کے یہ نام تہے - ساہیر موہیر مورا ہرگڈہ سالودہ باونہ ہات گڈہ پیپول چوریل ان مین ساہیر اور موہیر دو قلعے بڑے مضبوط تہے -

ساہیر کا قلعہ ایک پہاڑ پر طولانی بنا ہوا تہا - اور حصانت و استواری اور صعوبت راہ مین مشہور و معروف تہا - اس پہاڑ پر دو قلعے تہے - ایک تو چوٹی پر تہا جسے ساہیر کہتے تہے اور دوسرا پہاڑ کی کمر پر تہا - اور یہ دونو قلعہ پہاڑ کی چٹانون سے قدرتی طور پر تعمیر ہوے تہے - آدمیون نے اون مین صرف دروازے لگائے تہے اور بعض رخنہ جو تہے پتہر سے بند کر لیے تہے - پہاڑ کے نیچے سے حصار اول تک جو راستہ جاتا تہا وہ بڑا مارپیچ تہا اور بہت سے دشوار گذار زینے بنے ہوئے تہے اور اون سے اوپر دونون قلعون کے درمیان بڑا ہی صعب المرور راستہ تہا - اور اس واسطے کہ پتہرون پر پانون رکہکر چڑہ سکین پتہرون مین رخنہ کر لیئے تہے - اور پہر بہی دوسرے آدمی کی مدد بغیر اوپر قدم رکہنا مشکل تہا - اور ان دونون قلعون مین ایک ایک تالاب تہا کہ جس سے پانی نکلتا تہا -

موہیر کا قلعہ بہی ایک پہاڑ پر بنا ہوا تہا - اس پہاڑ کی دو شاخین تہین جو نیچے کی شاخ تہی اوس پر قلعہ موہیر تہا اور اوپر کی شاخ پر قلعہ مورا تہا - مگر موہیر کی وسعت مورا سے زیادہ تہی - اس پہاڑ کی کمر پر ایک اور حصار تہا جسے دکن کی اصطلاح کے بموجب حصار باری اور اوس کی آبادی کو شہر باری کہتے تہے - اور اسی جگہہ بہی زینہ

رہتا تہا۔

۲۵۱۔ بگلانہ کی فتح | غرض جب اورنگ زیب دکن مین آیا تو اوس نے بگلانہ کے فتح کرنے کی تدابیر شروع کین۔ اور ۸ شعبان سنہ ۱۰۶۷ھ کو تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ تفنگچی ملازمان شاہی مالوجی دکہنی کی سرداری مین اور دو ہزار سوار اپنے نوکر محمد طاہر کی سرکردگی مین بگلانہ کو بہیجے۔ اور یہ لوگ آ ذوقہ کا انتظام کرکے وہان کو روانہ ہوئے۔ اور راستون کی نگہبانی کرتے سوہیر کے قلعہ کے دامن مین جا داخل ہوئے۔

خافی خان کی تاریخ مین لکہا ہے کہ کوئی شخص سید عبدالوہاب خاندیسی تہا وہ بہادری مین ایسا مشہور تہا کہ اوس زمانہ کا رستم سمجہا جاتا تہا۔ وہ برہانپور مین اگر تبہ خاندوران کی ملاقات کو گیا۔ اور سر پر ہاتہہ رکہکر اوسے سلام نہ کیا۔ اس پر ان دونون کے درمیان کچہ گفتگو ہوئی۔ اور جب اس بحث کو بہت طول ہوا تو وہ خاندوران کی مجلس سے اوٹہہ کر نقارہ زنان بادشاہ کے پاس دار الخلافت کو چلا گیا چونکہ بادشاہ کو یہ واقعہ برہانپور کے واقعہ نویس اور نیز خاندوران کی عرائض سے پہلے ہی معلوم ہو چکا تہا اس لیے بادشاہ نے خاندوران کی سرداری کی رعایت کی اور سید عبدالوہاب سے از راہ خانہ زاد پروری وقدر دانی ابتداے ملازمت مین فرمایا کہ خاندوران کی اجازت بغیر تو کیون چلا آیا۔ اب یہ بہتر ہے کہ تو بگلانہ جا اور بادشاہی فوج کے ساتہہ قلعہ موہیر کی تسخیر مین کوشش کر۔ اور میر مورچا لے بجاے محمد طاہر کے اوسے دیکر رخصت کیا۔

جب سید عبدالوہاب یہان آیا تو اوس نے یہان آکر مورچون کے بڑہانے

اور نقب لگانے مین کچھہ توجہ نہ کی اور لوگ اوسے مطعون کرنے لگے۔

جب تین مہینے محاصرے کو گذر گیے تو وہ چار پانچ سیدون اور ایک نشان بردار اور نفیری نواز اور ایک سقہ کو لیکر دو سرے سرداروں کے بلا اطلاع اندہیری راتون مین لشکر سے نکل گیا۔ اور تین رات دن متواتر وہان غارون مین بسر کیا۔ اور چوتھے روز جاکر فتح کا نشان پہاڑ پر چڑہا دیا۔ اور نفیری فتح کی بجوائی کہ جس سے محصورون کا دل پانی ہو گیا۔

یہ سنتے ہی شاہی فوج نے ۱۰ رمضان کو اپنی فوج کے تین حصہ کرکے باری پر تین طرف سے حملہ کیا۔ دونون طرف سے لوگ مارے گیے اور مجروح ہوے اور بہرجی زمیندار وہان سے پانچ چہہ سو آدمیون کو لیکر سراسیمہ قلعہ موہیر مین جا چہپا جب باری پر قبضہ ہو گیا۔

اس کے بعد افواج شاہی نے موہیر پر حصار ڈالا۔ اور مورچہ بناکر اوس کے تسخیر کا ارادہ کیا دونون طرف سے گولہ باری شروع ہوئی مگر شاہی فوج نے اپنے مورچہ روز بروز آگے بڑہاے اور قلعہ مین رسد پہونچنے کا راستہ مسدود کر دیا۔

اسواسطے بہرجی نے لاچار ہوکر ۱ شوال ۱۰۴۷ھ کو اپنی مان کو کشناجی وکیل کے ساتھہ آٹھون قلعہ کی کنجیان دیکر شاہزادہ کے پاس بہیجا۔ اور عرض کیا کہ اگر پرگنہ سلطان پور جو بگلانہ کے قرب وجوار مین ہے عنایت ہو تو مین اپنے توابع ولواحق اور بنہ و بار وہان چہوڑ کر قدمبوسی مین حاضر ہو جاؤن۔ شاہزادہ نے بادشاہ کے حضور مین یہ حال لکہا اور بہرجی کی مان کو انعام واکرام دیکر باعزاز تمام رخصت کیا۔

سنہ ۱۰۴۸ھ

چونکہ بہرجی اکثر مطیع فرمان رہتا اور پیش کش بہیجا کرتا تہا - اور حسب ضرورت
ی تو حکام دکن کے ساتہہ لشکر مین بہی حاضر ہوتا تہا اس لیے بادشاہ نے اوس کی
واست کو منظور کیا - اور سہ ہزاری منصب اور پرگنہ سلطان پور اوس کے توطن
ے واسطے عنایت فرمایا - اور فرمان شاہی کے پہونچنے کے بعد بہرجی غرہ صفر سنہ ۱۰۴۸ھ
مارسے نکل آیا - اور شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا - اور اوس کو معمولی خلعت
نسام دیا گیا -

جب بہرجی کچہہ دنون کے بعد مر گیا تو یہ سلطان پور اوس کے بیٹے بیرم کو ملا
ہ مسلمان ہو گیا - اور اوسے دولت مند خان کا خطاب اور ہزاروپانصدی کا منصب
پرگنہ پورنا عنایت ہوا -

چونکہ بگلانہ کا ملک شاہزادہ اورنگ زیب کی جاگیر مین دیا گیا تہا اس واسطے
ہزادہ نے اپنی طرف سے محمد طاہر کو حراست اور اوس ملک کی حکومت پر مقرر کیا
باقی ساتون قلعون مین بہی قلعہ دار بہیجد ئے -

پیپول کا قلعہ جو انہی نو دُن قلعون مین سے تہا اور دوباز مین دار کے قبضہ مین تہا
ہرجی کی قوم کا آدمی تہا اوس پر بہی شاہزادہ کی کوشش سے قبضہ ہو گیا - اور
دوبا بہی ۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۸ھ کو شاہزادہ کی خدمت مین آحاضر ہوا -

ولایت بگلانہ کی جمع بہرجی کے آباء اجداد کے زمانہ مین بیس لاکہہ تنکہ تہی اور اوس
ٍ کا تنکہ تو تنکہ رائج کے برابر ہوتا تہا - لیکن جب یہ ملک شاہی قبضہ مین آگیا تو
اوس کی آمدنی زمانہ گذشتہ کے قحط و بربادی کی وجہ سے نصف رگہئی تہی اسواسطے
س کی جمع ایک کرور ساٹہہ لاکہہ دام یعنی چار لاکہہ روپیہ سالانہ مقرر ہوئی -

۲۵۲ - راسوم دیو زمیندار رام نگر کی اطاعت -

علاقہ رام نگر پر راسوم دیو بہرجی کا داماد قابض تہا اور اپنے آبا و اجداد سے وہان کا قبضہ اوسے میراث مین ملا تہا - جب بہرجی نے شاہی اطاعت اختیار کر لی اور سب لوگون کو شاہی قوت کا حال معلوم ہو گیا تو وہ جی حکیم مسیح الزمان حاکم سورت کے پاس گیا اور اوس کی وساطت سے شاہزادہ سے عہد و پیمان لیکر اوسکی خدمت مین چلا آیا -

لیکن چونکہ رام نگر کی آمدنی کی بہ نسبت اوس کا خرچ زیادہ تہا اس واسطے شاہزادہ نے وہ ملک اوسی کے پاس رہنے دیا - اور یہ ٹہیر الیا کہ ہر سال دس ہزار روپیہ بطریق پیشکش بہیجا کرے - اور اسی امر کی شاہجہان نے بہی منظوری دیدی -

۲۵۳ - سید عبد الوہاب اور اوس کی دلاوری -

خافی خان نے اس عبد الوہاب کی بڑی تعریف لکہی ہے وہ کہتا ہے کہ اوسے حسن کارگذاری کے صلہ مین دلاور خان کا خطاب دینا چاہا - مگر اوس نے اوسے منظور نہ کیا - کہتے ہین کہ اوس کے آبا و اجداد مشہد مین رہتے اور مزار حضرت امام رضا کے جاروب کش تہے وہ خاندیس مین آیا اور پرگنہ بیاول اور رالویز مین توطن اختیار کر لیا - اور شاہی ملازم ہو گیا - بڑے بڑے آدمی اوس کے کارنامے یہ بیان کرتے ہین کہ جب وہ محال بیاول و رالویز کا فوجدار ہوا تو بہیلون اور کوہ نشین سرکشون سے اس کی لڑائی ٹہنی -

اس وقت وہ دامن کوہ مین خیمہ دشمنون کے مقابل لگاتا - پہلے اس سے کہ کوہ مین داخل ہو - وقت شب یکہ و تنہا سیاہ پوش ہو کر دامن کوہ مین جاتا - اور جاسوسون کے طور پر اوس مکان مین پہونچتا کہ جہان مفسد کوہ نشین اپنے ہم خوابہ کے ساتہہ خواب غفلت مین ہوتا اور ایک مہیب آواز سے بہیلون کے دستور کے

سنہ ۱۰۴۸ھ

موافق اوس کو بیدار کرتا - وہ سراسیمہ خواب سے اوٹھتا اور گہر سے باہر آتا - اور اپنے حریف کو تحقیق کرتا تو عبدالوہاب بزبان ملایم اوس سے کلام کرتا کہ ڈرو نہین مین عبدالوہاب بہائی تمہاری ملاقات کو آیا ہون (یہ بہائی کے لقب سے زبان زد خلایق تہا) مجھہ مین اور تجھہ مین محاربہ ہے میرے اور تیرے آدمی کس واسطے تلف ہون اور اس بات چیت مین وہ اپنی تلوار غلاف سے نکال کر اوس کے ہاتہہ مین دیتا اور منہ پہیر کر کہڑا ہو جاتا اور کہتا کہ ببین کار کجا است - ایسی حالت مین مخالف کو سوا اس کے کچھہ نہ بن پڑتی کہ وہ اپنا سر اوس کے پاؤن پر رکہتا - اور عجز و فروتنی کرتا - اور کچھہ جرأت نہ کر سکتا - اطاعت قبول کرتا -

کہتے ہین کہ کاما نام گڈہی سلور کا مشہور زبان تہا جو اورنگ آباد سے دو منزل سر راہ واقع ہے - اس گڈہی کے بنا سے گلی پر ہزار سال گذر چکے تہے - اور اس کے برابر کوئی حصار پختہ نہ تہا وہ ابتدائے عہد جہانگیری سے رہزنی اور قطع الطریقی کرتا تہا اور سب سرکشون مین مشہور تہا اور فردا پور کی راہ بند کر رکہی تہی - بڑے بڑے امیر بیش منصب اس کے استیصال کے واسطے متعین ہوئے تہے - اونہون نے کچھہ کام نہ کیا تہا - مگر عبدالوہاب نے ایک مدت تک اس کا محاصرہ کیا - جب اس طرح کام نہ چلا تو تدبیر خدعہ آمیز کی کہ چند کوس کی مسافت پر ایک چار دیواری بنائی اور خود مغلوب و محصور ہو گیا - اور ایک رات کو شکار کے جانے کی شہرت دیکر دور چلا گیا اور مفقود الاثر ہو گیا -

کاما ایک جماعت کو لیکر باقی محصورون کے تاراج اور تسخیر کو گیا - ابہی وہان کچھہ کام نہ کیا تہا کہ عبدالوہاب اس کی گڈہی پر کمین مین لگا کے چڑہ گیا اور اوس کو

مفتوح کرلیا۔

۲۵۴۔ راجہ جسونت سنگہ والی جودہپور کے باپ کا انتقال۔

۲ محرم ۱۰۴۸ھ کو راجہ گج سنگہ جو ہندوستان کے تمام راجاؤن سے زیادہ قوت والا تہا مرگیا۔ شاہجہان نے اوس کے بیٹے جسونت سنگہ کو خلعت و جمدہر مرصع اور منصب چارہزاری اور خطاب راجگی عنایت فرمایا۔ اور علم و نقارہ بہی مرحمت کیا۔ اور اوس کے بہائی امر سنگہ کو جو شاہزادہ محمد شاہ شجاع کے ساتھ کابل کو گیا ہوا تہا راے کا خطاب اور منصب سہ ہزاری عطا فرمایا۔

۲۵۵۔ راؤ چاندہ سرکار بیجاگڈہ عبد اللہ قطب شاہ کا پیش کش

اسی وقت راو چاندہ زمیندار گوندوانہ کے بہیجے ہوئے چار ہاتی شاہجہان کی خدمت مین پہونچے۔

اور اسی تاریخ مین خبر آئی کہ رحمت خان سرکار راؤ بیجاگڈہ مرگیا۔ شاہجہان نے اوس کے بہائی ہادی داد کا منصب ہزاری فرمادیا۔

۵ محرم ۱۰۴۸ھ کو عبد اللہ قطب شاہ نے جو کچہہ جواہرات اور پانچ ہاتی محمد ناصر اپنے ایک معتبر کے ہاتہہ بہیجے تہے شاہجہان پاس پہونچے۔ اور بادشاہ نے ایلچی کو آٹہہ ہزار روپیہ انعام مرحمت فرماے۔ اور ۴ ربیع الاول ۱۰۴۸ھ کو معاودت کی اجازت دی۔

۲۵۶۔ برم جی پسر زمیندار بگلانہ اور کیسو جی کا قتل۔

۵ ربیع الثانی ۱۰۴۸ھ کو شاہزادہ شاہ شجاع اور اورنگزیب کا منصب دوازدہ ہزاری کیا اور دو گہوڑے محمد زاہد کوکہ کے ہاتہہ دولت آباد کو شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے پاس بہیجے۔ شاہزادہ نے بہی

سنہ ۱۰۴۹ھ

ایک ہاتی بایراق طلا ۲جمادی الثانی کو باپ کی خدمت مین بہیجا- اور اسی مہینے کی ۱۲ کو میبع الزمان سکے بجاسے سورت مین معزالملک مقرر ہوکر آیا- اور ۲۳ تاریخ کو شاہجہان سنے دس گہوڑسے محمد صادق کے ہاتہہ شاہزادہ کو روانہ کیے-

اسی زمانہ مین بہرجی زمیندار بکلانہ وگیا- اور شاہزادہ اورنگ زیب کی سفارش کے بموجب شاہجہان سنے اوس کے بیٹے برمجی کو ہزار و پانصدی کا منصب عنایت کیا- یہ شخص بعد مین سلمان ہوگیا- اور اوس کا نام دولتمند رکہا گیا-

کہیلوجی جو شاہجہان کے ملازمون مین داخل ہوگیا تہا اور اوس کے بعد عادل شاہ کے پاس چلا آیا تہا- عادل شاہ سنے اوسے عہدنامہ کی مخالفت کی وجہ سے اپنے یہان نہ رکہا- اس واسطے وہ لوٹ کر شاہجہان کے لیئے مفتوحہ ملک مین اپنے رشتہ دارون کے پاس چلا گیا- اور وہان مخفی رہنے لگا- جب اس امر کی خبر شاہزادہ اورنگ زیب کو ہوئی تو اوس سنے ایک شخص ملک حسین کو اوس کے تجسس مین روانہ کیا- اور اوس نے اوسے شعبان مین جاکر قتل کر ڈالا-

۲۵۷- محمد عادل شاہ کا پیش کش شاہجہان کو بہیجنا

۹ شعبان سنہ ۱۰۴۹ھ کو عوض بیگ محمد عادل شاہ کا ایک معتمد عادل شاہ کی عرضداشت وجواہر ومرصع آلات اور ایک ہاتی جو بطریق پیش کش لایا تہا- اور جس کی مجموعی قیمت دولاکہہ روپیہ تہی شاہجہان کے پاس لایا- شاہجہان سنے اوسے چہہ ہزار روپیہ اور اوس کے ہمراہیون کو ایکہزار روپیہ انعام عطا کیا- اور ہیر ۱۱ شوال کو اوسے خلعت و اسپ دیکر رخصت کیا- اور عادل شاہ کو ایک مرصع ٹپکا بہیجا جس کی قیمت چالیس ہزار روپیہ تہی-

۲۵۸- شاہزادہ اورنگ زیب کا اسی زمانہ مین شاہزادہ اورنگ زیب دولت آباد

باپ پاس جانا اور آنا اور محمد سلطان کی پیدائش	سے باپ کی خدمت مین روانہ ہوا - اور راستہ مین جب وہ نواحی متہرا مین پہونچا تو بروز پنجشنبہ ۹ رمضان سنہ ۱۰۴۹ کو

اوس کے بیٹا پیدا ہوا - اورنگ زیب نے اس کی خبر عرضداشت کے ذریعہ سے نظر بیگ ملازم کے ہاتہہ مع ہزار مہر نذرانہ کے شاہجہان کے پاس بہیجی اور نام کی درخواست کی - دادا نے پوتے کا نام محمد سلطان رکہا اور نظر بیگ کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا - اور بیٹے کو خلعت خاصہ اور ایک گہوڑا روانہ کیا - اسوقت شاہجہان لاہور مین تہا - جب شاہزادہ قریب پہنچا تو شاہجہان نے شاہزادہ مرادبخش علی مردان خان اسلام خان جعفر خان اور صلابت خان اصالت خان بخشیون کو استقبال کے واسطے بہیجا - اور شاہزادہ نے حضور مین حاضر ہوکر ہزار مہر بسبیل نذر اور ایک ہاتی پچاس ہزار روپیہ قیمت کا اور تین ہتیان پیش کش مین گذرانین شاہجہان نے ایک عربی گہوڑا تمام عیار نام جسے مسیح الزمان عرب سے لایا تہا اور نو اور گہوڑے شاہزادہ کو دئے - شاہزادہ کے آنے کی خوشی مین اپنے دولت خانۂ خاص وعام مین چراغون کی روشنی کرائی - اور تماشے کے واسطے جہروکہ درشن مین آکر بیٹہا اور شاہ شجاع اور اورنگ زیب کا پانزدہ ہزاری منصب کیا - اور اورنگ زیب کو ایک لاکہہ روپیہ انعام بہی دیا - اور ۱۵ شوال کو اوس کے گہر بہی آیا - پہر شاہجہان لاہور سے کشمیر کو روانہ ہوا - اور راستہ مین آتش خان دکہنی کو خلعت و گہوڑا اور دو ہزار روپیہ انعام دیکر بہاگلپور کی فوجداری پر مقرر کیا - اور حاجی ذاکر کو جو بیجاپور سے آیا تہا دو سو مہر دین - اور جب ۸ ذیقعدہ کو دریاے چناب کے کنارہ پہونچا - تو شاہزادہ اورنگ زیب کو خلعت خاصہ او

۱۰۴۹ھ

ایک سرپیچ مرصع بلعل و مروارید جس کی قیمت ڈیڑہ لاکہہ روپیہ تہی اور ایک تسبیح مروارید جس مین تین لعل اور چار زمردبہی ستہے اور پچاس ہزار قیمت تہی اور جمدہر شمشیر ترکش خاصہ اور مرصع ٹپکا دو سو گہوڑے اور ایک ہاتی اور ایک ہتنی عنایت کرکے دولت آباد کو رخصت کیا اور ہزار مہر بہی اوسے دین کہ برہان پور اور دولت آباد مین جاکر اہل استحقاق کو تقسیم کردے۔

۲۵۹ - بابجی زمیندار چاندہ کا اپنے باپ کا جانشین ہونا۔

چاندہ کا زمیندار ان ایام مین مرگیا۔ اور شاہزادہ اورنگ زیب کی رائے کے بموجب اوس کے بیٹے بابجی کو وس کا جانشین کیا گیا۔ اوس سنے اس کے شکرانہ مین چار لاکہہ روپیہ شاہزادہ کو برہانپور مین آکر نذر دئے۔ شاہزادہ سنے اس کی اطلاع شاہجہان کو اپنی عرضداشت کے ذریعہ سے کی جو ۱۵ صفر ۱۰۵۰ھ کو شاہجہان پاس پہونچی وہان سے فرمان آیا کہ یہ روپیہ شاہزادہ کو عنایت کیا گیا۔

۲۶۰ - قلعہ دارون اور دیوان دکن کا تغیر و تبدل اور قطب شاہ اور عادل شاہ کا پیش کش۔

شاہزادہ اورنگ زیب کی درخواست پر اہتمام خان کو شاہجہان سنے ۱۰ جمادی الثانی کو روسہ کی قلعہ داری سے تہانہ کہڑلہ کی حراست پر مقرر کیا۔ اور مبارک خان نیازی کو اوسہ پر بہیجدیا۔ اور ۲ جمادی الثانی کو قلعدار خان حارس حصار اسیر مرگیا۔ اس کے بعد اہتمام خان ۱۸ محرم ۱۰۵۱ھ کو شاہجہان کے پاس گیا۔ اور تین ہاتی پیش کش مین دئے شاہجہان سنے اوسے غوربند کے تہانہ داری پر مقرر کردیا۔

اور ۱۵ شعبان ۱۰۵۰ھ کو شاہجہان سنے دیانت خان کو خلعت و انعام

اور آقا افضل کے بجائے دیوانی صوبہ دکن و تلنگانہ و بالاگہاٹ پر مقرر کر کے رخصت کیا اور اوسی کے ہاتھہ خلعت خاصہ اور ایک گھوڑا شاہزادہ اورنگ زیب کو بہیجا۔ اور محمد تقی تفرشی کو جو شاہزادہ کا دیوان تہا امیر بیگ برار اور آقا افضل کے بجائے خاندیس اور پایان گہاٹ برار کا دیوان مقرر کیا۔

اسی زمانہ مین محمد عادل شاہ اور عبد اللہ قطب شاہ نے چہہ ہاتی اور ہتہنیان شاہزادہ اورنگ زیب کو بہیجی تہین۔ شاہزادہ نے بعینہ ان پیشکش بادشادہ کی خدمت مین بہیجدین جو ۱۵ شعبان سنہ۱۰۵۰ھ کو شاہجہان پاس پہونچ گیئن۔

سنہ۱۰۵۱ھ

اس کے بعد ۱۰۵۱ھ کے غرہ جمادی الاولی کو شاہجہان نے دس گھوڑے کا ظم ملازم شاہزادہ اورنگ زیب کے ہاتہہ شاہزادہ کو بہیجے۔

۲۶۱- بندر سورت مین گہوڑون کی خریداری۔

جس طرح ہمارے زمانہ مین بہی ہے اوس زمانہ مین ہندوستان کی بحری تجارت کا مرکز بندر سورت تہا شاہجہان کو گہوڑون کا بڑا شوق تہا۔ معز الملک نے پادشاہ کے اشارہ سے چند آدمیون کو جو گہوڑون کے بڑے مبصر تہے بصرہ لحسا وغیرہ کو بہیجا جہان کہیول برق نہاد پیدا ہوا کرتے ستہے۔ اور جو بڑے بڑے تاجر سورت مین رہتے ستہے اور اون کے گماشتہ دور دور پہرا کرتے ستہے اون سے بہی کہا کہ عربستان سے اچہے اچہے گہوڑے منگا وین چنانچہ یہ لوگ اس سال اکتہ گہوڑے ایک لاکہہ روپیہ مین مول لائے۔

انہین گہوڑون مین ایک سرخنگ گہوڑا تہا جو علی بادشاہ حاکم بصرہ کے گہوڑون مین ست تہا۔ اور ایک مشہور معروف گہوڑے عنبر نام کی نسل سے تہا اس گہوڑے کی قیمت ظریف جب وہ شاہنشاہ روم کے پاس گیا تہا دس ہزار روپیہ دیتا رہا تہا

سنہ ۱۰۵۱ھ

مگر اوس نے نہین دیا تہا اور اوس نے اوس کا اگر شاہجہان سے حال بیان کیا تہا
اوس وقت علی اکبر سوداگر کے آدمی اوسے بارہ ہزار روپیہ مین معز الملک کے کہنے
سے خرید کر لائے تہے جس کے چہتیس۳۶ ہزار لاری ہوتے ہین - یہ سب گہوڑے
معز الملک نے شاہجہان کو بہیجے - اور وہ ۲۰ رجب سنہ ۱۰۵۱ھ کو شاہجہان پاس
پہونچ گیے - اس سرخنگ گہوڑے کو بادشاہ نے بہت پسند کر کے اوسے باد شاہ
پسند سے موسوم کیا - اور اسپان خاصہ کا سر طویلہ اوسے مقرر کیا اور پندرہ ہزار
اوسکی قیمت دی -

۲۶۳ - اورنگ زیب کا شاہجہان پاس جانا اور بخشیون وغیرہ کے تغیر و تبدل وغیرہ -

اوس زمانہ مین اورنگ زیب کو باپ نے ملنے کے واسطے دکن سے طلب کیا تہا - اس لیئے شاہزادہ یہان سے روانہ ہو کر ۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۱ھ کو
باپ کی خدمت مین حاضر ہوا - اور ہزار مہر حسب دستور نذر گذرانین - اور محمد سلطان کو
دولت قدمبوسی سے مشرف کرایا - شاہجہان نے بیٹے کو دو لاکہہ روپیہ نقد انعام دیا
راو ستر سال اور راجہ پہاڑ سنگہ و ستار خان و زاہد خان کا بہی سلام ہوا - جو شاہزادہ
کے ہمراہ دکن سے گیے تہے - اور شاہزادہ کی درخواست کے بموجب خلیل اللہ خان
کا منصب دو ہزاری و پانصدی اور شیام سنگہ راٹہور کا منصب ہزار و پانصدی
کا مقرر ہوا -

سنہ ۱۰۵۲ھ

پہر ۴ محرم سنہ ۱۰۵۲ھ کو شاہزادہ نے انواع و اقسام کے جواہر و مرصع آلات و
نفائس دکن بطریق پیشکش پیش کیے - ان مین سے ایک لاکہہ بیس ہزار روپیہ
کی اشیا مقبول ہوئین - پہر حسب معمول خلعت وغیرہ دیکر شاہجہان نے شاہزادہ کو

سنہ ۱۰۵۲ھ

دکن جانے کے واسطے رخصت کیا - اس وقت محمد سلطان کو بھی ایک تسبیح مروارید کی عنایت ہوئی - اور دکن کے کمکیون مین سے قزلباش خان کو نقارہ اور امان بیگ کو علم دیا گیا - اور لطف اللہ پسر لشکر خان بخشی و واقعہ نویس بالاگہاٹ کا منصب ہزاری مقرر ہوا -

پہر ۲۸ صفر سنہ ۱۰۵۲ھ کو اسفندیار خان کا منصب ہزار و پانصدی اور حسام الدین حسن کا منصب بہی ہزار و پانصدی اور خدمت بخشی گری و واقعہ نویسی دکن کی دی گئی -

۲۶۳ - محمد عادل شاہ کا پیش کش جشن سالگرہ شاہجہان کے وقت

اس زمانہ جشن سالگرہ کی مبارکباد کے وقت پہر محمد عادل شاہ نے کچہہ جواہر اور مرصع آلات اور نو ہاتی اپنے ایک معتمد میر رجب کے ہمراہ شاہجہان کو بطریق پیش کش کے بہیجے اور میر رجب ۱۸ صفر سنہ ۱۰۵۲ھ کو بادشاہ کے پاس پہنچا - شاہجہان نے اوسے سات ہزار روپیہ انعام دیا - اور ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۲ھ کے جشن سالگرہ کے دن رخصت کیا - اور عادل شاہ کو ایک ہاتی از حلقہ خاصہ با یراق نقرہ و جل مخمل زربفت و مادہ فیل و پاندان مرصع گران بہا مظفر حسین داروغہ عدالت کے ہمراہ روانہ کیا اور اسی کے ساتہہ بیس گہوڑے شاہزادہ اورنگ زیب کو بہی مرحمت کیئے

سنہ ۱۰۵۳ھ

یہ مظفر حسین ۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۰۵۳ھ کو بیجاپور سے لوٹ کر آیا اور اوس کے ساتہہ محمد عادل شاہ نے اپنے ایک ملازم سید حسن کو ایک ہاتی اور ایک ہتنی دیکر بہیجا اور ایک عرضداشت اور کچہہ جواہر و آلات مرصع بہی تحفہ مین بہیجے - بادشاہ نے اوسے خلعت و اسپ با زین نقرہ اور ایک مہر سو تولہ والی اور ایک روپیہ اوسی وزن

کا عنایت فرمایا۔

پھر ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۵۴ھ کو شاہجہان نے سید حسن کو خلعت و اسپ بازین نقرہ اور ایک ہاتھی اور سات ہزار روپیہ نقد اور اوس کے بیٹے کو خلعت اور ہزار روپیہ اور ہمراہیون کو دو ہزار روپیہ عنایت کر کے بیجاپور کے جانے کی اجازت عطا فرمائی۔ اور عادل شاہ کو خلعت خاصہ با مرصع طرہ گرانبہا اور اوس کے بیٹے کے واسطے بھی خلعت و طرہ مرصع سید حسن کے ہاتھ روانہ کیا۔

۲۶۴ - رات دن کے گھڑیون کی تقسیم۔

ہندوستان کے تارہ شناسون نے روز و شب کو ساٹھ برابر حصون پر تقسیم کیا ہے اور ہر ایک حصہ کا نام گھڑی رکھا ہے اور آفتاب کے طلوع و غروب سے دن رات کا آغاز کرتے ہین انگریزون کی طرح نہین جو دن کو نصف شب سے اور رات کو نصف روز سے شروع مانتے ہین یہ ساٹھ گھڑیان ہندوستان مین اعتدال ربیعی و خریفی کے روز جو ۲۲ مارچ یا یکم ماہ حمل سنہ محمدی اور ۲۲ ستمبر یا یکم ماہ میزان سنہ محمدی کے قریب ہوتا ہے متساوی ہوتے ہین۔ اور جب اور روز و شب متفاوت ہوتے ہین تو رات دن کی گھڑیان ان کی کمی بیشی کی مقدار کے موافق کم ہو جاتی ہین چنانچہ دارالسلطنت لاہور کی عرض بلد مین سب سے بڑے دن کی گھڑیان ۳۵ اور سب سے چھوٹی رات کی گھڑیان ۲۵ ہوتی ہین۔

علم نجوم کے مسلمان ماہرون نے پایون کہو کہ مسجد کے ملانون نے فجر و مغرب کی نماز کے لیئے وقت آغاز روز مین ڈیڑہ گھڑی پیش از طلوع آفتاب اور ابتداے شب مین آدھی گھڑی بعد از غروب آفتاب زیادہ کیا۔ اور اس کی علامت یہ

یہ معین کی کہ گجر بجایا جائے اور ان دو گھڑیون کو رات مین سے گھٹا کر اجزاے روز پر متساوی زیادہ کیا - اور گھڑی کے پیمانہ کو دن کے بڑہا دیا - کہ عرض بلد لاہور مین نجومیوں کے قاعدہ کے موافق طول روز ۳۵ - اور طول شب ۲۵ گھڑی سے متجاوز نہ ہو - اس سبب سے رات دن کی گھڑیان مقدار مین متفاوت ہوگیئن -

جب شاہجہان کے روبرو یہ گھڑیون کا تفاوت پیش ہوا - تو اوس نے تفاوت مقدار اور اختلاف پیمانہ کو یون مٹایا کہ فجر و مغرب کی نماز کا گجر تو بدستور کہا اور رات دن کی گھڑیون کو متساوی المقدار مین حسب دستور سابق تقسیم کردیا - اور ڈیڑہ گھڑی کا وقت طلوع آفتاب سے پہلے اور آدہی گھڑی کا وقت غروب آفتاب سے بعد جو منجمون کے نزدیک داخل شب نہین دن کی گھڑیون پر زیادہ کیا - چنانچہ بڑے سے بڑا دن اکبرآباد مین ۳۶ گھڑی اور دہلی ۳۶ ½ گھڑی اور لاہور مین ۳۷ گھڑی اور کابل مین ۳۷ ½ گھڑی اور کشمیر مین ۳۸ گھڑی اور شہر دولت آباد دکن مین ۳۵ گھڑی مقرر ہوا - اور اقصر شب کی مقدار رات دن کے ساٹھہ گھڑیون کا تتمہ رہی -

۲۶۵ - شاہزادہ اورنگ زیب کے بیٹے محمد معظم اور بیٹی زینت النسا کی پیدائش -

سلخ رجب ۱۰۵۳ھ کو شاہزادہ اورنگ زیب کے ایک اور بیٹا پیدا ہوا - شاہزادہ نے عرضداشت کے ذریعہ سے باپ کو اسکی اطلاع دی اور محمد باقر اپنے ایک ملازم کے ہاتہہ ہزار مہر نذر کے واسطے بہیجین شاہجہان نے اس بچے کا نام محمد معظم رکہا - اور محمد باقر کو خلعت اور ایک ہزار روپیہ انعام دیا - اور شاہزادہ کو خلعت خاصہ روانہ فرمایا -

اسی کے چند روز بعد غرہ شعبان کو شاہ نواز خان کی دختر کے بطن سے شاہزادہ

سنہ ۱۰۵۳ھ

اورنگ زیب کے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی - اور اوس نے عرضداشت بھیجکر شاہجہان کو اس کی بھی اطلاع دی بادشاہ نے اوس کا نام زینت النسا بیگم رکھا -

۲۶۶ - پیش کش عبداللہ قطب شاہ شاہجہان کی سالگرہ کے وقت - قطب شاہی سلطنت کا ہمیشہ قاعدہ رہا ہے کہ عادل شاہی سلطنت کی تقلید کرے - جب محمد عادل شاہ نے پیش کش بھیجا تھا تو عبداللہ قطب شاہ نے بھی شاہجہان کی سالگرہ کے وقت پیش کش روانہ کیا - اور محمد ناصر اپنے ایک ملازم کو اوس کے ہمراہ کیا - اس پیش کش مین نوہاتی اور ہتنیان تہین شاہجہان نے جشن وزن قمری پر دوشنبہ سلخ ربیع الاول سنہ ۱۰۵۴ھ کو اوسے آٹھ ہزار روپیہ انعام دیکر رخصت کیا - یہ ایلچی شاہجہان پاس ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۳ھ کو پہونچا تھا -

اسی زمانہ مین جم قلی بندر سورت سے شاہجہان پاس پہونچا اور عربی اور عراقی گھوڑے اور اور نفیس اشیا جو اوس نے یہان سے خریدی تہین لے گیا - انہین سے ایک گھوڑے کا نام شاہجہان نے تمام عیار رکھا - جسے اوس نے بہت پسند کیا تھا -

۲۶۷ - مارو گوند کی سرکشی اور خاندوران کا کنور کو فتح کرنا - سنگرام گوند زمیندار قلعہ کنور شاہجہان کا مطیع تھا جب وہ سنہ ۱۰۵۲ھ کے اخیر مین مرگیا تو اوس کا غلام مارو گوند جو قلعہ کا حارس تھا خود مختار بن بیٹھا اور سنگرام کے نابالغ بیٹے بھوپت کو بالائے طاق رکھدیا - اور شاہی مالگذاری بھی دینا چھوڑ دی - اور اوس کے سبب سے گرد نواح کے اور زمیندار بھی جو صوبہ مالوہ کے حدود مین رہتے تھے ادا سے مالگذاری مین تعلل کرنے لگے -

اس واسطے اخیر محرم ۱۰۵۳ھ مین خاندوران بہادر نصرت جنگ صوبہ دار مالوہ نے قلعہ راسے سین سے جہان وہ رہاکرتا تہا اپنے تابین اور کمکیون اور بعض زمینداروں کو لیکر اوس کی تنبیہ کے واسطے کوچ کیا اور اوس کی زمینداری مین آکر فرودکش ہوا۔ اور جنگل کو کٹوا کر راستہ بنایا۔ اور مقامات مخوف مین تہانہ بٹہاے اور کار آزمودہ آدمیون کو وہان حراست پر مقرر کیا۔ اور پہر جمعیت خاطر آگے بڑہا۔

اور ۱۶ صفر ۱۰۵۳ھ کو کس کنور مین پہونچا۔ وہان مخالفین نے پانچ ہزار پیادہ گوند اور سات آٹہہ سو تفنگچی سر کتل کی حفاظت پر مقرر کئے تہے انہین پراگندہ کردیا اور پہر موسم برسات کے بسر کرنے اور جنگل کاٹنے کے لیے نواحی کنور مین خیمہ افگن ہوا اور چارون طرف نہب غارت سے دشمنون کے ساکن و مواطن کو تباہ کیا۔

جب مارو گوند نے دیکہا کہ خاندوران کے پاس آلات قلعہ کشائی موجود ہین اور سپاہ بہی بہت کثرت سے ہے۔ اور تدابیر بہی اوس کی شائستہ ہین تو اوس نے مرزا والی اور گوبند داس راٹہور کی وساطت سے پیغام سلام کیے اور بہوپت کو قید سے نکالکر سنگرام کے معتبر آدمیون کے ہاتہہ خاندوران کے پاس بہیجدیا۔ لیکن چونکہ مارو کی مراد یہان پوری نہین ہوئی۔ اور اوس نے دیکہا کہ قلعہ دیے بغیر خاندوران نہین مانتا تو اوسکے آدمیون نے چاہا کہ بہوپت کو بہر بہکانے جائین۔ خاندوران نے اوس کی خبر پاکر بہوپت کو نظر بند کردیا۔ اور اوس کے ہمراہیون کو قیدخانہ مین بہیجدیا۔

جب مارو نے قلعہ نہ دیا۔ تو ۲۱ شعبان کو خاندوران نے اپنی اقامت گاہ سے آگے قدم بڑہایا۔ قلعہ کنور کا صفرا ایک سرکوب کوہ بکہرہ تہا۔ اور اوسے دشمنون نے سنگ و آہک سے خوب مستحکم کرلیا تہا۔ خاندوران نے یہان آکر دشمنونسے اول تو

اوسے چھین لیا - اور پھر قلعہ کی تسخیر کے درپے ہوا -

یہ قلعہ ایک پہاڑ پر تھا - اور اوس پہاڑ کے پست و بلند دو مرتبے تھے جس سے اوسے حصار کی حاجت نہ رہی تھی - وہ بالکل ایک قدرتی پتہ تھا - اور کسی طرف سے اوس پر چڑھنے کا راستہ نہ تھا - نیچے کے مرتبہ مین جہان دیوار کی ضرورت تھی وہان سنگرام نے اوسے پتھر اور چونہ سے بناکر مستحکم کر لیا تھا - اور دشمنون نے اوس پر برج و مارہ بناکر توپ و تفنگ وغیرہ آلات جنگ سے ایسا مضبوط کر لیا تھا کہ لڑائی سے فتح ہونا اوس کا دشوار تھا -

اس لیے خاندوران نے شاہجہان کو یہ سب حال لکھکر مدد طلب کی - اور دو توپین منگائین - بادشاہ نے قلعہ اکبر آباد سے دو قلعہ شکن توپین روانہ کین اور اور رشید خان انصاری وغیرہ منصبداروں کو حکم دیا کہ برہانپور سے مدد کو جائین - اور پہاڑ سنگہ بندیلہ کو اپنی جاگیر سے اور پرتھی راج راٹھور کو رام پور سے اور جانسپار خان کو مندسور سے جلد پہونچنے کے واسطے احکام جاری کیے -

جب یہ لوگ پہنچ گیے تو ۱۹ ذی الحجہ ۱۰۵۳ھ کو شاہی فوج نے اوس مورچہ سے خروج کیا جو دیوار مذکور کے برابر تھا - اور جہان اوس کے آگے ایک خندق کھودی ہوئی تھی - اور پیچھے سے دشمن اوس کی آڑ مین ہوکر بندوقین مارتے تھے اور خاک ریز آگے بڑھاکر بڑے جد و جہد کے ساتھ اوس دیوار پر قبضہ کر لیا - خاکریز اون دیوارون کے سوراخون کو کہتے ہین جہان سے قلعہ کا کوڑا پھینکتے ہین اور اونہین سوراخون مین سے دشمن کو گولیان مارا کرتے ہین -

اسی عرصہ مین دونون توپین بھی آگئین - اور اس کی صدائے مہیب سے

اہل قلعہ کے ہوش وحواس پریشان ہو گیے - اور دمدمون کے بنانے اور قلعہ سے تالابون کا پانی خالی کرنے سے اونہین اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا -

آخر کار ماروسنے آخر محرم ۱۰۵۴ھ مین امن مانگی - اور خاندوران بہادر کی خدمت مین حاضر ہو گیا - اور قلعہ فتح ہوا - دوسرے روز خاندوران بہادر قلعہ مین گیا اور وہان محمد صلاح اپنے بہائی کو پانچ سوسوار اور سات سو پیادہ دیکر قلعہ کی پاسبانی پر مقرر کیا اور بادشاہ کو تمام کیفیت سے اطلاع بہیجی -

۲۶۸ - شاہزادی بیگم صاحبہ کا جلنا ۔ ۲ محرم ۱۰۵۴ھ کو شاہجہان کی بڑی بیٹی بیگم صاحبہ کے کپڑون مین ایک چراغ سے آگ لگ گئی - اور اوس کے پیٹہہ پسلیان اور ہاتہہ جلکر زخمی ہو گئے - چار لونڈیان جو اوس کے بچانے کو پروانہ وار آرہی تہین وہ بہی آگ سے دہلکر مرگیئن - بیگم کو زخمون سے بڑی تکلیف ہوئی - بادشاہ کو دارا شکوہ اور بیگم سے ایسی محبت تہی کہ کسی اور فرزند سے نہ تہی - اوسے بڑا صدمہ ہوا - اور جب بیگم کی بیماری نے طول پکڑا تو باپ نے دو دو پہر سجادہ پر بیٹہکر شافی مطلق سے اوس کے اچہے ہونے کے واسطے دعا مانگی اور زاری کر کرکے خداے رحیم و کریم سے اوس کے اچہا ہونے کی التجا کی - اور خیرات و مبرات اس قدر کی کہ جس کی انتہا نہ تہی - پانچ چہہ مہینے کے بعد ایک غلام عارف نام کے علاج سے شاہزادی کو آرام ہو گیا - اس کا بڑے دہوم دہام سے جشن کیا گیا -

۲۶۹ - اورنگ زیب کا بہن کی عیادت کو جانا - جس وقت شاہزادہ اورنگ زیب نے شاہزادی صاحبہ کے جلنے کی خبر سنی تو شاہجہان سے بہن کی عیادت کے واسطے آنے کی اجازت چاہی اور اجازت آنے پر بعجلت تمام

برہانپور سے آگرہ کو روانہ ہوا - جب دارالسلطنت کے قریب پہونچا تو بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ سلیمان شکوہ اور اسلام خان و عبد اللہ خان فیروز جنگ و صلابت خان و اصالت خان استقبال کو گیے - اور اورنگ زیب نے باپ کی قدمبوسی سے عزت حاصل کی - اور سلطان محمد کا بہی سلام کرا کر ہزار مہر نذر کین - اور طرہ مرصع ایک تسبیح مروارید اور دس عربی گھوڑے پیش کش کیئے بادشاہ نے خلعت خاصہ عنایت فرمایا -

آتش دکہنی نے بہی ایک ہاتی حضور مین گذرانا -

۲۷۰ - روپ سنگہ کا ہتی سنگہ نبیرہ راو چاندہ کا جانشین ہونا - چونکہ اس زمانہ مین ہتی سنگہ ولد راو دودا نبیرہ راو چاندہ مرگیا تہا - اور کوئی بیٹا اپنے پیچہے نہ چہوڑا تہا - اور روپ سنگہ ولد روپ کنور راو چاندہ موجود تہا اور شاہجہان کے پاس جانشینی کی التجا کے واسطے آیا تہا - شاہجہان نے اوس کی التجا مقبول کی - اور اوسے ہفتصدی ذات و سوار کا منصب اور راے کا خطاب دیکر پرگنہ رام پور جو اوس کا وطن تہا تیول مین عنایت کیا -

۲۷۱ - عالمگیر کا مذہبی میلان اور گوشہ نشینی اور دکن کی حکومت سے عزل - - - - - اورنگ زیب کا میلان مذہب کیطرف بہت تہا - اور اس ابتداے عالم شباب مین جہان اوروں کو عیاشی کا خبط ہوا کرتا ہے اوسے خدا پرستی کی دہن لگ گئی تہی - غالبًا یہی وجہ تہی کہ باوجود اس کے کہ برہانپور سے کنور بہت قریب ہے مگر اورنگ زیب نے اوس کی تنبیہ کی طرف کچہہ توجہہ نہ کی تہی - اور خاندوران کو مالوہ سے وہان آنا پڑا تہا - اور غالبًا کوئی اور بہی خطا جس کی تفصیل مورخون نے

چھوڑ دی ہے - اُس سے سرزد ہوئی تھی کہ جس سے شاہجہان اوس سے ناراض ہوگیا تھا اس واسطے اورنگ زیب نے تارک الدنیا ہونے کی نیت سے گوشہ نشینی اختیار کرلی اور سب کاروبار کو چھوڑ دیا-

شاہجہان اس بات سے بہت ناراض ہوا - اور بیٹے کی تشریب وتادیب نہین بلکہ ترشیح وتہذیب کے واسطے اوسے غرہ ربیع الثانی ۱۰۵۴ھ کو معزول کیا - اور جاگیر بھی ضبط کرلی - اور دکن کی حکومت سے موقوف کردیا - اور دکن جانے کی اجازت اوسے نہ دی -

۲۷۳ - خاندوران بہادر کا دکن کا صوبہ دار ہونا اور بعض عہدہ داران کا تغیر وتبدل - - -

اور اورنگ زیب کے بجائے دکن مین خاندوران صوبہ دار مالوہ کو بھیجدیا - اور اوسے خلعت خاصہ اور منصب ہفت ہزاری اور ایک کرور دام یعنی ڈہائی لاکھ روپیہ انعام عطا کیا - اور سردار خان کو صوبہ مالوہ کے نظم پر بھیجا-

اور پرتھی راج راٹھور کو دولت آباد کا قلعہ دار اور شیورام ولد بلرام گور کو اسیر کا قلعہ دار مقرر فرمایا - مگر ۱ شعبان کو اس کے بجائے گوردہن راٹھور کو ہیان بھیجدیا - اور ۶ ربیع الثانی کو سرفراز خان دکنی کو خلعت ونقارہ دیکر دکن کو رخصت کیا-

اور ۹ جمادی الاولی کو سپہدار خان کے بجاے جو مرگیا تھا سرفراز خان ولد لشکر خان متولدار چندیری کو جنیر کے قلعہ کی حراست کے واسطے متعین کیا - اور ۲۱ کو سید عبداللہ کو جو دکن کی تعیناتیون مین سے تھا فوجداری سرکار بگلانہ پر متعین فرمایا - اور ہزار پانصدی سوار کا منصب دیا-

اس کے کچھ دنون بعد ۱۰ رجب کو اللہ وردی خان کو جو اپنی منصب جاگیر سے برطرف ہو گیا تھا خلعت اور سابق کا منصب پنجہزاری دیکر ایلچپور کا جاگیردار مقرر کیا جو اس صوبہ کا صدر مقام تھا۔
اور اسی کے مضافات مین اوسے تیولداری بھی عنایت کی۔ اور نرسنگہ داس ولد دھارکا داس کو کاویل کا قلعہ دار کیا جو اوس وقت برار کا بڑا مضبوط قلعہ تھا۔ اور شریف خان کو کالنہ کی قلعہ داری پر بھیجا۔

٢٧٣ - راجہ جے سنگہ کا دکن کی صوبہ داری پر منصرانہ تقرر

اس زمانہ مین بعض ملکی معاملات کی صلاح و مشورہ کے واسطے جن کی تفصیل نہین لکھی ہے شاہجہان نے خاندوران کو اپنے پاس بولایا تھا۔ اس سبب سے ١٦ شعبان ۱۰۵۴ھ کو راجہ جے سنگہ کو بادشاہ نے حکم بھیجا کہ وہ خاندوران کی غیر حاضری مین صوبہ دکن کے انتظام کی نگرانی کرے۔

٢٧٤ - میر محمد امین ہروی۔

میر محمد امین ہروی جس نے توران مین پرورش پائی تھی۔ امام قلی خان والی توران کے ہمراہ حجاز کو چلا گیا تھا۔ جب امام قلی خان مدینہ طیبہ مین مر گیا تو وہ براہ سورت برہانپور مین آیا۔ اور اورنگ زیب کا ملازم ہو گیا۔ اس وقت جب اورنگ زیب پر بادشاہ کا عتاب تھا اور یہ وہان گیا تو بادشاہ نے اوسے اپنے نوکرون مین رکھہ لیا۔ اور پانصدی کا منصب دیدیا۔

٢٧٥ - اورنگ زیب کا قصور معاف ہونا اور گجرات کی حکومت پر بھیجا جانا۔

١٥ شوال ۱۰۵۴ھ کو شاہزادی بیگم صاحبہ کے اچھے ہونیکا جشن ہوا۔ اس جشن مین شاہزادی کی سفارش سے اورنگ زیب کا بادشاہ نے قصور معاف کیا اور اورنگ زیب

سے نے اپنی بیجا خواہشون سے ندامت ظاہر کی - بادشاہ سے شاہزادہ کو خلعت خاص باناوری طلا دوزی و یک لعل و دو ہار پد گران بہا جو سرپر باندہا کرتے ہین اور سابق کا منصب پانزدہ ہزاری عنایت کیا - اور اوس کے بیٹے محمد سلطان کو بہی خلعت و سرپیچ مرصع مرحمت فرمایا - مگر دکن پر شاہزادہ کو متعین نہین کیا - بلکہ اسکے بعد ۲۹ ذی الحجہ کو صوبہ گجرات کی حکومت پر بہیجدیا - اور معمولی خلعت وغیرہ شاہزادہ کو اور شاہزادہ کے دونون بیٹون محمد سلطان اور محمد معظم کو عنایت کیا -

۲۷۶ - خاندوران کی سفارش سے ترقیان - - - ۱۲ صفر سنہ ۱۰۵۵ھ کو خاندوران بہادر کی سفارش سے عہدہ داران ذیل کو شاہجہان نے ترقی دی -

۱ - قزلباش خان حارس احمد نگر کا منصب سہ ہزاری سہ ہزار سوار پانصدی سوار دو اسپہ سہ اسپہ -

۲ - مغل خان کا منصب دو ہزار پانصدی سوار -

۳ - اورنگ خان حارس قلعہ اوسہ کا منصب دو ہزاری دو ہزار سوار پانصد سوار دو اسپہ سہ اسپہ -

۴ - عرب خان قلعہ دار فتح آباد عرف دہارور کا منصب دو ہزاری دو ہزار سوار پانصد سوار دو اسپہ سہ اسپہ -

۵ - پرتہی راج محافظ قلعہ دولت آباد کا منصب دو ہزاری دو ہزار سوار -

۶ - دیانت خان دیوان دکن کا منصب دو ہزاری ہفت صد سوار -

۷ - امان بیگ قلعہ دار احمد نگر کا منصب ہزار و پانصدی و پانصد سوار -

۸ - حسام الدین حسن بخشی دکن کا منصب ہزار و پانصدی سشش صد سوار اور خطاب حسام الدین خان -

۲۷۷ - خاندوران کا کشمیر ہو کر دکن کو آنا -

شاہجہان اس وقت کشمیر کو جاتا تھا - خاندوران سے نے کبھی کشمیر کی سیر نہین کی تھی - اس لیے بادشاہ نے اوس کی التماس پا دسہ ساتھہ چلنے کی اجازت دی - اور حکم دیا کہ سیر کر کے پھر دکن کو روانہ ہو جاسے جب بادشاہ کشمیر مین پہونچ گیا - تو خاندوران کو آصف خان کے مکان مین فروکش ہونے کا حکم دیا - اور ۴ ربیع الاول کو بادشاہ خود اوس کے مکان پر رونق افروز ہوا - خاندوران سے نے ایک لعل اور دو مروارید جن کی قیمت ایک لاکھہ روپیہ تھی نذر کیے -

بعد ازان شاہجہان نے اوسے ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۵ھ کو جشن وزن قمری کے بعد معمولی خلعت وغیرہ دیکر دکن کو رخصت کیا - اور مغل خان کو بھی ساتھہ جانے کی اجازت دی -

۲۷۸ - میر ابو الحسن کا محمد عادل شاہ کیطرف سے اور سید حسن کا قطب شاہ کی طرف سے پیش کش لیجانا -

۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۵ھ کو میر ابو الحسن محمد عادل شاہ کا سفیر شاہجہان کی خدمت مین جشن وزن کی مبارکباد دینے کے واسطے پہونچا - اور ایک ہفت اشت اور کچھہ جواہر مرصع آلات اور نو عربی گھوڑے با زین مرصع اور ایک ہاتی با ساز طلا اور ایک ہتنی لایا - اور ایک طرہ مرصع دو گھوڑے اور ایک ہاتی اپنی طرف سے نذر گذرانا - شاہجہان نے اوسے پندرہ ہزار روپیہ انعام دیا - پھر ۹ رجب کو اوسے خلعت اور سو پارچہ پشمینہ کشمیری مرحمت فرما کر دار السلطنت کو

رخصت کردیا - اس کے بعد چہار شنبہ ۳ ماہ صفر ۱۰۵۵ھ کو اوسے خلعت واسپ بازین نقرہ وفیل عنایت فرماکر بیجاپور کو رخصت کیا اور عادل خاں کے واسطے خلعت خاصہ وجمدہر مرصع گران بہا باپہول کٹارہ وسپر خاصہ مرصع اور سوتہان احمد آبادی وکشمیری روانہ کیے -

اسی کے ساتہہ سید حسن ملازم عبداللہ قطب شاہ بہی ایک عرضداشت اور پیش کش لیکر حاضر ہوا - اور اوسے چار ہزار انعام دیا گیا - قطب شاہ نے دو ہاتی اور ایک ہتنی خاندوران کو بہی سید حسن کے ہاتہہ بہیجے تہے - خاندوران نے یہ ہاتی اور دکن کے بنے ہوے نفیس کپڑے بادشاہ کے پیش کش کیے -

۲۷۹ - خاندوران کا ناگہانی قتل ۸ جمادی الاولی ۱۰۵۵ھ کو خاندوران بادشاہ کے پاس سے دکن کو روانہ ہوا - اور جب لاہور کے پاس آیا تو شہر سے دو کوس پر قیام کیا - اس نے ایک برہمن کی لڑکی کو مسلمان کیا تہا - اور وہ اس کے خدمتگارون مین رہا کرتا تہا - رات کے وقت جب کہ خاندوران شب کے کپڑے پہنے ہوئے تہا - اس لڑکے نے نہ معلوم کیون ایک جمدہر خاندوران کے پیٹ مین مارا - اور وہ ایسا کاری لگا کہ جان بری کی امید بالکل منقطع ہو گئی -

جب خاندوران نے دیکہا کہ اب آخری وقت ہے تو اوس نے اپنے منقول اور غیر منقولہ جائداد کو اپنی اولاد ذکور اور اناث مین تقسیم کیا اور اپنے ہاتہہ سے وصیت نامہ لکہا - اور بادشاہ سے التماس کیا کہ اس ڈیرہ مین

خدمت سے پہنگی درگاہ سلاطین گاہ کے یہین سے جو کچہہ مال ومتاع فراہم کیا ہے
وصیت نامہ کے بموجب خانہ زادون کو تقسیم کیا جائے - اور بقیہ سرکار مین لیا
جائے -

اس کے بعد وہ رات کو مر گیا - شاہجہان کو اس کا بڑا افسوس ہوا اور فرمایا
کہ ایسا شخص چاہیے تہا کہ کسی بڑے معرکہ مین شہید ہوتا -

خاندوران بادشاہ کا بڑا خیرخواہ اور سرداری لشکر و معرکہ آرائی و مہارت مراتب
قلعہ کشائی وغیرہ مین بے نظیر تہا - اسوقت اس کا منصب ہفت ہزاری ذات
ہفت ہزار سوار پنج ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ تہے اور انعام مین ایک کرور دام
ماہانہ یعنی تیس لاکہہ روپیہ سالانہ اوسے ملتے تہے - اور دکن کے چارون صوبہ کا
صوبہ دار تہا -

شاہجہان نے اوس کی وصیت کے موافق اوس کے بیٹون مین مال تقسیم
کرا دیا - اور کچہہ اور بہی اوس کے سوا عنایت کیا - اور ساٹہہ لاکہہ روپیہ سرکار مین
داخل کر لیا - اور سید محمد و سید محمود اوس کے بیٹون مین سے ہر ایک کو منصب ہزاری
ہزار سوار کا اور عبد النبی تیسرے بیٹے دوازدہ سالہ کو منصب پانصدی
مرحمت فرمایا -

اور اسی کے ساتہہ راجہ جے سنگہ کو جو اس وقت منصرمانہ دکن کے نظم کی
خدمت انجام دے رہا تہا خلعت خاصہ روانہ کیا جس کا مقصد یہ معلوم ہوتا
ہے کہ تا حکم ثانی اس خدمت کو انجام دیتا رہے -

۲۸۰ - اسلام خان کا تقرر

اس کے بعد شاہجہان نے غالباً کسی لایق آدمی کے

دکن کی صوبہ داری پر

بھیجنے کے واسطے کچھ دنون توقف کیا - اور پھر ۳ جمادی الثانی کو اسلام خان کو جو وزارت کل کے عہدۂ جلیل پر ممتاز تہا دکن کے چارون صوبون کا صوبہ دار مقرر کیا - اور اوسے خلعت خاصہ - جمدہر مرصع با پہولکٹارہ و شمشیر مرصع اور منصب شش ہزاری شش ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا مرحمت فرمایا - اور چلتے وقت دو گہوڑے طویلہ خاصہ سے با زین طلا او ایک ہاتی حلقہ خاصہ سے با یراق نقرہ اور ایک ہتہنی بہی عنایت کی اور دکن کو رخصت کیا -

اور اوس کے بہائی سیادت خان کو دو ہزار پانصدی سوار کا منصب دیکر دکن جانے کا حکم دیا - اور مرزا مظفر صفوی کے نبیرہ مرزا سلطان داماد اسلام خان کو ہزاری چارصد سوار کا اور میر اشرف اسلام خان کے بڑے بیٹے کو ہزار و دو سو سوار کا اور نیز اوس کے دوسرے بیٹون میر شریف اور میر صفی کا بہی اضافہ منصب کیا -

اور راجہ جے سنگہ کو حکم بہیجدیا کہ دکن سے چلا آئے - جب راجہ جے سنگہ دکن کو آیا تہا تو اس کے بیٹے کنور رام سنگہ کو شاہجہان نے اپنی ملازمت مین رکہہ لیا تہا جب جے سنگہ کو دربار مین بولایا گیا تو بادشاہ نے رام سنگہ کو خدمت داسپ با زین طلا دیکر ۲ شعبان ۱۰۵۶ھ کو وطن جانے کی اجازت دیدی -

۲۸۱ - علی مردان خان و مراد بخش کا بلخ و بدخشان کو فتح کرنا اور مراد بخش کا اوسے چہوڑ کر چلا آنا اور سعد اللہ خان کا وہان انتظام کو جانا -

صفر ۱۰۵۶ھ مین شاہجہان نے علی مردان خان صوبہ دار کابل کو حکم دیا تہا کہ بدخشان کی تسخیر کی تدابیر کرے - اور اوس کی مدد کے واسطے اصالت خان میر بخشی کو بہی ہمراہ کیا تہا - اوس نے جاکر بدخشان مین کچہہ ابتدائی کارروائی شروع کی اس کے بعد شاہجہان نے

آخر ذی الحجہ ۱۰۵۵ھ مین شاہزادہ مراد بخش کی سرداری مین پچاس ہزار سوار اور دس ہزار تفنگچی وغیرہ انداز اور بہت توپخانہ بلخ و بدخشان کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ اور علی مردان کے اور مراد بخش کی فوجون کو ملاکر ساتھ حصون مین تقسیم کیا۔ اور اون کے سات سردار مقرر کیے۔ جن کے نام یہ ہین۔ نجابت خان ولد مرزا شاہرخ مرزا خان ولد شاہنواز خان عبداللہ خان شیخ فرید قطب الدین خان کوکہ ذوالقدر خان ملتفت خان ولد اعظم خان امیر الامرا علی مردان خان اور شاہزادہ کی کوشش سے بلخ اور بدخشان کا ملک جمادی الثانی ۱۰۵۶ھ مین فتح ہوگیا۔

۱۰۵۶ھ

مگر مراد بخش کو علی مردان خان کا تسلط اور اختیار اور اوس ملک کی آب وہوا سخت ناگوار ہوئی۔ اور بعض ہمراہیون نے اوسے بہکایا۔ کہ اوس نے شاہجہان کو اپنے وہان سے ہندوستان چلے آنے کی درخواست بھیجی۔ اور لکھا کہ یہان کوئی اور سردار مقرر کرکے بھیجا جائے۔

شاہجہان کو اوس کی یہ درخواست نہایت ناگوار گذری اور لکھا۔ کہ ہم نے فتح سے پہلے زبان سے کہا تہا کہ یہ ملک بلخ و بدخشان کا اگر تسخیر ہوجائیگا۔ تو تم کو دیدینگے۔ اس لیے تم وہین رہو۔ چونکہ ابہی ملک کا انتظام نہین ہوا ہے ایسی حالت مین ملک نو مقبوضہ کو چہوڑ کر چلا آنا سخت غلطی کی بات ہے لیکن مراد بخش نے بادشاہ کے حکم کو نہ مانا۔ بلکہ جواب آنے سے پہلے ہی چلدیا۔

چونکہ علی مردان خان اصل مین شیعہ تہا اور اب شاہجہان کے ملازمون مین داخل ہونے کے بعد سنی ہوگیا تہا جس کا اعتبار کامل نہ تہا اور ازبکون اور ایرانیون مین مذہبی عداوت چلی آتی تہی اس لیے شاہجہان نے علی مردان خان کو وہان کا

حاکم کرنا مصلحت نہ جانا - اور ضرورت کی وجہ سے عجالتہً ایک بڑے معتبر علامی فہامی سعد اللہ خان کو بلخ و بدخشان کے انتظام کے واسطے ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۵۶ھ کو روانہ کیا - اور ناراض ہو کر مراد بخش کی جاگیر و منصب کو بدل دیا - اور ملتان کا صوبہ اُسے دیدیا - اور اگرچہ مراد بخش کے آنے پر اوسے اپنے پاس آنیکی اجازت بھی نہ دی مگر پھر ۹ ذیقعدہ کو اوس کا تصور معاف کر کے دوازدہ ہزاری کا منصب مقرر کر دیا -

یہ سعد اللہ خان بھی اپنے زمانہ کا ایک بے نظیر شخص گذرا ہے اس کا حال ہم وہان لکھینگے جہان نواب آصف جاہ کے والد ماجد کا ذکر آئیگا -

۲۴۲ - شاہجہان کا شاہ شجاع اور اورنگ زیب کو بولانا

جس وقت شاہجہان نے دیکھا کہ مراد بخش بلخ بدخشان مین رہنا ہرگز نہین چاہتا تو اس خیال سے کہ ایسی حکومت پر کسی ایسے شخص کا تقرر ضرور ہے جو شاہی خاندان سے ہو اسی واسطے شعبان ۱۰۵۶ھ کو اوس نے دونون بیٹون شاہ شجاع و اورنگ زیب کو طلب کیا - شاہزادہ محمد شاہ شجاع اسوقت بنگالہ کا صوبہ دار تھا - اور اورنگ زیب گجرات مین تھا - اور بنگالہ کا صوبہ دار اعتقاد خان کو کیا جو اس وقت بہار کا حاکم تھا اور گجرات مین شائستہ خان کو مالوہ سے بدل دیا - اور پنجہزاری پنجہزار سوار کا منصب عطا فرمایا - اور مالوہ مین شاہ نواز خان کو مقرر کیا - اور اس کا منصب بھی پنجہزاری کر دیا - اور جونپور مین شاہ نواز خان کی جگہہ مرزا حسن صفوی کو بھیجا - اور اوس کے بیٹے صف شکن کا بھی دو ہزاری منصب کر دیا -

شاہزادہ اورنگ زیب کے مزاج مین کار شناسی اور باپ کی رضاجوئی

قادر علق نے کوٹ کوٹ کر بہری ہتی وہ گجرات سے فوراً چل کہڑا ہوا - اور ر
۲۴ ذیحجہ کو باپ پاس لاہور مین پہونچ گیا - شاہجہان کے حکم سے علامی فہامی
سعد اللہ خان نے اوس کا استقبال کیا - اور شاہزادہ نے حضور مین حاضر ہو کر ہزار
مہر نذر گذرانین اور محمد سلطان اور محمد معظم کو بہی شرف قدمبوسی حاصل ہوا -

۲۰۴۳ - علی اکبر سوداگر اسپان کا بندر سورت کا حاکم مقرر ہوا -

علی اکبر ایک سوداگر تہا اور حاجی کمال صفاہانی کا بیٹا تہا - گہوڑون کی تجارت کیا کرتا تہا - اور جہانگیر کے
اخیر وقت مین ہندوستان کو آیا تہا - اور بندر کہنبات مین اقامت اختیار کر لی تہی
اور کئی جہاز اپنے بنا کر مال و اسباب کی تجارت کیا کرتا تہا - اس کے جہاز بصرہ وغیرہ
بنادر کو جاتے تہے - اس وجہ سے علی پاشا حاکم بصرہ سے اور اوس سے
شناسائی ہو گئی تہی - اور اسی سے نے پہلے معز الملک کے کہنے سے کچھ گہوڑے
بادشاہ کے واسطے لا کر دیئے تہے - اور بادشاہ نے اوس سے کہا تہا کہ
اگر اور گہوڑے عمدہ عمدہ لاؤ گے تو تم پر ہم بہی عنایت کرینگے -
اس سبب سے وہ اس سال چہ عربی گہوڑے بادشاہ کے واسطے لایا - اونمین
سے ایک کمیت گہوڑا جو وہ علی پاشا سے لایا تہا بادشاہ نے نہایت پسند کیا اور
لعل بے بہا اوس کا نام رکہا اور عربی خاصہ گہوڑون کا اوسے سر طویلہ مقرر کیا
فرمایا کہ ایسا گہوڑا ہماری بادشاہی کے زمانہ مین ہمارے اصطبل مین کبہی نہین آیا -
شاہزادگی کے زمانہ مین جب ہم برہانپور مین تہے تو ملک عنبر حبشی نے ایک گہوڑا
کمیت فام فتح لشکر نام راجہ بکرماجیت کو دیا تہا - جو کوئی منظر تناسب اعضا کلانی
و پہنائی و تنومندی مین اس سے بہتر تہا - جب راجہ نے وہ گہوڑا ہمین پیش کش

مین دیا تو ہم نے اوسے دس روز ہی اپنے پاس نہ رکہا اور حضرت جنت مکانی (یعنی جہانگیر) کو بہیجدیا - پہران چہون گہوڑون کی قیمت پچیس ہزار قرار دی ان مین سے صرف رس بے بہا کی قیمت پندرہ ہزار اور باقی پانچ کی دس ہزار لگائی -

اور چونکہ علی اکبر گہوڑون کے اور جواہرات کی شناخت مین بڑا واقف کار تہا بندر سورت کی حکومت کے واسطے اسے مناسب سمجہکر بندر سورت اور کنبایت کا حاکم کردیا -

اور ۲۶ ذی قعدہ ۱۰۵۶ھ کو محمد حسین برادر ہمت خان ضبط بکلانہ کی خدمت پر مامور ہوا - اور اس کا ہزار و پانصد سوار کا منصب مقرر ہوا -

۲۸۴ - اورنگ زیب کا بلخ و بدخشان کو جانا -

جب شاہزادہ اورنگ زیب شاہ شجاع سے پہلے شاہجہان پاس پہونچ گیا تو اوس نے ۲۴ ذی الحجہ ۱۰۵۶ھ کو اپنی سالگرہ کے وزن شمسی کے روز اوسے ولایت بلخ و بدخشان عنایت کی - اور پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار کا منصب دیا اور پچاس لاکہہ روپیہ بلخ مین خرچ کرنیکے واسطے پرتہی راج راٹہور کے ہمراہ بلخ کو بہیجا - اور سید منصور ولد سید خانجہان کو جو قید مین تہا - شاہزادہ کی سفارش سے خلاص کرکے اوس کے ہمراہ بلخ جانے کی اجازت دی - اور ۱۵ محرم ۱۰۵۷ھ کو معمولی خلعت وغیرہ اور پانچ لاکہہ روپیہ انعام مین دیکر شاہزادہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ نوروز کا زمانہ پشاور مین بسر کرکے اعتدال کے موسم مین منزل مقصود کو جاوے -

۱۰۵۷ھ

اور راجہ راے سنگہ راو ستر سال نظر بہادر خویشگی راو روپ سنگہ

چندراوت راجہ امر سنگہ راجاوت وغیرہ کو جو بے اجازت بلخ سے لوٹ
آئے تھے شاہزادہ کے ساتھہ واپس کیا - اور علی مردان خان کو بھی ہمراہ رہنے
کا حکم دیا - اور خلیل اللہ خان عنایت اللہ خان غضنفر خان ولد اللہ وردی خان
اتالیق محمد تاشکندی راوت دیالداس جہالا مرشد قلی میر محمد امین شرف
خان بیگ ترکمان ابراہیم حسین ترکمان عطاء اللہ حواتی آقا علی مستوفی کو
بھی ساتھہ بھیجا - اور بخشیگری مرشد قلی کو اور خدمت توزک خواجہ عنایت اللہ کو
اور دیوانی آقا علی کو تفویض کی - اور سواے ان لوگون کے اس وقت بلخ و بدخشان
مین یہ لوگ موجود تھے - بہادر خان صوبہ بلخ کا فوجی نگران تہا - اور اصالت خان
وہان کے مالی کامون کا منتظم تہا - اور قلیچ خان بدخشان کا حاکم تہا - اور رستم خان
اندخود مین تہا اور نجابت خان وغیرہ اور سردار بھی بہت سے تھے - مگر اس کے بعد بہت
جلد اصالت خان مرگیا - اور اوس کی موت کی خبر سنکر خلیل اللہ خان اوس کے
بھائی نے جو اورنگ زیب کے ساتھہ تہا دنیا سے کنارہ کرکے گوشہ نشینی
اختیار کرلی -

شاہجہان نے بعد مین سعید خان بہادر ظفر جنگ اور اوس کے بیٹے
خانہ زاد خان وغیرہ کو شاہزادہ کے پاس بہیجدیا -

۴۸۵ - اورنگ زیب کا بلخ سے واپس آنا اور اوسکی عقلمندی اور شجاعت کی شہرت	اورنگ زیب لڑتا بہڑتا غرہ جمادی الاولی ۱۰۵۷ھ کو بلخ مین داخل ہوا - مرادبخش کے ساتھہ پچاس ہزار فوج پہلے بھیجی گئی تھی - جب یہ ملک فتح ہوگیا تہا تو بادشاہ نے وہان سے کچھہ فوج واپس طلب کرلی تھی - اور

قلیج خان طالقان مین رستم خان اندخو مین سعادت خان ترمذ مین شادمان خان خیمنہ مین راجہ راجروپ قندز مین مخنجر خان رستاق مین اپنی اپنی فوجون سمیت متعین تھے اور راجہ جے سنگہ اور اللہ وردی خان نجابت خان مرزا نوذر وغیرہ وہان موجود تھے اس لیے شاہزادہ کے پاس اس وقت پچیس ہزار سے زاید لشکر نہ تہا - اور دشمنون کی تعداد ایک لاکہ بیس ہزار سے کم نہ تہی - اورنگ زیب سے اور ازبکون سے بڑی بڑی لڑائیان ہوئین - اور آخر کو اونہین شکست ہوئی شاہزادہ نے وہ جوانمردی وشجاعت اور تدبیر وحکمت کا اظہار کیا کہ دشمن بہی اوسے مان گیے - ازبک کہتے تہے کہ اگر ایران کا لشکر ہوتا تو ہم ضرور اوسے شکست دیدیتے اور اگر اورنگ زیب سا سردار ہمارے ساتہہ ہوتا تو ہم امیر تیمور کی طرح روم و شام تک ملک کو تسخیر کر لیتے - ازبک قزاقانہ جنگ کرتے تہے اورنگ زیب کو دکن مین اسکا تجربہ ہو چکا تہا - اوس نے دشمن کو باوجود قلت سپاہ کے صرف تدابیر کے ذریعہ سے پسپا کیا پہر والی بلخ نے عفو تقصیرات کی درخواست کی - تو اورنگ زیب نے شاہجہان کے حکم سے بلخ کا ملک اوسے دیکر ہندوستان کو کوچ کیا - راستہ مین بڑی مصیبتین برف و باد اور جنگ وجدال کی نازل ہوئین - مگر شاہزادہ اورنگ زیب ۱۶ شوال سنہ ۱۰۵۷ھ کو اور کچہہ بقیہ فوج اس کے بعد کابل کو آگئی -

۲۸۶- اللہ وردی خان کا شاہجہان کو گھوڑے بہیجنا

اللہ وردی خان الیچپور کا تیولدار تہا - اوس نے چہہ گھوڑے شاہجہان کو پیشکش کے طور پر بہیجے جو سلخ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۶ھ کو اوس کے پاس پہونچے - اون مین سے دو اوس نے قبول کیے - ایک اونمین سے جو فیل فام خوش خرام متناسب الاعضا نیک منظر کوہ پیکر تہا اوس نے بہت

پسند کیا۔ اور بادشاہ پسند نام رکھا۔ اور عراقی گھوڑون کا سر آمد بنایا۔ اور فرمایا کہ یہ گھوڑا رنگ و صورت مین فتح لشکر کی طرح ہے۔ لیکن فتح لشکر بلندی پہنائی اور تنومندی مین اس سے بہتر تہا۔ اور عربی نژاد ہونے کے سبب سے نجابت مین بہی اوس سے فوقیت تہی۔

۲۸۷۔ اسلام خان کے منصب کی ترقی۔ ۔ ۔ اسلام خان نے دکن سے اپنے بیٹے میر صفی کو تین ہاتی با یراق نقرہ اور کچھہ مرصع آلات وغیرہ اجناس دکن دیکر شاہجہان کے پاس بہیجا۔ اور وہ اوس کے پاس ۲۶ محرم سنہ ۱۰۵۷ھ کو پہونچا۔ اس کے بعد ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۷ھ کو شاہجہان نے اسلام خان کا منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کر دیا۔ اور مرزا سلطان اوس کے داماد کا منصب ہزار و پانصدی پانصد سوار مقرر فرمایا۔

۲۸۸۔ دکن کے مغلیہ صوبون کی جمع اور شاہزادہ کی تنخواہ۔ ۔ ۔ اس وقت دکن کے مغلیہ صوبون کی جمع حسب تفصیل ذیل تہی۔

صوبہ دولت آباد	۵۵ کرور دام	ایک کرور، ۳ لاکہہ ۵ ہزار روپیہ
صوبہ برار	۵۵ کرور دام	ایک کرور ۳ لاکہہ ۵ ہزار روپیہ
خاندیس	۴۰ کرور دام	ایک کرور روپیہ
صوبہ تلنگانہ	۳۰ کرور دام	۷۵ لاکہہ روپیہ
ولایت بگلانہ	۲ کرور دام	۵ لاکہہ روپیہ
	۱۰۲ ارب دام	۴ کرور بچپن لاکہہ روپیہ

ان مین سے ۹۲ کرور دام کا ملک وہ تہا جو شاہجہان کے زمانہ مین فتح ہوا تہا باقی ملک

سے پہلے سے مغلون کے قبضہ مین چلا آتا تہا - پہلے چونکہ احمد نگر مغلیہ مقبوضہ ملک کا صدر مقام تہا اس واسطے اوسے صوبہ احمد نگر لکہا جاتا تہا - لیکن جب شاہجہان کے زمانہ مین بہت قلعہ اور ملک دکن کا فتح ہوگیا - اور قلعہ دولت آباد بہی ہاتہہ آگیا اس سے شاہجہان نے حکم دیدیا کہ دولت آباد بار و تلنگانہ کا نام دفتر مین صوبہ دولت آباد لکہا کرین -

شاہ شجاع اور اورنگ زیب کی تنخواہ ساٹہہ ساٹہہ لاکہہ روپیہ سال اور مراد بخش کی تنخواہ تیس لاکہہ روپیہ سال تہی - اور دارا شکوہ ایک کرور روپیہ سال پاتا تہا -

۲۸۹ - میر فصیح اور سید حسن کا قطب شاہ اور عادل شاہ کا پیش کش پہنچانا -

اس زمانہ مین عبداللہ قطب شاہ نے میر فصیح کو اور محمد عادل شاہ نے سید حسن کو شاہجہان کے پاس بہیجا - اور وہ دونون ۵ شوال ۱۰۵۷ھ کو جہانگیر آباد مین اوس کے پاس پہونچے ورہر ایک نے پانچ پانچ ہاتی جن مین سے ایک ایک باساز طلائی اور باقی چار چار باساز نقرہ تہے اور کچہہ آلات مرصع پیش کش کیے - شاہجہان نے اونہین خلعت دیا - اور سید حسن کو ایک مہر دوسو تولہ کی اور ایک روپیہ اسی وزن کا عنایت فرمایا - اس کے بعد سید حسن نے کچہہ اور چیزین اور میر فصیح نے دو ہاتی اپنی طرف سے پیش کش کیے اور شاہجہان نے اونہین نو نو ہزار روپیہ انعام مین مرحمت فرمائے - اور ۲۴ ذی الحجہ کو وزن شمسی کے روز سید حسن کو چار ہزار روپیہ اور میر فصیح کو تین ہزار روپیہ عنایت ہوئے -

۱۰۵۸ھ

پہر ۱۲ شعبان ۱۰۵۸ھ کو سید حسن کو خلعت وغیرہ اور نو ہزار روپیہ اور اوس کے نواسے ابو الحسن کو خلعت وغیرہ دیکر بیجاپور جانے کے لیے رخصت کیا - اور

میر فصیح کو ۵ شوال سنہ الیہ کو خلعت اور تین ہزار روپیہ دئے - اور گولکنڈہ جانے کی اجازت دی اور قطب شاہ کے واسطے ایک طرہ گرانبہا اس کے ہاتھہ بہیجا -

۲۹۰ - اسلام خان کا مرنا اور شاہنواز خان کا دکن مین انتظام کیلئے آنا - - - - -

غرہ ذی قعدہ سنہ ۱۰۵۷ھ کو شاہجہان کو خبر پہونچی کہ اسلام خان ناظم دکن مرگیا - یہ شخص بادشاہ کا بڑا آداب دان اور مزاج شناس تہا - اس سے بادشاہ کو اوس کے مرنے سے بڑا افسوس ہوا - اور اوس کے بازماندون کے ساتہہ بڑی نوازش سے پیش آیا - اوس کے بہائی سیادت خان کا دو ہزار پانصدی کا منصب کردیا - اور بدستور سابق دولت آباد کی صیانت پر مقرر کیا - اور اوس کے بڑے بیٹے محمد اشرف کو جو برہانپور کی حراست پر مقرر تہا ہزار و پانصدی کے منصب پر اور اوس کے دوسرے بیٹے محمد صفی کو جو حضور مین موجود تہا ہزار و پانصدی سوار کے منصب پر ترقی دی - اور محمد شرف تیسرے بیٹے کو ہزاری دو صد سوار اور دونون چہوٹے بیٹون عبدالرحیم و عبدالرحمان کو بہی منصب دیا - اور جب پانچون بیٹے اور اوس کے متعلقین حسب الحکم دکن سے بادشاہ پاس پہونچے تو اسلام خان کے تمام اندوختہ کو شرع کی رو سے آپسمین تقسیم کرادیا - اور مطالبہ بادشاہی اور جو کچہہ اوس نے زمینداران دکن سے بطریق پیشکش لیا تہا سرکار مین داخل ہوا -

اور شاہ نواز خان صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا - کہ جب تک دکن مین کوئی صوبہ دار نہ پہونچے دکن مین جاکر اوس کے انتظام مین مصروف رہے -

۲۹۱ - شاہ بیگ حسام الدین

۷ محرم سنہ ۱۰۵۸ھ کو شاہ بیگ خان کی برار مین کچہہ جاگیر

شمس الدین وسنائی بیگ کا تقرر

مقرر ہوئی اور چونکہ اسی زمانہ مین کرم اللہ ولد علی مردان خان
حارس قلعہ اودگیر مرگیا تھا اوس کے بجائے حسام الدین خان بخشی و واقعہ نویس صوبہ
دکن نبیرہ غیاث الدین علی آصف خان مقرر ہوا اور اوس کا منصب دو ہزاری
کیا گیا - اور بجائے اوس کے شمس الدین ولد مختار خان کو بخشیگری کل دکن کی اور
منصب ہزاری چارسو سوار کا دیا گیا - اور یہان سے واقعہ نویسی کی خدمت سنائی بیگ
شاملو کو ملی - جو پہلے برہانپور کا بخشی اور وقایع نگار تھا -

۹۲م - شاہزادہ شاہ شجاع کا بنگالہ پر تقرر - - -

جس وقت اورنگ زیب بلخ مین لڑرہا تھا اوسوقت
ازبکون نے بدخشان پر حملہ کا ارادہ کیا تھا اس لیے شاہجہان
نے چاہا تھا کہ مراد بخش کو اورنگ زیب کی امداد کے واسطے بدخشان کو بھیجے - مگر
جب ازبکون نے بدخشان پر حملہ نہین کیا - تو اوس کے وہان جانے کی ضرورت نہ
رہی - اس واسطے شاہجہان نے اوسے کشمیر کے صوبہ پر بھیجدیا تھا -

اور اسی لڑائی کے وقت شاہ شجاع کو کابل کو روانہ کر دیا تھا - جب لڑائی
موقوف ہوگئی اور اورنگ زیب وہان سے چلا آیا تو شاہجہان نے شاہ شجاع کو
کابل سے بولالیا - اور پھر بنگالہ کے صوبہ پر بدستور سابق اوسے مقرر کر دیا - اور محمد حیات
اوس کے ملازم کو آگے جانے کا حکم دیا کہ جہانگیر نگر مین جاکر اوس صوبہ کی حراست کا
انتظام لے لے - اور اعتقاد خان کو حضور مین بھیجدے - اور پھر غرہ صفر سنہ ۱۰۵۸ھ کو خلعت
وغیرہ ایک لاکھ روپیہ کی چیزین دیکر شاہ شجاع کو بنگالہ جانے کے لیئے رخصت کیا -
اور اس کے بڑے بیٹے سلطان زین محمد اور سلطان بلند اختر دوسرے بیٹے کو
جیغہ مرصع وغیرہ دیکر باپ کے ساتھ جانے کی اجازت دی اور میر صمصام الدولہ پسر

میر حسام الدین مخاطب بہ مرتضیٰ خان خلف میر جمال الدین حسین انجو کو خدمت دیوانی اور قاضی طاہر کو خدمت میر سامانی شاہزادہ کی عنایت فرمائی۔

۲۹۳۔ الماس اور الماس کی کانین اور قطب شاہ کا الماس اور شاہجہان کا ایک قندیل مدینہ کو بہیجنا

اس زمانہ مین بہی یہ معلوم تہا کہ ہیرا بجز ہندوستان کے اور کہین نہین نکلتا ہے۔ اوس وقت الماس کی کہی کانین صوبہ بنگالہ مین تہین وہان جو الماس نکلتا تہا وہ سیاہ اور ریزہ ہوتا تہا بلکہ ریزہ بہت ہوتا تہا۔ دوسری کان کوکرہ مین بہی جو لواحق صوبہ بہار مین تہا۔ یہ کان پہلے تو ایک زمیندار کے قبضہ مین تہی مگر پہر جہانگیر کے وقت مین شاہی قبضہ اوس پر ہوگیا تہا اس سے بڑا ہیرا بہی نکلتا تہا۔ ایک اور کان ہیرا گڑہ مین تہی جو چاندہ کے علاقہ مین تہا چونکہ یہان حاکم بادشاہ کا مطیع تہا اسلیے اوس کان پر زمیندار چاندہ ہی کا قبضہ تہا۔ اس سے سہ گوشہ الماس نکلا کرتے تہے ایک کان قطب شاہ کی عملداری مین بہی اس وقت معلوم تہی جو صرف چالیس سال سے دریافت ہوئی تہی جب سے کہ یہ کان مخلوق کو معلوم ہوئی تہی اوس وقت سے اس قدر یہان سے ہیرے نکلتے تہے کہ بازار مین ہیرون کی ارزانی ہوگئی تہی اس کان سے بڑے اور نفیس ہیرے برآمد ہوتے تہے اور ریزہ بہت کم ہوتا تہا۔ چونکہ دکن کی کانون کی حالت ہم آیندہ لکہین گے اس لیے یہان اس کو ہم زیادہ طول نہین دیتے۔

شاہجہان کو اس وقت یہ خبر ملی تہی کہ عبداللہ قطب شاہ کو کسی نے ایک الماس اس کان سے لاکر دیا ہے۔ اس لیے اوس نے قطب شاہ کو لکہا کہ وہ ہیرا ہمارے پاس بہیجدو۔ اور اوس کی قیمت اوس پیشکش مین محسوب کرلو جو دو لاکہ ہون تمہارے

یہان سے مقرر ہین - اس ناتراشیدہ الماس کا وزن ایک سو اسی رتی تہا - مگر عبداللہ
نے اوسے تراشنے کے لیے دیدیا تہا - ابہی اونہون نے کچہہ ہی تراشا تہا کہ اسی
مین شاہجہان کا فرمان اوس کی طلب مین آگیا - عبداللہ نے اوسی طرح الماس بہیجدیا
شاہی جوہریون نے اوسے سٹر رتی تراش ڈالا - اور اب وہ صرف سو رتی رہ گیا اور
اور اوس کی قیمت فی رتی ڈیڑہ ہزار روپیہ کے حساب سے ڈیڑہ لاکہہ روپیہ قرار پائی -
چونکہ ایسا الماس شاہجہان کی سلطنت کے زمانہ مین کبہی اوسے نصیب نہین
ہوا تہا اوس نے اوسے دیکہکر بہت پسند کیا - اور چاہا کہ اوسے مدینہ منورہ مین روضہ
مطہرہ خاتم النبیین صلعم مین بہیجدے -
چونکہ اُسی زمانہ مین اتفاقات حسنہ سے شاہی عنبری شمایم مین سے ایک شمامہ
اوس کے سامنے آگیا جس کا وزن سات سو تولہ کا اور قندیلی شکل تہا شاہجہان نے
اس بڑے شمامہ کو لیا اور طلائے مشبک مین اوس کو لگوا کر اوس کے اطراف مین
پہول بنوائے اور اوس مین جواہر ثمینہ جڑوائے - اور اوس الماس کو اوس مین نصب
کرایا - جس سے وہ ایک بے عدیل قندیل بن گیا - اور اب اوس کی قیمت ڈہائی
لاکہہ روپیہ ہو گئی -
پہر اوسے ۲۳ محرم سنہ ۱۰۵۰ھ کو احمد سعید کے ہاتہہ جو پہلے ہی حجاز کو گیا تہا مدینہ
منورہ کو بہیجدیا - اور ایک لاکہہ ساٹہہ ہزار روپیہ اور بہی وہان خیرات کرنے کو
دئے -

۲۹۴ - شاہجہان کے بیٹون کا تقرر صوبون پر	اسلام خان کے مرنے پر شاہ نواز خان کو چند روز کے لیے شاہجہان نے دکن مین بہیجدیا تہا - جب شمالی ملکون کے

فساد رفع ہو گئے تو اب اوس نے مراد بخش کو کشمیر سے بولا بھیجا اور وہان حسین بیگ اختہ بیگی خویش علی مردانخان کو روانہ کر دیا۔

جب مراد بخش کشمیر سے آگیا تو اوس کا منصب بھی بڑہایا۔ اور ۴ رجب کو دکن کی صوبہ داری پر مقرر کر کے بہیجدیا۔ اور راے رایان کو جو بنارس مین زاویہ نشین ہوگیا تھا۔ اور اب نادم ہو کر آیا تھا غرہ جمادی الاول کو دکن کے چارون صوبون کا بخشی مقرر کیا۔ اور شاہنواز خان کو شاہزادہ مراد بخش کا وکیل و اتالیق معین کیا۔ اور مرزا محمد ولد میر بدیع کو مراد بخش کے ساتھہ بہیجا۔ چونکہ شائستہ خان صوبہ دار گجرات سے وہان کے متمردون کا بندوبست نہ ہو سکا تھا اس لیے ۱۲ جمادی الاولی کو یہ صوبہ دارا شکوہ کو عنایت ہوا۔ اور سی ہزاری منصب بھی اوس کو ملا۔ اور باقی بیگ کو اوس کی طرف سے اس صوبہ کے انتظام کے واسطے مقرر کیا۔ اور غیرت خان کا خطاب دیکر رخصت کیا۔ اور صوبہ مالوہ مین شائستہ خان کو بہیجدیا۔

اور اسی رجب کی ۱۵ تاریخ کو صوبہ اوڑیسہ بھی شاہ شجاع کے حوالہ کیا۔ اور حکم دیا کہ جان بیگ اپنے ملازم کو وہان کے انتظام پر مقرر کرے۔

اور شاہزادہ اورنگ زیب کو ملتان عنایت فرمایا۔

۲۹۵ - ہادی داد خان و ایرج خان و دیانت خان کا تقرر - - -

اسی شوال کے مہینے مین معلوم ہوا۔ کہ رشید خان انصاری ضابط تلنگانہ مرگیا۔ شاہجہان نے اوس کے بجاے ہادی داد اوس کے بہائی کو مقرر کیا۔ اور اسی زمانہ مین قزلباش خان حارس احمد نگر بھی مرگیا۔ شاہجہان نے اوس کے بیٹے ایرج خان کو اوس کے

بجاے مقرر فرمایا - اور اوس کے دوسرے بیٹے نجف علی کو بالا پور کی فوجداری دی -
چونکہ شاہزادہ مراد بخش نے راے رایان کی دیوانی سے اپنی ناراضی ظاہر کی تھی اس واسطے ۷ محرم سنہ ۱۰۵۹ھ کو اوس کے بجاے حسب دستور سابق دیانت خان کو بھیجا گیا -

۲۹۶ - اورنگ زیب کا قندہار کی حفاظت کو جانا اور ناکام واپس ہونا اور ٹھٹہ و ملتان کی صوبہ داری پر مقرر ہونا - - - -

۱۲ محرم سنہ ۱۰۵۹ھ کو شاہجہان پاس خبر پہونچی کہ والی ایران نے ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۸ھ کو پچاس ہزار فوج سے آکر قندہار کا محاصرہ کیا ہے - اس لیے اوس نے شاہزادہ اورنگ زیب کو ساٹھہ ہزار سوار اور دس ہزار تفنگچی پیادہ دیکر اوس کے دفعیہ کے واسطے ملتان سے جانے کا حکم دیا - اور علامی فہامی سعد اللہ خان مدار المہام کو بھی اوس کے ہمراہ جانے کے لیے رخصت کیا - اور سواے اس کے اور ۱۲۵ بڑے بڑے نامی سردار بھی ساتھہ کیے جنمین اکثر سادات بارہ و ازبکیہ و افغان و راجپوت تھے - اور حکم دیا کہ ایرانی اوس فوج مین کم بھیجے جائین - مگر ربیع الاول کے مہینہ مین خبر آئی کہ خواص خان حارس قندہار نے ہراس کے باعث قلعہ والی ایران کے سپرد کر دیا -

شاہجہان نے سعد اللہ خان اور اورنگ زیب کو حکم دیا تھا کہ جہانتک جلد ہو سکے قندہار پہونچین - مگر اورنگ زیب کو گردآوری فوج مین کچھہ دیر لگی - اور سعد اللہ خان کو بارش اور شاہزادہ کے انتظار مین توقف کرنا پڑا - جب صفر کے مہینے مین چلے تو راستہ مین برف کی کثرت سے قیام ہوا - اور نہایت ہی بڑی دقتون سے ۱۴ جمادی الاولی کو قندہار پہونچے - وہان محراب خان شاہ ایران کی

۱۰۵۹ھ

مدت سے قلعہ دار تہا اور نہایت تجربہ کار اور جنگ دیدہ تہا - اوس نے قلعہ کی خوب حفاظت کی - اور گو کہ ہندی فوج نے بہی بہت کچہہ کوشش کی اور چار مہینے تک محاصرہ کیا مگر کچہہ پیش نہ گئی - اگرچہ رستم خان کی کوشش سے ایرانی فوج پر جواہل قلعہ کی مدد کو آئے تہے ہندوستانیون کو ایک فتح بہی ہوئی مگر قلعہ کی تسخیر غیر ممکن نظر آئی - اس واسطے شاہجہان نے اورنگ زیب کو لکہا کہ اس وقت قلعہ کے محاصرہ کو اوٹہالو آیندہ کبہی دیکہا جائیگا - اور خود کابل سے اوایل رمضان مین واپس ہوا اور دارا شکوہ کو وہان چہوڑ کر حکم دے آیا کہ جب تک اورنگ زیب غزنین مین نہ پہونچے تب تک وہ وہین ٹہیرا رہے - پہر اورنگ زیب ذی قعدہ سنہ ۱۰۵۹ھ مین شاہجہان پاس آگیا - ملتان کی صوبہ داری پر تو پہلے ہی سے مقرر تہا - اب شاہجہان نے ٹہٹہ کی صوبہ داری بہی اوسے عنایت فرمادی - اور سرکار بہکر و سیوستان اوس کے تیول مین دے ئے -

۲۹۷ - دکن مین شایستہ خان کا صوبہ دار مقرر ہونا اور دوسرے تغیر و تبدل - - - - - -

پہلے مراد بخش نے راے رایان کی شکایت کی تہی - اور اوسے شاہجہان نے یہان سے بدل دیا تہا - اب شاہجہان کو معلوم ہوا کہ شاہ نواز خان سے اوس کی نہین بنتی - اس لیے شاہجہان نے ، رمضان سنہ ۱۰۵۹ھ کو اوسے اپنے پاس بولایا - اور شاہ نواز خان کو یہان سے مالوہ پر بدل کر شایستہ خان صوبہ دار مالوہ کو یہان بہیجدیا - اور مرزا محمد پسر میر بدیع مشہدی داماد شاہنواز خان کو بہی صوبہ مالوہ کو روانہ کیا - اور اسد فراز خان کا چار ہزاری سہ ہزار سوار کا اور راو کرن قلعہ دار دولت آباد کا دو ہزار پانصدی کا اور نیز خواجہ برخوردار کا بہی اضافہ

منصب کیا - اور حراست قلعہ اسیر کے شمس الدین ولد ممتاز خان کو دی - اور ملتفت خان ولد اعظم خان کو دو ہزاری کا منصب اور اوس کے بھائی میر خلیل کو ہزار یا نصدی کا منصب دیکر دکن مین مقرر کیا - اور ۱۴ ربیع الاول ۱۰۶۰ھ کو شائستہ خان کی سفارش سے میر خلیل کو کل دکن کے توپخانہ کی داروغگی عنایت ہوئی ۹ ذی الحجہ کو احمد خان نیازی احمد نگر کی قلعداری پر مقرر ہوا -

۲۹۸ - سید مصطفے بیجاپوری کا شاہجہان پاس اور محمد صفی و فتح اللہ کا محمد عادل شاہ پاس جانا اور پیشکش لانا -

سلطان محمد عادل شاہ نے سید مصطفے کو بیجاپور سے معہ عرضداشت و پیشکش شاہجہان پاس اس زمانہ مین بہیجا - وہ وہان ۱۸ شوال ۱۰۵۹ھ کو پہنچا اور کچہہ مرصع آلات حضور مین پیش کیے اس کے بعد شاہجہان نے ۲۱ ذیقعدہ کو محمد صفی پسر اسلام خان کو عادل شاہ کے پاس بہیجا - اور ایک تشریف خاصہ اور ایک سرپیچ جس مین لعل و مروارید اور زمرد قیمتی جڑے ہوے تہے عادل شاہ کو عنایت کیا -

پہر ۹ ذی الحجہ کو خلعت خاصہ و سرپیچ مرصع و طرہ مرصع جن کی اسّی ہزار قیمت تہی اور کوہ شکوہ نام ہاتی اور ایک ہتہنی اور ایک چہوٹا دریائی ہاتی عبد اللہ یا فتح اللہ ولد نصر اللہ کے ہمراہ عادل شاہ کو روانہ کیا - اور سید مصطفے کو بہی خلعت اور سات ہزار روپیہ دیکر اوس کے ساتہہ واپسی کی اجازت دی ۲۱ جمادی الاول ۱۰۶۱ھ کو فتح اللہ بیجاپور سے لوٹ کر آیا - اور عادل شاہ کی عرضداشت اور کچہہ جواہر لایا - اور دو ہاتی جو عادل شاہ نے اوسے دیے تہے پیشکش کیے - اسی مہینے مین محمد صفی بہی بیجاپور سے لوٹ کر آیا - اور

سنہ ۱۰۶۰ھ

سید باقر ملازم عادل شاہ کے ساتھہ عادل شاہ کے پاس سے پیش کش لایا - اس پیش کش مین آلات طلائی و نقرہ و نقد روپیہ اور چالیس ہاتی بایراق طلا اور سات بایراق نقرہ تہی اور اون کی قیمت چالیس لاکہہ روپیہ تہی اور اس کے سوا سے بیگم صاحبہ کے واسطے کچہہ جواہر و نقد روپیہ اور پانچ ہاتی بہی بہیجے تہے جس کی قیمت پانچ لاکہہ تہی اور بڑے بیٹے دارا شکوہ کو بہی کچہہ جواہر و نقد روپیہ اور پندرہ ہاتی پیش کش کیے تہے جس کی قیمت پندرہ لاکہہ روپیہ تہی - علاوہ برین عادل شاہ نے محمد صفی کو بہی ڈیڑہ لاکہہ روپیہ نقد اور چند ہاتی اور دو لاکہہ روپیہ کی جنس اور دارا شکوہ کے ملازمون کو بہی چہہ ہاتی دئے تہے - یہ پیش کش عادل شاہ پر مدتون سے چڑہا ہوا تہا -

۲۹۹ - مراد بخش کا تقرر صوبہ داری کابل پر اور پہر مالوہ پر - ۱ محرم سنہ ۱۰۶۰ھ کو شاہزادہ مراد بخش شاہجہان پاس پہونچا - اور کچہہ جواہر و مرصع آلات اور پندرہ ہاتی اور چار ہتنیان اور چار سو تولہ کا ایک شمامہ عنبر بہی پیش کش مین لایا - اور شاہ نواز خان نے کچہہ جواہر و مرصع آلات اور ایک ہاتی اور زمیندار دیوگڑہ کے پانچ ہاتی بہی اسی تاریخ شاہجہان پاس پہونچے -

پہر اسی مہینے کی ۲۵ تاریخ کو شاہجہان نے شاہزادہ مراد بخش کو کابل کا صوبہ دار مقرر کر کے روانہ کیا -

اس کے بعد شاہجہان نے جمادی الثانی سنہ ۱۰۶۱ھ مین کشمیر سے اوسے بولا کر مالوہ کی صوبہ داری پر بہیجدیا -

۳۰۰ - امر سنگہ کی جانشینی اور چونکہ ان ایام مین راو روپ سنگہ چندراوت ولد راو سکندن

روپ سنگہ نبیرہ راو چاندہ کا مرنا

راو چاندہ شوال سنہ ۱۰۶۱ھ مین لاولد مرگیا تہا - اور امر سنگہ نبیرہ راو چاندہ مع دیگر نبیرہ ہاے راو چاندہ وجمعیت راو روپ سنگہ شاہجہان پاس آیا ہتا - اور راو چاندہ کی جانشینی چاہتا تہا - اس سبب بادشاہ نے راو روپ سنگہ کا اوسے جانشین کر دیا اور منصب وخطاب راو کا دیکر پرگنہ اسلام آباد معروف بہ رام پور جو اوس کے بزرگون کا وطن تہا اوسے اور اوس کے بہائیون کو جاگیر مین دیا -

۳۰۱ - محی الدین سفیر روم کا دکن سے گذرنا - -

اسی سال ذی الحجہ سنہ ۱۰۶۰ھ مین عرب خان متصدی سورت کی عرضداشت شاہجہان پاس آئی جس سے معلوم ہوا کہ سلطان محمد خان فرمان رواے روم نے سید محی الدین کو سفیر کر کے بادشاہ پاس بہیجا ہے - اور وہ بندر سورت مین پہونچ گیا ہے - شاہجہان نے روشن بیگ گرزبردار کو سفیر کے لیے خلعت دیکر بہیجا - اور فرمان جاری کیے کہ ایلچی کو خزانہ عامرہ سے بندر سورت مین دس ہزار روپیہ دیے جائین اور جب برہانپور مین پہونچے تو ملتفت خان اوسے دو ہزار روپیہ دے اور مرزا خان ماندو مین تین ہزار روپیہ اور شاہ نواز خان اوجین مین دس ہزار روپیہ اور شاہجہان آباد مین دو ہزار روپیہ سفیر کو عنایت کرین -

۳۰۲ - شایستہ خان اور عبد اللہ قطب شاہ کا پیشکش

شائستہ خان نے دکن سے دو دریائی فیل اور کچہہ دکہنی مصنوعات بہیجی تہین - وہ محرم سنہ ۱۰۶۱ھ مین شاہجہان پاس پہونچین اور منظور ہوئین - اسی زمانہ مین ۳ صفر کو قطب شاہ کا بہی پیشکش پہونچا - جس مین دو ہاتی بہی تہے اور جو اوس نے عبد الصمد اپنے ایک معتمد کے

سنہ ۱۰۶۱ھ

ہاتھہ بہیجا تہا - شاہجہان نے عبدالصمد کو چار ہزار روپیہ انعام دئے - اور پہر جشن وزن قمری کے روز ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۱ھ کو اوسے آٹھہ ہزار روپیہ دئے گئے بادشاہ اس وقت کشمیر کو روانہ ہوا - اور پانی پت کے مقام پر عبدالصمد نے دو ہاتی دارا شکوہ کو پیش کش مین دئے - جشن وزن کے بعد شاہجہان نے عبدالصمد کو ہزار روپیہ نقد دئے اور عبداللہ قطب شاہ کے نام ایک فرمان عنایت عنوان لکہا اور ایک سرپیچ مرصع چار گہوڑے بہی بہیجے - اور عبدالصمد کو رخصت کیا -

۳۰۳ - ایرج خان و مرزا خان کا تقرر - فراق خان تہانہ داریا تہری اس زمانہ مین مرگیا - اوس کی بجاے شاہجہان نے صفر سنہ ۱۰۶۱ھ مین ایرج خان ولد قزلباش خان کو دوہزاری پانصد سوار کا منصب دیکر پاتری مین مقرر کیا اسی سال مین احمد خان نیازی بہی مرگیا - اوس کے بجاے ۲ شعبان سنہ ۱۰۶۱ھ کو بادشاہ نے مرزا خان نبیرہ عبدالرحیم خانخانان کو قلعہ داری احمد نگر پر متعین کیا اور ملتفت خان کو دیوانی صوبہ خاندیس و محال پایان گہاٹ صوبہ برار پر سرفراز فرمایا -

۳۰۴ - اورنگ زیب کا قندہار کی تسخیر کو مکرر جانا اور ناکام واپس آنا - چونکہ قندہار کے نکل جانے اور پہر لشکر کی ناکامیابی سے شاہجہان کو بڑی خفت ہوئی تہی اوس نے اب پہر شاہزادہ اورنگ زیب کو اوس کی تسخیر کے لیے روانہ کیا - اور سواے اون امرا کے جو اوس کے پاس تہے اور اکیس بڑے بڑے امیر اوس کے ہمراہ کیے - اور حکم دیا کہ شاہزادہ اون کو لیکر ۳ جمادی الثانی سنہ ۱۰۶۲ھ کو قندہار پہونچ کر محاصرہ مین مشغول ہوجائے - اودہر سعداللہ خان کو حکم دیا کہ وہ کابل کی راہ سے اسی تاریخ قندہار پہونچے اور شاہزادہ سے ملجائے اور ۱۶ ربیع الاول کو خود بہی کابل کو چلا

اور شاہزادہ بہی ملتان سے روانہ ہوا - اور سعد اللہ خان نے بہی کوچ کیا - اسوقت جو فوج اس مہم پر بہیجی گئی تہی اوس مین ستر ہزار سوار سوا ے توپخانہ کے تہے اور بہہ سوا امیر اور نامی منصب دار اوس مین شامل تہے اور سوا ے بیشمار سامان جنگ کے دو کرور روپیہ بہی فوج خرچ کے لیئے ساتہ دیئے تہے -

تاریخ مقررہ پر شاہزادہ اور سعد اللہ خان مع فوج قندہار پہونچ گیے - اور محاصرہ شروع کر دیا - اس وقت شاہ ایران کی طرف سے محراب خان قلعدار تہا وہ ایسا تجربہ کار اور ہوشیار تہا کہ اورنگ زیب سے دانشمند اور سعد اللہ خان سے عقلمند کی کسی تدبیر کو اوس نے اپنے سامنے نہ چلنے دیا - اور محاصرین کے بہت آدمی ضائع کیے اور جب دو مہینے کے محاصرہ کے بعد معلوم ہوا کہ اس وقت قلعہ کی تسخیر دشوار ہے تو شاہجہان نے ۴ شعبان کو حکم بہیجا کہ شاہزادہ وہان سے چلا آئے - اوس کی تسخیر دوسرے وقت پر موقوف رکہے -

اس محاصرہ کے اوٹہا لنے کی اصل وجہ یہ تہی کہ ایرانیون کا توپخانہ بہت اچہا اور گلند از نشانہ باز تہے - اور ہندوستانی فوج مین اون کے برابر بہادری نہ تہی -

۳۰۵ - داراشکوہ شاہ شجاع اورنگ زیب مراد بخش سلیمان شکوہ کا صوبون پر تقرر - - -

جب اس وقت اورنگ زیب کو قندہار کی مہم مین ناکامیابی ہوئی تو شاہجہان کے بڑے لاڈلے بیٹے داراشکوہ نے جسے خلاف دستور اب تک بغیر کسی خدمت پر مقرر ہونے کے سی ہزاری منصب دیا گیا تہا اور جو ولی عہد سمجہا جاتا تہا درخواست کی کہ اس مہم پر مجکو بہیجا جاے - شاہجہان نے

اوسے منظور کیا - اور اوس کی اچھی طرح پرانجام دینے کے لیے اوسے صوبہ کابل عنایت کیا اور جو اب تک صوبہ گجرات اوس کے پاس تہا اوس کے عوض مین خرچ کی کثرت کی وجہ سے صوبہ ملتان بہی اوس کے حوالہ کیا - اوس کے بیٹے سلیمان شکوہ کو کابل کی صوبہ پر مقرر کیا - اور اسے ہشت ہزاری کا منصب وغیرہ عنایت کیا - اور دارا شکوہ کے لیے سرخ خیمہ مرحمت فرمایا - جو ولی عہدی کی علامت تہی - اور محمد علیخان کو دارا شکوہ کی طرف سے ملتان کی حراست پر مامور کیا -

اور صوبہ ملتان کے عوض شاہزادہ اورنگ زیب کو دکن کے چار دن صوبون کی صوبہ داری دی - اور شایستہ خان کو گجرات کی صوبہ داری پر بہیجدیا - یہ سب تغیرات ۱۷ شعبان سنہ ۱۰۶۲ھ کو تجویز ہوئے

اور پہر ۲۲ تاریخ شاہزادہ شاہ شجاع کو جو بنگالہ سے آیا ہوا تہا - بنگالہ کو روانہ کیا - اور صوبہ اڑیسہ بہی اوسی کو دیدیا - اور مراد بخش مالوہ مین رہا -

۴۰۶- اللہ وردی خان پر شبہ شاہ ایران سے سازش رکہنے کا

اللہ وردی خان کا اوپر ذکر آیا ہے کہ اوس کو ایلچپور مین جاگیر دی گئی تہی اس وقت وہ کابل مین دارا شکوہ کے صوبہ مین تہا - اس کا ایک نوکر غلام رضا نام تہا وہ ایران گیا تہا - وہان اوس نے والی ایران سے کوئی تعلق پیدا کر لیا تہا - جب وہ ہندوستان کو آنے لگا تو اوس نے محصول راہداری کی معافی کے واسطے والی ایران کا ایک نوشتہ حاصل کر لیا - اس نوشتہ مین لکہا ہوا تہا کہ غلام رضا اللہ وردی خان کے لیے گہوڑے لیے جاتا ہے اوس سے کوئی مزاحمت نکرے جب وہ بندر سورت مین پہونچا تو وہان کے حکام نے یہ نوشتہ دیکہہ لیا - اور سورت کے وقایع نگار نے اس کی اطلاع

اپنی عرضداشت کے ذریعہ سے بادشاہ کو دی- شاہجہان کو یہ خیال ہوا کہ اللہ وردی
شاہ ایران سے کوئی تعلق رکھتا ہے -

شاہجہان نے اس واقعہ کو سنتے ہی فاضل خان کو وہ نوشتہ دیکر حکم بہیجا کہ
اگرچہ یہ جرم ایسا ہے کہ اس مین بڑی سخت سزا دینا چاہیئے مگر ہم اپنے جبلی عفو کی وجہ سے
صرف منصب و جاگیر موقوف کرتے ہین -

اللہ وردی خان نے فاضل خان کی وساطت سے عرضداشت بہیجی کہ غلام رضا
بیشک میرا نوکر تہا مگر مین نے نہ تو کوئی تحفہ شاہ ایران کو بہیجا - اور نہ میری اوس سے
کسی قسم کی مراسلت ہے - اس پر شاہجہان نے حکم بہیجا کہ بلا توقف کابل سے
اکبر شاہجہان آباد مین خانہ نشین ہو جاے - اور نوبت خان کو حکم دیا کہ اوسے فوراً
کابل سے نکال دے - اور تہانک مین پہونچا دے - اور سورت مین حکم بہیجا
کہ غلام رضا کا تمام مال و اسباب ضبط کیا جائے - اور اوسے یہان بہیجدیا جائے
تاکہ اوسے سزا اسے مناسب دیجائے -

۷۰۰۳- سلیمان شکوہ اور اورنگ زیب کی کابل اور دکن کو روانگی اور محمد صفی و مرشد قلی خان و منوہرداس کا دکن کو آنا - - - - - -

۱۲ رمضان ۱۰۶۲ھ کو شاہجہان نے سلیمان شکوہ کو کابل کو رخصت کیا اور راجہ جے سنگہ قلیچ خان سعادت خان راجہ راجروپ وغیرہ منصب دار کو ہمراہ کیا اور اس فوج کی بخشیگری ایرج خان کو دی-

اور پہر ۱۷ رمضان کو شاہزادہ اورنگ زیب کو بہی ولایت بکلانہ انعام مین دیکر
دکن کو رخصت فرمایا-

سنہ ۱۰۶۳ھ

اور محمد صفی پسر اسلام خان کو دکن کے چارون صوبون کا بخشی مقرر کیا اور مرشد قلی خان کو ہزار و پانصدی کا منصب دیکر بالاگھاٹ کی دیوانی عطا کی۔

اور ۸ ذیقعدہ کو منوہرداس ولد گوپالداس کو اسیر کی حراست پر مقرر فرمایا۔

سنہ ۱۰۶۳ھ

۳۰۸ - داراشکوہ کا قندہار کو جانا اور بے نیل مرام واپس آنا۔

چونکہ قندہار کی مہم پر جانے کے لیے ۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۳ھ اور محاصرہ کی تاریخ ۰ جمادی الثانی نجومیون نے مقرر کی تھی اس لیے شاہجہان نے داراشکوہ کو اس تاریخ جانے کے لیے اجازت دی۔ اور داراشکوہ مع لشکر کی تاریخ معینہ پر پہونچ گیا۔ اور محاصرہ کیا۔ اور اورنگ زیب کے رشک و حسد سے اوس نے اسقدر کوشش کی کہ انتہا کردی اور اہل فوج سے بار بار کہا کہ مین اورنگ زیب نہین ہون کہ دو بار پاے حصار سے اوٹھکر چلا گیا۔ مین بغیر قلعہ فتح کیئے نہین جاؤنگا۔ پانچ مہینے سے زیادہ محاصرہ رہا۔ تائیس ہزار گولہ قلعہ پر مارے گیے مصالح سرب و باروت ختم ہوگیا صحرا مین علف و لکڑی اور لشکر مین اذوقہ باقی نہین رہا۔ بیس بیس کوس جانے پر مشکل سے ایک روز کی خوراک ملنے لگی۔ اس لیئے لشکر کے لوگ بہت ضایع ہو گیے اور تسخیر حصار مین خلل پڑگیا سوائے اس کے لشکر کے سردارون مین نفاق تھا۔ ۔ ۔ برف کے برسنے سے زمین یخ بستہ ہوگئی تھی فوج کو نہایت تکلیف ہو رہی تھی۔

جب بادشاہ کو ان سب باتون کی خبر ہوئی تو اوس نے اپنا دستخطی حکم بھیجا کہ قلعہ سے چلے آئین۔ اس لیے شاہزادہ داراشکوہ آخر ذیقعدہ مین قندہار سے بے نیل مرام واپس چلا آیا۔

۳۰۹ - رانا اودے پور کے ملازم

رانا اودے پور کو جہانگیر نے قلعہ چتوڑ کی مرمت

سنگت سنگہ کا دکن مین آنا کے لیے منع کر دیا تہا - مگر اس زمانہ مین جگت سنگہ نے
اوس کی مرمت خوب کی تہی - شاہجہان نے اسکو سنکر سعد اللہ خان کو تمیس ہزار
سوار دے اور حکم دیا کہ رانا اگر خواب غفلت سے بیدار نہو تو اوس کے ملک
کو غارت کرے -

مگر رانا نے اپنے چہہ سال بیٹے کو دربار شاہی مین رہنے کے لیے بہیجدیا
اور اپنے ایک ملازم سنگت سنگہ کے ہمراہ ایک ہزار سوار دکن مین متعین کر دئے
اس واسطے قلعہ منہدم کر دینے کے بعد رانا کا قصور معاف کیا گیا -

۳۱۰ - شاہزادہ اعظم کی پیدایش اور مراد بخش کو صوبہ گجرات ملنا

۱۲ شعبان سنہ ۱۰۶۳ھ کو دختر شاہ نواز خان کے بطن سے شاہزادہ اورنگ زیب کے بیٹا
پیدا ہوا - اورنگ زیب نے احمد بیگ اپنے ایک معتمد کے ہاتہ اسکی
اطلاع عرضداشت بہیجکر شاہجہان کو کی - اوس نے اوس کا نام محمد اعظم
رکہا -

چونکہ عرب خان قلعہ دار فتح آباد دہارور مر گیا تہا اوس کی بجاے ۳ رمضان
کو میر جلیل ولد اعظم خان مقرر ہوا اور مفتخر خان کا خطاب دیا گیا - اور مفتخر خان
کی بجاے ملتفت خان کو توپخانہ دکن کی داروغگی دی گئی -

سنہ ۱۰۶۴ھ

او محمد صفی کو صفی خان کا خطاب ملا - اور ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۴ھ مین
مراد بخش کو صوبہ گجرات کی صوبہ داری اور شایستہ خان کو صوبہ مالوہ کی حکومت
عطا ہوئی -

۳۱۱ - اونیس برس گذشتہ کے جس زمانہ سے شاہجہان سنہ ۱۰۴۵ھ مین محمد عادل شاہ

دکن کی تاریخ نہ لکھنے کا عذر اور امراے اسلام کی اسلامی تاریخ سے بے توجہی - - - -

سے صلح کرکے اور نظام شاہی حکومت کا تصفیہ کرکے دکن سے واپس گیا ہے اوس وقت سے ہم نے عادل شاہی اور قطب شاہی سلطنتون کے حالات نہین بیان کیئے ہین - صرف مغلیہ حکومت کے اون واقعات کو لکھتے رہے ہین جو بے واسطہ یا بواسطہ دکن سے تعلق رکھتے ہین اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے دکن کی تاریخ پر جس سے میری مراد قطب شاہی اور عادل شاہی تاریخ سے ہے بڑا اندھیرا چھایا ہوا ہے - جو کچھ تاریخ لکھی ہے اوس سے صرف اشارات معلوم ہوتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین دکن مین بڑے بڑے واقعات ہوئے ہین - مگر ان واقعات کی تفصیل ہم کو نہین ملتی - اس لیے مجبوراً جو کچھ مل سکا ہے ہم وہی لکھتے ہین -

لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر اسلام کی تاریخ کو کوئی حکومت یا کوئی بڑا امیر تحقیق کرنا اور اوسے پیدا کرنا چاہیئے جس مین بہت بڑا خرچ پڑیگا - تو اس زمانہ مین ایسے مواقع ابھی موجود ہین کہ اوس کی تاریخ نہایت ہی وضاحت اور تفصیل سے بہم پہونچ سکتی ہے مسلمانون کی تاریخ کی بہ نسبت مرہٹون کی تاریخ نہایت ابتر اور تاریکی کی حالت مین تھی مگر گرانٹ دف صاحب نے اوسے کیسی تفصیل سے لکھہ دیا - اگر اسی طرح کوشش کیجاے اور روپیہ لگایا جاے تو اسلامی تاریخ کے بے شمار چھوٹے چھوٹے نوشتہ اور آثار ایسے بہم پہونچ سکتے ہین کہ جن سے نہایت ہی تفصیلی تاریخ بن سکتی ہے -

مگر افسوس کہ اہل اسلام کے امرا کو اس مین کچھہ پروا نہین اور نہ بیون کی قدرت

سے باہر ہے - اگر یہ تفصیلی تاریخ بن جاسے تو ہمارے اسلام کو ترقی دینے اور حکومت
اسلامیہ کے پیدا اور قایم کرنے کے لیئے ایک دن بڑی مدد دیگی -

سنہ ۱۰۴۵ھ

۳۱۴ - رندولہ خان اور ملک ریحان کا راجہ ایریبدر سے پیش کش لانا -

جس وقت شاہجہان دکن سے واپس آگیا تو محمد عادل شاہ کو شمال سے بیفکری ہوئی مگر چونکہ اس وقت اوس کے پاس فوجین خوب موجود تہین اور اون کو اپنے بادشاہ کے غیر مترقبہ ترقی مملکت سے حوصلہ بڑہ رہا تہا محمد عادل شاہ نے اوس سے فائدہ اوٹہانا ضروری سمجہا اور اپنے مقبوضہ ملک کا انتظام کر کے کرناٹک کے انتظام کی طرف توجہ کی - جہان اس زمانہ مین زمینداروں اور ہندو راجاؤن نے بڑی سرکشی برپا کر رکہی تہی اور اس اضطرار و اضطراب کے زمانہ مین سب خود سر ہو گئے تہے -

محمد عادل شاہ نے سب سے پہلے راجہ ایریبدر کا تدارک کرنا چاہا جو ایکری کا راجہ تہا - اور رندولہ خان کو جس نے بڑی ناموری حاصل کر رکہی تہی سر لشکر کیا اور ملک ریحان شولاپوری کو بہی ساتہ جانے کا حکم دیا - ملک ریحان نے شولاپور مین اپنے ایک معتمد عنبر حبشی کو حراست پر مقرر کیا - اور چار ہزار سوار لیکر رندولہ خان کے ساتہ چلا - جب یہ لشکر ایکری کے قریب پہونچا تو راجہ ایریبدر اس جمعیت کثیر کو دیکہکر ہراسان ہوا - اور مال اندیشی کی راہ سے اوس نے ملک ریحان کی معرفت پیغام سلام شروع کیئے - اور بڑے رد و بدل کے بعد تیس لاکہہ ہون دینے اور آیندہ کی اطاعت پر صلح قرار پائی - اور یہ ٹہیرا کہ ان تیس لاکہہ ہون مین سے سولہ لاکہہ تو اس وقت ادا کرے اور باقی چودہ لاکہہ تین قسطون مین کر کے تین سال مین پہونچا دے اس کے بعد رندولہ خان اور ملک ریحان وہان سے واپس چلے آئے

رندولہ خان تو بیجاپور مین آگیا - اور سولہ لاکہہ روپیہ داخل خزانہ شاہی کردیا - اور ملک ریحان شولاپور کو چلاگیا -

١٠٤٦ھ

۱۴۳ - محمد عادل شاہ کا ملک ریحان سے شولاپور سے لینا -

جب ایر بہدر کے معاملہ سے محمد عادل شاہ کو فرصت ملی تو اوس سنے شولاپور کے انتظام کی طرف توجہ کی اگرچہ ملک ریحان شاہجہان کے صلح نامہ کی روسے محمد عادل شاہ کا مطیع ہوگیا تہا - مگر ملک ریحان کا اوس جگہہ رکہنا قرین مصلحت نہ تہا - اوس سے ہر وقت بغاوت کا اندیشہ تہا - اس واسطے محمد عادل شاہ سنے رندولہ خان کی معرفت ملک ریحان کو لکہا کہ وہ شولاپور خالی کرکے عادل شاہی ملازمون کو سپرد کردے - اس کے عوض مین اوسے بڑا منصب دیاجائیگا - ملک ریحان بہی اس امر کو جانتا تہا کہ شاہجہان سے مدد ملنا دشوار ہے - اور خود تن تنہا عادل شاہی حکومت سے مقابلہ غیر ممکن ہے - اس لیے اوس سنے بہی مناسب سمجہا کہ عادل شاہ کے حکم کی اطاعت کیجاسے - اس واسطے اوس سنے قلعہ کی کنجیان لاکر رندولہ خان کے ذریعہ سے محمد عادل شاہ کی خدمت مین حاضر کین - عادل شاہ سنے اوس پر بڑی عنایت کی - اور مار یرسے مین اوسکو پانچ لاکہہ ہون کا ملک عطا کیا - اور شولاپور مین اپنی طرف سے حسن رومی خان کو قلعہ دار کرکے بہیجدیا - اس طرح پر شولاپور کا علاقہ بہی جو شاہجہان سنے اوسے عنایت کیا تہا درحقیقت اس وقت اوس کے قبضہ مین آیا - یہ واقعہ غالبا ١٠٤٦ھ کا ہے -

اس کے بعد رندولہ خان اپنی جاگیر ہوکری اور راسے باغ کی طرف چلاگیا -

۱۴۴ - رندولہ خان کا ایکری کو

جب ایر بہدر سنے اپنے موعودہ قسطون کا روپیہ

فستح کرنا۔ دو سال تک ادا نہین کیا تو محمد عادل شاہ نے پہر رندولہ خان کو بہیجا
غالباً اس وقت خوب لڑائی ہوئی ہوگی ۔ مگر اس کا تاریخ مین کچہہ ذکر نہین ہے لیکن
اتنا لکہا ہے کہ عادل شاہی فوج نے ایرہبدر سے ایکرے کا علاقہ چہین لیا اور ۱۰۴۷ھ
مین ایکری کا تمام علاقہ عادل شاہی حکومت مین داخل ہوگیا۔

۳۱۵ - کرناٹک کے قلعون کی فتح کے لیے رندولہ خان کا جانا اور عنبر خان کی سرکشی اور قلعون کی فتح اور رندولہ خان کی موت - - - - - - - -

اس کے بعد محمد عادل شاہ نے چالیس ہزار سوار سے پہر رندولہ خان کو کرناٹک کی طرف روانہ کیا۔ اور اوس کو سپہ سالار کرکے ملک ریحان افضل خان اور خیریت خان وغیرہ بہت امیرون
کو اوس کے ہمراہ کیا ۔ مگر معلوم نہین کیا سبب ہوا سدہنور کے مقام پر جب یہ لشکر
پہونچا تو سیدی عنبر خان نے رندولہ خان کی رفاقت ترک کی ۔ اور دو ہزار سوار سے
پیچہے رہ گیا ۔ رندولہ خان نے افضل خان کو پانچ ہزار سوار دیئے ۔ اور سیدی
عنبر خان کے قید کرنے کے واسطے بہیجا ۔ جب افضل خان سدہنور کی نواح
مین اوس کے پاس پہونچا تو عنبر خان کے ہوش اُڑ گیے ۔ اور بجز اطاعت کے
بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکہکر سنگاسن مین بیٹہا اور افضل خان کے استقبال کو
گیا ۔ افضل خان کے پاس عنبر خان کی سزادہی کے باب مین محمد عادل شاہ
کا فرمان بہی تہا افضل خان نے وہ فرمان اوسے دیا اوس نے اوسے سر پر رکہا
اور افضل خان کے ہمراہ رندولہ خان کے پاس چلدیا ۔ رندولہ خان کے پاس جب
وہ پابزنجیر آیا تو اوس نے چاہا کہ اوس کا منصب توڑکر اوسے قید کردے ۔
ملک عنبر کے زمانہ مین عنبر خان اور خیریت خان قید ہو گیے تہے اور

اوس سنے دولت آباد کے قلعہ کالاکوٹ مین انہین قید کیا تہا - وہان اوس وقت ملک ریحان قلعہ دار تہا - اس واسطے عنبر خان سے اور ملک ریحان خیریت خان سے تعارف تہا اور اب بہت دوستی ہوگئی تہی - جب اِن دونون نے اوسکا یہ حال دیکہا تو رندولہ خان سے اوس کے عفو تقصیرات کے لیے التجا کی - اور اوس کے اشارہ سے اوس کے پاؤن کی زنجیر نکال ڈالی - اور اپنے منصب پر بحال کیا گیا -

اس کے بعد رندولہ خان کرناٹک کے قلعون کو ایک مدت تک فتح کرتا رہا - اور بہت قلعے فتح کیے اور وہان دین محمدی اور شعار اسلام کو پہیلایا - مگر ان فتوحات کی کوئی تفصیل نہین لکہی ہے - اگر تفصیل معلوم ہوتی تو یہ دلچسپ واقعات ہوتے صرف اتنا معلوم ہے کہ ۱۰۴۸ھ مین بنگلور اور سرا کا علاقہ عادل شاہ کے سردارون نے فتح کرلیا تہا - اور ۱۰۴۹ھ مین رندولہ خان نے بسواپٹن کو بہی لے لیا تہا - جسکی تاریخ ہے ع

کرد رندولہ فتح از لطف دیان

جس سے ۱۰۴۹ھ نکلتے ہین -

۱۰۴۹ھ

پہر جب مدت تک رہنے کے بعد جسکی تعداد کچہہ نہین لکہی ہے آدمی اور جانور ماندہ و مضمحل ہوگیے تو محمد عادل شاہ نے لشکر کو واپس بولایا -

اس کے بعد تاریخ مین رندولہ خان کا پہر کہین ذکر نہین ہے - اوس کے مرنے کا حال کتابون مین کہین نہین لکہا ہے مگر اوس کی قبر کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۰۵۳ھ مین مرا ہے -

یہ شخص حبشی النسل اور واقعی بڑا دلاور تہا - اس زمانہ مین عادل شاہی حکومت

کی عزت کی بقا بہت کچھہ اس کے ہی سبب سے ہوئی - مغلیہ فوج کو اس نے
بہت ہی تنگ کیا اور جو کچھہ عادل شاہی فوج کو فتوحات نصیب ہوئین تو سب اسی کے
سبب سے تہین اس کے مرنے سے محمد عادل شاہ کو بڑا نقصان پہونچا - کرناٹک
کے فتوحات کا سلسلہ جو اسس وقت جاری تہا وہ کئی سال تک رکا رہا -
اور کانکن کے علاقہ مین جو اس کے سبب سے بندوبست تہا اوس مین فتور پڑ گیا
اور شیواجی کو اپنی ترقی کا موقع مل گیا - جس کا بیان آئندہ آتا ہے -

سنہ ۱۰۵۷ھ

۳۱۶ - شاہجی اور اسد اللہ خان کا راجہ رائل پر حملہ اور شکست -

پہر اس سے ایک مدت بعد محمد عادل شاہ نے سنہ ۱۰۵۷ھ مین خان محمد اور ملک ریحان کو کنجی کوٹہ
باکندی کوٹ کی تسخیر کے لیئے روانہ کیا - اور انہون نے جا کر وہان محاصرہ کیا مگر
ابھی یہان محاصرہ سے کچھہ فائدہ نہین ہونے پایا تہا کہ اسی مین راجہ رائل نے
عادل شاہ کی مخالفت پر کمر باندہی - یہ راجہ تمام رایان کرناٹک سے حشمت و شوکت
مین ممتاز تہا اور کثرت لشکر اور فراوانی خزائن کی وجہ سے اوسے بڑا غرور تہا - کسی
ہندو مسلمان کو وہ خاطر مین نہین لاتا تہا - اور وہان کے تمام مسلمانون کو اذیت
دیتا تہا -

محمد عادل شاہ نے یہ خبر سنتے ہی فراہمی لشکر اور مواد قلعہ کشائی کی تیاری کے
لیئے حکم دیا - اور نواب مصطفے خان کو سر لشکر کر کے بہت امیرون کے ساتہہ اوسکے
مقابلہ کو روانہ کیا - مصطفیٰ خان نے جلدی کے سبب سے شاہجی بہونسلہ اور
اسدخان کو آگے بہیجا - اور باقی لشکر اور باقی امرا اور بہت سامان لیکر پیچہے سے
خود بہی کوچ کیا -

سنہ ۱۰۵۷ھ

جب شاہجی اور اسد خان راجہ رائل کی سرحد پر پہونچے تو راجہ رائل نے بلالا اور کشنا تھنی اپنے بڑے بہادر اور نامور سرداروں کو ان کے مقابلہ کو بھیجا۔ فریقین مین خوب خوب لڑائیان ہوئین - اور عادل شاہی فوج کو دشمنون نے مغلوب کر لیا - اور اسد خان اور شاہجی کی تمام فوج تباہ ہو گئی - شاہجی کا خود سواری کا ہاتی تک چھن گیا - تمام سامان جنگ دشمنون کے قبضہ مین چلا گیا -

۱۴۳ - مصطفےٰ خان کا اور ملک ریحان وغیرہ کا کنڈی کوٹہ کے محاصرہ کو اوٹھا کر راجہ رائل کے مقابلہ کو جانا -

مصطفیٰ خان اس وقت مقام بنگ سے آٹھہ منزل پر تھا - اوس نے بمجرد وصول خبر شکست، اسباب سنگین کو بنگلور بھیجدیا اور شاہجی کی شکست کی تلافی کے واسطے فوراً کوچ کر دیا - اور محمد عادل شاہ کو امداد کے لیے لکھا -

جب عادل شاہ کو معلوم ہوا - تو اوس نے خان محمد اور ملک ریحان کو جو اسوقت کنجی کوٹہ کا محاصرہ کیے پڑے تھے - حکم دیا کہ محاصرہ فوراً اوٹھا دین - اور اوس کی فتح دوسرے وقت پر موقوف رکھین - خان محمد تو حضور مین چلا آئے اور ملک ریحان علی خداوندخان خیریت خان وغیرہ امرا مصطفےٰ خان کی مدد کو جائین -

اوپر اس امر کا تذکرہ آچکا ہے کہ ملک ریحان خواص خان کا دوست تھا اور اسی بنا پر اوس نے رندولہ خان کا اوس وقت ساتھہ چھوڑ دیا تھا جس وقت کہ وہ خواص خان کے مقابلہ کو جاتا تھا - اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ مصطفیٰ خان سے اور اوس سے ضرور رنج ہوگا -

جب ملک ریحان کو محمد عادل شاہ کا یہ حکم پہونچا تو اوس نے وہان نہ جانیکے

سے یہ عادل شاہ کو یہ عذر لکھکر بہیجا کہ کندی کوٹہ کی لڑائی کے سبب سے میرے سپاہی اور گھوڑے درماندہ ہو رہے ہین - لڑائی پر جانے کے لائق نہین ہین - دوسرے مین نے ایک عرصہ سے حضور کی قدمبوسی بہی نہین حاصل کی ہے لہذا امید ہے کہ مجھے حضور مین آنے کی اجازت دیجاے اوس کے بعد بالراس والعین مہم پر روانہ ہونگا -

اسی عرصہ مین عادل شاہ کے پاس اور ایک خبر آئی کہ راجہ رائل آپ خود سردار فوج بنکر بڑی بہاری فوج سے نکلا ہے - اور بالاگہاٹ ماستی پر آگیا ہے - اس لیے عادل شاہ کو بڑی تشویش ہوئی - اور اوس نے ملک ریحان کے التماس کو منظور کرنا کسیطرح مناسب نہ سمجھا - اور اپنی ایک تصویر اوس کے پاس بہیجکر حکم دیا کہ اسوقت حضور مین آنا مصلحت کے خلاف ہے یہ تصویر دیکھکر فوراً مصطفیٰ خان کے پاس چلے جاؤ - اور وہان پہونچنے کے واسطے دو دو منزلون کی ایک ایک منزل کرو تاکہ جس قدر جلد ہو سکے وہان پہونچ جاؤ - اور مصطفےٰ خان کو لکھا کہ جب تک ملک ریحان تمہارے پاس نہ پہونچے تب تک راجہ رائل کی لڑائی سے طرح دیتے رہنا -

جب عادل شاہ کا یہ سخت تاکیدی حکم پہونچا تو اب ملک ریحان کو کوئی چارہ نہ رہا اور اُس نے خیریت خان وعلی خداوند خان وغیرہ امرا اور سرداروں کو لیکر مصطفےٰ خان کی طرف کوچ کیا - اور بہت جلد اوس سے مابین بنگلور و ماستی جاملا مصطفیٰ خان نے اوس کا استقبال بہی کیا اور بڑی خاطر و مدارات سے اوسکی مہمانی کی - اور اوسے اور اوس کے ساتہہ کے تمام امرا کو خلعت اور گھوڑے وغیرہ

حسب دستور انعام مین دے۔

۱۸ مصطفی خان اور راجہ رال کی لڑائی اور داملوار کا حملہ مصطفی خان پر اور ملک ریحان کے سبب سے مسلمانونکی فتح

جب ملک ریحان وغیرہ پہونچ گئے تو مصطفی خان سے نے عادل شاہ کی ہدایت کے موجب راجہ رال کی لڑائی کی تیاری کی اور آگے بڑھ کر ایور کے مقام پر مخالف کے سامنے جا کر خیمہ زن ہوا اور ملک ریحان کو میمنہ پر اور اسد خان اور شاہجی کو میسرہ پر مقرر کیا۔ اور کچھ فوج خاصہ اپنی اور خاصہ خیل کی بھی اون کی مدد پر مقرر کی ۔ اور اوس پر عبد القادر کو سردار کیا ۔ اور قول مین خود مصطفی خان کھڑا ہوا۔ اسی طرح سے دشمن نے بھی اپنی صف بندی کی اور لڑائی شروع ہوئی۔ حریفین کے لوگون کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے ۔ اس لڑائی مین کبھی تو ایسا ہوتا کہ اہل اسلام کو غلبہ ہو جاتا اور کبھی راجہ رال کی فوج کا پلہ بھاری ہو جاتا تھا راجہ رال کی فوج مین داملوار بڑا بہادر اور دل چلا تہا ۔ اوس نے آگے قدم بڑہایا اور دشمن کے میمنہ کی طرف سے نکلا۔ اور مصطفی خان کے میسرہ پر حملہ کیا۔ پہلے تو اوس نے خاصہ خیل اور نواب کی خاص فوج کو پسپا کر دیا جو بہادری اور شجاعت کے سبب سے آگے کھڑی لڑ رہی تہی ۔ پہر اوس نے اسد خان کو لیا ۔ اسد خان نے خوب مقابلہ کیا ۔ یہان تک کہ خود زخمی ہو کر میدان مین گر گیا بابا علی لاری اور خواجہ حسین اوس کے پاس آئے کہ اپنے گھوڑون پر سوار کرا کر اوسے میدان سے اوٹھا لیجا ئین مگر اس وجہ سے کہ اگر وہ اون کے گھوڑے پر سوار ہو جائیگا تو وہ میدان مین مارے جائینگے ۔ اس لیے اوس نے اون سے گھوڑا نہ لیا ۔ اور اپنے ہی گھوڑے پر ہو کر جیسے تیسے جان بچائی ۔ مگر اس وقت اوس کی فوج تمام

پراگندہ ہوگئی - اور شاہجی کی فوج بہی ادہرادہر متفرق ہوگئی -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً شاہجی اپنے آدمیون کو مروانا نہین چاہتا تہا اور تدابیر سے اپنا کام نکالتا تہا اور صرف اپنے ذاتی فوائد کو مد نظر رکہتا تہا عادل شاہی حکومت کے اغراض سے اوسے وہین تک تعلق تہا جہان تک کہ اوس کے لیے مفید تہین -

غرض کچہہ ہی ہو جب اسد خان اور شاہجی کی فوجین پریشان ہوگئین تو دا ملوار نے مصطفی خان کی طرف رخ کیا کہ اگر مصطفی خان پر غلبہ ہوگیا تو سب کام بنجائیگا -

مصطفی خان اس وقت ایک تالاب کے کنارہ کسی پشتہ پر کہڑا ہوا طرفین کی لڑائی کو بغور دیکہہ رہا تہا - اور اوس کی تمام فوج لڑائی مین مصروف تہی اور ادہرادہر چلی گئی تہی صرف چند رفیق اوس کے ساتہہ تہے داملوار کے آتے دیکہکر اوس نے اپنا بچاؤ صرف اسی مین سمجہا کہ اس مقام سے ہٹ جائے -

اور جب ملک ریحان نے دیکہا کہ داملوار سیدہا مصطفی خان پر چلا ہے اور مصطفی خان کے پاس اوس کے مقابلہ کو فوج نہین ہے تو اوس نے نہ آگا دیکہا نہ پیچہا جیسے ہوسکا لشکر کو چیر پہاڑ کر داملوار کا تعاقب کیا اور نہایت ہی سرعت سے اوس کے قریب آگیا -

جب مصطفی خان نے دیکہا کہ داملوار بہت قریب آگیا تو وہ پشتہ پر سے اوترنے لگا تہا جو ملک ریحان کا حاجب وہان موجود تہا اوس نے کہا کہ داملوار کے پیچہے ملک ریحان آرہا ہے - آپ کچہہ اندیشہ نہ کیجیے - اوس کی لڑائی کا تماشا دیکہئے - مگر چونکہ داملوار بڑہا ہی چلا آرہا تہا اور بجز وہان سے ہٹنے کے اور کوئی

بچاؤ کی صورت نہ رہی تھی۔ مصطفےٰ خان نے اوس کی بات پر کچھ توجہ نہ کی اور نیچے ہی جانے کا ارادہ کیا۔ یہ دیکھکر حاجب سامنے آ گیا اور بڑی سختی سے اوس سے کہا کہ یہ آپ کیا غضب کرتے ہین۔ آپ کے یہان سے ہٹنے سے تمام معاملہ درہم برہم ہو جائیگا۔ اور ناموس شاہی مین دہبہ لگ جائیگا۔ آپ کسیطرح یہان سے حرکت نہ کرین۔

جس وقت یہان یہ باتین ہو رہی تہین اوس وقت تک واملوار کو یہ نہین خبر تھی کہ ملک ریحان بہی اوس کے پیچہے آ رہا ہے وہ بے خوف مصطفےٰ خان کے شکار کو چلا آ رہا تہا۔ مگر اسی مین یکایک اوس کی نگاہ جو پیچہے کو پڑی تو دیکہتے ہی ہوش اڑ گئے۔ اور جان لیا کہ مصطفیٰ خان کے بجاے مین خود ملک ریحان کا شکار ہو گیا۔ لاچار اوس نے باگ پہیر دی۔ اور ملک ریحان کے مقابل ہوا۔

مگر ملک ریحان کے مقابلہ مین نہ ٹہیر سکا۔ اور اوس کے تیر و تفنگ کے سامنے اوس کی جمعیت کا شیرازہ ٹوٹ گیا۔ اور بہت لڑائی کے بعد اوس نے بجز فرار کے اور کوئی چارہ نہ دیکہا۔ اس وقت اوس کی تمام فوج برباد ہو گئی۔ اور میدان مین کشتون کے پشتے لگ گئے۔ واملوار کے خاص ہاتی بہی چہن گئے جن مین سے ایک کا نام رنجیت اور دوسرے کا واملوار نام تہا۔ اور بیشمار غنیمت مسلمانون کے ہاتھہ لگی۔

اسوقت عادل شاہی فوج مین یہ افواہ اوڑ گئی تہی کہ اسمعٰان مارا گیا۔ اور مصطفیٰ خان دشمن کے پہندے مین	۳۱۹ - مصطفیٰ خان کا اول ملک ریحان کے نام پر فتح نامہ لکہنا اور بعد مین اوسکے خلاف کرنا اور اوس سے اور ملک ریحان سے رنج۔

بری طرح پہنس گیا ہے کہ جس سے رہائی ممکن نہین ہے - جب فتح ہو گئی تو ملک ریحان نے اوسکی تفتیش کی اور چار سوارون کے ساتھہ لشکر سے جدا ہوا مصطفیٰ خان کے پاس آیا - چونکہ مصطفیٰ خان ملک ریحان کی دلاوری اور دانائی اوس وقت ملاحظہ کر چکا تہا اوس نے ملک ریحان کی بڑی تعریف کی - اور غایت تعظیم و تلطف سے پیش آیا اور اوس کے ہاتہہ کو بوسہ دیا - اور کمر سے اپنی شمشیر کہولکر اوس کی کمر مین باندہی - اور خاص اپنی سواری کا گہوڑا اوسے عنایت کیا - اور زبان سے کہا کہ آج ناموس شاہی کی محافظت تیرے ہی سبب سے ہوئی ہے - اور محمد عادل شاہ کو فوراً اوس کی اطلاع کی - اور فتح نامہ ملک ریحان کے نام لکہا مگر رات کو مصطفےٰ خان کے ندیمون نے اوسے بہکایا - اور ملک ریحان کی پہلی ناموافقت کو یاد دلایا - خصوصاً شب نویس نے کچہہ ایسا سوجہایا کہ مصطفیٰ خان کی نیت بدل گئی - اور ملک ریحان کی پہلی دشمنی نے اوس کی آنکہون پر پردہ ڈال دیا جس سے اوس نے ملک ریحان سے لوٹ کے ہاتی طلب کیئے اور مشہور کیا کہ یہ فتح اسد خان کے سبب سے ہوئی ہے - حالانکہ یہ بات محض خلاف تہی -

ملک ریحان کو نواب کی اس بے ایمانی پر بڑا غصہ آیا اور اوس نے کہلا بہیجا - کہ شب نویس کے کہنے سے آپ اس طرح کہنے لگے ہین - مین تمہین یہ ہاتی نہ دونگا - بلکہ خود حضور مین لیجا کر پیش کش کرونگا - اور مین ایسے شخص کے ساتہہ رہتا ہی نہین چاہتا ہون تمکو ہاتی کا کیا اختیار ہے تم تو اپنا ہاتی خود ہی کہو چکے تہے مین نے تمہین بچایا اور مخالف کو بہگایا -

جب مصطفی خان نے ملک ریحان کا جواب سنا تو چونکہ یہ بات خود اوسکے دل سے نہین نکلتی تھی۔ مفسدین کی سوجھائی ہوئی تھی اور اوس کا دل گواہی دیرہا تھا کہ سب کچھ ملک ریحان نے ہی کیا ہے اس لیئے اوس کو اپنی اس بات سے بڑی ندامت ہوئی۔ اور ملک ریحان سے اوس نے معافی چاہی۔ مگر ملک ریحان کا دل ٹوٹ گیا گو بظاہر کوئی فساد نہوا مگر دل مین رنج بیٹھ گیا۔

جب محمد عادل شاہ کو خبر ہوئی تو اوس نے مصطفی خان کو لکھا کہ جس کے سبب سے فتح ہوئی ہے وہ تو بخوبی معلوم ہے۔ ملک ریحان کا دل دکھانا اور اوس سے ہاتی مانگنا نہ چاہیئے یہ مصلحت کے خلاف ہے۔ جب وہ حضور مین آئیگا تو ہاتی ضرور لاکر یہان دیدیگا۔ چاہیئے کہ تدارک مافات کرو۔ اور اوسے اپنا موافق بنالو۔ اور اسی کے ساتھ اوس نے اپنے تمام سرداروں کے واسطے خلعت اور شمشیر ہاے مطلا روانہ کین۔ اور ملک ریحان کو اس مین سب پر فوقیت دی۔ جس سے مصطفی خان کے دلکو رنج ہوا۔ مگر مصلحتاً اوس نے سکوت اختیار کیا۔

۳۲۰۔ چترکل کی فتح اور جنجی کا محاصرہ۔

اس کے بعد یہ سردار ۹۵۸ھ کے اخیر مین اپنے جدا جدا کامون پر متفرق ہوگیے۔ مصطفی خان جنجی کی فتح کیواسطے گیا اور وہان جاکر محاصرہ کیا۔ اور ملک ریحان چترکل کو روانہ ہوا۔ اور وہان جاکر اوس کو فتح کیا اوس کے بعد سرا کو چلا گیا۔ اور وہان اوس نے اپنے دو بیٹیون کا بیاہ کیا۔ ایک لڑکی انکاری خان کو اور دوسری سید عبدالرحمن کو دی اور جب لڑکیون کی شادی سے فارغ ہوگیا تو پہر وہ مصطفی خان کے پاس جنجی کے محاصرہ

مین ملکر شامل ہوگیا۔

۱۲۱۳۔ گرانٹ دف صاحب کی تاریخ اور اوس کا اعتبار۔ ۔ ۔

یہان سے ہم مرہٹون کی تاریخ کپتان جیمس گرانٹ دف صاحب پولیٹکل ایجنٹ ستارہ کی کتاب سے لیکر لکھنا شروع کرتے ہین۔ یہ حالات اونہون نے خود مرہٹون کی تاریخون سے لیئے ہین۔ مگر یہ یاد رہے کہ یہ مرہٹون کی تاریخین وہین تک قابل اعتبار ہین جہانتک کہ ہماری تاریخون کے مخالف نہین ہین۔

ہندؤون کی تاریخون مین مبالغہ بہت ہوا کرتا ہے۔ اور یہ مبالغہ جب یوروپین لباس پہنکر نکلے اور ایک یورپ والے کی زبان سے بیان کیا جائے تو اوس کا پہچاننا سخت مشکل کام ہی نہین بلکہ بارہا غیر ممکن ہوجاتا ہے مگر چونکہ اون کی تاریخ کی دریافت کے اور کوئی وسائل نہین ہین اس لیئے بمجبوری جو دف صاحب نے لکھا ہے اوسی سے ہم اپنا بیان اخذ کرینگے۔ مگر اوس کے وثاقت جہان مرہٹون کی تعریف اور مسلمانون کی برائی نکلتی ہو اسیقدر سمجھنا چاہیئے جیقدر کہ ہم نے بیان کی۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب اہل یورپ مسلمانون کے حالات لکھتے ہین تو اون مین اکثر متعصبانہ بیان کرتے ہین۔ اور ایسی ہی باتین ہوتی ہین کہ جن سے مسلمانون کی بُرائی نکلتی ہے۔ لیکن اس سے مسلمانون کو بُرا ماننا نہ چاہیئے۔ یہ کنوے کی آواز ہے۔ جب مسلمان اون کی تاریخ لکھتے ہین تو وہ بھی ایسا ہی کرتے ہین۔ بلکہ وہ تو صریح گالیان دیا کرتے ہین۔ یورپ والے ایسا نہین کرتے اس کا ہمین اون کا شکر گذار رہنا چاہیئے البتہ وہ اپنی عقل گالیون کے بجاے دوسرے کام مین لگاتے ہین کہ واقعات کو ایسا

پیچیدہ اور بدنما بنا کر دکھاتے ہین کہ جس سے مسلمانون کے اچھے کام بھی برے معلوم ہونے لگتے ہین۔

۳۴۳ - ساہوجی کو عادل شاہی حکومت سے جاگیر کا ملنا - جب ساہوجی بیجاپوری حکومت کا ملازم ہوگیا تو پونہ اور سوپہ اوسے عادل شاہ نے جاگیر مین دیدئے جو اوس کے خاندان مین پہلے سے چلی آتی تھی - جس وقت رندولہ خان ایکیری کی طرف جاتا تھا تو اوس وقت ساہوجی بھی اوس کے ساتھ بھیجا گیا - اور اوس سے عادل شاہ نے اقرار کیا تھا کہ کولار بنگلور اوسکوٹہ بالاپور اور سرا کا علاقہ سب جاگیر مین دیا جایگا چنانچہ یہ علاقہ بھی اوسے بعد مین دیدیا گیا - اور غالباً اس وجہ سے کہ ساہوجی کو اسی عادل شاہی سلطنت سے انس اور ایک خاص تعلق پیدا ہوجاے عادل شاہ نے ضلع کرار مین بائیس ۲۲ گانون کے دیس مکھی بھی دے تھے یہ کرور کا علاقہ ستارہ سے تیس میل جنوب کو واقع ہے -

۳۴۴ - ساہوجی کی بیبیان اور اوس کی اولاد - - - یہ تو ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ ساہوجی کا بیاہ جادون راے کی بیٹی جنجی بائی سے ہوا تھا اور اوس سے دو بیٹے پیدا ہوئے تھے - بڑے کا نام سنباجی تھا اور چھوٹے کا سیواجی تھا بڑا باپ کو بہت پیارا تھا - اور لڑکپن سے باپ کے ساتھ ہی رہا کرتا تھا - سیواجی مئی ۱۶۲۷ء موافق رمضان ۱۰۳۶ھ مین سیونا ری کے قلعے مین پیدا ہوا تھا - سیونا ری کا قلعہ جنیر کے قلعہ کو کہتے ہین - یہ جنجی بائی اور سیواجی ایک مرتبہ شاہجہان کی قید مین بھی آگیے تھے مگر جس وقت کہ شاہجہان نے محمد عادل شاہ سے صلح کی ہے اوس وقت ساہوجی کے اہل و عیال کو اوس نے ساہوجی کے حوالہ کردیا -

جب ساہوجی بیجاپور آیا تو وہ اپنی بی بی جنجی بائی کو اپنے ہمراہ لیتا آیا - اسی جگہہ اوس نے سیواجی کا نارمنبالکر کی بیٹی سوہی بائی سے بیاہ کیا - اور اس کے بعد جب وہ رندولہ خان کے ساتھہ کرناٹک کی طرف گیا - تو اوس نے سیواجی کو اوس کی ماں کے ساتھہ پونہ کو بہیجدیا -

سوا اس جنجی بائی کے ساہوجی نے سنہ ۱۶۳۰ء یا سنہ ۱۰۴۰ھ مین موہنی خاندان مین بہی ایک بیاہ کیا تہا - اس بی بی کا نام توکا بائی تہا - اور چونکہ جنجی بائی سے اور توکا بائی سے رنج رہا کرتا تہا اس سیلیے جنجی بائی اپنے رشتہ دارون مین چلی گئی تہی اور اسی وجہ سے مغلون کے ہاتھہ پڑ گئی تہی - اس توکا بائی کے پیٹ سے ساہوجی کا ایک بیٹا تہا جس کا نام ونکاجی تہا - علاوہ برین سنتاجی بہی اوسکا ایک بیٹا کسی رنڈی کے پیٹ سے تہا -

۴۲۴ - برہمنون کا تعلق ہندو سرداران سے اور داداجی کندیو شیواجی کا محافظ اور اوستاد اور شیواجی کی تعلیم - - - - - - -

اوس زمانہ مین مرہٹہ سردار لکہنے پڑہنے کو زلت اور کسر شان سمجہتے تہے - وہ اپنا فخر پہلے تو تحصیل مالگذاری اور بندوبست کاشتکاری کو جانتے تہے - پہلک سپہگر کے زمانہ سے اونہون نے فن سپاہگری کو اپنا پیشہ کر لیا تہا -

ہندؤون مین برہمن پڑہے لکہے ہوتے ہین - اور یہ ہندو سردارون کے اردگرد رہا کرتے ہین - اور ہندؤون کو اپنے عبادات و معاملات حساب و کتاب وغیرہ کے سیلیے اون کی ضرورت رہا کرتی ہے اور ایسے ہی لکہے پڑہے مرہٹہ سردارون کا کام تو اون کے بغیر چلنا ہی دشوار ہوتا ہے - اس سیلیے ساہوجی کے

پاس بھی بہت برہمن رہا کرتے تھے۔

ان مین دو برہمن مارو پنت ہنونتہ اور دا داجی کندیو بڑے معتبر اور لایق تھے۔ مارو پنت ہنونتہ تو اوس کے پاس کرناٹک مین رہا کرتا اور وہان کی جاگیر کا بندوبست کیا کرتا تھا۔ اور دا داجی کندیو پونہ کی نگرانی کرتا اور اوس کی پہلی بی بی اور شیوا جی کا محافظ اور اوستاد تھا۔ یہ شخص بڑا منتظم اور کفایت شعار عقلمند تھا۔ اس دا داجی نے یہ مقرر کیا تھا کہ ہر سال کھیت کی اصلی پیداوار کا ایک حصہ کاشتکار ست نہیں لیتا اور پیداوار کے وقت حسب قرارداد کبھی تو کھیت کی جنس لے لیتا اور کبھی نقد روپیہ لے لیا کرتا تھا گو کہ اس محصول مین کاشتکارون کا بڑا نقصان ہوتا تھا مگر چونکہ کاشتکار اوس کے عادی ہو گیے تھے اور وہ ملک اچھا اور زرخیز ہے اور دا داجی کا انتظام ایسا اچھا تھا کہ اس سے اوس کے علاقہ کو آباد بیان کرتے ہین۔

یہان پہاڑون کی گھاٹیون مین جنہین ماول کہتے ہین بڑے محنتی غریب لوگ بستے تھے۔ اس زمانہ مین پچھلی لڑائیون اور قحط سالی کی وجہ سے یہ ملک بہت خراب اور برباد ہو گیا تھا۔ اور وہان کے باشندون کی مشکل سے قوت بسری ہوتی تھی دا داجی نے اس لیے کئی سال تک ان ماولیون سے زمین کا محصول نہین لیا تب سے یہ علاقہ خوب آباد ہو گیا۔

دا داجی نے جیجی بائی کے واسطے پونہ مین ایک بڑا مکان بنایا تھا اور شیوا جی کو اوس کے درجہ کے لایق تیراندازی اور بندوق کا نشانہ لگانے کی تعلیم دی تھی۔ برچھی نیجہ اور تلوار مارنے مین وہ اوستاد ہو گیا تھا۔ یہان کے لوگ گھوڑے کے اچھے سوار ہوتے ہین وہ گھوڑے کی سواری مین بھی بہت ہی بڑھ چڑھ کر تھا۔ سواے اس کے دا داجی

سنے اوسے اپنے ہندوانی پوجا پاٹ کا بہی خوب شائق کردیا تہا اور اوسے مذہبی کہانیان خوب یاد کرادی تہین - مہابہارت رامائن بہاگوت کی کتہائین سننے کا اوسے بڑا شوق ہوگیا تہا - یہان تک کہ بارہا وہ خطرات سکے وقت کتہاؤن مین حاضر ہوا کرتا تہا -

۵۴۲ - محکوم قوم کی اپنی حاکم قوم سے نفرت اور اکبر اور عادل شاہ کی غلطی ہندوؤن کو اپنا ہمسر بنانے مین - - - -

یہ تو ہمیشہ قاعدہ کی بات ہے کہ اگر ایک قوم کسی دوسری قوم کے محکوم اور تابع ہو تو اس محکوم قوم کو اپنے حاکم قوم سے ہمیشہ عداوت ہوا کرتی ہے - چنانچہ یہہ بات اکثر معاملات مین ہم لوگ ہر روز ملاحظہ کرتے ہین - اور یہ ایک فطرتی میلان ہے اس قدرتی قاعدہ کو دبائے رکہنے کے لیے یہ ضرور ہے کہ محکوم قوم کو اپنی محکومیت کے درجہ سے اوپر نہ بڑہنے دیا جائے - جب تک کہ یہ قوم اپنی محکومیت کے درجہ مین رہے گی - اوسوقت تک ملک مین کچہہ بد انتظامی اور فساد نہین پہیلیگا ورنہ ماتحت قوم ہمیشہ فتنہ و فساد پہیلانے کو ضرور جاتی ہے -

جب تک دکن مین بہمنی حکومت رہی - اور شمالی ہند مین مغل نہین آئے تہے تب تک ہندو انگریزی حکومت کی طرح شاہی اور سلطنتی امورات مین اون کے شریک نہین تہے - اور یہ لوگ اپنے آپ کو اسلام کی رعایا سمجہتے تہے ملک مین ہمیشہ امن چین رہتا تہا - اس کے بعد جب دکن مین نظام شاہی اور عماد شاہی وغیرہ حکومتین قایم ہوئین اور ان کی آپسمین روز بروز لڑائیان ہوتی رہین اودہر ہندوستان شمالی مین مغلیہ حکومت قایم ہوئی - اور پچہلے مسلمان حکام سے اونہین لڑنا پڑا - اسلیے مسلمانون نے فوجی معاملات مین ہندوؤن کو اوس وقت کی ضرورت کے لحاظ سے اپنے ساتہہ شامل کیا - پہر اکبر اور ابراہیم عادل شاہ اول نے تو بہت ہی بڑی غلطی

کی - اور ان کو امورات سلطنت مین پورا پورا دخیل کرلیا - اکبر نے رشتہ ناتے اون سے جوڑے - اور ہندوؤن کو اپنا ہم سرنبایا - ابراہیم عادل شاہ ثانی اور ملک عنبر نے انہین فوج مین بہرتی کیا - اور سپاہگری کا فن سکہایا - اس لیے ان کو مسلمانون سے ہمسری کا دعوی ہوگیا -

شمالی ہند مین تو اسلامی حکومت خوب جمی ہوئی تہی وہان تو اس کا اثر اس وقت کچہہ ظاہر نہوا - مگر دکن کی حکومتین اس زمانہ مین کچہہ بوسیدہ ہوگئی تہین محمد عادل شاہ اور عبد اللہ قطب شاہ دونو آرام طلب تہے - محمد عادل شاہ لڑائی سے جی چورا تا تہا باوجود اس ضرورت کے جو مغلون کے زمانہ مین پیش آگئی تہی اور اب کرناٹک مین ہورہی تہی محمد عادل شاہ پورا پورا اون کو نہین دبا سکتا تہا - اودہر عبد اللہ قطب شاہ بالکل رنگیلا اور عیاش بادشاہ تہا - لڑائی کے نام سے اُسکی روح نکلتی تہی - ہندؤن مین ہی پڑا رہتا تہا -

ایسی حالت مین جب ہندو اپنے حاکمون سے برابری اور اون سے سرکشی کرتے تو ایس مین دشمنی پیدا ہوتی تہی - مسلمانون کے مذہب مین تعصب کو بہت بڑا لکہا ہے وہ تو اپنے محکومون کے ساتہہ انصاف کرتے ہین - مگر ہندؤن کو اپنی قوت کی ترقی کے سبب سے اون سے نفرت ہوتی جاتی تہی -

جب سیواجی کو مذہبی قصہ کہانیون کا شوق ہوا - تو اوس کو اسی فطرتی قاعدہ کے روسے مسلمانون سے نفرت پیدا ہوئی - مگر یہ نفرت ایسی ہی تہی جیسے کہ اسوقت بہی ہندؤن کو مسلمانون اور انگریزون سے ہے کہ وہ نہ تو اون کے ہاتہہ کی ادنی چیز چہوئی ہوئی کہاتے ہین اور نہ اون کے ہاتہہ کا پانی پیتے ہین - بلکہ اگر کوئی مسلمان یا انگریز

کسی فرش پر بیٹہا ہوا اور وہ فرش زمین کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک کیون نہ چلا گیا ہو لیکن ہندو اس پر کوئی چیز نہ کہا ئیگا - بلکہ سچّے ہندو تو کسی مسلمان اور انگریز کو اپنا کپڑا بہی نہین چہوا ئیگا جس قوم کو کہانے پینے مین دوسرون سے یہ نفرت ہو تو خوب خیال مین آسکتا ہے کہ اوس کو اپنے سوا غیر مذہب والی قوم سے کیسی نفرت نہ ہوگی -

۲۲۳ - شیواجی کا ابتدائی چال چلن اور اوس کے رفیق اور خود مختار بننے کے خیالات - - - - -

یہ مثل مشہور ہے کہ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات شیواجی جب سولہ برس کا ہوا تو وہ چونکہ پڑہا لکھا نہ تہا ایسے لوگون کے ساتہ اوٹہنے بیٹہنے لگا - جو اوٹہائی گیرے دغاباز لوٹ تہے اور وہ باتین کرنا شروع کین جن سے اوس کا خود مختار یا لیگر ہونے کا منصوبہ معلوم ہوتا تہا - جب داداجی نے اوس کی یہ حالت اور ایسی باتین سنین تو اوس نے اپنے شاگرد کو ایسی گفتگو سے منع کیا - اور سیواجی کو مجبوراً اپنی بات چیت مین احتیاط کرنا ہی پڑی لیکن سیواجی کا راج ایسا نہ تہا جو اس خاموشی کے پہندے کو گوارا کرتا - جب اوس نے دیکہا کہ داداجی یہان حوصلہ آزمائی نہین کرنے دیتا اور روکتا ہے تو وہ کانکن مین کئی کئی روز گہر سے غائب رہنے لگا - داداجی نے یہ دیکہکر اوسے نصیحت کی اور گہر کے کاروبار اور جاگیر کے انتظام مین مصروف رہنے کی اوسے توجہ دلائی -

جب سیواجی کو اس طرح جاگیر کے انتظام مین اپنا وقت صرف کرنا پڑا تو اوسے اوس کے کارکنون کا حال معلوم ہوا - اور اون سے کہہ ہی موافقت پیدا ہوگئی جو آئندہ چلکر اوس کے بڑے بڑے کارپرداز اور مددمعاون بن گیے - اور تیز گرد و نواح کے زمینداروں اور امیرون سے بہی ملاقات کرنے کا اتفاق ہوا - چونکہ شیواجی مزاج کا

ملنسار تھا اور اپنے مطلب کے لیے آدمیون کو خوب گانٹھ لیتا تھا - اور چلتا نظر آتا تھا
چارون طرف کے زمیندار اوس کو اچھا سمجھنے لگے - لیکن اس وقت ہی لوگون مین یہی
مشہور رہا کہ کانکن مین جو بڑی بڑی راہزنیان ہوتی ہین اونمین شیواجی شامل رہا کرتا ہے
شیواجی ہمیشہ ماولیون کی طرفداری کرتا تھا - وہ جانتا تھا کہ اگرچہ یہ لوگ بہت
اور نمائش مین کچھ سیدھے سادے بیوقوف سے ہین مگر کام مین بڑے چست
وچالاک اور حقیقت مین ذہن کے بڑے تیز ہین - اور جہان اعتبار کی ضرورت ہے
وہان خوب ایمانداری سے کام کرتے ہین - اسی وجہ سے اون ماولیون کی طرف ہی وہ
بڑا متوجہ رہتا جو داداجی کے ملازم تھے اور اونمین وہ اپنے سیر وتماشے اور شکار مین ساتھ
لیجایا کرتا تھا - اس لیے یہ لوگ اوس سے بہت پیار و محبت کرنے لگے - اور رفتہ رفتہ
تمام ماولی اوس سے ہل مل گئے -

اور انہین سیر وشکار مین وہ گھاٹ متا اور کانکن کی تمام گھاٹیون اور دررون مین
پھرا کرتا اور بہت جلد ہر ایک راستے سے واقف ہو گیا تھا - اور جو جو مضبوط مقامات
تھے اور جہان اوسے کسی مشکل کے وقت پناہ مل سکتی اوس کو جانچتا اور پرتا لتا
رہتا تھا -

۳۴ - عادل شاہی حکومت کی غفلت پہاڑی قلعون سے مسلمانون کی حکومت مین اس طرف کے پہاڑی قلعون کی
جانب بڑی غفلت رہا کرتی تھی - جو نہایت ہی عمدہ قلعے
ہوتے اون مین بادشاہ یا کسی وزیر اور جاگیردار کی طرف سے وہان کوئی قلعہ دار رہا
کرتا تھا - اور لڑائی کے وقت وہان کچھ اچھی فوج بھی بھیجدی جاتی تھی لیکن امن چین
کے زمانہ مین وہ فوج سے خالی ہی رہتے تھے - اون کی نگرانی کسی کسی کامدار عملدار

جاگیر دار یا وہان کے کسی دیس مکھ کے سپرد رہا کرتی تھی۔

وجہ اس کی یہ تھی کہ ان کوہستانی علاقون مین کبھی کسی دشمن نے اونہین نہین ستایا تھا اور برسات کے ایام مین وہان آنے جانے مین بڑی دقت ہوا کرتی تھی۔ اس لیے اہلکار یہان کا رہنا پسند نہین کرتے تھے اور اس لیے وہ ان قلعونکی جس قدر حفاظت ہونا چاہیئے تھی نہین کرتے تھے۔ اور اس وقت تو کرناٹک کی تسخیر مین تمام عادل شاہی فوج مصروف تھی۔ ان قلعون سے تمام فوجین طلب کر لی گئی تھین قلعے بالکل غیر محفوظ پڑے تھے۔

۳۲۸۔ شیواجی کا تورنا کے قلعہ کو لینا اور عادل شاہی حکومت کی بے پروائی۔۔۔

سیواجی کے ابتدائی رفیق تین شخص تھے۔ ایسجی کنک ناناجی مالوسری اور باجی پہالکر۔ یہ باجی پہالکر موسائی کھورہ کا دیس مکھ تھا۔ باقی دو نوبھی انہین پہاڑون مین موروثی زمیندار تھے۔ سب سے پہلے سیواجی کے ان فوجی کامون مین یہی تین رفیق تھے۔

تورنا کا ایک پہاڑی نہایت مضبوط قلعہ تھا۔ جو پونہ سے جنوب مغرب کو بیس میل پر نیرا ندی کے چشمہ کے قریب واقع تھا۔ ان شیواجی کے رفیقون نے معلوم نہین کہ کس طرح وہان کے قلعہ دار کو راضی کیا۔ اور اوس سے یہ قلعہ ۱۶۴۶ء مطابق سنہ ۱۰۵۶ھ مین اس سے لے لیا۔ یہی سب سے پہلا قلعہ ہے جو شیواجی کے قبضہ مین آیا ہے۔

چونکہ عادل شاہی حکومت کا اس طرح پر ایک قلعہ لے لینا اور علانیہ اوس سے بغاوت کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ایسی حالت مین بجز چالاکی کے اور کوئی اپنے بچاؤ کی تدبیر نہ تھی۔ اس لیے شیواجی نے یہ بہانہ کیا کہ چونکہ اس قلعہ دار سے وہان کا انتظام

سنہ ۱۶۵۷ء

ٹھیک نہین ہوسکتا تھا - اس واسطے مین نے یہ جرات کی ہے اور بیجاپور مین اپنے
وکیل کو بھیجکر سرکار عادل شاہی مین خود ہی اس امر کی اطلاع کردی اور بیان کیا کہ مین
سرکار کا خیرخواہ ہون - یہان کا انتظام مین ایسا کرون گا کہ جس مین سرکار کا فائدہ ہوگا
قلعہ دارون کو اس وقت قلعہ کے گرد نواح کا علاقہ اجارہ پر دیا جایا کرتا تھا اور
یہ لوگ اپنے علاقہ کی آمدنی بہت کم بتایا کرتے تھے تاکہ سرکار کا مطالبہ ان سے کم ہو -
شیواجی نے جس قدر پہلا قلعہ دار دیتا تھا اوس سے کہین بڑھکر مالگذاری ادا کرنے کا وعدہ
کیا جو اوسط لگانے سے اوس مقدار سے بہت زیادہ تھا جو اس دس سال کے مقبوضہ
مین سرکار بیجاپور کو وصول ہوا تھا -

عادل شاہی حکومت مین ایک اندھیر تھا - وہان ان باتون کے جواب
مدتون مین ملا کرتے تھے - شیواجی کے لیے یہ اور بھی مفید ہوا - اوسے تو فقط وقت
ٹالنے کی ہی ضرورت تھی جس قدر اوسے فرصت ملی وہ اوس کے حق مین مفید ہوئی
دربار مین رشوت خوار بھی بہت تھے - سیواجی نے اونہین رشوتین بھی دین جس سے
کسی نے کئی سال تک اس معاملہ کی طرف کچھہ توجہ ہی نہ کی -

۲۲۹ - سیواجی کو ایک دفینہ ملنا اور راج گڑھ کا بنانا -

جس زمانہ مین سیواجی کے وکیل دربار عادل شاہی کے
امراکو یہ جھکمہ دے رہے تھے اوس زمانہ مین سیواجی اپنے
استحکام مین مصروف تھا - اور ماولیون کو فراہم کر رہا تھا - اس قلعہ کی مرمت ہو رہی تھی
وہان ایک کھنڈر کے کھودنے مین کسی زمانہ کا ایک دفینہ اتفاقاً نکل آیا - اوس مین
سیواجی کو بہت سونا مل گیا - جسے اوس نے مشہور کیا کہ مجھے بھوانی دیبی نے راجہ
بننے کے لیے عنایت کیا ہے اس دولت کے ملنے سے اوسے اپنے منصوبون

مین بڑی تقویت ہوئی - فوراً اوس نے اوس سے ہتیار اور سامان جنگ خریدا - اور ایک اور قلعہ بنانے کی تجویز کی - اور تورنا سے جنوب مشرق کو تین میل پر موربا کی پہاڑی پر ایک اور قلعہ بنایا اور نہایت ہی محنت سے اوسے جلد مضبوط کر لیا - اور دوسری سال سنہ ۱۰۶۳ھ مطابق سنہ ۱۶۵۰ء مین جب وہ بنکر تیار ہو گیا تو اوس نے اوس کا نام راج گڈہ رکھدیا -

۲۳۰ - عادل شاہ کا ساہوجی سے سیواجی کی حرکات سے بازپرس کرنا اور داداجی کی وصیت سے سیواجی کے خیالات مضبوط ہونا - -

جس زمانہ مین سیواجی یہ قلعہ بنا رہا تہا تو اسکی خبرین وقتاً فوقتاً بیجاپور مین بہی پہونچتی رہین - اور اوسکے بنانے سے اوسے منع بہی کیا گیا - لیکن اوس نے کچہہ نہ مانا - چونکہ یہ جاگیر سیواجی کے باپ ساہوجی کے نام تہی جو اس وقت کرناٹک کی طرف تہا اس لیے دربار عادل شاہی سے اوس سے اس باب مین بازپرس کی گئی - ساہوجی نے کہا کہ سیواجی نے یہ کام مجہہ سے پوچہکر نہین کیا ہے - لیکن مین اور میرا تمام خاندان حضور کا خیرخواہ ہے اوس نے جو یہ کام کیا ہے اسمین کچہہ سرکار کے ہی واسطے کوئی مفید بات ہوگی اور جاگیر کی حفاظت کے لیے اوس نے ایسا کیا ہوگا - اسی کے ساتہہ ساہوجی نے داداجی کنڈیو اور سیواجی کو بہی خط لکہا کہ یہ کیا نالایق حرکت ہے اس سے باز آنا چاہیئے -

داداجی نے یہ سنتے ہی سیواجی کو منع کیا - اور کہا کہ ایسے خیالات نہ کرنا چاہیے - ان سے نقصان پہونچیگا - اور بتایا کہ تیرے باپ کی بادشاہ بیجاپور بڑی خاطر کرتا ہے اور امید ہے کہ اوس کی ہواخواہی سے تجہے بڑے بڑے فائدے پہونچین گے - اور اگر اس کے برخلاف کیا تو ساری امیدین خاک مین مل جائینگی

شیواجی نے اس کے جواب مین مناسب الفاظ کہدئے - مگر اوس کی تقریر سے داداجی کو معلوم ہوگیا - کہ سیواجی اپنے ارادہ سے پہرنے والا نہین -

داداجی کندیو بوڑہا ہوگیا تہا - اور بیمار بہی تہا - اور یہ اوس کو اپنے مالک کی جاگیر کی طرف سے نیا خدشہ پیدا ہوگیا تہا - ان سب باتون نے اوسے گرادیا - اور اب وہ موت کے کنارہ آلگا - جس وقت یہ مرنے لگا تو اوس نے اپنے شاگرد رشید کو بلایا اور بجائے اس کے کہ وہ سیواجی کو خودمختارانہ خیالات سے اپنے معمول کے موجب منع کرے اوس نے اوسے وصیت کی کہ مین تو اب جاتاہون تجہے نصیحت کئیے جاتاہون کہ تجہے اپنی اہین باتون پر مستقل رہنا چاہئیے اور جہانتک ہوسکے تو خودمختار بن جا - اور برہمنون کی حفاظت کیاکر - اور ہندؤن کو ان ملکشون سے بچا - لہذا اس کے اوس نے اپنے مالک کے تمام خاندان کو اس نوجوان کے حوالہ کیا - اور خود عالم بقا کو روانہ ہوا -

داداجی نے جو اپنے مرتے وقت سیواجی کو وصیت کی اس سے اوس پر اور جو اوس کے ساتہہ مین شریک تہے اون پر جادو کا اثر کیا - اور اوس کی جاگیر کے ماتحتون نے اوس کے منصوبون مین اعانت وجانفشانی کرنے کو اپنا سب سے بڑا فرض جانا اور سیواجی نے جاگیر کا اہتمام اپنے ذمہ لیکر بے روک ٹوک اپنے خیالات پر عمل کرنا شروع کیا -

اسی مین اوس کے باپ کے آدمی داداجی سے جاگیر کی توفیر مانگنے کو آئے سیواجی نے کہلا بہیجا کہ وہ تو مرگیا اور کہا کہ ابہی کچہہ روپیہ موجود نہین ہے اور پہر اس کے بعد اگرچہ باپ کے آدمی کتنے ہی مرتبہ روپیہ مانگنے کو آئے مگر اوس نے زیادتی خرچ کا عذر کرکے

باپ کو اس جاگیر سے کبھی ایک کوڑی بھی نہین دی - اور اپنی ترقی مین تمام وسائل کو خرچ کرتا رہا - اور کہلا بھیجا کہ کرناٹک کے زرخیز جاگیرات سے اپنا خرچ چلاے میرے پاس دینے کو کچھہ نہین ہے -

سنہ ۱۶۵۰ء

۴۱۳ - سیواجی کا پھرنگجی اور باجی کا انتظام کرنا -

ساہوجی کی اس جاگیر مین پھرنگجی نرسالہ قلعہ دار چاکنہ اور باجی موسی سیواجی کے دوسرے نانڈوکا بائی کا بھائی حاکم سوپا ایسے شخص تھے کہ جن کا سیواجی کو مطیع کرنا یا نکالدینا نہایت ضروری تھا - سیواجی نے ان دونون سے پیغام سلام کیے - پھرنگجی نے تو سیواجی کی بات کو مان لیا - اور سیواجی نے اوسے چاکنہ کے قلعہ کی حکومت پر بحال رکھا اور گرد و نواح کا علاقہ بھی اوسے سپرد کردیا اور کہدیا کہ اوس کا بندوبست اوسی طرح قایم رکھے جیسا کہ داداجی کے وقت سے چلا آتا ہے لیکن باجی موہنی نے اس کی باتون کچھہ توجہ نہ کی - اور کہنے لگا کہ جب تک ساہوجی کا حکم نہ آئے اوس وقت تک مین یہان کی آمدنی تجھے نہین دونگا - اسواسطے سیواجی نے اپنے کچھہ ماولی جمع کیے اور چپکے سے رات مین جا کر سوپا کو گھیر لیا - اور باجی موہنی وغیرہ کو گرفتار کرلیا - اور اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اُس کے باپ کے پاس کرناٹک کو چپکے سے چلے گیے -

۴۱۴ - سیواجی کا قبضہ قلعہ کہدانہ پر اور پرگنہ سوپہ و بارامتی وغیرہ - - -

اسی زمانہ مین کہدانہ کا قلعہ بھی سیواجی کے ہاتھہ آگیا وہان کا قلعہ دار ایک مسلمان تھا - اوسے سیواجی نے ایک بڑی رشوت دیکر اوس سے لیا اور اوس کا نام سنگہ گڈہ رکہدیا - یہ قلعہ بہت ہی موقع پر اور سیواجی کے واسطے نہایت ہی مفید تھا -

بارامتی اور اندا پور کے عہدہ دار اونہین قواعد پر چلتے رہے جو داداجی نے

تشنلیہ

مقرر کر دے تھے - اور جو مالگذاری ہوتی وہ لا کر پونہ مین ہونچا دیتے تھے اونہون نے سیواجی کی مخالفت کچہہ نکی - مگر یہ قلعہ اور نیز پرگنہ سوپہ پہاڑون سے دور تھے - اور ایسے نہ تھے کہ سیواجی ہمیشہ اون پر قابض و متصرف رہ سکے -

۲۳۳ - پورندہر کے قلعہ کا سیواجی کے ہاتہہ آنا - جس زمانہ مین داداجی مرا ہے اُسی زمانہ مین پورندہر کا قلعہ دار بہی مرگیا - یہ ایک برہمن تہا - اور نیلکنٹہ راؤ اوس کا نام تہا - اور نظام شاہی حکومت کے زمانہ سے وہان کا قلعہ دار تہا - اور ساہوجی سے اوس کی بہت ملاقات تہی - اوس کے تین بیٹے تھے اون مین سے بڑا بیٹا بلا منظوری عادل شاہ قلعہ دار بن بیٹہا اوس کے دونون بہائیون نے اوس کے قلعہ دار بننے پر اوس کی مخالفت کی اور بعض کہیتون پر بہائیون بہائیون مین جہگڑا پیدا ہوا -

انہون نے ملکر چاہا کہ سیواجی کو پنچ بنا کر اپنے جہگڑے کا فیصلہ کر لین - سیواجی تو ایسے موقع ڈہونڈہتا ہی تہا - اوس نے فوراً پنچ ہونا تسلیم کر لیا - لیکن ابہی اُنہون نے اپنے فیصلہ کے واسطے اسے بولایا بہی نہین تہا کہ ایک موقع مناسب پر اوس نے اپنے آدمیون کو اکہٹا کیا - اور سوپہ کے قصد کے بہانہ سے چلا اور پورندہر کے پیچہے جا کر منزل کی وہ جانتا تہا کہ جب مین وہان جاؤن گا تو قلعہ والے مجہے اندر بولائینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا - اور تینون بہائیون نے اوسے بولایا - اور وہان بات چیت ہوئی جب آرام کا وقت آیا تو بڑا بہائی اپنے گہر مین آرام کے لیے چلا گیا -

اور باقی دونون چہوٹے بہائی سیواجی سے باتین کرتے رہے سیواجی نے اونسے کہا کہ تمہارے دعوے منوانے کے لیئے یہ ضرور ہے کہ بڑے بہائی کو گرفتار کر لیا جائے دونون چہوٹون نے اوسے فوراً قبول کر لیا - اور اون کی رائے کے بموجب

سنہ ۱۶۴۸

اسپنے آدمیون کو قبل از صبح قلعہ مین اندر بولالیا - صبح ہوتے ہوتے بڑا بھائی قید ہوگیا
اور دونون چہوٹے بھائی اوس کے قبضہ مین آگیے اور قلعہ پر سیواجی کا قبضہ ہوگیا -
اس کے بعد سیواجی نے اپنی دغابازی کا اون سے ایسا معقول عذر کردیا
کہ وہ راضی ہوگیے - اور سیواجی نے اونہین کچہہ دیہات انعام مین دیدیے اور انہین
تینون بہائیون کو اپنا نوکر کرلیا - جنہون نے آیندہ چلکر بڑے بڑے کارہا ے
نمایان کیئے -

۲۴۴ - سیواجی کی دانائی اور محمد عادل شاہ کی غفلت اور محلات کا بنوانا - -

اب اس وقت تک سیواجی کو جو ملک حاصل ہوا اوس مین نہ توکچہہ شور ہی مچا اور نہ کہین خونریزی ہوئی - ابہی سیواجی نے عادل شاہی علاقہ پر کچہہ دست درازی نہین کی تہی
محمد عادل شاہ اس زمانہ مین بڑے بڑے محلات بنا رہا تہا - اور سنہ ۱۰۵۶ھ مین گگن
محل جل گیا تہا اس لیے اوس نے داد محل کے نام سے ایک بڑا قصر بنوایا اور طلاکاری
اور رنگ آمیزی سے اوسے خوب سجایا - جہان بعد مین موی مبارک رسول اکرم
صلعم کے مودع کیے گیے اور وہان اون کی زیارت کا دستور مقرر ہوئی اور نیز محمد عادل شاہ
نے اسی زمانہ مین اپنے مدفن کے لیے بہی ایک گنبد کی عمارت طیار کروانا شروع
کی تہی اور کرناٹک کی تسخیر کی تجویزون مین مصروف رہتا تہا - اور ساہوجی کی جاگیر مین
جو یہ خلاف ضابطہ کارروائیان ہو رہی تہین یا تو اوسے معلوم ہی نہ ہوتی تہین یا جو
معلوم ہوتی تہین او مین بُرا نہین سمجہا جاتا تہا - اسواسطے کہ ساہوجی کا جاگیر دار خود اوسکے
قبضہ مین موجود تہا -
اس طرح سیواجی کے قبضہ مین وہ تمام علاقہ اگیا جو دریاے نیرا اور چاکنہ کے

ہمیان تہا اس زمانہ تک سیواجی ملک پر ایسی دانائی اور ہوشیاری سے ویکتا بہاتا
ر قبضہ کرتا ہا جس طرح کہ کسی ملک کی شیر پنے ادیون مین تکتے رہتے اور وقت پر
جہپٹے مارتے رہتے ہین - مگر اب اوس کی وہ شان وشوکت ہوگئی تہی کہ آیندہ اوسکی
رقی کا چہپانا غیر ممکن تہا -

۱۰۴۴ - روہیرا، دائی اور کہاٹ مہتا دہنالہ اور واڑی اور سرنگر کے حاکم - سلطنت مغلیہ اور حکومت عادل شاہی اور قطب شاہی کا حال تو ہم اوپر بیان کرچکے ہین اوس کے اعادہ کی ضرورت نہین ہے مگر اون چہوٹے سرداروں اور حکام کا حال ہم یہان لکہنا ضروری سمجہتے ہین جو سیواجی کے پاس پڑوس مین اس وقت موجود تہے -

دریاے نیرا کے جنوبی کنارہ پر او مشرق مین سیرول تک اور اُس سے جنوب مین ہان تک جہان کرکشنا کے شمال مین پہاڑ ہین ہ دس مادل کا ایک دلیس مکہ مالک ورہا تہا جس کا نام بندل تہا اور روہیرا کا قلعہ اسی کے قبضہ مین تہا - چونکہ سیواجی نے اسے بڑا حسد تہا اس سیلیے اوسے دیکہکر اس نے بہی خوب فوج نوکر رکہہ چہوڑی ہی - اور پونامہ ہرسے کے گرد نواح کے علاقہ پر خوب نگرانی رکہتا تہا - اگرچہ یہ دلیس مکہ ایک رہٹہ تہا مگر اس کا دلیسپانڈیہ پرہبو یا پرو ذات کا ایک شخص تہا جہ ستنکرا جاری رقہ کے لوگ ہین - اور جن کا سیواجی بڑا طرفدار تہا -

دائی کے مقام پر مادل شاہی مکاسہ دار رہتا تہا - اور پنڈو کندہ کمل گڈہ وغیرہ لعہ اوس کے قبضہ مین تہے -

اور کشنا سے دار ملکٹ گہاٹ مہتا کا مالک چندر راو مری جادل کا راجہ

سنہ ۱۰۹۵ھ

تہا اور پنالہ کے قلعہ پر عادل شاہ کے طرف سے ایک مرہٹہ سوار مقرر تہا اور کولاپور کا ضلع اوس کی حکومت مین تہا۔

بیجاپور کا علاقہ واقع کانکن جو قدیم سے چلا آتا تہا جاگیرون مین منقسم تہا اور موروثی دیسمکہہ اوس کے اجارہ دار تہے۔ لیکن ان مین جو ساحلی شہر اور بندرگاہ تہے اون پر شاہی افسر رہا کرتے تہے چنانچہ دابل انجن ویل تناگری راجپور مع علاقہ جات گرد ونواح شاہی عہدہ دارون کے قبضہ مین تہے۔

ان موروثی سرداروں مین واڑی کے ساونت بڑے سردار تہے۔ وہ اوس دشوار گذار خطہ کے دیسمکہہ اور جاگیردار تہے جو گوا کے پرتگیز ان کے ملک کے ہمسایہ تہا۔ اور اُن کے بندرگاہون مین دریائی لوٹیرے آیا جایا کرتے تہے جنہین ابتداے زمانہ مین کولی کہا کرتے تہے۔ ان ساونتون کے بعد سرنگیر کے ولوے تہے جن کے ملک مین آمدورفت کم ہوتی تہی۔ اور اس لیے جاولی کے راجہ کی طرح یہ بہی ایک طرح کے خودمختار سے سمجہے جاتے تہے۔

۳۶ ۳- کلیان بہیری اور جزیرہ کے حاکم - -

کلیانی کا صوبہ پہلے نظام شاہ کے قبضہ مین تہا۔ مگر سنہ ۱۰۴۵ھ کے عہدنامہ کے بموجب یہ علاقہ بیجاپور والون کو مل گیا تہا عادل شاہ نے اوسے دو شخصون کو دے رکہا تہا اس کا شمالی حصہ بہیری یا بہنورہ ندی سے نگوتنا تک جسے ناگ تہانہ بہی کہتے ہین ایک بڑے ذی عزت مسلمان افسر کے ماتحت تہا جو بادشاہ بیجاپور کی طرف سے قصبہ کلیان بہیری مین رہا کرتا تہا۔

اس خطہ کا دوسرا جنوبی حصہ ایک حبشی کی جاگیر مین تہا جسے غالباً بحری تجارت کی حفاظت سپرد تہی۔ اور حجاج کی آمدورفت کی نگرانی کیا کرتا تہا۔ اس کی جاگیر

سنہ ۱۰۵۰ھ

موروثی تو نہ تھی - مگر اوس شخص کو دی جاتی تھی - جو جہازرانی کے کام کی زیادہ لیاقت رکہتا تھا - اس حاکم کا لقب وزیر ہوا کرتا تہا - اس کے ملازم اکثر حبشی ہی ہوا کرتے تھے جس سے اس ملک مین حبشیون کی بڑی آبادی ہو گئی تھی - اور دنداراجپور کے بندرگاہ مین جہازرانی کا بڑا کارخانہ تہا - جہان کہ ایک چھوٹا بڑا مضبوط جزیرہ تھا جسے بگاڑکر جنجرہ بہی کہا کرتے تھے - اس وقت یہان کا حاکم فتح خان سیدی تہا -

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہان حبشی بہت مدت سے قابض و متصرف چلے آتے تھے مگر اون کی ابتدا کا صحیح صحیح زمانہ معلوم نہین ہے - اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ملک عنبر کے زمانہ مین نظام شاہی سے بڑے امیر الجبہ حبش خان اور سیدی عنبر تھے اور اس زمانہ مین راکری کا حاکم سیدی بلیل تھا - غرض اس وقت سیدی فتح خان کے قبضہ مین ناگوسالہ اور راکری کے اور نیز اور کتنے ہی قلعہ تھے مگر ان سب مین قلعہ دار رہا کرتے تھے -

۴۳۰ - سیواجی کا عادل شاہی خزانہ کو لوٹنا اور چھوٹے چھوٹے قلعون پر قبضہ کرنا -

غرض یہ لوگ تو اپنے اپنے عیش و عشرت مین اور ایسے معاملات مین اوقات ضایع کرتے تھے جو اولوالعزمی سے ہزارون کوس دور تھی لیکن سیواجی نہایت ہی خفیہ خفیہ اور بڑی تیزی و چستی و چالاکی سے چارون طرف ملک گیری کے تدابیر مین مصروف تہا - اور اوس کے بڑے بڑے ارادے تھے چارون طرف اوس نے اپنے جاسوس مقرر کر دئے تھے - ہر مقام کی اوسے ذرہ ذرہ بہر خبر پہونچتی تھی - اور ماولیون کی فوج روز بروز زیادہ جمع کرتا جاتا تہا -

اس زمانہ مین مولانا احمد نے جو کلیان کا حاکم تہا مالگذاری کا بڑا روپیہ جمع کیا تھا اور

یہ خزانہ حسب دستور اس وقت اوس سے نے بیجاپور کو روانہ کیا تہا سیواجی کے جاسوسون نے اوسے آکر خبر دی کہ فلان روز اور فلان وقت اس قدر روپیہ کلیان سے بیجاپور کو چلا ہے -

سیواجی نے یہ سنتے ہی سو ہت تین سو سوار لیے جنہین اوس نے اوسوقت بارگیر بنا رکہا تہا اور ایک فوج ملولیون کے ہمراہ لیکر راستہ مین پہونچا - اور بدرقہ کو بہگا کر تمام خزانہ سوارون کے گہوڑون پر لاد فوراً راجگڑہ واپس چلا آیا -

جب سیواجی نے یہ کہلم کہلا راہزنی کی اور شاہی خزانہ چہین کر لے گیا تو اوسکے ارادہ سب کو معلوم ہو گیے - مگر ابہی یہ خبر بیجاپور پہونچی بہی نہ تہی کہ سیواجی نے قلعہ جات گنگوری تنگ تکونہ بہورپ کواری لوہگڈہ راج مچی تالہ گوسالہ اور نیز ریری کی پہاڑی قلعہ پر قبضہ کر لیا - اور کانکن کے اوراچہے اچہے مقامات کو جا لوٹا - لیکن مال غنیمت بڑی دانائی اور انتظام کے ساتہہ مالیون کے ذریعہ سے راجگڈہ پہونچاتا رہا - یہ کسی کو ممکن نہ تہا کہ سیواجی کی لوٹ مین اوس کا ملازم کوئی غبن کرے -

یہ قلعے بآسانی اور نہایت جلدی سے شیواجی نے لے لیے اس کا یہ سبب تہا کہ یہ ہندوون کے قبضہ مین تھے اور ہندوون مین جیسے اب ہمدردی ہے ایسی ہی اس وقت بہی آپس مین بڑی ہمدردی اور ایک دوسرے کی ہواخواہی تہی -

۳۳ - آباجی کا مولانا احمد کو گرفتار کرکے کلیان کے علاقہ پر قبضہ کرنا -

ادہر تو یہ خزانہ اور قلعہ سیواجی کے ہات آئے اور ادہر سیواجی کے ایک برہمن سردار آباجی سندیو نے جو دادا جی کندیو کا شاگرد تہا قلعہ کلیان مین پہونچکر مولانا احمد کو ہندوون کے ذریعہ سے گرفتار

کر لیا اور جتنے قلعہ اوس کے متعلق تھے وہ سب اوس کے ذریعہ سے بغیر لڑائی بھڑائی کے لے لیے - مولانا احمد کے گرفتار کرنے کی کوئی تفصیل نہین معلوم ہے مگر قیاس چاہتا ہے کہ اوس کے ہندو ملازمون کی دغا بازی سے وہ قید ہو گیا ہو گا اور اسیوجہ سے اوس کے باقی قلعون پر آباجی کا قبضہ ہو گیا ہوگا -

غرض جب یہ مژدہ غیر مترقبہ سیواجی کو پہونچا تو وہ کلیان مین آیا - اور آباجی سندیو کی بڑی عزت کی اور اوسے اس مفتوحہ علاقہ کا صوبہ دار مقرر کر دیا - اور اسی کے ساتھ مالگذاری کا انتظام بھی اوسی ڈھنگ پر مقرر کیا - جو قدیم سے چلا آتا تھا اور مندرون کے اوقاف اور برہمنون کے وظائف جو پہلے سے چلے آتے تھے وہ جاری کر دیے اور نیز اپنی طرف سے بھی جدید کچھ بڑہا دیے تا کہ ہندوون کو سیواجی کی حکومت سے یہ معلوم ہو کہ مسلمانی حکومت اون کے لیئے بُری تھی - اور وہ اس کے دلی مددگار اور معین ہو جائین -

۳۳۹ - شیواجی کا بیرواڑی اور لنگانہ کے قلعہ بنوانا - - چونکہ اوسے سیدی فتح خان حاکم جزیرہ سے بڑا کھٹکا تھا اس لیے اوس نے بیرواڑی مین کوسالہ کے پاس اور لنگانہ مین ریری کے پاس دو قلعہ بنانے کا حکم دیا تا کہ ان قلعون سے اوس کے اپنے ملک کی حفاظت ہوتی رہے اور سیدی فتح خان کچھ نقصان نہ پہونچا سکے -

۳۴۰ - مولانا احمد کا چھوٹ کر بیجاپور جانا اور باجی گھورپوری کا سامبوجی کو قید کرنا - جب مولانا احمد سیواجی کے سامنے آیا تو اوس نے اوس کی عزت و توقیر مین جس کا وہ اپنی نالایقی اور غفلت کے سبب سے مستحق نہ تھا کچھ کمی نہین کی بلکہ بڑی خاطر داری کی اور اوسے چھوڑ دیا - اور وہ اپنا کالا منہ لیکر بیجاپور پہونچا - وہان بھی

عادل شاہی دربار مین اوس کو باریابی کی عزت ملی - لیکن اوسے پہر کوئی عزت کی جگہہ پر مامور نہین کیا گیا - اگر کوئی لایق بادشاہ ہوتا اور اوسے اپنے ملک کے نکل جاتے اور دشمن کی کامیابی کی غیرت ہوتی تو وہ فوراً اوسے قتل کا حکم دیکر فوج کو تدارک کے لیے روانہ کرتا -

لیکن چونکہ محمد عادل شاہ یہ جانتا تہا کہ جب تک ساہوجی اپنے قبضہ مین ہے تب تک بغیر فوج کشی کے اس خرابی کا انتظام ہوسکتا ہے - سوا اس کے یہ بہی خیال تہا کہ اگر شیواجی پر فوج بہیجی جاست تو وہ کہین مغلون سے نہ مل جاسے اور یہہ علاقہ اونہین نہ دیدے - اس لیے اوس نے فوج تو نہ بہیجی - مگر ساہوجی کا بندوبست کرنا ضروری سمجہا -

ساہوجی اس وقت مصطفیٰ خان کے ہمراہ تہا جبجی کا محاصرہ کیے پڑا تہا - محمد عادل شاہ نے اوسے لکہا کہ ساہوجی کو کسی تدبیر سے گرفتار کرلیا جاسے - اوس کے بیٹے سیواجی نے بغاوت برپا کر رکہی ہے - مصطفیٰ خان نے اس کی گرفتاری کی فکر کی - اور نہایت خفیہ کام کیا - مہول کا رہنے والا باجی گہورپوری بہی مصطفیٰ خان کے ساتہہ تہا اور ایسونت راو بہی وہین کام کرتا تہا - مصطفیٰ خان نے باجی گہورپوری ایسونت راو اور اسد خان کو گرفتار کرنے کیلیے مامور کیا - ساہوجی اپنے دائرہ مین پڑا تہا اور رات کے وقت اسکے یہان خوب جشن ہوچکے تہے - یہ لوگ علی الصباح اوس کے دائرہ پر پہونچے تہے جبہی ساہوجی کو ان کے ارادہ پر خبر ہوئی - وہ سنتے ہی فوراً سراسیمہ دایرہ سے نکلا اور گہوڑے پر سوار ہو کر چاہا کہ کسی طرف اکیلا ہی نکل جاسے مگر باجی گہورپوری نے اوس کا فوراً بڑی چستی کے ساتہہ تعاقب کیا اور گرفتار کرلیا

اور نواب مصطفےٰ خان کے روبرو لاکر حاضر کیا۔ ساہوجی کے ساتھ اس وقت تین ہزار سوار تھے وہ یہ دیکھتے ہی فوراً ادہر ادہر پراگندہ ہو گیے اور اس کا لشکر لوٹ لیا گیا۔ یہ واقعہ رجب ۱۰۵۸ھ کا ہے۔

اسی روایت کو مرہٹے اس طرح بیان کرتے ہین کہ محمد عادل شاہ نے باجی گوڑپوری کو حکم دیا تہا کہ وہ ساہوجی کو گرفتار کرلے۔ باجی نے دعوت کے بہانہ اپنے یہان بلوایا۔ اور دغا سے قید کرلیا۔ لیکن ہمارے نزدیک تاریخ بیجاپور کا بیان زیادہ قرین قیاس ہے۔ کیونکہ وہ تاریخ ڈف صاحب کی کتاب سے بہت پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔ اور دوسری روایت جو ڈف صاحب کی کتاب سے لی گئی ہے اس مین مرہٹون کی شیخی کا رنگ چڑہا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

۴۲۳۔ میر جملہ قطب شاہی اور مصطفےٰ خان عادل شاہی سے اوس کا عہد و پیمان۔ ۔ ۔

جب محمد عادل شاہ نے اپنی فوجین کرناٹک کی طرف بہیجین اور جدید ممالک فتح کرنا شروع کیے تو عبداللہ قطب شاہ نے بہی اپنی سلطنت کے استحکام کے واسطے اس سرحد پر جدید علاقون کا تسخیر کرنا ضروری سمجھا۔ اور فوجین روانہ کین۔ ان فوجون کا سپہ سالار ایک بڑا نامی گرامی شخص میر محمد سعید میر جملہ تہا۔

اس شخص کا ابتدائی حال تو مورخون نے بہت ہی کم لکھا ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ قوم کا سید اور ایران کا رہنے والا تہا۔ اور اردستان مین جو نواح اصفہان مین ہے پیدا ہوا تہا۔ اس کے والدین اگرچہ خاندانی تہے مگر بہت ہی غریب تہے جنہین دشمن تیلی بہی بتاتے ہین۔ خیر کچہ ہی ہو میر جملہ نے کسیطرح کچہ لکھنا پڑہنا سیکہ لیا تہا اور ایک جوہری کے پاس نوکر ہو گیا تہا جو اکثر اپنے جواہرات کی خرید فروخت

کیواسطے گولکنڈہ آیا جایا کرتا تھا - اس نے اپنے آقا کی ایسی خوبی سے خدمت کی کہ وہ
مرتے وقت سب اپنا مال و اسباب اسی کو دے مرا - پھر اس نے اس تجارت
مین اپنے حسن لیاقت سے بڑی دولت کمائی - بحری اور خشکی کی تجارت مین پھرنے
لگا مشرقی ملکون مین کوئی دریا ایسا نہ تھا جہان یہ نہ جاتا ہو -

گولکنڈہ کے بادشاہ عبداللہ قطب شاہ نے جب اس کی اس لیاقت کو
دیکھا تو اوسنے اسے اپنے پاس نوکر رکھ لیا - اور اوس کی دانائی اور قابلیت سے
ایسا خوش ہوا - کہ روز بروز اس کو ترقی مناصب دیتے دیتے اوسے اپنی فوج کا سپہ سالار
مقرر کردیا - اور میر جملہ کا خطاب بھی دیدیا -

موسیو تھیونو نے لکھا ہے کہ وہ اصفہان کے ایک تیلی کا بیٹا اور اتنا بڑا امیر
تھا کہ اوس کے پاس بادشاہون کے سے مصاحب اور بیس اوقیون کے برابر
وزن مین ہیرے تھے -

ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ " میر جملہ بادشاہ گولکنڈہ کا وزیر اور اوس کی تمام فوج کا سپہ سالار
اور تمام ہندوستان مین ایک مشہور و معروف شخص تھا - اور اگرچہ خاندانی
اور پشتینی امیر نہ تھا لیکن نہایت ہی قابل اور ذی لیاقت انسان تھا - اور جیسا کہ
سپاہ گری مین کامل تھا ویسا ہی معاملات تجارت کو بھی خوب سمجھتا تھا - چنانچہ اوس نے
اپنی دولت جو بے انتہا تھی صرف گولکنڈہ کی متمول سلطنت کی وزارت کے
ہی وسیلہ سے نہین پیدا کی تھی - بلکہ اپنے وسیع تجارت کے ذریعہ سے جو اکثر ملکون
مین جاری تھی - اور ہیرون کی کانون کے ٹھیکون سے جو اور شخصون کے نامون
سے لے رکھے تھے حاصل کی تھی - ان کانون کی کھدائی اُن تھک محنت اور سرگرمی

سے جاری رہتی تھی اور ہیرون کے برآمد اس کثرت سے تھی کہ اوس کے ہان یہ قاعدہ اور معمول تھا کہ اون کا شمار نہ کیا جاتا تھا - بلکہ ہیرون سے بھری ہوئی ٹاٹ کی تھیلیون کو گنوا لیا جاتا تھا - اور جب اس بات پر خیال کیا جائے کہ وہ صرف اپنے بادشاہی کی فوج کا سپہ سالار نہ تھا بلکہ خاص اپنے خرچ سے اپنی ایک جرار فوج معہ ایک توپخانہ کے جس مین اکثر عیسائی لوگ ملازم تھے ہمیشہ تیار رکھتا تھا - تو پھر کوئی سمجھہ سکتا ہے کہ اوس کا پولیٹکل رعب وداب اور اختیار و اقتدار کس قدر بڑہا ہوا ہوگا - اور یہان یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس نے ملک کرناٹک کی فتح کا بہانہ بنا کر وہان کے ہندؤن کے تمام مندرون اور قدیمی عبادت خانون کو لوٹ لیا تھا - اور اس طرح سے اپنی دولت وحشمت بے قیاس حد کو پہونچائی تھی -

اس مین ہیرون کی کثرت کی نسبت برنیر نے جو لکھا ہے وہ یقیناً غلط ہے جیسا آیندہ چلکر ٹیورنیر جوہری کے بیان سے بخوبی ظاہر ہوجائیگا -

غرض جب عادل شاہی فوجین کرناٹک کا کوئی ملک فتح کرتین تو یہ بھی اونہین کے ساتھہ ساتھہ وہان کے ملک قطب شاہی سلطنت کے لیئے فتح کرتا جاتا تھا - جس کی تفصیل ہم کو مطلق نہین ملی ہے - جب ساہوجی اور اسد خان کی شکست پر عادل شاہیون نے کنجی کوٹہ کے محاصرہ کو چھوڑ دیا تو اس نے کنجی کوٹہ کی تسخیر کا ارادہ کیا - اور مصطفےٰ خان سے دوستی پیدا کرکے یہ عہد وپیمان کرلیا کہ افواج عادل شاہی اور قطب شاہی اپنے فتوحات کے سلسلہ کو ایسے بڑہاوین کہ دونون مین کسیطرح کوئی رنجش نہ پیدا ہو بلکہ ایک دوسرے کے معاون ومددگار رہین - اور جنجی تک علاقہ عادل شاہی حکومت مین رہے اور جنجی مین مصطفےٰ خان قیام پذیر ہو - اور کنجی کوٹہ تک

سنہ ۱۰۵۸ھ

قطب شاہی عملداری رہے - اور اسکی فتح ہوتے پر میر جملہ اسے اپنا قیام گاہ بنا دے اور اُن حدود سے کوئی سلطنت آگے نہ بڑہے - جس سے دونون ملکون مین مادہ فساد پیدا ہو -

۲۴۳ - مصطفیٰ خان اور ملک ریحان کی رنجش

اس زمانہ مین جنجی کے محاصرہ مین ہندو ہی آدمی رہ گیے تہے - مصطفیٰ خان اور ملک ریحان اِن دونون کے دل بہی آپس مین صاف نہ تہے - مصطفیٰ خان چاہتا تہا کہ اوسے کسی حیلہ سے گرفتار کرے - اور ملک ریحان نے بہی سمجھ لیا تہا - کہ مصطفیٰ خان نے ساہوجی کو گرفتار کرا لیا ہے کہین ایسا نہین مجھے بہی گرفتار کرا لے - اس لیے وہ ہمیشہ ہوشیار رہتا اور جب مصطفیٰ خان کی ملاقات کو جاتا تو بڑی احتیاط سے جاتا تہا - اور اسی اندیشہ سے اوس نے اپنی معمولی فوج سے دو ہزار آدمی زیادہ بہرتی کر لیے تہے -

کچھہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک ریحان کو صرف مصطفیٰ خان سے ہی رنج نہ تہا بلکہ محمد عادل شاہ سے بہی اوسے کہٹکا تہا - اور عادل شاہ جو اوس کی خاطرداری کرتا تہا یہ اوس کی ظاہری خاطرداری سمجھتا تہا - ایسی حالت مین ملک ریحان بے شک چاہتا ہوگا کہ کہین نکل جاے مگر چونکہ شاہجہان کے عہدنامہ سے مجبور تہا - کہین جا بہی نہین سکتا تہا اس لیے یہین پڑا ہوا تہا - لیکن اپنی احتیاط کرتا اور جہان تک ہو سکتا تہا عادل شاہ کی بدخواہی کا دم بہرتا تہا - مگر بڑا لایق اور دبدبہ کا آدمی تہا - اسی لیے جب مصطفیٰ خان نے فوج کی زیادہ رکہنے کا استفسار کیا - تو اوس نے کہدیا کہ دشمن کے ملک مین اور جنگلون مین ہم پڑے ہوئے ہین اس لیے فوج کا زیادہ رکہنا نہایت ضروری ہے - مین نے بادشاہ کی تقویت کے لیے فوج رکہی ہے -

۱۰۵۸ھ

اس فوج کے سوا اوس سے تمام امرا اور اعیان سلطنت کو بھی گانٹھ لیا تھا سب سے اچھا سلوک کرتا اور بخشش و انعام اکرام دیتا رہتا تھا اور چونکہ اوس کے پاس روپیہ بہت تھا جو کوئی قرض مانگتا اوسے قرض دیکر اپنے قابو مین کر لیتا تھا۔

مصطفیٰ خان نے ایک مرتبہ ملک ریحان کے واسطے الیونت راؤ اسد خان کو مقرر کیا۔ اور ملک ریحان کو رات کے وقت پیغام بھیجا کہ ضروری امور مین مشورہ کرنا ہے میرے پاس اسی وقت ہو جائے ملک ریحان اپنے معتمد اور رفقا کے ساتھ لشکر سے جدا ہو کر مصطفےٰ خان کے پاس آیا کہ یسونت راؤ اوس کے پیچھے آموجود ہوا ملک ریحان نے اپنے آدمی دنگا رکھے تھے وہ یہ دیکھتے ہی اونھون نے اوس کے لشکر مین خبر پہونچا دی۔ اور وہان سے اوس کے آدمی جوق جوق آنا شروع ہوگئے جب مصطفیٰ خان کو اس کی خبر ہوئی تو اوس نے فوراً کھانا کھلا کر ملک ریحان کو رخصت کیا اور اوس کے اطمینان کے واسطے خود بھی تنہا اوس کے خیمہ تک ہمراہ گیا اور اوسکے بعد تسلی و تشفی کی۔

جب اس کا حال محمد عادل شاہ کو معلوم ہوا تو اوس نے مصطفیٰ خان کو چشم نمائی کی اور ملک ریحان کو تسلی آمیز فرمان لکھا اور دونون کو اتفاق اور اتحاد سے رہنے کی ہدایت کی۔

۴۴۳۔ خیریت خان اور مصطفےٰ خان کا انتقال اور خان محمد کا سپہ سالار مقرر ہونا

رندولہ خان تو پہلے ہی مر چکا تھا اور محرم ۱۰۵۸ھ مین شاہنواز خان عادل شاہی جو شاہنواز خان سابق کا بیٹا تھا مر گیا تھا۔ اس وقت جنجی کے محاصرہ کے آغاز مین خیریت خان بھی عالم بقا کو سدھارا تھا یہ شخص عادل شاہ کے عہدہ دارون

مین ایک لایق آدمی تہا - اور جنگ و پیکار مین بہت کچہہ تجربہ اوٹہا چکا تہا - اور وہ
ساہوجی بہی گرفتار تہا - اور مصطفےخان اور ملک ریحان مین یہ رنجش اور آپس کی
بے اعتباری ہو رہی تہی - اسی مین مصطفےخان بیمار ہوا اور بیماری روز بروز بڑہتی
رہی اور جنگی کارروائیون کی ماندگی نے علاج معالجہ مین خرابی ڈالی - اس سے مرض
کو ایسی شدت ہوئی کہ مصطفےخان کو اپنی زیست سے بالکل مایوسی ہوگئی -
جب ملک ریحان نے دیکہا کہ شفا کی کوئی اُمید باقی نہین رہی تو اوس نے محمد عادل
شاہ کو لکہا کہ مصطفیٰ خان کی حالت بہت ابتر ہے اور زندگی کی کوئی امید نہین رہی
ہے - خان محمد کو یہان جلد روانہ فرمایا جائے - خان محمد اس وقت نندیہال کی
طرف سات ہزار فوج سے پڑا ہوا تہا - محمد عادل شاہ نے اوسے جنجی کے جانے
کا حکم بہیجدیا - اور اوسے مصطفیٰ خان کے بجاے سپہ سالار مقرر کردیا - اور اسی کے
ساتہہ افضل خان کو بہی جنجی مین جانے اور ساہوجی کو وہان سے لانے کے واسطے
بہیجا - اور ملک اعتبار خان ایک اپنے معتمد خواجہ سرا کو بہی روانہ کیا - کہ خیریت خان
متوفی اور ساہوجی اسیر کا مال و اسباب ضبط کرلے -
ان مین سے صرف اعتبار خان تو آگے پہونچ گیا - مگر ابہی افضل خان
اور خان محمد وہان آنے بہی نہین پائے تہے - کہ مصطفیٰ خان کا آخری وقت آن پہونچا
اس لیے مصطفےخان نے ملک ریحان کو بُلایا - اور اوس کا جو جو مال و اسباب
تہا اور جو شاہی آلات جنگ اور روپیہ پیسا تہا وہ سب اوس کے سامنے ملک
اعتبار خان کے حوالہ کردیا - اور ملک ریحان سے کہا کہ جب تک خان محمد نہ آئے
شاہجی کی حراست اور جنجی کے محاصرہ مین کوشش کرتے رہنا - بعد اس کے

سنہ ۵۸ھ

بروز پنجشنبہ (۲۳) ذیقعد سنہ ۱۰۵۸ھ کو مصطفی خان نے متقاضی اجل کو لبیک اجابت کہا۔ یہ شخص بہی اس زمانہ مین غنیمت تہا۔ اور اس وقت عادل شاہی امرا مین اوسکے پایہ کا کوئی شخص نہ تہا عادل شاہی حکومت کا تمام رتق و فتق اسی کی راے پر منحصر تہا۔ خصوصًا خواص خان کے قتل کے بعد تو گویا یہی سلطنت کا مالک و مختار تہا اگر یہ زندہ رہتا تو سیواجی کو سر اوٹہانا ایک بڑا دشوار کام تہا۔

اس کے بعد ملک ریحان نے الیوتت راؤ اور ... خان کو دلاسا دیا۔ اور مصطفی خان کے آدمیون کو اسد خان کے حوالہ کیا۔ اور جنازہ کا سامان درست کر کے بیجاپور لیجانے کے واسطے اوسے پچیس ہزار ہون دئے۔ اور بیجاپور کو بہیجدیا

۴۴۳ - جنجی کے محاصرہ مین میر جملہ کی خلل اندازی اور ملک ریحان کا اوسے دہمکی دینا - - -

جب مصطفی خان مرگیا تو ملک ریحان نے ... ستی کو چہوڑا۔ اور جنجی کے محاصرہ مین خوب کوشش کی لیکن جب یہ خبر میر جملہ کو پہونچی کہ مصطفی خان مرگیا ہے تو اوس نے چاہا کہ جنجی کو خود ہی فتح کرے اور اس واسطے ایلور کے پاس جنجی کے پانچ کوس پر آپڑا۔ مگر ملک ریحان نے اوس سے کہلا بہیجا کہ آپ کا یہان رہنا اچہا نہین ہے اس سے محصورون کو تقویت ہوتی ہے اور ہمارے کام مین خلل پڑتا ہے یا تو آپ دور چلے جاے۔ ورنہ میری فوج میرے قابو مین نہین ہے۔ اگر کچہ فساد ہوگیا تو مین اوس کا ذمہ دار نہین ہوسکتا۔ اگرچہ نواب مرگیا ہے مگر چونکہ مین موجود ہون آپ یہ نسمجہین کہ جنجی ہم چہوڑ کر ہٹ جائینگے۔ میر جملہ کو جب ملک ریحان کا یہ پیغام پہونچا اور اوس نے اوسے اپنے ارادہ مین خوب مضبوط پایا تو وہ دو تین کوس پیچہے ہٹ گیا اور ایلور سے سات آٹہہ کوس پر جا کر اقامت گزین ہوا۔

سنہ ۱۰۵۸ھ

اسی مین خان محمد بہی آگیا - اور پہر دونون خان محمد اور ملک ریحان نے ملکر محاصرہ مین خوب سختی کی - اور روز بروز مورچہ آگے بڑہانا شروع کیے - اور قلعے والون کو خوب تنگ پکڑا -

۴۴۵ - جنجی کی فتح | جنجی کے راجہ کا نام راجہ روپ نایک تہا کہتے ہین کہ اس کے خاندان مین سات سو برس سے راج چلا آتا تہا - اور چنپاور وغیرہ کا علاقہ بہی اسی کے ماتحت تہ اور یہ ملک نہایت آباد اور معمور تہا - مگر روپ نایک جوان اور ناتجربہ کار اور نشہ مستی مین شبانہ روز مصروف رہتا تہا - اور امور مملکت کو چہوڑ بیٹہا تہا - اس وجہ سے زمیندار ان اطراف اوس سے علیحدہ ہو گئے تہے - اور تنجاور کی راجہ نے بہی اوسکی اطاعت چہوڑ دی تہی - اور اس محاصرہ کے وقت اوسکی کچہہ اعانت نہ کی تہی -

جب خان محمد اور ملک ریحان نے محاصرہ مین بہت تنگی کی تو روپ نایک نے لاچار ہوکر اطاعت اختیار کی - اور مصطفےٰ خان کے مرنے سے ایک مہینے بعد (۲) ذیحجہ سنہ ۱۰۵۸ھ کو قلعہ افواج عادل شاہی کے سپرد کر دیا - کہتے ہین کہ جب سے جنجی کا محاصرہ شروع ہوا اوس وقت سے آخر فتح تک جو مال و اسباب جواہر ثمینہ اور مرصع آلات وغیرہ لوٹ مین آئے اوس سب کی قیمت چہار کرور ہون کی تہی بعد ازان یہ سب ملک ممالک محروسہ عادل شاہی مین داخل ہو گیا -

۴۴۶ - واعظین کی نصیحت و حماقت سے مسلمانون کو دولت کا نفیسے نفرت - - - - | جس وقت عرب کے بیابانون سے اہل اسلام کا سیلاب اوٹہا تو تمام عالم مین اون کی دہوم مچ گئی اور جدہر کو گیے - اودہر اونہین فتح ہی حاصل ہوئی - اور تمام دنیا کی دولت نے اون کے قدمون پر آکر سر رکہدیا - ابتدا مین تو اونہون نے اس دولت کو

ناچیز سمجھا اور بقدر ضرورت اوس سے کام نکالا - اور اون کی خو بو مین فرق نہ آیا لیکن رفتہ رفتہ اون کے طبائع عیش و عشرت کی طرف مائل ہو گئین اور اونہون نے اچھے اچھے لباس بنوائے مکانات سجائے غذاؤن مین تکلف پیدا کیے اور ہوتے ہوتے اون کی ضرورتین بے انتہا بڑہ گئین - اب جس قدر امرا مین یہ ضرورتین زیادہ ہونے لگین اوسی قدر متوسطین اور غربا مین صنعت و حرفت اور تجارت و پیشہ وری کو ترقی ہونے لگی جس سے اسلامی دنیا مین اگر بادشاہ و امیر مالا مال تھے تو رعایا برایا بہی مرفہ الحال اور فارغ البال تھی -

مگر جب اس کثرت دولت و ثروت نے ارکان اسلام مین سستی پیدا کی - اور علما و عقلا نے اس دولت کے جاتے رہنے کے آثار دیکھے تو اونہون نے عیش و عشرت مین منہمک رہنے کو منع کیا - اوس مین کتابین لکھین زبانی ہدایتین کین - پھر جب یہ دولت و حشمت ایک مدت دراز تک مسلمانون کے پاس رہی تو پچھلے علما کا دولت کو برا کہنا ایک شعار ہو گیا - اس مین شک نہین کہ اس قسم کے وعظ و نصیحت سے اہل اسلام کو بہت کچھ اخلاقی فائدہ ہوا لیکن ساتھ ہی اس کے ایک بڑا عظیم الشان نقصان بہی پہونچا - کیونکہ جب علمائے متاخرین کی اس نصیحت کا اثر ہوا تو بجائے اس کے کہ دولت کو بیجا صرف کرنے سے مخلوق کو نفرت ہو اونہین دولت کے کمانے سے نفرت ہوئی - جس کا ظاہری نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان محنت سے جی چرانے لگے اور سستی و کاہلی کے عادی ہو گیے - لیکن امیرون نے عیش و عشرت نہ چھوڑا - اور اونکی ضرورتین بند نہ ہوئین - اس سے جو صنعت و حرفت اہل اسلام مین رائج تھی وہ رفتہ رفتہ دوسری قومون نے اپنے ہاتھ مین لے لیے - اور بتدریج مسلمان

سنہ ۸۵۱ھ

سبب تہا اور غیر قومین بہر مند ہونے لگین - یا اسی کو یون کہو کہ مسلمان مفلس اور غیر قومین دولتمند ہونے لگین -

۷۴۴ - ڈچ ڈنمارک انگریز فرانسیسیون مین تجارت کا شوق پیدا ہونا -

اس زمانہ مین مشرق مین تو ہندو اور چینی اور مغرب مین یہودی اور عیسائی بڑی بڑی قومین تہین - لیکن نہ تو چینیون کا مذہب ایسا پرجوش تہا کہ جس سے اون کی قوت یکجائی ہو جاتی اور نہ ہندوؤن مین ہی کوئی مذہبی یکسانی تہی کہ اون مین اوس سے اتحاد پیدا ہوتا - اس سبب سے مشرق کی قومون نے جو فائدہ کہ مسلمانون کی اس غفلت و سستی سے اوٹہایا وہ ادنیٰ درجہ کا تہا - اور صنعت و تجارت سے اونہین بجز اپنا پیٹ بہرنے کے اور کچہہ زیادہ حاصل نہوا - اودہر مغرب کے یہود اپنی نسل کو برترین عالم سمجہتے تہے - اور اپنے آپ کو تمام قومون مین سید کے درجہ پر رکہتے تہے - اس واسطے اون کے مذہب نے ایک دائرۂ معین سے آگے قدم نہ رکہا - مگر عیسائی مذہب مین اتحاد کی بہی گنجایش تہی اور نسل و قوم کی بہی کوئی خصوصیت نہ تہی - اس واسطے جن ہنرون کو مسلمان چہوڑتے گئے وہ انہین لیتے گئے پہر جب پرتگالیون نے اندلس کی اسلامی سلطنت کو غارت کر ڈالا تو اون کے حوصلے بہت بلند ہو گئے - اور اونہون نے اپنی ترقی کے لیے نئے مقامات پیدا کرنے کی تجویزین نکالین چنانچہ ہندوستان کا بحری راستہ دریافت کیا - اور مشرق مین ساحلون پر کچہہ ملک بہی لیا اور جا بجا آنے جانے لگے اور بحر ہند میں بحری تجارت کے مالک ہو گیے جس کا ذکر ہم اوپر بیان کر چکے ہین -

جب ان پرتگالیون کی دولت کو اون کے ہمسایہ دوسری عیسائی قومون نے

دیکھا تو اونہون نے بھی پیچھے رہنا گوارا نہ کیا - اور بہت جلد ڈچ ڈنمارک انگریز فرانسیسی مشرق کو آنے جانے لگے - اور یہان کی تجارت سے فوائد عظیم حاصل کرنے لگے - اور بتدریج یہ قومین مشرق مین بھی بادشاہی کے درجہ کو پہونچ گئین - جن مین سے انگریز اگرچہ مغرب کے بادشاہ ہین مگر مشرق کے عظیم الشان شاہنشاہ ہین جن کا بیان بالتشریح ہم اب لکھتے ہین -

۴۸۳ - ڈچ قوم کا مشرقی تجارت کے واسطے پرتگالیون کو یہان سے نکالنا -

ان قومون مین جو پرتگالیون کے بعد ہندوستان مین آئین سب سے اول ڈچ تھے - اون کو ولندیز بھی کہتے ہین - یہ لوگ ہالینڈ کے رہنے والے اور پہلے ہسپانیہ کے ماتحت تھے - مگر جب سنہ ۱۶۰۹ع مطابق سنہ ۱۰۱۹ھ مین اون کے جور و ستم سے آزاد ہو گئے تو اون کے اولوالعزم جہازرانون کو ہندوستان کا شوق پیدا ہوا - مگر چونکہ اوس راستہ مین چلنا جسے پرتگالیون نے دریافت کیا تھا ان کا حق نہ تھا اس لیے اونہون نے چاہا کہ پرتگالی جنوب مین ہو کر جہاز لیجاتے ہین تو ہم شمال مین ہو کر جہاز لیجائین - اونہہ تین دفعہ اس ارادہ سے بحر شمالی مین گئے - اور راستہ نہ ملنے سے لوٹ آئے -

ڈچ قوم کا ایک شخص ہوٹمان پرتگالیون کے دارالسلطنت مین مدتون تک رہا تھا وہان پرتگالیون کے جہازرانی کا حال اوس نے دریافت کر لیا تھا بلکہ اسی کے واسطے ایک مرتبہ قید بھی ہوا تھا - جب ڈچ شمالی راستہ سے مایوس ہوئے تو اونہون نے پرتگالیون کی مخالفت پر کمر باندھی اور ان کے راستہ سے جانیکے واسطے ہوٹمان کو جہاز دیکر مشرق کو روانہ کیا - وہ جزیرہ جاوا مین آیا اور شہر بٹاویہ مین اوترا اور

کچھ جھگڑے کے بعد لوٹ گیا - اور کہا کہ راستہ مین پرتگالیون کا کچھ خوف نہین ہے
پہر ان ڈچون نے دو کمپنیان تجارت کی بنائین - اور ارادہ کیا کہ لونگ الائچی
مرچ جاوتری کے جنہین گرم مصالح کہتے ہین تجارت کا بازار ایسا گرم کیجیے کہ پرتگالیون
کا بازار ٹھنڈا پڑجاے - اور جہان تک ہوسکے پرتگالیون کو مشرق سے نکالدیجیے
چنانچہ یہ لوگ جزایر مشرقی مین اون پر فتحیاب ہوے اور ۱۶۴۰ء مطابق ۱۰۵۰ھ
مین کچھ بھی پرتگالیون کے پاس نہ چھوڑا - پہر سراسیپ بھی اون سے لڑکر لے لیا -
اور جزیرہ جاوا مین شہر بٹاویہ کو اپنا دارالسلطنت بنایا جو اُبتک اونہین کے قبضہ
مین چلا جاتا ہے -

ہندوستان مین یہ لوگ آکر کثرت سے آباد ہوے - بنگالہ مین ہگلی کے
قریب قصبہ چنسرا اونہین کا تہا - اور اوس مین اون کا قلعہ اور دارالسلطنت تہا -

۴۹۳ - پولیکٹ ڈچون کا دارالسلطنت دکن مین -

دکن مین سب سے پہلے یہ لوگ پولیکٹ مین آے - جو اب
احاطۂ مدراس کے ضلع چنگل پٹ مین ہے - یہ شہر ایک جزیرہ
مین بستا ہے - اور سمندر اور ایک نمکین جھیل کے درمیان واقع ہے یہان اونہون نے
۱۶۰۹ء مطابق ۱۰۱۸ھ مین ایک قلعہ بھی بنایا - اور پھر کلی پٹن سے لیا - اور تمام
ساحل کارومنڈل کی تجارت کے مالک ہوگیے - اور قطب شاہ کی تمام عملداری
مین آنے جانے اور تجارت کرنے لگے - ان ڈچون کا افسر جو قطب شاہی عملداری
مین رہتے تھے اسی پولیکٹ مین رہتا تہا - جس وقت ٹیورنیر یہان پہونچا ہے تو
اوسوقت اس قلعہ کی محافظت کے واسطے ڈچون کے کوئی دو سو سپاہی تھے اور
اون کا گورنر ایک شخص جرمن کے شہر برمین کا باشندہ تہا - علاوہ برین بہت اور تاجر

سنہ ۱۰۲۵ھ

اور وہ لوگ بہی یہان رہتے تہے جو اپنی پوری مدت ملازمت کرکے ڈچ کمپنی کی نوکری سے وظیفہ لے چکے تہے - اور کچہ ہندوستان والے بہی یہان رہنے لگے تہے اور اونکی آبادی سے یہ مقام ایک چہوٹا سا شہر ہوگیا تہا - قلعہ اور شہر کے وسط مین کچہ میدان خالی پڑا تہا - قلعہ کی فصیل اتنی چوڑی تہی کہ اوس پر خوب بیل چر سکتے تہے - اور برجون پر اچہی اچہی توپین تہ رہین نہین - لیکن یہان بندرگاہ نہین بلکہ لنگرگاہ تہا -

۳۵۰ - ڈنمارک کا دکن مین آنا -

ان ڈچون کے دیکہا دیکہی ڈنمارک بہی مشرقی تجارت کے واسطے اوٹہے - جنہیں ڈینز بہی کہتے ہین - اور ہندوستان مین آکر قدم رکہا اور دو بستیان بسائین - ایک ٹرنکی بار دکن مین جسے اونہون نے راجہ تنجور سے سنہ ۱۶۱۹ء مطابق سنہ ۱۰۲۵ھ مین خریدا تہا - دوسرے سرام پور مین - جو دریائے ہگلی پر بنگالہ مین واقع ہے - ان دونون مقامات پر بڑے بڑے نامور پادری ہوئے ہین جنہون نے انجیل کے دیسی زبانون مین ترجمے کیے ہین -

۳۵۱ - انگریزون کی ابتدائی حالت -

دنیا مین کسی سلطنت کے کسی قوم کے کسی عہد و زمانہ کی تاریخ ایسی دلچسپ و حیرت انگیز و جان فزا نہین ہے جیسی کہ ہندوستان کی سلطنت انگلشیہ کی - اوس کے ہر واقعہ و ہر باب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کس طرح ادنی درجہ سے اپنے آپ کو اعلی درجہ پر پہونچاتا ہے - حضرت برطانیہ جسکی آج عالم میں یہ دہوم دہام ہے اور تمام قومین اون کے دبدبہ کا لوہا مانے ہوئے ہین - ایک زمانہ تہا کہ کوئی اوس کا نام و نشان نہ جانتا تہا - وہ انگلستان جو دنیا کا باغ و بستان کہلاتا ہے ایک وقت وہ تہا کہ وہ بنیون اور دلالون سے بہرا پڑا تہا - اوس کے باشندے جو عالم مین جوانمردی اور اولوالعزمی مین طاق اور تیز فہمی اور صناعی مین شہرۂ آفاق اور ایجاد

سنہ ۱۰۲۵ء

فنون مین مشاق ہین اور تمام اپنے افعال ارادے اخلاق و معاملات اور طرز معاشرت و طریقہ تمدن اور صرف و نظم اوقات اور نیک سیرتی و خوبصورتی سے انسانیت اور وحشیانہ پن مین تمیز بتلا رہے ہین اور انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کو ثابت کر رہے ہین اور تہذیب و شائستگی کو اوس اعلیٰ درجہ پر پہونچا چکے ہین کہ جس سے بڑہکر آگے کوئی درجہ اب تک انسان کی فہم و فراست مین نہین آیا۔ اون کا ایک دن وہ حال تہا کہ بن مانسون کی طرح بنون مین رہتے تہے۔ کاشتکاری و زراعت تک سے ناآشنا تہے کہیتی کرنا اور ناج بونا اونہین نہین آتا تہا۔ بعض گوشت اور دودہ دہی پر زندگی بسر کرتے تہے۔ اور گوشت مین بہی کسی جاندار کی تمیز نہ کرتے۔ جو ملتا کہا جاتے تہے۔ بعض بناس پتی سے پیٹ بہر کر اپٹا کرتے تہے جانورون کی کہالین پہنتے۔ باہین اور ٹانگین ننگی رکہتے تہے۔ اور اون کو گود کر نیلا رنگ لیتے تہے۔

مگر اس رنگ مین بہی میدان جنگ کے مرد تہے پیادہ پا اور گہوڑون پر سوار خوب لڑتے تہے۔

مذہب عجب وحشت ناک رکہتے۔ خدا کو تو بے شک ایک مانتے مگر سانپ اور چاند سورج کی پرستش کا ٹہراگ بہی لگا رکہا تہا۔ بلوط کے درخت کی جو وہ تعظیم کرتے تہے ہندو پیپل کی کیا تکریم کرین گے۔ عورت مرد کی قربانی کرتے تہے۔ درختون کی ٹہنیون سے کہانچے بناتے اور مرغیون کی طرح اون مین کبہی گناہگار اور کبہی بے گناہون کو بہر دیتے تہے۔ اور پہر اونمین آگ لگا دیتے تہے۔ اور اسی کو بڑی قربانی اپنے دیوتاؤن کی سمجہتے تہے۔

مگر اس قوم نے بتدریج ایسی ترقی کی - کہ دنیا کے تمام مہذب قومون مین کسی سے اوس کا پلہ کم نرہا - جس طرح وہ اس پستی کی حالت مین اپنے ہمسایون مین بڑہے ہوے تہے اسیطرح وہ میدان ترقی مین بہی گوی سبقت لے گیے - اور انگلستان کی کسی قوم سے پیچہے نہ رہے -

۴۵۲ - انگریزون کو ہندوستان کی تجارت کا شوق اور ایسٹ انڈیا کمپنی کا قایم ہونا - - -

یورپ مین ہندوستان کی بڑی تجارت نے پہلے چہوٹی سی ریاست وینیس کو کیا عالیشان سلطنت بنادیا تہا اور اب سو برس سے اوس کی بحری تجارت نے پرتگال کے آفتاب دولت کو مشرق مین چمکا رکہا تہا - اس لیے کوی اولوالعزم قوم ایسی نہ تہی کہ جسے ہندوستان کی لو نہ لگی ہو -

انگلستان کی بحری قوت کا آغاز ملکہ الزبتہ کے عہد مین شروع ہوا - جو اکبر بادشاہ کے ہمعصر تہی - اور اگرچہ ہسپانیہ ہالینڈ پرتگال کے لوگون نے سمندرون مین ان سے سبقت کی - مگر اہل انگلستان نے اون کی پیروی مین ایسی سعی کی کہ پیش روی حاصل کی - غرض اس وقت جیسے اور یورپ کی قومون مین علم و ہنر جہازرانی تجارت و سیاحت دولت و ثروت کی ترقی ہو رہی تہی - ویسے ہی انگلستان مین بہی ہو رہی تہی جیسے سب کو ہندوستان کی سوداگری کا سودا تہا ویسے ہی انگلستان کو بہی شوق تہا -

چونکہ پرتگالیون کی دریافت کیے ہوے راستہ مین چلنا پرتگالیون ہی کا حق تہا - اس لیے انگریزون نے بہی ڈچ کی طرح چاہا کہ شمالی مشرقی سمندرون مین سے ہندوستان کا کوی راستہ نکالین - جب اس مین ناکامیابی ہوئی تو شمالی مغربی

راستہ نکالنے کی تجویز ہوئی اور اوس مین بہی کامیابی نہ ہوئی - بلکہ ان سفرون مین روپیہ اور جانین تلف ہوئین - مگر ہمت بلند و مبدم قدم آگے ہی بڑہاتی گئی -

اسی مین بحر روم مین ہو کر کچہ روس اور بخارا سے تجارت کا ڈہنگ ڈالا -

پہر نیوبری اور فچ دو انگریز ملکہ الزبتہ کا خط لیکر اکبر کے پاس آئے اور ہندوستان کو دیکہہ بہال گیے - غرض ان سیاحون کی تحریرون مین یہ اثر ہوا کہ ۱۵۸۹ء مطابق ۹۹۷ھ مین چند سوداگرون نے اپنے بادشاہ کو عرضی دی - پہر ۱۵۹۱ء مطابق ۹۹۹ھ مین کچہہ جہاز بہی ہندوستان کو روانہ ہوے - اور بیماری کی وجہ سے ناکامیاب لوٹ گیے اور اور بہی کتنی ہی کارروائیان ہوئین - آخر کار ۱۶۰۰ء مطابق ۱۰۰۹ھ مین انگریزون کی ایک کمپنی بنی اور اوس کا نام ایسٹ انڈیا کمپنی یعنی جماعت تجارانِ ہند رکہا گیا -

۹۹۷ھ

۱۰۰۹ھ

۳۵۳ - کمپنی کی سند ملکۂ انگلستان کیطرف سے

اس کمپنی کو جو سند ملکہ انگلستان سے ملی تہی وہ یہ ہے جسمین پانچ شرطین مندرج تہین -

اول کمپنی والون کی یہ تجویز کہ وہ ہر سال چوبیس ڈائرکٹر (منتظم) اور ایک گورنر (حاکم اعلی) خود منتخب کیا کرین منظور ہے - اور گورنمنٹ کی طرف سے اون پر اس کام کا کرنا فرض سمجہا جائیگا -

دوسرے اون علاقون مین تجارت کرنے سے اون کو سخت ممانعت کی جاتی ہے جہان اون سلطنتون کی رعایا رہتی ہے جو ملکہ کے دشمن اور مخالف ہین -

تیسرے کوئی استحقاق اون کو ایسا نہین دیا جاتا کہ جس سے اور گروہون

سے کے استحقاق مین خلل در فتور پڑے - کیپ گڈہوپ اور آبنا سے مینگلین سے پرے اون کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ بیس لاکھہ روپیہ کے نقد و جنس سے ہر سال تجارت کیا کرین - چار برس تک محصول اوس اسباب پر معاف کیے جاتے ہین جو یہان سے لیجائین - اور جو اسباب کہ وہ اپنے ملک مین لائین گے اوس پر تا اختتام ایام سند کوئی محصول نہین لیا جائیگا -

چوتھے جو اس کمپنی نے تجارت کے حدود مقرر کیے ہین اون مین کوئی اور تجارت اس زمانہ کے رسم و آئین کے موافق نہیہ کرنے پائیگا - کمپنی کو اجازت ہے کہ وہ اپنی طرف سے جس کو چاہے ایسی تجارت کرنے کی اجازت دیدے -

پانچوین یہ سند اون کو پندرہ برس تک کے لیے دی جاتی ہے - لیکن اگر اس کمپنی کی تجارت ملک کے حق مین نافع نہوگی اور اوس سے کچھہ نقصان قومی پیدا ہوگا تو دو برس پہلے اوس کو اطلاع دی جائیگی کہ وہ اپنے کام کو تمام کرے -

۳۵۴ - کمپنی کا سرمایہ اور اشیاے تجارت اور ساٹرا اور جادہ مین کوٹھیان قایم کرنا - - - -

لیکن کمپنی کے سرمایہ کی تعداد جو بیس لاکھہ روپیہ قرار پائی تھی یہ روپیہ وصول نہین ہوا صرف ۶۸۳۷۲۰ روپیہ حصہ دارون نے دیا - اس مین سے ۳۹۷۱۰ روپیہ تو جہازون کی خرید مین اور اون کے ساز و سامان مین صرف ہوا - اور ۲۸۷۴۰۳ روپیہ نقد چیزون مین اور ۶۸۶۰۰ روپیہ اجناس کی خرید مین خرچ ہوا - اجناس مین انگریزی ساخت کی چیزین کپڑا ٹین چاقو

مقراض وغیرہ گلاس اور سوائے انگلستانی مصنوعات کے پارہ پوستین وغیرہ اشیا بہی تہین -

سب سے پہلے اس کمپنی کے جہاز سنہ ۱۶۰۱ع مطابق سنہ ۱۰۱۰ھ مین انگلستان سے روانہ ہوئے - اون کے افسر کے پاس ملکۂ انگلستان کے خطوط اون تمام حکام اور بادشاہون کے نام تہے جہان اون کا جانے کا ارادہ تہا - یہ جہاز جزیرہ سماترا مین گیے اور وہان کوٹہی بنانے کی اجازت مل گئی - پہر جاوہ مین پہونچے اور بنٹیم مین اوترے اور وہان بہی کوٹہیان قایم کین -

۵۵۳ - انگریزون کا سورت گہوگا کہمبایت احمد آباد مین کوٹہیان قایم کرنا - -

پہر ہاکنز سنہ ۱۶۰۸ع مین سورت مین آیا - مقرب خان یہان کا اس وقت جہانگیر کی طرف سے حاکم تہا - پرتگالیون نے اوسے انگریزون کی طرف سے بہکایا - اور خط لکہا کہ اگر انگریزون کو سورت مین جگہہ دوگے تو پہر اپنے تمام شہر اور بازار کو پرتگالیون کی آگ سے خاکستر دیکہوگے - اور اپنی کشتی اور جہازون کا سارا راستہ بند پاوگے اور پہر جہازون کی راہ بند کردی اور لوٹ مار مچا دی - اور مقرب خان کو رشوت بہی دی - اس سے مقرب خان کا دل انگریزون سے پہر گیا - تا جب انگریزون اور پرتگالیون سے لڑائی ہوئی اور مقرب خان نے انگریزون کی بہادری دیکہی تو وہ سولہ تاجرون کو ساتہہ لیکر انگریزون کے جہاز پر گیا - اور رات کو وہان رہا - مگر جب معاملات انگریزون کے حسب دلخواہ نہ ہوئے تو انگریزون نے مقرب خان کو مع ہمراہیون کے جہاز پر قید کرلیا - اور مقرب خان کو اون کا کہنا ماننا پڑا لیکن اس سے انگریزون کو نقصان ہوا - پہر انگریز ساحل کارومنڈل پر آئے

پولیکٹ مین تجارت قایم کرین - وہان ڈچ نے اونہین روکا کہ ہم نے راجہ نرسنگہ سے ٹھیکہ لیا ہے کہ سواے ہمارے کوئی یہان تجارت نہ کرنے پاے - اگر تمہارے پاس اوس کا اجازت نامہ ہے تو آگے قدم بڑہاؤ ورنہ اولٹے پہر جاؤ - پہر انگریز موسلی پٹم گئے - وہان بہی کام نہ بنا -

پہر انگریزون اور پرتگالیون سے سورت کے پاس جہازون کی لڑائیان ہوئین جس سے انگریزون کی دہاک ہندوستانیون کے دل مین بیٹہہ گئی - میر جعفر حاکم سورت جو مقرب خان کی جگہہ اب مقرر ہو کر آیا تہا - انگریزی کپتان سے ملا اور شیخ صفی صوبہ دار گجرات سورت مین آیا - اور سنہ ۱۶۱۲ء مین انگریزون کے اور اوس کے درمیان عہدنامہ لکہا گیا اور بادشاہ کے یہان سے منظور بہی ہوگیا - اس عہدنامہ کی تمام شرطین انگریزون کے حق مین مفید تہین - اس کے بعد سورت احمد آباد کمبات گہوگا مین انگریزون کی کوٹہیان بخوبی قایم ہوگئین -

۵۶ب - انگریزون اور ولندیزون کی لڑائیان اور انگریزون کی موسلی پٹم اور مدراس مین کوٹہیان اور قلعہ سینٹ جارج کا بنانا -

اسوقت پرتگالی اور ڈچ انگریزون کے دو رقیب تہے وہ یہ نہ چاہتے تہے کہ جہان ہم تجارت کرتے ہین وہان انگریز بہی تجارت کرین - اس زمانہ مین اہل یورپ افزایش دولت کے اصول عامہ کو نہین سمجہتے تہے - اور کوئی قوم کسی تجارت کو فائدہ ہی نجانتی تہی جب تک کہ اوس کا اجارہ بالکل اوسی کے ہی ہاتہہ مین نہ ہو - اور غیر قوم اوس سے یک لخت بے دخل نکردی جاے - اس لوبہ اور اناڑی پن سے ہزارون جہگڑے بکہیڑے اوٹہہ کہڑے ہوئے -

پرتگالیون کا تو ستارا عظمت افق مین پہونچنے کے قریب ہوگیا تہا مگر ڈچ ابہی

عروج پر تھے اون سے انگریزون کو بڑا خطرہ تہا - چنانچہ ان مین آپس مین لڑائیان شروع ہوئین اور آخر کو ۱۶۱۹ء مطابق ۱۰۲۸ھ مین صلح ہوگئی - اور انگریزون کی کوٹھیان پولیکٹ مین ساحل کارومنڈل پر بہی بہ آزادی تمام قایم ہوگئین - مگر صلح نامہ کے شرائط ایسے بے سروپا تھے جن سے بڑے جھگڑے اوٹھے اور وہ کسی طرح طے نہ ہوئے پھر ڈچ اور انگریزون مین جھگڑے ہوتے رہے اور موسلی پٹم مین بہی انگریزون کی کوٹھی قایم ہوئی - پھر ڈچ کے عذاب کے مارے پولیکٹ کی کوٹھی اوٹھانی پڑی -

۱۶۲۵ء مین راجہ تنجاور کی عملداری مین کوٹھی قایم کرنے کا ارادہ ہوا وہان ڈنمارک والون نے اون کے پیر نہ جمنے دیے - پھر موسلی پٹم کی کوٹھی ہندوستانی رئیسون کے جور وستم سے چھوڑکر ارمیگوم مین جاکر قایم کی -

پھر کچھ دنون بعد قطب شاہ نے حفاظت کا وعدہ کیا تو وسلی پٹم مین پھر انگریزی کوٹھی قایم ہوگئی - اور مارچ ۱۶۳۹ء مطابق ذی قعدہ ۱۰۴۸ھ مین کارومنڈل پر تجارت کرنے اور اپنی حفاظت کے استحکام کے واسطے انکار اسے راجہ چندرگیری سے جو بیجانگر والون کی اولاد مین تہا کمپنی نے ایک قطعہ زمین لی - اور وہان مدراس پٹم مین ایک قلعہ بنایا اور اوس کا نام سینٹ جارج رکہا - اور ارمیگم سے تمام کارخانہ کو وہان اوٹھا لائے

۵۰ - یورپ والون کا مسلمانون کے یہان نوکریان کرنا - - - -

یہ تو ہم نے صرف انگریزون کے ایسٹ انڈیا کمپنی اور اوسکی تجارت ابتدائی کا ذکر کیا علاوہ اس کے یہان انگریز فرانسیس ڈچ اور پرتکالی متفرق بہی بکثرت آتے اور فرداً فرداً بہی تجارت کرتے اور مسلمان بادشاہون کے دربارون اور فوجون مین نوکریان بہی کرتے تھے - اور اس زمانہ مین رومیون کے بجاے اکثر انگریز فرانسیس ڈچ اسلام والون کے

توپخانون مین گلنداز مقرر ہوا کرتے تھے - اور اون کو مسلمان اس فن مین تجربہ کار اور واقف کار سمجھتے تھے مگر اپنے آپ اس فن کے سیکھنے اور دوسرون کے محتاج نہ رہنے کا خیال اون کے دل سے محو ہوگیا تھا علاوہ اس کے ملاحی ڈاکٹری باغبانی آہنگری وغیرہ کامون پر بہی اہل یورپ یہان نوکر رکہے جاتے تھے -

اس وقت تک نہ تو ہندوستانیون ہی کو یہ خیال تہا ورنہ یورپ والون کے ہی دل مین کچھ تصور پیدا ہوا تہا کہ یورپ والے یہان کے بادشاہ ہوجائین گے - اور یہان کا تمام ملک و مال وجان و عزت سب اونہین کے ہاتہہ مین ہوگا -

۳۵۰ - دولت آباد مین ڈچ گلنداز اور اون کی قید - - -

ایک ڈچ بہت ہی اچہا گلنداز مغلیہ فوج مین گلندازی کے کام پر مقرر تہا - اور ڈچ کمپنی کی سفارش سے نوکر ہوا تہا - اور اب دولت آباد کے قلعہ مین متعین تہا - جب اوس نے پندرہ سولہ برس کے بعد چاہا کہ وہ رخصت لیکر اپنے وطن کو جائے تو بادشاہ نے اوس کا استعفا منظور نہ کیا - اس پر اوس نے کمپنی سے سفارش کرائی تب بہی اوسے اجازت نہ ملی اور اوسے مجبوراً نوکر رہنا پڑا -

لیکن جس زمانہ مین آیندہ چلکر راجہ جے سنگہ کو اورنگ زیب نے سیوا جی کے مقابلہ پر بہیجا جس کا آیندہ ذکر آئیگا - اور اوس کا دولت آباد پر ہو کر گزر ہوا تو یہ ڈچ اور اوس کے ساتھ کے اور بہت فرنگی گلنداز راجہ کی سلامی کو حاضر ہوئے - اس ڈچ گلنداز نے موقع پاکر راجہ سے التجا کی کہ اگر آپ میرا استعفا منظور کرا دین تو مین پہاڑ پر توپین چڑہائے دیتا ہون - اس پہاڑ کے گرد اوہنون نے پہلے ہی سے دیوار بنالی تہی - اور سپاہی اندر مقرر کر دیے تھے کہ کوئی دوسرا اوس پر قابض نہوجائے

راجہ جے سنگ اوسپر راضی ہوگیا اور کہا کہ مین بادشاہ سے استعفا منظور کرا دونگا۔ اور بڑا انعام بہی اوس کے ساتہہ دلواؤنگا۔ جب اس ڈچ نے وعدہ مین کامیابی حاصل کی تو راجہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور یہ ڈچ رخصت ہو کر اپنے وطن کو روانہ ہوا سنہ ۱۰۷۶ھ مطابق سنہ ۱۶۶۵ء مین اوسے ٹیورنیر نے سورت مین دیکہا تہا۔ اور اوس کا ارادہ بٹاویہ واقع جزیرہ جاوا جانے کا تہا۔

۳۵۹ - برنیر اور ٹیورنیر اور تہیونو کے سیاحت نامہ

ان قومون کے جو لوگ یہان ہندوستان مین آتے تہے وہ جب اس ملک کا کچہہ حال دیکہتے تو اپنے ملک والون کو اوس سے آگاہ کرنے کے لیے اوسے کتابون اور سفرنامون مین بیان کرتے تہے اس زمانہ کے تین شخصون کے سفرنامے بہت مشہور ہین۔ اور یہ تینون شخص فرانسیسی قوم کے ہین۔

اول ان سب مین ڈاکٹر برنیر ہے جو پہلے داراشکوہ کا اور (جیسا کہ) آگے ذکر ہوگیا تہا۔ اور پہر اورنگ زیب کے ایک سردار دانشمند خان نعمت خان عالی کے یہان رہا کرتا تہا اس نعمت خان کا حال بہی ہم آگے لکہینگے وہان بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ یہ ایک متعصب شیعہ اور یاوہ گو تہا۔ اس لیے جو کچہہ ڈاکٹر برنیر نے لکہا ہے اوس مین بہت لغو اور جہوٹی باتین بہری ہوئی ہین۔ اور اون مین خود بہی اوس نے تعصب سے کام لیا ہے۔ اس قسم کی اور بہی بہت کتابین لکہی گئی ہین اور اوس زمانہ مین یورپ مین اون کی بڑی قدر ہوئی ہے مگر اب جو یورپ والے صحیح تاریخ کا مذاق رکہتے ہین وہ اوسپر اعتبار نہین کرتے۔ لیکن ان کتابون کے مضامین مغربی ملکون مین کچہہ ایسے ذہنون مین بیٹہہ گئے ہین۔ اور دل و دماغ

ہین غلط خیالات جمکر نقش کالحجر ہو گیے ہین کہ وہ کسی طرح مٹائے نہین مٹ سکتے
اگر کوئی فرنگی مورخ یا کوئی ہندوستانی مصنف خواہ کیسا ہی اپنے ملک کی تاریخ
مین عالم فاضل کیون نہو وہ اسپر کولک حک لگاے تو اہل فرنگ کے نزدیک
جاہل بے فرہنگ سمجھا جائیگا - ہم نے ان تاریخون کا کہین کہین ذکر لکھا ہے اور
اون کی غلطیون کو بہی بتا دیا ہے - ڈاکٹر برنیر کے سفرنامہ کا ترجمہ اُردو مین بہی ہوا ہے
اور اوس پر مترجم نے بہت کثرت سے حواشی چڑہائے ہین - مگر چونکہ وہ حواشی
بہی ایک متعصب قلم سے لکہے گیے ہین - اس لیے وہ کتاب بہی پورے
پورے اعتبار کے قابل نہین ہے - اگر کسی کو اوس کے پڑہنے کا اتفاق ہو تو
چاہیے کہ جہان تک دکن سے تعلق ہے ہماری کتاب کو بہی ضرور دیکہے -

دوسرا ٹیورنیر جوہری ہے - یہ شخص ممالک مشرقی کو چہہ مرتبہ آیا ہے - اور
دکن کے ملک مین اوس کا نہ صرف گذر ہوا ہے بلکہ سالہا سال رہنے کا اتفاق
ہوا ہے اس نے اپنے سفرنامہ مین تعصب کو کم دخل دیا ہے - اور اس لیے اوسکی
تحریر زیادہ تر معتبر ہے - خصوصاً اون واقعات مین جو اوس نے اپنے چشم دید لکہے ہین
مین نے اوس کی کتاب کے اوس حصہ کا انگریزی سے ترجمہ بہی کیا ہے جو دکن سے متعلق
ہے - اس ترجمہ کو سرکار نظام نے اپنے صرف سے سررشتہ علوم و
فنون کے نام سے چہپوایا ہے -

تیسرا تہیونو ہے یہ ایک نوجوان اور علم دوست سیاح تہا - اور اسی سیاحت
اور تحصیل علم کی دہن مین راستہ مین عین عالم جوانی مین مر گیا تہا - اس نے
بہی جو کچہہ لکہا ہے وہ بہی بڑی تحقیق اور بے تعصبی سے لکہا ہے - اس کی سیاحت

دکن کا بہی مین نے ترجمہ کیا اور چہپوایا ہے -

۳۶۰ - کرناٹک مین میر جملہ کے فتوحات -

جنجی کی فتح کے بعد چار سال تک معلوم نہین کہ عادل شاہ اور قطب شاہی حکومت مین کیا ہوتا رہا - صرف اتنا معلوم ہے کہ میر جملہ نے کرناٹک کا ملک پہلے فتح کر لیا تہا - جسکا تخمیناً ڈیڑہ سو کوس طول اور تیس۳۰ کوس عرض اور چالیس لاکہہ روپیہ آمدنی تہی - اور اس مین الماس کی کان بہی تہی - پہلے قطب شاہی سرحد کہمہ تک تہی اور اب کنجی کوٹہ تک پہونچ گئی تہی - مگر معلوم نہین کہ کنجی کوٹہ کی تسخیر مین اوسے دیر کیون لگی - اس قلعہ کو اوس نے ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۰۶۲ھ مطابق آخر اکتوبر سنہ ۱۶۵۲ء کو فتح کر لیا تہا -

سنہ ۱۰۶۲ھ

اس میر جملہ کے حالات اس زمانہ کی تو فارسی تاریخون مین مطلق بہی نہین لکہے مگر اس فرانسیسی جوہری ٹیورنیر نے جس کا حال ہم ابہی اوپر ذکر کر چلے ہین کچہہ بیان کیے ہین - چونکہ وہ باتین نہایت دلچسپ ہین - اور اوس سے میر جملہ کی لیاقت کما حقہ ظاہر ہوتی ہے - اس لیے ہم اوس مین سے کسی قدر یہان درج کرتے ہین -

۳۶۱ - ٹیورنیر کا کندہی کوٹہ کو میر جملہ کے پاس جانا -

ٹیورنیر ۱۱ مئی سنہ ۱۶۵۲ء مطابق ۲ رجب سنہ ۱۰۶۲ھ کو عنارس سے جہاز مین سوار ہوا - اسی جہاز مین بادشاہ ایران کا سفیر بہی تہا جو قطب شاہ کے لیے وہان سے پچپن گہوڑے لیکر چلا تہا - جب موسلی پٹم مین آکر اوترے پانچ گہوڑے مر گیے تہے - ٹیورنیر کا ارادہ تہا کہ یہان سے سیدہا گولکنڈہ جاے مگر یہان اوسے ڈچ لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ قطب شاہ کوئی تمہاری عمدہ چیز اوس وقت تک نہ خریدے گا - جب تک کہ اوسے میر جملہ

نہ دیکھے اور وہ اس وقت کندی کوٹ علاقہ کرناٹک پر محاصرہ کیے پڑا ہے
اس لیے آپ کا گولکنڈہ جانا محض بے فائدہ ہے اس واسطے ٹیورنیر ۲۰ جولائی
کو کندی کوٹ کی طرف روانہ ہوا۔ اور اسی کے ساتھ شاہ ایران کے گھوڑے بھی
کندی کوٹ کو چلے کیونکہ اس تحفہ کے قبول کرنے کے واسطے بھی ضرور تھا کہ اوسے
بھی میر جملہ پہلے ملاحظہ کرے۔

جب ٹیورنیر ۲۶ اگست کو کردر کے مقام پر پہونچا جو کندی کوٹ سے تیس
چالیس کوس کے فاصلہ پر تھا۔ اور جسے میر جملہ نے سنہ ۱۰۵۱ھ مین فتح کیا تھا تو اوس
نے دیکھا کہ وہان ایک پہاڑی پر قطب شاہی فوج کا کوئی افسر ٹھیرا ہوا تھا۔ ٹیورنیر
اوس کے سلام کو گیا۔ وہان دیکھا کہ وہ عہدہ دار ایک خیمہ مین ہے اور بہت
ہندو سردار اوس کے گرد نواح موجود ہین ٹیورنیر نے ایک طپنچہ کی جوڑی جس پہ
نقرہ کام کیا ہوا تھا اور ڈچ ملک کا سرخ شعلہ رنگ کپڑا اوس سردار کے نذر کیا
اور کہا کہ ہم میر جملہ سے ملنے کو جاتے ہین۔ یہ سردار بڑی خوش اخلاقی سے پیش آیا
اور کھانے کے وقت ٹیورنیر سے کھانا کھانے کو کہا مگر جب ٹیورنیر نے وہان نہ کھایا
تو اس کے مکان پر خوان پلاؤ کے بھروا کر بھیجدئے اس سردار کا نام کچھ نہین
معلوم مگر میر جملہ کی فوج کا کوئی سردار تھا۔ پھر ٹیورنیر یکم ستمبر کو کندی کوٹ مین
پہونچ گیا۔

کندی کوٹ یا گنجی کوٹہ کرناٹک کی عملداری کا ایک حصاردار شہر تھا۔ اور بڑی بلند پہاڑی پر بنا ہوا تھا۔ اوس کا راستہ صرف ایک ہی تھا جہان سے بڑی مشکل سے گزر ہوتا تھا	۶۲۳۔ گنجی کوٹہ کا قلعہ اور شہر اور توپین مار کر میر جملہ کا اوسے فتح کرنا۔

بیس پچیس فیٹ اور کہین کہین سات آٹھ فیٹ چوڑا تھا - سڑک کے دست
راست پر جو پہاڑ کو کاٹکر بنائی تہی - ایک نہایت خطرناک ڈہال تہا جس کے
نیچے ایک بہت بڑا دریا بہتا تہا - اس پہاڑ کے سامنے پاؤ میل چوڑا اور ادہ میل
لنبا ایک میدان تہا - اِس میدان مین چانول جو جوار بوئے جاتے اور بہت
چہوٹے چہوٹے نالون سے آبپاشی ہوتی تہی - اس میدان کے جنوب مین یہ
شہر ایک نوک پر بسا ہتا - اور میدان کے چارون طرف اونچے ٹیلے اور
دو دریا تہے جو اِس شہر کے پایین تک گیے ہوئے تہے - جس کی وجہ سے
اوسمین داخل ہونے کے لیے وہ ہی ایک دروازہ رہجاتا تہا - جو میدان کیطرف
بنا ہوا تہا - اس طرف اوس کے تین اچہے سنگین دیوارین تہین اون مین تراشیدہ
پتہر لگا ہوا تہا - اوسکے نیچے اوسی قسم کے پتہر کی پختہ خندق بنی ہوئی تہی -

اسی سبب سے محاصرہ کے زمانہ مین محصورین کو صرف چار پانچ سو گز
جگہہ کی محافظت کرنا پڑتی تہی - اون کے پاس صرف دو آہنی توپین تہین - ایک
ایسی تہی کہ جس مین چہہ سیر کا گولہ بہرا جاتا تہا - اور دوسری مین تین چار سیر کا - پہلی
توپ تو دروازہ پر رکہی تہی - اور دوسری ایک برج ناگوشہ مین تہی - جب
تک میر جملہ کی توپین اوپر نہ چڑہی تہین اوس وقت تک محصورین نے
اوس کے بہت آدمی ضایع کیے تہے -

جب میر جملہ نے دیکہا کہ یہ مقام اوس وقت تک فتح نہین ہو سکتا جب تک
کہ توپین اوپر نہ چڑہ جائین - اوس نے تمام فرنگیون کو جو قطب شاہ کے گولندازون
مین نوکر تہے حکم دیا کہ اگر وہ توپین اوپر چڑہا دینگے تو اون کو معمولی تنخواہ کے علاوہ

چار چار مہینے کی تنخواہ اور انعام مین دیجاویگی - گلنداز ون نے توپین چڑہادین اور ایسے گولے مارے کہ دروازہ کی توپ کو ناکارہ کردیا - جب دروازہ آدہے کے قریب مسمار ہوگیا - تو اہل قلعہ نے عہد و پیمان کرکے معززانہ شرایط پر قلعہ خالی کردیا -

موسیو تہیونو نے اس قلعہ کی فتح کا حال اس طرح لکہا ہے -

" میر جملہ نے چند روز مین کرناٹک کے بہت مقامات فتح کرلیے مگر قلعہ کندی کوٹہ نے اس کے فتوحات کے سلسلہ کو روک دیا - کیونکہ وہ ایسے ایک ناقابل گذر پہاڑی پر واقع تہا - کہ وہان تک پہونچنا ذرا کام رکہتا تہا - یہ شہر ایک پہاڑی پر واقع ہے - اور اگر کوئی وہان جانا چاہے تو اوسے چند ڑیون کے ل چلنا پڑتا ہے ایک نہایت تنگ راستہ کے سوا وہان پہونچنے کا اور کوئی راستہ ہی نہین ہے میر جملہ نے جب اس قلعہ پر قوت سے قبضہ نہ پایا تو اپنی دانشمندی سے اور روپیہ کو خرچ کیا - اور جن لوگون کو ناٹک نے صلح کے پیغام سلام کے لیے بہیجا تہا اونہین ایسا گانٹہا کہ جس سے وہان کے حاکم کو اونکی وساطت سے ایک بڑے کام مین کچہہ صلاح و مشورہ کے بہانہ سے بلالیا - اور جب ہی وہ ملاقات کے مقام پر آیا اوس نے فوراً اوسے گرفتار کرلیا - اور اپنے قول و قرار کا ذرا بہی پاس ولحاظ نہ کیا - اوسے اوسوقت تک قید مین رکہا کہ جب تک قلعہ پر اس کا پورا قبضہ نہ ہوگیا یہ مقام سینٹ ٹامس سے دس منزل پر ہے "

مگر ہمارے نزدیک ٹیورنیر کا بیان قرین قیاس اور صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ٹیورنیر عین فتح کے بعد ہی وہان پہونچ گیا تہا - تہیونو اول تو وہان گیا نہین دوسرے اوس نے یہ حال دوسرون کی زبانی کچہہ دنون کے بعد سنا ہے -

۳۶۳- میئے فرانسیسی کا سرجن اور توپین ڈہالنے والا بنا لکہ یا نہ سکنا اور بوہارون کی بابابان - - - - -

کلاڈ میئے ایک فرانسیسی تہا اور بٹاویہ کے جنرل کے ایلچی کے ساتہ جو نواب میر جلہ کے پاس کندی کوٹہ کے محاصرہ مین بہیجا گیا تہا شامل ہو گیا تہا جب یہ ایلچی اپنا کام کر چکا جس کا کچہہ حال معلوم نہین ہے - اور میئے کو معلوم ہوا کہ وہ کل یہان سے جائیگا تو اوسنے ایلچی کے سرجن کا وہ صندوقچہ چورا لیا کہ جس مین مرہم رکہے ہوے تہے اور اوسوقت تک روپوش ہو گیا جب تک کہ یہ ایلچی یہان سے چلا نہ گیا - میئے کو اوسنے ہرچند تلاش کیا اور اس لیے اوسے دیر بہی ہوئی مگر میئے نہ ملا - جب وہ چلا گیا تو میئے میر جملہ پاس پہونچا اور اوس کے یہان مسلمانون کی بے ہنری کے باعث فقط مرہم کا ایک صندوقچہ چورا لینے سے ایسے بڑے جلیل القدر سردار کے پاس سرجن کے طور پر ملازم ہو گیا پہر کچہہ دنون بعد اوس سے کہا کہ مین اچہا گلنداز ہون - اور ڈہالنے کا کام جانتا ہون -

معلوم ہوتا ہے کہ قطب شاہی عملداری مین فن آہنگری اوس وقت بڑی بُری حالت مین تہا - لوہار دستیاب نہ ہوتے ہونگے اس واسطے میر جملہ نے اوسے ڈہالنے کے کام پر مقرر کیا - جب میر جملہ نے قلعہ فتح کر لیا اور چاہا کہ توپین ایسے موقع پر رکہے جہان توپین نہی ہوئی چڑہانا مشکل ہے تو اوس نے میئی سے کہا کہ بیس[۲۰] توپین ڈہال دے جس مین دس ۲۴ سیر گولہ والی ہو دین اور دس ۱۲ سیر گولہ والی -

جب میئی نے منظور کیا تو اوس نے چارون طرف سے تانبا منگایا اور

اوسکی فوج جو سندرون سے تانبے کے بت اُٹھالائی تھی وہ بھی اوسے دیدئے کنجی کوٹہ کے سندر کے چھہ بت بھی تانبے کے اوسے حوالہ کیے جن مین سے تین دو زانو بیٹھے تھے - اور دوسرے تین دس فیٹ کے قریب بلند کھڑے تھے -

جب میٹی نے ان دہاتون کے اور اون کے بتون کے گلانے کا بندوبست کرلیا تو اوس نے سب دہاتین اور بت گلوا اے مگر کندی کوٹہ کے چھہ بت نہ گلا سکا اس سے لوگون نے کہا کہ سندر کے پوجاریون نے کچھہ جادو کر دیا ہے - اور میر جملہ نے اسواسطے پوجاریون کو ڈانٹا بھی - مگر میٹی سے وہ بت کسی طرح نہ گل سکے اور جو توپین بنانیکا میٹی نے اقرار کیا تہا وہ بھی اوس سے نہ بن سکین - ایک تو پہٹ گئی اور دوسری ناتمام رہ گئی - اور آخر کو اوس نے میر جملہ کی نوکری بھی چھوڑ دی - یہ پہلے بٹاویہ مین ڈچ کا نوکر تہا اور باغبانی کا کام کرتا تہا -

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان لوہار اوس زمانہ مین کیسے نایاب تھے اور فن آہنگری کیسی پستی کی حالت مین تہا - جو کسی قوم اور سلطنت کی ترقی کے واسطے سب سے اول زینہ ہے - جہان لوہار نہ ہون وہان سمجھہ لو کہ یہ قوم بہت ہی بے قوت ہے - اور وہ ہرگز زندہ نہین رہ سکتی -

۳۶۴ - ٹیورنیر کا میر جملہ کا مہمان ہونا اور اپنے جواہرات اوسے دکہانا اور ساتہہ کہانا کہانا - - - -

جب ٹیورنیر کندی کوٹہ مین پہونچا تو وہان کے انگریزی اور فرانسیسی گلندازون سے اوس کی ملاقات ہوئی اور کلاڈ میٹی کے یہان ٹہیرا اور اسی نے میر جملہ سے جا کر اوس کی اطلاع کی - میر جملہ نے اوسے

حکم دیا کہ ٹیورنیر کے اور اوس کے ہمراہیون اور جانورون کے کہانے پینے اور قیام کرنے کا بندوبست کردے - تاکہ جب تک وہ کنڈی کوٹہ مین رہین کسی قسم کی اونہین تکلیف نہو -

۳ - ستمبر کو ٹیورنیر میر جملہ کے سلام کو گیا - میر جملہ کا خیمہ اس وقت پہاڑ کی چوٹی پر وہان استادہ تہا جہان پہاڑ کو کاٹکر سڑک نکالی تہی - ٹیورنیر سے وہ بخاطر پیش آیا اور پوچہا کہ آپ کو کچہہ تکلیف تو نہین ہے مین نے آپ کے اور آپ کے گہوڑون وغیرہ کے کہانے پینے کا بندوبست کردینے کے لیے حکم دیدیا ہے - کہانا آپ کو ملا یا نہین اوس کے بعد پوچہا کہ آپ کیون آئے ہین - ٹیورنیر نے اپنا مطلب بیان کیا - اور دوسرے روز جواہر دکہانے کے واسطے عرض کیا -

جب ٹیورنیر دربار سے لوٹ کر آیا - تو دیکہا کہ تمام گلندازاوس سے ملنے کو آئے ہین - پہر یہ سب مینی کے مکان پر شام کے وقت کہانے کے لیئے جمع ہوئے میر جملہ نے اس وقت دو شراب کی بوتلین بہی ٹیورنیر کے واسطے بہیجی تہین - ان مین سے ایک اسپین کی تہی اور دوسری شیراز کی - اس وقت ایسی شراب یہان بہت کم ملتی تہی مگر برانڈی بہت ہوتی تہی - جسے چانول اور شکر سے یہان کے لوگ بناتے تہے -

پہر ٹیورنیر ۴ کو میر جملہ پاس گیا اور جن جواہرات کی نسبت اوسے امید تہی کہ قطب شاہ خریدیگا وہ اوسے دکہاے وہ ناشپاتی کی شکل کے موتی تہے اور اون کا وزن اور چمک دمک ایسی تہی کہ ایسے بہت کم ہوا کرتے ہین - ان مین

جو سب سے چہوٹا تہا وہ ۲۴ قیراط کا تہا - جب میر جملہ نے اونہین خوب دیکہہ لیا
اور اپنے امرا کو بہی دکہا لیا تو ٹیورنیر سے قیمت دریافت کی اور قیمت کو سنکر جواہرات
واپس کرکے بولا کہ مین پہر سوچون گا - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے یہ
قیمت بہت گران سمجہی ہوگی پہر اوس نے ٹیورنیر کو اپنے ساتہہ کہانا کہلایا اور
رخصت کردیا -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس وقت مسلمانون کو عیسائیون کے
ساتہہ کہانا کہانے سے آجکل کے مسلمانون کی طرح پرہیز نہ تہا - اور مسلمان
ہندو نہین بن گیے تہے -

۳۶۵ - میر جملہ کا کانون سے ہیرے نکلوانا اور ٹیورنیر کو دکہلانا

جب میر جملہ عبد اللہ قطب شاہ کی طرف سے
پہلے کرناٹک کی تسخیر کے واسطے گیا تہا تو اوسے
معلوم ہوا تہا کہ وہان الماس کی کانین ہین - اس لیے اوس نے بارہ ہزار مزدور کولاس
اور کانون سے ہیرے نکالنے کے کام پر لگاے تہے - یہ لوگ وہان ایک برس
تک کام کرتے رہے اور اس مدت مین انہون نے اتنے ہیرے نکالے کہ پانچ
چہہ چہوٹی چہوٹی ہیرون کی بہری تہلیان ہوگئین - اور ہر ایک تہیلی مین کوئی ایک
لپ بہر ہیرے ہونگے یہ سب کے سب ہموار اور بیضاوی شکل کے سیاہی مایل
اور بہت چہوٹے تہے - اور اکثر اون مین ایک قیراط یا نصف قیراط وزن کے
تہے مگر چمک اون کی اچہی تہی - ایسے بہت کم تہے کہ جن کا وزن دو قیراط ہو
جب میر جملہ نے دیکہا کہ وہان صرف گہری بہورے رنگ کے پتہر نکلتے ہین -
جو سفیدی کی بہ نسبت سیاہی کی جانب زیادہ مائل ہین تو اوس نے محنت کی

برباد ہی سمجھکر مزدورون کو رخصت کردیا - اور کاشتکاری کے کامون پر بہیجدیا -

جب ٹیورنیر ۱۰ ستمبر کو پہر میر جملہ کے پاس گیا - تو اوس نے یہ سب ہیرے اوسے دکہاے - اور پوچہا کہ فرنگستان مین ایسے ہیرے فروخت ہو سکتے ہین یا نہین ٹیورنیر نے کہا کہ نہین - اوس کے بعد میر جملہ کے ساتہہ ٹیورنیر نے کہانا کہایا اور پہر میر جملہ شکار کے واسطے سوار ہو گیا - پہر جب ۱۴ کو ٹیورنیر نے جاکر میر جملہ کو اوس وقت سلام کیا جب وہ شام کے وقت اپنی فوج کے معاینہ کو نکلا تہا تو اوس نے دوسرے روز ٹیورنیر سے اپنے پاس آنے کو کہا -

۳٦٦ - میر جملہ کی محنت اور حردہ بینی اور مجرمون کی سزادہی

جب ٹیورنیر ۱۵ کو میر جملہ پاس گیا تو جاتے ہی یاد ہوئی اور خیمہ مین اندر اوسے بولالیا - میر جملہ کے پاس اس وقت دو سررشتہ دار بہی موجود تہے - اور وہ فرش پر بغیر موزے پہنے بیٹہا تہا - پیر کی انگلیون مین کاغذات پکڑے ہوے تہا - اور دست چپ کی انگلیون مین بہی کچہہ کاغذ تہے - اونہین کبہی تو وہ پیر سے کہینچ لیتا اور کبہی ہاتہہ سے آگے کو سرکا لیتا اور سررشتہ دارون کو جواب بتاتا جاتا تہا اور اپنے ہاتہہ سے بہی لکہتا جاتا تہا جب سررشتہ دار لکہہ چکتے تو اونہین پڑہوا کر سنتا - پہر اپنی مہر لگاتا - اور بعض خطوط پیادون کو دیدیتا اور کچہہ سوارون کے حوالہ کردیتا تہا -

اسی مین خادم نے آکر اطلاع دی کہ چار قیدی حاضر ہین جو خیمہ کے دروازہ پر آئے ہوے تہے وہ کوئی آدہ گہنٹہ تک تو چپ رہا اور اپنے سررشتہ دارون کو جواب لکہاتا اور خود بہی لکہتا رہا - مگر آخرکار اوس نے قیدیون کو طلب کیا پہر اون سے پوچہا اور اونہین کے منہ سے اون کے جرم کا اقرار کرایا - جو ان پر لگایا گیا تہا

ان مین سے ایک نے کسی گہر مین گہسکر ایک عورت اور اوس کے تین بچون کو قتل کیا تہا - اور دوسرے نے سرک لوٹی تہی - باقی دو کا حال معلوم نہین - میرجملہ اس کے بعد گہنٹہ بہر تک اپنے کام مین مصروف رہا - اور کاغذات لکہتا لکہاتا رہا - پہر فوج کے افسر آئے اور اونہون نے بڑے ادب سے اوسے سلام کیا ان کے جواب مین اوس نے فقط سر ہلا دیا - اس کے بعد اوس نے پہلے مجرم کو حکم دیا - کہ اوس کے ہاتہہ پاؤن کاٹ ڈالے جائین اور کسی کہیت مین شارع عام پر ڈالدیا جائے اور دوسرے کا پیٹ چاک کر دیا جائے اور کہین نالے مین پہینک دیا جائے - چنانچہ اوسی وقت اوسکی تعمیل کی گئی - اور باقی دونو کے بہی سر اوڑوا دئے گئے - معلوم ہوتا ہے کہ ان کے جرائم کی پہلے باضابطہ تحقیقات ہو چکی ہوگی - اور یہان میرجملہ کے روبرو یہ مجرم فقط حکم اخیر کے لیے پیش کیے گئے ہونگے -

۳۶۷ - ٹیورنیر کا میرجملہ سے اجازت لیکر گولکنڈہ جانا اور دریاؤن پر سے عبور کے طریق

جب یہ سب کچھہ ہو چکا تو کہانا آیا - میرجملہ ہمیشہ دس بجے کہانا کہایا کرتا تہا - اوس نے ٹیورنیر کو بہی ساتھہ کہلایا - جب سفرہ اوٹہہ گیا - اور باقی امرا جو کہانے مین شریک تہے ٹیورنیر اُن سے رخصت ہولیا - اور وہ چلے گئے تو ٹیورنیر نے مترجم کے واسطے سے میرجملہ سے عرض کیا کہ ہمارے لیے کیا حکم ہے - ہماری چیزین بادشاہ کو دکہائی جائین یا نہین - اوس نے کہا کہ آپ چاہین تو گولکنڈہ جائین - مین آپ کے معاملہ مین اپنے بیٹے محمد امین کو لکہتا ہون - میرا خط وہان آپ سے پہلے پہونچیگا -

پہر اوس نے سولہ سوار ٹیورنیر کے ساتھہ بدرقہ کے طور پر کیے - کہ وہ راستہ بتا کر اور رسد رسانی کر کے کندی کوٹہ سے ۱۲ کوس تک جائین اور دریا سے پار اوتروادین کیونکہ سپہ سالار کے پروانہ راہداری بغیر کوئی شخص اس دریا سے عبور نہین کرسکتا تہا جب یہ سوار دریا تک ٹیورنیر کے ساتھہ آئے اور پہونچا کر لوٹے تو ٹیورنیر نے اونہین سولہ روپیہ پان تماکو کے لیے دینا چاہا مگر اونہون نے نہین لیے -

اس دریا پر کشتیان بڑے بڑے ٹوکرون کی طرح کی تہین - باہر کی طرف بیلون کی کہال سے منڈہی ہوئی تہین - اور اندر اونکے پہلے تو کچھہ لکڑیان بچہائی تہین پہر اون پر قالین کا فرش کر دیا تہا تاکہ اون مین جو مال و اسباب بہرا جائے اوس مین پانی کی نمی نہ پہونچے - گاڑیان اس طرح اوتارتے تہے کہ اونہین دو ٹوکرون کے بیچ مین رکہتے اور پہیے اور ڈنڈے گاڑی کے دو ٹوکرون مین باندہ دیتے تہے - گہوڑون کو دریا مین پیراکر لیجاتے تہے - ایک آدمی پیچھے سے مارتا جاتا اور دوسرا باگڈور پکڑے ہوئے ٹوکرے مین بیٹہا ہوتا تہا - ہر ٹوکرے کے ساتھہ چار آدمی ہوتے تہے جن مین سے ہر ایک ایک کونے پر کہڑا ہوتا اور بلّی سے اوسے کہتا جاتا تہا - اگر کسی طرف سے بلّی مین کچھہ سستی ہوجاتی تو ٹوکرا تین تین چار چار چکر کہا جاتا تہا - اور دہار پر بہکر دوسرے کنارہ بے جگہہ جا لگتا تہا - پہر ان ٹوکرون کا بند و بست کرنے اور پار ہونے مین مسافرون کو آدہا دن لگ جایا کرتا تہا کیونکہ ملاح جو دریا پر بیٹہے رہتے تہے جب وہ مسافرونکو آتا دیکہتے تو جا کر کہین ٹوکرے چہپا دیتے اور صرف ایک آدمی کنارہ پر بیٹہا رہتا - اسکا سبب یہ تہا کہ اگر کوئی انکی اجرت نہ دیتا اور زبردستی اوترنا چاہتا تو ملاح کہدیتا کہ ٹوکرا نہین ہے اور جو مسافر

مرہٹی اون کی حسب دلخواہ دیتا تو وہ ملاح جو کنارہ پر موجود ہوتا روپیہ پہلے مسافر سے لے لیتا - اور آگ جلاکر اوس مین ڈالکر کہرا کہوٹا جانچ لیتا تہا - جب روپیہ کہرے ہوتے تو وہ اپنے ساتہیون کو جو اچہپے ہوتے تہے آواز دیتا اور وہ کندہون پر ڈونگے لیکر نکل آتے اور مسافرون کو پار اوتار دیتے تہے -

۴۶۸ - اسلامی بدعات کا ترقی تہذیب کا مانع ہونا

اسلام کا ایسا سیدہا ساداہ مذہب ہے کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ کہے اور نبوت کا اقرار کرے اوس کی نجات کے لیے کافی ہے اور اخلاق حسنہ اور زہد و ورع سے متصف ہوتا بارگاہ ایزدی مین افزایش مراتب کا باعث ہے - اِن سب باتون کا حصن حصین نماز و روزہ وغیرہ ارکانِ اسلام ہین -

خیر القرون مین تو بے شک اسلام کا برتاؤ ایسا ہی رہا اور اسلام سے جو مقصود اصلی تہا - اوسے علی العموم سب مسلمان سمجہتے اور برتتے تہے مگر بہت جلد مسلمانون کو حکومت و سلطنت مل گئی - اور بے شمار دولت و ثروت اون کے ہاتہہ آگئی - اس لیے مسلمانون کی اوس وقت دو قسمین ہوگئین - ایک تو وہ جو عیش و عشرت کی طرف مائل ہوگیے - دوسرے گروہ جنہون نے دین کی طرف توجہ کی -

جو لوگ کہ عیش و عشرت کے پہندے مین پہنسے اون کے لیئے عیش و عشرت کے سامانون کی ضرورت ہوئی - اور اون کے پیدا کرنے اور بنانے کے لیئے صناع و اہل ہنر پیدا ہوے لے اس واسطے دنیا کو ایک گونہ رونق حاصل ہوئی - مگر یہ سامان جن کے بنا عیاشی کے واسطے تہی اور اون مین مخلوق کی آسایش و راحت

سے غرض نہ تھی اوسی وقت چل سکتے اور دنیا کی رونق کا باعث ہوسکتے تھے جب
کہ عباسیون کے ہاتھ مین دولت تھی اسواسطے دولت کے جاتے ہی وہ رونق
بھی دنیا سے نیست و نابود ہوگئی -
اب رہے وہ لوگ جنھون نے دین کی طرف رغبت کی اور جو درحقیقت اسلام
کے ہونہار لوگ تھے اِن کی بھی دو گروہ سمجھنا چاہئیں - ایک تو وہ کہ جو خالص دیندار ہی
رہے اُنھون نے علوم دین کی تدوین و تشریح کی احادیث جمع کین علم رجال اور اسانید
کے قواعد مرتب کیے - فقہ اصول کلام وغیرہ علوم اختراع کیے - اور دنیا مین
وہ کام کر گیے کہ اون سے پہلے نہ کسی نے کیے تھے - اور نہ اب تک اون سے
بہتر کسی نے کچھ کیا ہے - رہا اس دیندار گروہ کا دوسرا فریق جو دنیا کی رونق کا بھی
ایسا ہی موئد تھا جیسے دین کا تھا اوس نے صنعت و حرفت کے ہنر ایجاد کیے -
تجارت کے ذرایع مہیا کیے - طبابت فلاحت مساحت ہندسہ
حساب منطق فلسفہ ہیئت غرض تمام علوم و فنون کو جو دنیا مین ضروری تھے
اور انسان کے انسان ہونے کی اور مہذب بننے کے لیے اون کی حاجت تھی اونکو
رونق دی اور اون مین نئی نئی باتین ایجاد کین - تین چیزین کاغذ باروت قطب نما
ایسی ہین کہ جن پر اس زمانہ کی تمام ترقی کا مدار ہے وہ انھین مسلمانون کی ایجاد ہین
ان سے بیشک بہت کچھ امید ہوسکتی تھی اور کسی قدر وہ امید پوری بھی ہوئی
انھون نے علم مین ترقی کی اور بہت کچھ دنیا مین ان سے بہار نظر آئی - اور انسان کی
بہبودی کا جو اصلی سرچشمہ تھا وہ انھین لوگون کے ہاتھ سے عالم مین نمودار ہوا - مگر یہ
اپنے فرایض کو پورا نہ کرسکے - اور جو کام کہ اپنے زمانہ مین اون کو کر دینا چاہیے تھا

اوس کی تکمیل اون سے نہ ہوسکی - اس کی وجہ اسلام کے ارکان ظاہری مین توغل کرتا تہا - اہل علم کے لیے اپنی عزت کے پیدا کرنے اور قایم رکہنے کے لیے یہ ضروری ہوگیا تہا کہ وہ نماز روزہ کے حد سے زیادہ پابند ہون - اوس وقت اتنا کہنا بہی مشکل تہا جس قدر کہ ہم نے کہا ہے اس قدر کہنے سے اوس وقت نہ صرف عزت کے ہی کہو دینے کا خوف تہا بلکہ جان کا بہی خطرہ تہا - اس مین شک نہین کہ نماز روزہ وغیرہ ارکان اسلام بہت ہی اچہی چیز ہین - اور انسان کے اخلاق حسنہ کے واسطے جو زندگی کا مال ہے نہایت ہی ضروری ہین اور بجز اون کے انسان انسان ہی نہین ہوسکتا ہے - مگر ان مین جب انسان حد سے تجاوز کرجاوے اور جو اہل علم و فضل کے لیے نہایت ضروری ہوگیا ہے ایسا ہی مضر ہے کہ جیسا ارکان اسلام کا بجا نہ لانا مضر ہے - جب انسان ان مین بہت توغل کرتا ہے تو اوسے دوسرے کامون کی جو انسانی تہذیب و تمدن کے لیے ضروری ہین توجہ کرنے کی فرصت نہین ملتی - اور جو علوم و فنون دنیادی ترقی کے واسطے ضروری ہین اون کی ایجاد اور ترقی و تکمیل اس سے نہین ہوسکتی - یہی وجہ تہی کہ اسلام کے زمانہ مین گو کہ آجکل کے تمام علوم و فنون کے قریب قریب ایجاد ہوچکی تہی - مگر پہر بہی اون کی علی العموم ترقی نہین ہوئی - اور اسی وجہ سے آخر کار ایشیا والون کو جن کی سرزمین بنی نوع انسان کا خلقت گاہ ہے - اور علم و فن کا منبع و ماخذ ہونا چاہیے اہل یورپ کا اس وقت دست نگر اور مطیع ہونا پڑا ہے -

غرض اسلام کے اصول تو فطرت و نیچر کے مطابقت کی وجہ سے انسانی ترقی کو چاہتے ہین مگر اوس مین بدعات کے داخل ہوکر اوسے ایسا گدلا کردیا ہے

کہ وہ انسان کی ترقی کے لیے مضر ہوگیا ہے - اوس کا بعینہ ایسا ہی حال ہے جیسے
غذا کا حال ہے کہ اگر اپنی حد سے تجاوز نکرے تو انسان کی زندگی کا سرچشمہ ہے
ورنہ وہی غذا موت کا سبب ہوتی ہے -

۳۶۹ - دکن کی طبابت کی خراب حالت اور عبد اللہ قطب شاہ کا ڈاکٹر ڈی لان کو نوکر رکھنا - - - -

اس زمانہ مین دکن کی طبی حالت نہایت خراب تھی دیہات وقصبات مین دستور تھا کہ جب برسات کے ایام ختم ہو جاتے تو پھر بہان ٹہرے معمر لوگ جنھین اپنی عمر مین بیماریون کا تجربہ ہوچکا ہوتا تہا گہرون سے باہر نکلتے
اور کہیتون اور جنگلون مین جاتے اور جن جن جڑی بوٹیون کو وہ کسی مرض کے لیے مفید
سمجھتے یا جانتے کہ فلان گہر مین جو مرض ہے وہ ان سے اچھا ہو جائیگا - اونہین ٹہول
لاتے تھے اور اپنے پاس رکہہ چھوڑتے تھے یا جس گہر مین کوئی بیماری پیدا ہوتی تو
اوسکی دوا تلاش کرنے کے واسطے جنگل کو جاکر کوئی بوٹی توڑ لاتے تھے اور اوسے دیدیتے
تھے - لیکن بڑے بڑے شہرون مین کہین کہین ایک دو طبیب ہوتے تھے - ان
کا یہ دستور تہا کہ وہ سڑکون پر صبح کے وقت علاج معالجہ کے لیے بیٹہہ جاتے
اور دوائین اور مرہم مریضون کو دیا کرتے تھے - اور جب وہ کسی مریض کی نبض دیکہتے تو
ہونٹون مین کچھہ بڑبڑاتے جاتے اور اس نبض کے دیکہنے کے دو پیسے لیتے تھے
تمام ملک مین کہین اچھے طبیب نہ تھے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اطبا کا وجود ہی نہ تہا -
صرف بادشاہون سرداروں اور بڑے بڑے امیرون کے پاس کہین کہین
طبیب ہوتے تھے - جن کی تعداد اسقدر کم تھی کہ تمام دکن کے طبیب انگلیون
پر گنے جاسکتے تھے - اور اون کی بھی ایسی خراب حالت تھی کہ جراحی کا فن تو نہین

معلق نہین آتا تھا۔

اس زمانہ مین مسٹر چیٹر قوم ڈچ کا سفیر بٹاویہ سے عبد اللہ قطب شاہ کے پاس آیا تھا۔ جس کی وجہ کچھ معلوم نہین ہے۔ غالباً اوس کا قصد یہ ہوگا کہ قطب شاہی عملداری مین تجارتی کوٹھیان کھولنے کی ڈچ کمپنی کو اجازت دیجاے۔ اس سفیر کے ساتھہ ایک ڈاکٹر بھی تھا جس کا نام دے لان تھا جب عبد اللہ کو معلوم ہوا کہ وہ ڈاکٹر ہے تو اوس سے دریافت کیا کہ اوسے فصد کھولنا بھی آتی ہے اوس نے کہا کہ یہ تو جراحی کا اونی ہنر ہے۔ مین بخوبی کھول سکتا ہون۔ اس واسطے عبد اللہ نے بڑے اشتیاق سے بٹاویہ کے سفیر سے اوسے مانگا۔ اگرچہ چیٹر کی مرضی نہ تھی کہ دی لان کو اپنے پاس سے جدا کرے مگر بادشاہ کے اصرار اور ناراض ہوجانے کے اندیشہ سے اوسنے دی لان کو بادشاہ کے یہان نوکر رہنے کی اجازت دیدی اور عبد اللہ قطب شاہ نے اوسے آٹھہ سو ہون یعنی تین ہزار دو سو روپیہ ماہانہ پر نوکر رکھہ لیا۔

۴۷۰۔ عبد اللہ قطب شاہ اور اوسکی بیگم اور مان کا ڈاکٹر دی لان سے فصد کھلوانا۔

عبد اللہ قطب شاہ کے سر مین اکثر درد ہوا کرتا تھا۔ اور اوس کے اطبا نے جن مین غالباً نظام الدین احمد بڑا طبیب تھا یہ صلاح دی تھی کہ اوس کے واسطے وہ زبان کے نیچے کی فصد کھولوائے جب مسٹر چیٹر چلا گیا تو بادشاہ نے دی لان کو بولایا اور کہا کہ مین اپنے طبیبون کی راے کے بموجب زبان کے نیچے چار جگہہ فصد لوانا چاہتا ہون۔ آپ کو احتیاط کرنا چاہیے کہ آٹھہ اونس یعنی تقریباً سوا پاؤ سے زیادہ خون نہ نکلے جب فصد کے وقت دوسرے روز دی لان دربار مین حاضر ہوا۔ تو

دو تین خواجہ سرا آئے - اور ایک کمرہ مین اوسے لے گئے - پہر وہان چار ٹہہیان اوسے
حمام مین لے گیئن - اور کپڑے اوتار کر اوسے نہلایا - اور خاصکر ہاتہون کو خوب دہلوایا پہر
اوسکا بدن دواؤن اور عطریات سے معطر کیا - اور یوروپین لباس کے بجاے اوہنون
نے اوسے اس ملک کا لباس پہننے کو دیا - بعد ازان بادشاہ کی خدمت مین حاضر
کیا - اور ظروف طلائی لائے گئے - اطبا وہان موجود تہے اور ان برتنون کو تول
چکے تہے - یہ خون لینے کے واسطے تہے -

دی لان نے بادشاہ کی زبان کے نیچے چار جگہہ کی فصد لی - اور ایسی
ہنرمندی سے کام کیا کہ جب برتنون مین خون تولا گیا تو آٹہہ اونس سے سر مو تفاوت
نہ نکلا - بادشاہ اوس سے ایسا خوش ہوا کہ تین سو ہون اوسے انعام مین دے
جو بارہ سو روپیہ کے برابر ہوتے ہین -

جب بادشاہ کی بیگم اور بادشاہ کی والدہ نے سنا تو انہون نے بہی اوس
سے فصد کہلوانا چاہا - اور دی لان کو اندر بلوایا - اور وہ ہی عورتین اوسے حمام
مین لے گیئن جو بادشاہ کی فصد کے وقت لے گئی تہین - اوسکے بازو ننگے
کیے - اور خوب دہلائے - خاصکر اوسکے ہاتہون کو خوب صاف کیا - پہر عطر ملے
جیسے کہ انہون نے بادشاہ کی فصد کے وقت ملے تہے - جب یہ ہو گیا
تو اوسے پردے کے پاس لے گیئن اور بادشاہ بیگم نے ایک سوراخ سے اپنا
بازو نکال دیا - اور ڈاکٹر نے اوسکی فصد لی - پہر اسی طرح بادشاہ کی مان کی بہی فصد
لی - بادشاہ بیگم نے اوسے پچاس اور بادشاہ کی والدہ نے تیس ہون دے
اور کچہہ زربفتی تہان بہی عنایت کیے -

۳۷۱ - محمد امین کی عدیم الفرصتی اور ٹیورنیر کا نظام الدین احمد سے ملنا

جب ۱۲ - اکتوبر کو ٹیورنیر گولکنڈہ پہونچا - تو وہ ڈاکٹر پیڑ دی لان کے مکان پر ٹھیرا - اور دو روز کے بعد محمد امین نواب میر جملہ کے بیٹے کے سلام کو گیا - خدمت گارون نے کہا کہ اوس سے آج ملاقات نہین ہوسکتی - دوسرے روز گیا تو بہی یہی جواب ملا اور معلوم ہوا کہ اس طرح ایک بڑا عرصہ صرف ملاقات کو ہوجاتا ہے -

محمد امین ایک نوجوان آدمی تہا - بادشاہ کے حضور سے اوسے فرصت نہین ملتی تہی اور جب وہان سے چہوٹتا تو گہر مین گہس جاتا تہا - وہان اہل حرم سے خلاصی ہونا دشوار تہی -

دی لان نے اس واسطے ٹیورنیر کا حال اپنے ایک دوست سے کہا جو اوس کا اور نیز سفیہ ٹیاویہ کا بڑا یار غار تہا - اور بادشاہ کا طبیب خاص تہا - غالباً یہ نظام الدین احمد ہوگا مگر فرانسیسی نسخہ مین اس طبیب کا نام کچہہ بیان نہین کیا گیا ہے -

پہر اس طبیب نے ٹیورنیر کے موتی تہیلیون مین اوس سے بہروا کر مہر لگوائی کیونکہ جو چیز بادشاہ کو دکہائی جاتی تہی اوس پر سوداگر کی مہر ہونا ضرور تہی - اور جب بادشاہ ان چیزون کو دیکہہ لیتا تہا تو وہ بہی بند کرا کر اپنے روبرو اپنی مہر لگوا دیتا تہا تاکہ خدام اور بیچ کے آدمی کسی طرح دغا و فریب نہ کرنے پاوین -

۳۷۲ - ٹیورنیر کی قیمت کے باب مین ایک خواجہ سرا سے تکرار اور گولکنڈہ سے فرار ہونا -

جب اوس طبیب نے عبد اللہ کو موتی دکہا دیے تو ۱۵ - اکتوبر کو دو بجے بعد دوپہر کے ٹیورنیر کو بلایا اور موتی واپس کیے - جن پر بادشاہ نے اپنی مہر کر دی تہی - پہر

اوس نے ٹیورنیر سے ہرایک موتی کی قیمت پوچھی - اور ایک خواجہ
یہ تمام قیمتین لکھہ لین - اس پر ٹیورنیر اور خواجہ سرا سے قیمت کے بابمی
ردوبدل ہوئی - اور خواجہ سرا نے کہا کہ آپ کیا بادشاہ گولکنڈہ کے درباری آ
کو سمجھتے ہین - کہ ہم کو کچھہ تمیز نہین - اور نہ ان کی قیمت جانتے ہین - میر
قیمتی جواہرات جو بادشاہ کے پاس آیا کرتے ہین دیکھتا رہتا ہون - ٹیو
غصہ مین آکر کہا کہ آپ قیمت تو بے شک جانتے ہین مگر لونڈی باندی
جواہرات کی آپ کیا جانین -
اب کہتے تو کہدیا مگر چونکہ دکن مین ٹیورنیر بہت رہاتہا وہ یہان کے
اور عادات سے خوب واقف تہا - اوس نے جان لیا کہ یہ خواجہ سرا بادشاہ
جاکر چغلی کہائیگا - اور سزا دلوائیگا - اس واسطے فوراً افسر الاطبا سے رخ
ہوا - اور گہر پر آتے ہی موتی باندہ اور دو گاڑیان منگا اور گہوڑون پر سوار ہ
ہی روز صبح کو گولکنڈہ سے سورت کی طرف کو بہاگ گیا - کوئی ڈیڑہ دو کو
بادشاہ کے بیچ پر نکالی انگریز گلنداز ساتہہ آئے - پہر وہ رخصت ہوگیے
ادوہر خواجہ سرا کو دو روز بعد بادشاہ سے اس حال کے بیان کرنیکا م
جب اوس نے بادشاہ سے یہ سارا حال بیان کیا تو قطب شاہ نے
ہی کچھہ سوار ٹیورنیر کی گرفتار کرنے کو بہیجدے - مگر جب سوار ٹیورنیر کے پا
پہونچے تو اوسوقت تک وہ پانچ منزل گولکنڈہ سے نکل چکا تہا اور ایک
مغلیہ عملداری مین پہونچ چکا تہا - وہان سوارون نے ٹیورنیر کو بہت کچھہ
اور کہا کہ آپ چلئے قطب شاہ آپ کے موتی خریدنے کو بلاتا ہے اور ک

سنہ ۱۰۶۲ھ

کہ آپ میرے بغیر پوچھے کیون چلے گیے۔ اگرچہ ٹیورنیر کے ہمراہیون کی خواہش بہی ہوئی کہ لوٹ جاؤ مین مگر ٹیورنیر نے نہ مانا۔ اور اونہین لوٹ کر جانے کے نقصان بتلائے جس سے لاچار سوار لوٹ گیے اور ٹیورنیر آگے چلا گیا۔

۳۷۳۔ سید معصوم کا شاہ عباس ثانی صفوی کی بہن سے نکاح اور سید احمد کا پیدا ہونا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

عبد اللہ قطب شاہ کی اولاد ذکور نہ تہی صرف تین بیٹیان تہین۔ اور اوس کے تینون بیٹیون کی شادی کچھہ کچھہ غیر معمولی طور پر ہوئی تہی ۔ اس لیے اب ہم اون کا بیان کرتے ہین۔

سید معصوم ابن میر غیاث الدین بن سید منصور شیراز کا رہنے والا تہا۔ سید معصوم کی علمی لیاقت ایسی تہی کہ اوسے مخلوق نے اُستاد البشر کا خطاب دے رکہا تہا اور شیراز مین اوس کا ایک مدرسہ بہی تہا جسے مدرسۂ منصوریہ کہا کرتے تہے شاہ عباس ثانی صفوی کی بہن جب زیارت حرمین شریفین کو جانے لگی تو اسے علم کی شہرت کے سبب سے بادشاہ نے سید معصوم کو اپنی بہن کے ساتھہ کر دیا۔ تاکہ ایام حج مین وہ شاہزادی کو مناسک حج کی تعلیم دیتا رہے مگر سید معصوم اور شاہزادی سے راستہ مین کچھہ تعلق ہو گیا۔ اور اُنہون نے عرب مین جا کر نکاح کر لیا۔ چونکہ یہ امر بادشاہ ایران کے بلا اجازت ہوا تہا اس لیے لوٹ کر پہر شیراز کو جانا غیر ممکن تہا۔ اس واسطے یہ دونون مدینہ مین رہنے لگے اور وہان اس شاہزادی کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام سید احمد رکہا گیا۔

جب سید احمد جوان ہو گیا تو اوس نے وہین مدینہ مین ایک عورت سے نکاح

کریا جس کے پیٹ سے ایک لڑکا ۵ اجمادی الاول سنہ ۱۰۶۲ھ کو پیدا ہوا - اور بادشاہ نے بیٹے کا نام سید علی رکہا - جسے بعد مین والدی کی وجہ سے سید علی معصوم بہی کہا کرتے تہے -

۴۷۳ - عبداللہ قطب شاہ کا سید احمد کو اپنی بڑی بیٹی دینا - - -

پہر یہ سید احمد عرب سے ہندوستان آیا - اور گولکنڈہ مین پہونچا - چونکہ یہ مکہ سے یہان آیا تہا اسی واسطے ٹیورنیر نے اوسے شیخ الشیوخ مکہ کا رشتہ دار بتایا ہے غرض جب سید احمد یہان گولکنڈہ مین آیا تو وہ مشایخون کے لباس مین تہا - اور کسی سے بات نہ کرتا تہا - صرف شاہی محل سرا کے دروازہ پر بیٹہا رہتا تہا - جب عام لوگ استفسار کرتے کہ تو کیون آیا ہے تو وہ کسی کو جواب نہین دیتا تہا - آخرش جب قطب شاہ کو خبر ہوئی تو اوس نے اپنے کسی مقرب کو بہیجا جو عربی اچہی جانتا تہا تاکہ وہ شیخ سے پوچہے کہ وہ کیا چاہتا ہے - اور کس لیے آیا ہے -

جب بادشاہ کے اس معتمد نے جاکر اوس سے گفتگو کی تو اوس نے ایسے سنجیدہ جواب دیے کہ جس سے اوسے اور اوس کے ہمراہیون کو ثابت ہوگیا کہ وہ بڑا ہی دانشمند ذی علم اور بڑے جلیل القدر خاندان والا ہے جب اوس نے جاکر یہ سارا حال بادشاہ سے کہا تو اوس نے سید احمد کو اپنے پاس دربار مین بولایا اور اوس کی باتون سے نہایت مسرور ہوا - اور اوس کی چال ڈہال اور بول چال کو بہت پسند کیا -

لیکن جب اوس نے کہا کہ مین یہان شاہزادی سے شادی کرنے آیا ہون تو عبداللہ کو ایک حیرت ہوگئی - اور درباری امرا مین بعض لوگ یہ سمجہنے لگے

سنہ ۱۰۶۲ھ

کہ وہ اپنے ہوش وحواس مین نہین ہے۔ پہلے تو وہ اوس پر ہنسے۔ مگر جب دیکھا کہ وہ اپنی بات پر مصر ہے اور کہتا ہے کہ اگر میری شادی اس شاہزادی سے ساتھ نہین ہوگی تو اس ملک پر بڑی آفت نازل ہوگی ۔ تو اوسے جیل خانہ بہیجدیا گیا جہان وہ مدت دراز تک قید رہا۔ پہر قطب شاہ نے یہ مناسب سمجھکر کہ اس شخص کو اپنے وطن کو بہیجدیا جاے ایک اپنے جہاز مین موسلی پٹم سے سوار کرایا۔ اور عرب کو روانہ کردیا۔ موسلی پٹم سے حجاج جہاز مین بیٹھکر مخہ کو جاتے اور وہان سے براہ خشکی مکہ معظمہ کو جایا کرتے تھے۔

دو سال بعد پہر سید احمد یہان گولکنڈہ مین آموجود ہوا۔ اور کچہ ایسی کارروائی کی کہ شاہزادی اوس سے منسوب ہوگئی اور شادی بہی ہوگئی۔ اور سلطنت مین اوس نے بڑا اعتبار پیدا کرلیا۔ کہ تمام امور مین اوسی کی بات چلنے لگی۔ مگر میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکہا ہے کہ سید احمد اور سید سلطان دو شخص نجف کے رہنے والے سید تھے اونہین میر محمد سعید میر جملہ نے بولایا تہا۔ اور وہ چاہتا تہا کہ اپنی لڑکیون کی اون سے شادی کردے ۔ جب عبد اللہ قطب شاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اوس نے کہا کہ ان کو مین اپنی بیٹیان دونگا۔ اور اوس نے اپنی بڑی بیٹی سید احمد کو دیدی میر غلام علی کی روایت کی بہ نسبت ٹیورنیر کی روایت کے زیادہ معتبر ہونا چاہیے تہی۔ کیونکہ غلام علی کا زمانہ اس واقعہ سے بہت بعد کا ہے۔ مگر چونکہ ٹیورنیر ایک غیر قوم کا شخص ہے اور اوس نے وہ وجہ بہی نہین بیان کی ہے جس سے عبد اللہ قطب شاہ نے اپنی بیٹی اس ذلیل آدمی کو دیدی اس لیے غلام علی کی روایت قرین صحت سمجھنا چاہیے۔

سنہ ۱۰۶۳ھ

۳۷۵- عبداللہ کا مسجد کی تعمیر ملتوی کرنا۔

اوپر ہم لکھہ آئے ہین کہ مکہ مسجد سلطان محمد قطب شاہ نے بنوانا شروع کی تہی۔ مگر اوس کی تعمیر کے ختم ہونے سے پیشتر اوس کی عمر ختم ہو گئی۔ ٹیورنیر لکہتا ہے اوس کے بعد عبداللہ کے زمانہ مین جب یہ سید احمد اوس کا داماد ہو گیا تو اوس نے کہا کہ اس مسجد کو نہ بنوانا چاہیے اگر اسے بنوایا جائیگا تو قطب شاہی عملداری پر بڑی آفت نازل ہوگی۔ چونکہ عبداللہ اپنے داماد کی بات کو مانتا تہا اوس نے اوس کی تعمیر ملتوی کر دی۔ مسجد کے بنانے سے ایک بڑی آفت کا نازل ہونا ایک بڑی گپ ہے جو ٹیورنیر کے راوی کی بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عبداللہ قطب شاہ بڑا عیاش بادشاہ تہا مذہب کا اوسے اسی قدر خیال تہا کہ تعزیہ داری کی رسمین خوب ادا کی جائین مسجد سے اوسے کچھہ مطلب نہ تہا۔ اس مین روپیہ خرچ کرنے کو وہ اسراف اور بیکار جانتا تہا اگر رنڈی بہڑوون کے رہنے کی عمارت ہوتی تو اوس کی غور و پرداخت خوب کیجاتی۔

۳۷۶- سید احمد کا ریاضی کے شوق کی وجہ سے پادری افرائیم کی خاطرداری کرنا۔ - -

سید احمد کو ریاضی مین بڑی اچہی مہارت تہی۔ اور اسی لیے اوسے اون لوگون سے بڑی رغبت تہی جو اس فن کے اہل کمال ہوتے تہے۔ چونکہ اوس زمانہ مین نصرانی ریاضی مین بڑے ماہر ہوتے تہے سید احمد اگر کسی نصرانی کو دیکہتا اور ذی علم پاتا تو اوس کی بڑی خاطرداری کرتا تہا۔

ایک شخص پادری افرائیم یورپ سے پیگو کو بہیجا گیا تہا۔ اور راستہ مین کہین مالاباری مسلمانون کے ہاتہہ پڑ گیا تہا۔ چونکہ پرتگالی مسلمانون کو بہت

ایذا دیا کرتے تھے اس واسطے مسلمان بھی اون کی ایذا دہی مین کچھہ کمی نہین کرتے تھے اس پادری کو جب اونہون نے پکڑ لیا تو فدیہ جلد ملجانے کی غرض سے اوس کے ہاتھہ پیر شکنجہ مین ایسے کسے کہ کچھہ دنون متواتر رہنے کے باعث اپنی اصلی ہیئت سے چھوٹے ہو گیے - لیکن یہہ بھی جب یہ پادری وہان چھوٹا تو اپنے اصلی مقصد سے نہ پہرا - اور پیگو کے ارادہ سے گولکنڈہ آیا - یہان کہین اوس سے اور سید احمد سے شناسائی ہو گئی - جب سید احمد نے دیکھا کہ وہ فن ریاضی مین اچھا ہوشیار ہے تو اوس نے اوسے اپنے پاس رکھنا چاہا - اور کہا کہ اپنے خرچ سے مین تمہارے لیے مکان رہنے کو اور گرجا عبادت کرنے کو بنا دونگا اور چونکہ یہان پرتگال اور امریکا سے بہت عیسائی لوگ تجارت کے واسطے آیا کرتے ہین اس لیے آپ یہان بھی خالی نہ رہین گے - اون سے آپ کا مشغلہ رہیگا اور وہ آپ کے اہل محلہ سمجھے جائینگے -

لیکن پادری افرائیم کو آگے جانے کے لیے حکم تھا وہ اس عنایت سے مستفید نہ ہو سکا - اور شاید اس غرض سے کہ وہان گولکنڈہ کی بہ نسبت دین عیسوی کے پہیلنے کی زیادہ امید ہو گی پیگو کو چلدیا - جب پادری رخصت ہوا تو سید احمد نے دکن کے دستور کے بموجب اوسے اس قدر بڑے درجہ کا خلعت دیا جس سے زیادہ درجہ کا دینا غیر ممکن تھا - کیونکہ اس خلعت مین تمام لباس شامل تھا - ٹوپی قبا الخالق دو جوڑے پائجامہ دو قمیص دو ٹپکے اور ایک چادر جو تپش آفتاب سے محفوظ رہنے کے واسطے سر اور گردن پر اوڑہنے کے لیے تھی -

پادری کو اس تحفہ پر بڑا العجب ہوا - اور سید احمد سے کہا کہ یہ لباس میرے پہنے کا نہین ہے جس پر اوس نے کہا کہ آپ لے لیجیے - اور اپنے کسی رفیق کو تحفہ مین دیدیجیے بعد ازان دو مہینے بعد یہ پادری ٹیورنیر کو سورت مین ملا - اور سب سے پہلے ہی ملاقات مین یہ تحفہ اوس نے ٹیورنیر کے گلے منڈہا - اس سے آپ سمجھہ سکتے ہین کہ اوس زمانہ کے مسلمان یورپ کے عیسائیون کی خو بو سے کیسے ناواقف تہے -

غرض جب سید احمد نے دیکہا کہ پادری افرائیم اوس کے روکے سے نہین رکتا - اور چونکہ خاطراً اوسے یہ بہی منظور نہ تہا کہ اپنے ارادہ کے بموجب پادری گولکنڈہ سے موسلی ٹپم کو پاپیادہ جاوے سید احمد نے پادری کو زبردستی ایک بیل دیا - اور دو خدمتگار ساتہہ کیے کہ وہ راستہ بتانے کے لیے اوس کے ہمراہ جائین - اور چونکہ بہت کہنے پر بہی پادری نے نقدی لینا منظور نہ کی اسلیے اوس نے خدمتگارون کو تیس ہون دے کہ جس وقت موسلی ٹپم پہونچین تو بیل اور ہون اوسے زبردستی دیدین - چنانچہ خدمتگارون نے ہوبہو حکم کی تعمیل کی - کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو گولکنڈہ پہونچنے پر جان سے مارڈالے جاتے یا کچہہ اور سزا دیجاتی -

۷۷۳ - خطاب عادل شاہی چنکنڈہ ایلور کی فتح اور نہر فضل

یہان اسقدر بیان کردینا ضروری ہے کہ محرم سنہ ۱۰۵۸ھ مین شاہنواز خان ثانی وزیر محمد عادل شاہ مرگیا -

شاہان دہلی کا خصوصاً شاہان مغلیہ کا ہمیشہ یہ قاعدہ رہا ہے کہ سلاطین دکن کو وہ سلاطین تسلیم نہین کرتے تہے بلکہ اون کو اپنا ماتحت سمجہتے تہے -

یہی وجہ تہی کہ جب کبہی تاریخ مغلیہ مین شاہان دکن کا ذکر ہوا ہے تو وہین بجاے عادل شاہ کے عادل خان اور بجاے قطب شاہ کے قطب الملک کہا کرتے ہین - مگر ۱۰۶۱ھ مین جو فرمان کہ شاہجہان کے پاس سے آیا اوس مین شاہجہان نے بجاے عادل خان کے عادل شاہ لکہا تہا - یہ بات صرف تاریخ بیجاپور مین لکہی ہے - مغلیہ تواریخ مین کہین ذکر نہین - اسی سے ہمین اس روایت مین بہت بڑا شک ہے - اسی کے ساتہہ یہ بہی خیال ہوتا ہے کہ شاہجہان کے اخلاق سے یہ بعید بہی نہین ہے -

خان محمد حبس نے جنجی کا قلعہ ۱۰۵۸ھ مین فتح کیا تہا اوس نے ۱۰۶۳ھ مین پنکنڈہ کو بہی فتح کر لیا - جہان رام راج کے خاندان کی حکومت چلی آتی تہی -

افضل خان کے اہتمام سے ۱۰۶۲ھ مین محمد عادل شاہ نے بیگم تالاب سے ایک نہر کہدوائی تہی جو قلعہ کے اندر تک گئی تہی - اور جس سے بیجاپور کو نہایت ہی رونق ہو گئی تہی -

اسی سال بیجاپور والون نے ایلور مقام کو بہی فتح کر لیا تہا -

اور اسی سال بیجاپور مین ایک زلزلہ عظیم آیا تہا -

۳۷۸ - میر جملہ کے اقتدار سے حاسدون کا عبد اللہ قطب شاہ کو بدظن کرنا -

اب عبد اللہ قطب شاہ کی دوسری دختر کے نکاح کا ذکر سنئے - میر جملہ کا ہم اوپر حال بیان کر چکے ہین اس نے جب کرناٹک مین بہت ملک فتح کر کے ناموری حاصل کی تو عبد اللہ نے اسے اپنی عملداری کے شمال مشرق مین دریاے گوداوری کے کنارے راجاؤن کے مطیع کرنے کے لیے بہیجدیا - غالبًا وہان کچہہ بدنظمی ہوئی ہوگی

۱۰۶۳ھ

یا میر جملہ کو کرناٹک مین زیادہ رکھنا مناسب نہ خیال کیا گیا ہوگا۔

اوس زمانہ کا قاعدہ تھا کہ جب شاہی سردار کہین کسی بڑی مہم پر لشکر کے سردار کر کے بھیجے جاتے تو اون کے اہل و عیال بادشاہ کے پاس اول مین رہا کرتے تے۔ میر جملہ بہی جاتے وقت اپنے بچون کو گولکنڈہ مین ہی چھوڑ گیا تہا۔ میر جملہ کی بیٹیان تو کئی تہین۔ مگر بیٹا ایک محمد امین تہا جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین۔

چونکہ میر جملہ پر عبد اللہ قطب شاہ کا بڑا اعتبار تہا اور اوس کے پاس دولت بہی بہت جمع ہو گئی تہی اس لیے اوس کے دشمن بہی بہت پیدا ہو گیے تے وہ چاہتے تے کہ میر جملہ کی غیر حاضری سے فائدہ اوٹہا کر اوکسی طرح بادشاہ کو اوس سے بدظن کر کے اوسے تباہ کر دین۔ اونہون نے بادشاہ سے کہا کہ میر جملہ کے اقتدار سے اوسے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اوس کے تمام طرز و انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ کا تخت چہین کر اپنے بیٹے کو تخت نشین کرانا چاہتا ہے چاہیئے کہ بادشاہ اوسے اس قدر مہلت نہ دے کہ اوس کا پہر علاج نہ ہو سکے۔ اس بڑے دشمن سے جس نے اپنی دشمنی کو چہپا رکہا ہے نجات پانے کی سب سے اچہی صورت یہ ہے کہ اوسے زہر دیدیا جائے۔

اس بات پر بادشاہ بہت جلد راضی ہو گیا۔ اور جس نے یہ رائے دی تہی اوسی کو اسکے سر انجام دینے کے لیئے حکم دیا۔ لیکن جب تین چار مرتبہ متواتر دشمنون نے اپنے کام مین کوشش کی اور ہر مرتبہ ناکامیاب رہے تو میر جملہ کے بیٹے محمد امین پر یہ راز کہل گیا۔ اور اوس نے اپنے باپ کو فوراً خبر کر دی۔

سنہ ۱۰۶۳-۶۴ھ

۴۰۳- ڈاکٹر برنیر کا غلط بیان کہ عبد اللہ کی مان اور میر جملہ سے اور شاہجہان اور شاہجہان کی بیٹی سے ناجائز تعلق تھا

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ہر ایک قوم مین اچھے اور برے سب طرح کے لوگ ہوا کرتے ہین برنیر فرانسیسی جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین ایک بڑا متعصب شخص تھا اور مسلمانون کی ہر ایک بات کو اوس نگاہ سے دیکھا کرتا تھا جس نگاہ سے کہ کوئی دشمن دیکھا کرتا ہے - چونکہ اسلام کی قوت وشوکت اور خوبی تمام اہل سنت وجماعت کے فرقہ پر منحصر ہے اس لیے جو لوگ متعصب ہوتے ہین وہ اسلام کے دوسرے شیعہ فریق کو جو نہایت کمزور ہے اپنا دوست بنا لیتے ہین اور اون کے ذریعہ سے اہل سنت کے جھوٹے سچے معائب کو نکال لیتے اور بیان کرتے ہین - ڈاکٹر برنیر نے بھی شاید اسی وجہ سے ہند کے بعض شیعون کو اپنا دوست بنا لیا تھا اور اون کی سنی سنائی اور کچھہ کچھہ اپنے الہام سے باتین سچے واقعات مین ملا کر لکھدیا کرتا تھا - اس مین شک نہین کہ برنیر کی سمجھہ اچھی تھی - جب وہ جھوٹ لکھتا ہے تو کچھہ نہ کچھہ صداقت کا لباس اوسے پہنا ہی دیتا ہے اگر اوس زمانہ کی اور سچی تاریخین نہ ہوتین تو ممکن نہین تھا کہ کسی طرح اوس کا جھوٹ کھل سکتا -

چونکہ میر جملہ اورنگ زیب کا دوست ہوگیا تھا اس لیے اوس نے اسے بھی تہمت سے خالی نہین چھوڑا - وہ میر جملہ کی قوت وشوکت کا حال لکھکر بیان کرتا ہے کہ میر جملہ کی اس طاقت وشوکت کو دیکھکر شاہ گولکنڈہ کے دل مین رشک وحسد کا پیدا ہونا ایک طبعی امر تھا چنانچہ اوس نے بڑی سرگرمی سے لیکن نہایت اخفا اور سکوت کے ساتھہ اوس کے قتل کرانے یا اپنے یہان سے نکال دینے کی

تدبیرین سوچنی شروع کین - کیونکہ بجاے ایک مطیع نوکر کے وہ اب اس کو
ایک خطرناک رقیب سمجھنے لگا تہا - اور وزیر کے خیرخواہ اور جان نثار لوگون کی وجہ
سے جو اوس کے گرد و پیش موجود رہتے ستہے اسپنے اس ارادہ کو احتیاطاً بہت
مخفی رکہتا تہا - لیکن ایک موقع پر جب کہ اول ہی دفعہ اوس کو یہ خبر ملی کہ میر جملہ
اور اوسکی والدہ کے باہم جو ہنوز صاحب حسن و جمال تہی ایک نامناسب تعلق
ہے وہ عداوت جو اوس کے دل مین پہلے سے تہی پوشیدہ نرہ سکی
اور بے اختیار بول اوٹہا کہ اس زبردست مجرم سے اس حرکت کا انتقام لینا ضرور
ہے "۔ یہ بات کہ میر جملہ اور عبد اللہ قطب شاہ کی مان کا ناجائز تعلق تہا
کئی وجہ سے غلط معلوم ہوتا ہے اول تو اس وقت عبد اللہ قطب شاہ کی مان کی
عمر تقریباً ساٹہہ برس سے کم نہین ہوگی - دوسرے میر جملہ تقریباً ہمیشہ گولکنڈہ سے
باہر سفر مین رہا کرتا تہا - تیسرے بیگمات شاہی کا ایسا سخت پردہ تہا کہ ٹیورنیہ
وہی لان سے فصد کہولانے کے بیان مین لکہتا ہے کہ بادشاہ بیگم اور اونکی مان نے
فصد اس غرض کہولائی ہونگی کہ اونہین اس بہانہ سے مرد کی صورت دیکہنے کو مل جائے
کیونکہ انہون نے پاس سے کبہی کسی غیر مرد کی صورت نہین دیکہی تہی چوتہے میر جملہ بہی
اس وقت بوڑہا ہو گیا تہا - پانچوین اگر یہ بات سچ ہوتی تو عبد اللہ پہلے اپنی مان کو
ہی قتل کر دیتا پیچہے میر جملہ کی طرف توجہ کرتا - چہٹی یہ بات کسی فارسی کی تاریخ مین
نہین لکہی ہے - اگر کچہہ بہی اس قسم کا شبہ ہوتا تو فارسی ہواے کب لکہنے سے چوکتے
کسی نہ کسی پیرایہ مین اوسے ضرور ادا کر ہی جاتے -

برنیر نے بہین ایسا نہین لکہا ہے بلکہ شاہجہان کے بیان مین اس سے

بہی بڑہکر غضب ڈہایا ہے اور شاہجہان کا اپنے بیٹی سے ناجائز تعلق رکہنا بیان کیا ہی
اور لکہا ہے کہ شاہجہان نے اس امر کے واسطے علماے اسلام سے فتوی بہی
لے لیا تہا چنانچہ وہ لکہتا ہے کہ شاہجہان کی بڑی بیٹی بیگم صاحبہ بہجہ حسین اور خوش اندام
اور باپ کی نہایت ہی پیاری تہی ایسے غیر طبعی میلان کی افواہ کی نسبت اشارہ
کرنا ایک بہت نامطبوع واقعہ ہے۔ کہتے ہین کہ وہ عذر بے گناہی و براءت جس پر
شاہجہان کے دل کو اس معاملہ مین اطمینان ہوگیا ملا اور فقیہ لوگون کا وہ جہوٹا فتوی تہا
جو اس تمہید سے دیا گیا تہا۔ کہ بادشاہ کو اوس درخت کے میوہ سے تمتع ہونا جسکو
اوس نے خود لگایا جائز اور درست ہے " اس مین شک نہین کہ ہندوستان
مین بہت بادشاہ اور امیر بدکردار ہوئے ہین۔ مگر کسی نے یہ پاپ نہین کیا جو برنیر
نے شاہجہان کے سر پر تہوپ دیا ہے اور پہر اس پر طرہ یہ کہ مولویون سے فتوی
لیکر اس کو جائز جانا ہے۔ خدا جانے یہ بازاری گپ کسی بہنگیر خانہ مین سنکر یا اپنے
ملک پر قیاس کرکے اوس نے لکہدی ہے۔ برنیر نے اور بہی بہت باتین ایسی
ہی لکہہ ماری ہین جس کی وجہ سے اوس کی تحریر پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ مگر
وہ بیچارہ کیا کرے فرانس کے ملک مین ہی زناکاری ایسی معیوب نہین سمجہی جاتی
ہے جیسے مشرقی ملکون مین سمجہی جاتی ہے۔ اوسی وقت نہین بلکہ فرانس کے
لوگ اس وقت بہی ایسی باتون کو سچا سمجہہ لیتے ہین وہان کا کچہہ دستور ہی ایسا ہی
چنانچہ آگے چلکر برنیر خود لکہتا ہے " حرکات عشقیہ اگرچہ ہر ملک مین مذموم اور باعث
جرائم ہین۔ مگر جس شدت سے ممالک ایشیا مین خطرناک ہین اوس قدر فرنگستان
مین نہین ہین۔ چنانچہ ہمارے ملک فرانس مین ایسی حرکتون کے ذکر و نہ کور اگرچہ

چند روز کے لیے لوگون کو صرف ایک ہنسی اور خوش طبعی کا ذریعہ رہتے ہین جس کو تہوڑے عرصہ مین سب بہول بہال جاتے ہین لیکن مشرقی ملکون مین ایسی صورتین بہت کم پائی جاتی ہین کہ جن مین عشقیہ تعلقات سے یہ انجام واقعات اور نہایت ہیبت ناک مصائب اور حرکات سرزد نہ ہوتے ہون ''

۴۸۰ - عبداللہ قطب شاہ کا محمد امین اور اوس کی مان بہنون کو گرفتار کرنا - - - -

یہ تو ایک جملہ معترضہ تہا اور صرف ہم نے اس لیے یہان لکہا ہے کہ ڈاکٹر برنیر کی کتاب کا جو ترجمہ اُردو مین چہپ گیا ہے اور مخلوق اوسے پڑہتی ہے اوس کی حقیقت سب کو معلوم ہو جاوے - اب ہم میر جملہ کا پہر بیان ذکر کرتے ہین -

جب محمد امین نے اپنے باپ کو عبداللہ کے ارادہ سے مطلع کیا تو میر جملہ نے اوسے لکہا کہ بادشاہ سے کہو کہ میرے باپ کی فوج مین میری ضرورت ہے اور جس طرح ہو سکے وہان سے میرے پاس چلے آؤ - مگر یہان عبداللہ قطب شاہ نے اوس پر ایسی نگرانی کر رکہی تہی کہ کسی بہانہ سے اوس کا یہان سے نکل جانا ممکن نہ تہا -

محمد امین کے مزاج مین تحمل اور بردباری نہ تہی وہ بادشاہ کی ان باتون کو دیکہکر کچہہ ایسا غصہ مین بہرا کہ بادشاہ کے پاس پہونچا اور گستاخانہ گفتگو مین اپنے باپ کی خدمات کو یاد دلایا اور کہا کہ میرے باپ کی مدد بغیر آپ کو تخت نصیب نہ ہوتا - یہ بات تو صحیح تہی مگر دربار مین بڑی سازشین ہو رہی تہین جن کی تفصیل ہمکو معلوم نہین ہے - یہ نوجوان امیر اپنی اصلی طرز و انداز سے کچہہ آگے بڑہ گیا اور بادشاہ کے ساتہہ کچہہ ایسی بدتہذیبی اور تندمزاجی سے گفتگو کی کہ بادشاہ اوس کی گستاخی

۶۶۵

سے آزردہ ہوگیا- اور غصہ مین بہرکر اوٹہہ کہڑا ہوا- اسپر اُمرا نے جو وہان موجود تہے اوس کو پکڑ لیا اور خوب بے حرمت کیا اور بادشاہ کے حکم سے اوسی وقت مع اپنی مان اور بہنون کے گرفتار ہوکر جیل خانہ بہیجا گیا-

اس واقعہ سے دربار مین ایک عجیب و غریب تہلکہ مچ گیا- میرجملہ کو بہت جلد خبر پہونچی جس سے اوس کو نہایت رنج ہوا-

فارسی کی تاریخون مین اس واقعہ کو کچہہ بدل کر لکہا ہے کہ وہ محمد امین قطب شاہ کے حضور مین رہتا تہا- وہ جوانی و دولت کے سبب سے رعونت کرتا تہا- اسکے باپ کو جو فتوحات نصیب ہوئی تہین اون سے وہ نخوت مین بدمست ہوگیا تہا اور اپنی حد سے آگے بڑہ گیا تہا- ایکدن بدمست دربار مین آیا اور مسند شاہی پر سوگیا اور وہین استفراغ کیا قطب شاہ کو اس سے گرانی ہوئی - اور بے التفاتی ظہور مین آئی میرجملہ کو ایسے فتوحات عظیم کے عوض مین بہت توقعین تہین - مگر اس کے برخلاف نتایج ظہور مین آئے اس سے اوسے بڑا رنج ہوا" مگر اوپر کی روایت جو ہم نے ٹیورنیر سے لی ہے زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے اور اوس سے اوس کا یقین ہوتا ہی کیونکہ وہ خود اس وقت وہان موجود تہا-

چونکہ میرجملہ کے پاس فوج تہی اور سپاہی اوس سے مانوس ہو رہے تہے اوس نے اس سبب سے بزور شمشیر اس کے انتقام لینے کا ارادہ کیا- اور اس غرض کے انجام دینے کے لیے پاس پڑوس کے لوگون کو ملانا چاہا-

۱۸۳- میرجملہ کا شاہزادہ شجاع سے مدد مانگنا اور اوس کا انکار کرنا - -

اوپر ہم لکہہ آئے ہین کہ شاہ شجاع شاہجہان کا دوسرا بیٹا اس زمانہ مین بنگالہ کا صوبہ دار

سنہ ۱۰۶۵ھ

تہا میر جملہ نے سوچا کہ یہی ایک بڑا عقلمند شاہزادہ ہے جس سے مراسلت کر کے اوسے قطب شاہ کے مقابلہ مین اپنے ساتھہ ملا لیا جاسے۔ کیونکہ وہ اب عبداللہ قطب شاہ کو اپنا بادشاہ نہین سمجھتا تہا۔ بلکہ اپنا بڑا دشمن جانتا تہا۔ اس وجہ سے اوس نے شاہزادہ مذکور کو لکھا کہ اگر وہ اوس کا شریک ہو جاسے تو گولکنڈہ کی تمام سلطنت پر قبضہ کرانے کے لیے اوسے ہر طرح کی مدد دیجائیگی۔ اور یہ بہی کہا کہ اس موقع پر مملکت کے بڑہانے مین آپ کوتاہی نہ کیجیے۔ کیونکہ آپ کے بہائی اور آپ اوس سلطنت کے وارث ہونے والے ہین مگر شاہزادہ شجاع چونکہ شیعہ تہا وہ یہ نہ چاہتا تہا کہ قطب شاہ کی شیعہ حکومت کو کچہہ نقصان پہونچاسے علاوہ برین عورتون مین بہی بہت پہنسا ہوا تہا اس لیے اوس کی طرف سے میر جملہ کی مرضی کے موافق جواب نہ ملا۔ شاہزادہ نے اوسے لکہا کہ مین اوس شخص کا اعتبار نہین کر سکتا جس نے اپنے بادشاہ کو دغا دی ہے وہ مجہے جسے اوس نے انتقام لینے کی غرض سے شامل کر لیا ہے دغا دینے مین کب کوتاہی کریگا۔ اس لیے مجہہ سے آپ کو کچہہ امید نہ رکہنی چاہیئے۔

۴۸۳۔ میر جملہ کا اورنگ زیب کی وساطت سے شاہجہان کا ملازم ہونا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جب میر جملہ کو شاہزادہ شجاع کی طرف سے سوکہا جواب مل گیا تو اوس نے شاہزادہ اورنگ زیب سے توسل ڈہونڈا اور اس مضمون کا ایک عریضہ لکہا کہ مین نے قطب شاہ کی بڑی بڑی خدمتین کی ہین جس کو زمانہ جانتا ہے۔ اور جنکے لیے اوس کو میرا بڑا ممنون ہونا چاہیے۔ مگر اس پر بہی وہ میری اور میرے خاندان کی بربادی اور بیخ کنی کے درپے ہے۔ اِس لیے مین آپ کی پناہ لیتا ہون اور

آپ کے حضور مین حاضر ہونا چاہتا ہون۔

یہ شاہزادہ نہ توشیعہ تہا اور نہ تنشکی المزاج تہا بلکہ بڑا اولوالعزم و دوراندیش تہا اوس نے شاہجہان کو یہ سارا حال لکھہ بہیجا۔ اور میر جملہ کو شاہی ملازمت مین لے لینے کی درخواست کی۔ شاہجہان نے اوس کی استدعا کے موافق منشور بہیجا کہ میر جملہ کو منصب پنجہزاری ذات دسوار اور اوسکے بیٹے محمد امین کو منصب دوہزاری ذات ہزار سوار مرحمت ہوا اور قاضی محمد عارف کشمیری کے ہاتہہ قطب شاہ کے پاس فرمان بہیجا کہ وہ اوس کے اور اوس کے متعلقین کے بہیجنے مین کچہہ تعرض نہ کرے۔ فارسی تاریخون مین لکہا ہے کہ قطب شاہ نے اسکے خبر سنتے ہی محمد امین کو مع اس کے ہم نشینون کے مقید کردیا۔ اور اس کا سارا مال اسباب صامت و ناطق ضبط کیا۔ اور قلعہ گولکنڈہ مین بہیجدیا" شاید پہلے نظر بند ہوگا اب پورا پورا قید کرکے قلعہ مین ڈالدیا ہوگا۔

۳۰۳۔ شاہجہان کا اورنگ زیب کی تحریک پر عبداللہ قطب شاہ کی تنبیہ کا حکم دینا۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جب شاہجہان کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے عبداللہ قطب شاہ کے نام فرمان بہیجا کہ جب میر جملہ نے ہمارا دامن دولت پکڑا تو اوس کے بیٹے کو قید کرنا قانون ادب و قاعدۂ معاملہ سے نہایت بدنما اور بعید ہے تم کو چاہیے کہ فرمان کے پہونچتے ہی اوسکے بیٹے اور متعلقون کو حضور مین روانہ کردو۔ اور جو مال و اموال ضبط کیا ہے۔ واپس کردو۔ ورنہ بہت مفاسد ان پر ایسے مرتب ہونگے کہ آخر کار وہ تمہارے کل ولایت کے جزئیات مین سرایت کرینگے اور اس تمہاری نافہمی اور بے ادبی سے تمہارے سلسلہ کی تخریب ہوگی۔ سوائے ندامت

سے کہ تمکو اور کچھ نہین حاصل ہوگا۔

عنایت خان نے اپنے شاہجہان نامہ مین اس طرح لکھا ہے کہ جب مخبرون کی معرفت شاہزادہ اورنگ زیب کو یہ خبر لگی کہ میر محمد امین کو مع اوس کے متعلقین کے قطب شاہ نے قید کر کے گولکنڈہ بہیجدیا۔ اور اوس کا کل مال و اسباب ضبط کرلیا۔ تو اوس نے ایک مخفی خط قطب شاہ کو بہیجا کہ وہ کل قیدیون کو چہوڑ دے اور کل مال منضبطہ واپس دیدے۔ اور شاہجہان کو عرضداشت مین یہ سارا حال لکھکر التماس کی کہ اگر قطب شاہ قیدیون کے چہوڑنے سے انکار کرے تو مجھے اجازت ہو۔ کہ مین قیدیون کے چہوڑانے مین کوشش کرون۔ اس باب مین مسامحہ و مسالمہ جائز نہین ہے جس کے سبب سے دکن کے دولتمندون کو جرأت نہ ہو۔

اس سبب سے بادشاہ نے قطب شاہ اور اورنگ زیب کے نام فرامین جاری کیے اور شائستہ خان ناظم مالوہ اور بعض ناظمون کے نام حکم بہیجے کہ شاہزادہ کے پاس جلد جائین۔

۱۰۶۴ھ - اورنگ زیب کا عبداللہ قطب شاہ کو محمد سلطان کی فوج لیجانے کی دہمکی دینا۔

جب شاہجہان کے پاس سے یہ احکام جاری ہو گیے تب بہی اورنگ زیب نے اس غرض سے کہ بندگان خدا خصوصاً مسلمانون کا خون نہ ہو قطب شاہ کو ایک خط لکھا اور اوس مین لڑائی کے خطرات سے آگاہ کیا۔ یہ خط آداب عالمگیری مین لکھا ہے اوس کا خلاصہ ہم یہان لکھتے ہین۔ وہ لکھتا ہے کہ

"اعلیحضرت (یعنی شاہجہان) نے میر محمد سعید (میر جملہ) کو سلک بندگان

۱۰۶۵ھ

مین منسلک کرلیا ہے اور اوسے پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب عنایت فرمایا ہے اور
یہ حکم صادر کیا ہے کہ قاضی عارف فرمان لیکر آتا ہے کہ اوسے اور اوس کے ابنائے عم
اور اوس کے اہل وعیال کو لیکر حضور مین پہونچا دے - میر عبد اللطیف کے ذریعہ سے
(جو سفیر کے طور پر عبد اللہ قطب شاہ کے پاس رہتا تہا) معلوم ہوا ہے کہ ہم نے جو
نشان (یعنی اپنا خط) میر موسن کے نام بہیجا اور گو کہ وہ اوس سے تم کو اوس وقت دکہلایا
جب کہ تم نے اوسے قید کیا تہا - مگر تم نے سوء ادبی سے اوس کا کچہہ لحاظ نہ کیا -
اوسے متعلقوں سمیت قلعہ گولکنڈہ مین بہیجدیا - اوس کا مال واسباب ضبط کرلیا -
اور میر مذکور کے توابع اور لواحق پر دست تطاول وتعدی دراز کیا - اوس پر سپاہ
روانہ کی - لہذا لکہا جاتا ہے کہ اس قسم کی جرأت وجسارت جو قانون عقیدت کے
مخالف ہے تم سے بہت بعید ہے چاہیئے کہ انجام کی خرابی پر نظر کرکے محمد سعید کے
بیٹے کو اور نیز اوس کے تمام اموال کو فرستادہ کے ہمراہ ہمارے پاس بہیجدو - اور
میر محمد سعید کے آنے کی بہی مزاحمت نہ کرو - اور جو کچہہ کہ ہو گیا ہے اوس کی معافی چاہو
تاکہ پہر آخر کو پشیمانی اوٹہانا نہ پڑے - اور اگر نقض عہد کروگے اور احکام شاہی کی تعمیل
نہ کروگے تو ہم شاہزادہ محمد سلطان کو متعین کرینگے - کہ وہ گولکنڈہ مین جا کر پنبہ غرور تمہارے
گوش غفلت سے نکال ڈالے تم کو چاہیئے کہ سوچ سمجہہ کر کام کرو - اور اطاعت سے
سر نہ پہیرو ورنہ جو کچہہ آئندہ ہوگا اوس مین جرم تمہارے ہی اوپر ہوگا - یهدی الله بنوره
من یشاء والسلام علی من اتبع الهدیٰ -

۵۴۴ - اورنگ زیب کا سلطان محمد کو عبد اللہ قطب شاہ پر بہیجنا - اور سلطان محمد	اب عبد اللہ قطب شاہ محمد امین کے قید کرنے اور رہا کرنے مین متامل ہوا اور نگ زیب نے

سنہ ۱۰۶۶

کا حیدرآباد پر قبضہ کرنا ۸ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ھ کو گولکنڈہ کی طرف اپنے بیٹے سلطان
کو بہت سپاہ کے ساتھہ رخصت کیا۔ اور ۳ جمادی الاول کو خود بھی روانہ ہوا۔ جب سلطان
نے ملک مین تاخت و تاراج شروع کی۔ اور قطب شاہ تنگ ہوا تو وہ بیہ
اور ایک عرضداشت عزیز بیگ گرز بردار کے ہاتھہ بھیجی۔ اور اپنی تقصیرات کا عذر
متابعت کا اظہار کیا اور محمد امین کو مع اوسکی والدہ کے روانہ کیا۔ مگر ان کا مال و اس
واپس نہ کیا۔ حیدرآباد سے بارہ کوس پر یہ دونون شخص شاہزادہ محمد سلطان کی خدمت
مین پہونچے۔

جب سلطان محمد حیدرآباد کے قریب پہنچا تو عبداللہ بہت پریشان ہوا
اپنے اہل و عیال کو گولکنڈہ کے قلعہ مین بھیجدیا۔ وہان اوس کا تمام اندوختہ تہا۔ پہر خود
پنجم ربیع الثانی کو حیدرآباد سے بہاگ کر قلعہ مین چلا گیا۔ یہان جواہر و مرصع آلات و طلا
آلات و نقرہ آلات و زربفت پہلے بہیج چکا تہا۔ اب باقی جو کچھہ رہا تہا اوس کو اپنے
ساتھہ سے لیا اور جن اشیا کے اوٹہانے کی فرصت نہ ملی اون کو اپنی حویلی مین چ
اور پانچ چہہ ہزار سوار اور بارہ ہزار تفنگچی لڑائی کے لیے مقرر کیے۔ اور اون کے سر
موسیٰ خان محلدار و تولک دجی بیگ و مظفر لودی و میر ابراہیم بنائے۔

دوسرے روز سلطان محمد نے حسین ساگر کے کنارہ حیدرآباد کے نزدیک ا
لشکرگاہ بنایا۔ محمد سلطان کی خدمت مین محمد ناصر فرستادہ قطب شاہ نے جواہرا
و مرصع آلات سے بہرا ہوا صندوقچہ نذر گزرانا اسی حال مین قطب شاہ کی فوج بہی ن
ہوئی۔ اوس نے شوخی شروع کی۔ سلطان محمد نے اس خبر کے سنتے ہی فو
اوس پر حملہ کیا۔ حملہ اول ہی مین اون کو دیوار بند شہر تک بہگا دیا۔ اور ایک مجمع کثیر

مقتول و مجروح کیا محمد ناصر کو قید کیا۔

دوسرے روز شہر کو اپنے تصرف مین لایا۔ پہر اس اندیشہ سے کہ اس ہجوم عام مین مبادا غارت گر لوٹنا شروع کرین اور قطب شاہ کا مال اور وہان کے باشندون کے اموال لٹ جائین اور وہان کی عمارت مین کہ سرا سر چوب کی ہوتی تہی اور اسمین آگ بلند تر کرتی تہی آگ نہ لگ جائے۔ داؤد خان و محمد امین پسر میر جملہ و محمد طاہر و محمد بیگ میر آتش کو متعین کیا کہ عمارات کو آگ سے اور شہر کو لوٹیرون سے بچائین قطب شاہ کے مال کو دیکہ بہال کر حویلی مین مقفل کرین۔

اس شہر مین آگ سے لگنے کا بڑا خوف تہا چند سال پہلے ایک رات کو محمد قلی قطب شاہ کے گہر مین شمع کی لو سے ایک ایوان مین آگ لگی اور فوراً چہت مین جا پہونچی۔ اور ایسی بہڑکی کہ عمارت اندر کو اور اطراف کے گہرون کو خاکستر کر دیا۔ اور ایک مہینے تک برابر مشتعل رہی۔ اوس کے بجہانے مین جتنی کوشش کیجاتی تہی اوتنی ہی وہ اور زیادہ بہڑکتی تہی۔

۳۸۶۔ اورنگ زیب کا جا کر گولکنڈہ کا محاصرہ کرنا اور لڑائی اور صلح کے پیغام

اسی تاریخ قطب شاہ کی جانب سے شاہزادہ سلطان محمد کی خدمت مین حکیم نظام الدین آیا۔ اور جواہر و مرصع آلات کا صندوقچہ اور دو فیل با ساز نقرہ و چار اسپ با زین طلا لایا اور نذر دی۔ چونکہ اب تک قطب شاہ میر جملہ کے اموال کے ارسال مین کوتاہی کرتا تہا اس لیے یہ مقرر ہوا کہ جب تک وہ مال نہ بہیجے حکیم نظام الدین قید مین رہے قطب شاہ نے میر جملہ کے اسباب مین سے گیارہ ہاتی اور ساٹہہ گہوڑے اور کچہ اور اشیا بہیجین۔ اگرچہ قطب شاہ ظاہر مین طریق مدارا سلوک رکہتا تہا اور سب وقت اطاعت کا

اظہار کرتا تھا لیکن اپنی مصلحت کے لیے ہمیشہ قلعہ کے استحکام اور اسباب رزم کے تہیہ مین کوشش کرتا تھا اور متواتر نوشتجات سلطان محمد عادل شاہ کے پاس کمک کی طلب مین بیجاپور کو بھیجتا تھا۔

جب شاہزادہ اورنگ زیب نے یہ حال سنا تو وہ خود بھی سولہ روز مین حیدرآباد آیا اور ہاتی پر سوار ہوکر دور قلعہ کے دیکھنے کو گیا۔ جو حیدرآباد سے تین کروہ جریبی تھا۔ اس اثنا مین اوس کے برابر آکر ہزارون سوار اور بارہ ہزار پیادون نے صف آرائی کی اور بان تفنگ چلانے شروع کیے اور قلعہ نشینون نے بھی توپ و تفنگ چلائے ہنگامہ مقاتلہ و محاربہ گرم ہوا۔ لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ شاہزادے نے اپنے کیمپ مین آکر لشکر کو قلعہ کے محاصرہ کے لیے جابجا متعین کیا۔ اور ان کے مورچال مقرر کیے۔ ہر مورچال سے بہادرون نے اہل قلعہ کو تنگ کیا۔

۲۲ جمادی الاول کو قطب شاہ نے چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات کے اور تین فیل باساز نقرہ و پنج اسپ باساز طلا میر فصیح کے ہاتھ بھیجے۔ اور عرض کیا کہ مین اپنی والدہ کو مع پیشکش واستعفاے جرایم کے لیے بھیجتا ہون۔ اس سبب سے کہ وہ کئی دفعہ مرتکب جنگ کا ہوا تھا۔ اور نافرمانی کرچکا تھا۔ میر مذکور کو دربار مین نہ بولایا۔ اور اشیا کے لینے مین درنگ کی۔ مگر مورچون کے آدمیون کو منع کردیا کہ توپین قلعہ پر نہ مارین۔

پھر ایک جمعیت کثیر سمت شمال سے بسرداری جبار بیگ نمودار ہوئی اور اوس نے اپنے پیشہ معہودہ کے موافق برگی گری شروع کی جس سے بادشاہی لشکر کو تشویش ہوئی دو روزادون سے شاہزادہ لڑا۔ اور پھر روزادون کو شکست

سنہ ۱۰۶۶

دی - اور بہت آدمی مقتول و مجروح و اسیر گئے بادشاہی لشکر کے آدمی بہی مارے گئے - شیخ منیر و محمد بیگ میر آتش زخمی ہوا -

۸۰۳ - شاہزادہ محمد سلطان کا منصب - - - - سنہ مجادی الثانی کو محمد سلطان پاس شاہجہان کی طرف سے منشور ہفت ہزاری ودو ہزار سوار کا اور دوسرا فرمان قطب شاہ کی عرضداشت کے جواب مین آیا -

۸۰۴ - اورنگ زیب اور عبد اللہ قطب شاہ کی صلح

بادشاہی لشکر نے دمدمے اور سرکوب اور مورچال ایسے بنائے تھے کہ ناچار قطب شاہ کو پناہ مانگنی پڑی - میر احمد و میر فصیح کو کچھ پیشکش کے ساتھ بہیجا - اور تقصیر کی فرو گذاشت اور لشکر کی بازداشت کی درخواست کی - بعد بہت سے رد و بدل و گفتگو کے ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ سنوات گذشتہ کے پیشکش کی بابت قطب شاہ ایک کرور روپیہ دے اور اپنی دوسری بیٹی کا نکاح شاہزادہ محمد سلطان سے کر دے - اور میر جملہ کا باقی مال و اسباب بہی دیدے -

۸۰۵ - خافی خان کا ایک بہتان اورنگ زیب پر اور الفنسٹن صاحب کا اوسے سچ بتانا اور اسکی غلطی کا ثبوت

خافی خان اس واقعہ کو یون لکہتا ہے کہ جب قطب شاہ نے باوجود پیہم فرامین شاہی اور نشان شاہزادہ کے پہونچنے کے اطاعت نہ کی اور قیدیون کو نچہوڑا تو اورنگ زیب نے اوائل ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ھ مین شاہزادہ محمد سلطان کو بہت سے لشکر کے ساتھ روانہ کیا -

ایک روایت یہ ہے کہ اورنگ زیب نے یہ شہرت دی کہ شاہزادہ شجاع کی بیٹی سے جو اس وقت بنگالہ مین تہا شاہزادہ محمد سلطان شادی کرنے

سے کے لیے بنگالہ جاتا ہے اور مین خود شکار کو جاتا ہون اور وہ قندہار کی طرف چلا - جب
ولایت گولکنڈہ مین محمد سلطان اس طرح بے خبر آگیا تو ابتدا ئً عبد اللہ قطب شاہ ضیافت
کی تیاری کی فکر مین ہوا - مگر جب ہراول مع مصالح و استعداد جنگ قریب آئے تو
وہ بادۂ غفلت کی مستی سے بیدار ہوا اور اپنے کاروبار مین سراسیمہ ہوا - اور سوا ے
اطاعت کے مآل کار مین کوئی فائدہ نہ جانا - محمد امین کو مع اوسکی والدہ کے اور
بعض اجناس کے محمد سلطان پاس بہیجدیا - فرمان شاہی اور نشان شاہزادہ اورنگزیب
کے جواب مین عذر لکہے - محمد امین جب شاہزادہ پاس آیا تو نالش زیادہ کی قطب شاہ
پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی نے سرحد کے اندر پرگنات کو پائمال کیا اور اطراف پر تسلط پایا
اور محمد سلطان گولکنڈہ سے تین کوس پر آگیا ہے - سارے مرز و بوم مین ایک تزلزل
پڑگیا - عبد اللہ قطب شاہ کے پاؤن اوکھڑے - حیدرآباد کو چہوڑا - بچون اور
اہل و عیال و مال و خزانہ و جواہر جو کچہہ ایک روز مین قلعہ گولکنڈہ مین پہونچا سکا پہونچا دیا
اجناس سنگین مثل قالین و چینی آلات اور اقسمشۂ قطب شاہ و امرا و تجار اسقدر
شہر مین اور حویلیون مین رہا جو اندازہ حساب سے باہر تہا - اگرچہ ان حویلیون کو محافظت
کے لیے پانچ ہزار سوار اور چند ہزار پیادے برقنداز بسرداری موسیٰ محلدار متعین کیے
تہے مگر آخر کار سارا شہر لٹ گیا -

تاراجیون کی زد و کوب کی ابتدا مین محمد ناصر جو میر جملہ کی مضرت حال کا مادہ
فساد تہا - بادشاہ کی خدمت مین آیا - اور تاراج کے منع کے لیے عرض کیا - اس ضمن
مین محمد سلطان کے آدمی اطراف مین دست اندازی کرنے لگے - اور عبد اللہ قطب شاہ
کے سوار اور برقنداز اون کی ممانعت مین مشغول ہوئے - صداے دار و گیر بلند ہوئی

سنہ ۱۰۶۶ھ

اور قطب شاہ کے آدمی مقتول و مجروح ہوے - محمد سلطان کا خیمہ حسین ساگر پر تہا اور
اوس کے کان مین زد و کوب کی آواز پہونچتی تہی تو اوس نے محمد ناصر کو مع ہمراہیون کے
مقید کیا - اور اموال قطب شاہ کے ضبط کے لیے اور مال رعایا کی حفاظت کے
واسطے تاکید فرمائی - محمد بیگ کو ایک جماعت کے ساتہ آگ لگانے سے منع کرنے
کے لیے اور غارت گرون کی تاکید کے واسطے بہیجا - اگرچہ بعض محلون کے جلنے
کے بعد باقی شہر آگ سے محفوظ رہا - لیکن مال کی لوٹ سے لوٹیرون کا ہاتہ
کوتاہ نہوا -

خافی خان کی یہ روایت کہ اوس نے شہرت دی کہ محمد سلطان کو بنگالہ شادی
کے لیے بہیجتا ہون اورنگ زیب کے اوس خط سے جو ہم نے اوپر نقل کیا صریحا
غلط ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب اوس نے عبد اللہ قطب شاہ کو ظاہرا لکہہ بہیجا
تہا کہ اگر حکمون کی تعمیل نہ کروگے تو محمد سلطان کو مین تم پر بہیجون گا تو پہر یہ جہوٹی شہرت
وہ کیونکر دے سکتا تہا -

اب ایک اور ہنسی کی بات ہے کہ الفنسٹن صاحب نے جو ہندوستان
کی تاریخ کے اول درجے کے یوروپین محقق ہین خافی خان کے اس افترا کو جسے راوی
ہی نے خود اپنی روایت کو ضعیف الفاظ مین بیان کیا ہے سچ سمجہہ لیا ہے اور بڑی
آب و تاب سے اوسے اپنی کتاب مین درج کیا ہے - ہم اوس کی بہی
نقل کرتے ہین -

اورنگ زیب کا حملہ دغا بازی سے حیدر آباد پر

شاہجہان نے نہایت پیچ و تاب کہا کر اورنگ زیب کو لکہا کہ ہمارے حکمون کی

تعمیل تلوار کے زور سے کرائی جائے - اورنگ زیب اس نتیجہ کے انتظار مین بے قرار تہا - اس حکم کے پہونچتے ہی اس کی پوری تعمیل مین چستی وچالاکی سے مصروف ہوا - اور اوس کو اس طرح سر انجام دیا جو اس کی مکار طبیعت کا اقتضا تہا - اس نے کچہہ زیادہ عداوت نہین ظاہر کی - مگر اپنے بیٹے محمد سلطان کو منتخب فوج کے ساتہہ بہانہ بتا کے چلتا کیا کہ وہ اس کے بہائی شجاع صوبہ دار بنگالہ کی بیٹی سے شادی کرنے کے لیے جاتا ہے - اورنگ آباد سے بنگالہ کو ایک راہ چکر کی موسلی پٹم کے پاس سے جاتی تہی جس مین گونڈوانہ کے جنگل نہین پڑتے تہے اور اس راہ مین جانے سے ضرور تہا کہ حیدر آباد دار السلطنت ولایت گولکنڈہ کچہہ تہوڑے فاصلہ پر رہ جائے - اس راہ پر محمد سلطان کے آنے سے عبد اللہ قطب شاہ اس کی ضیافت کی فکر کر رہا تہا کہ یکایک اسکو محمد سلطان نے دشمن کی طرح آکر گہیر لیا - اور ایسا سراسیمہ کیا کہ اوس کو فقط اتنی فرصت ملی کہ وہ اپنے پہاڑی قلعہ گولکنڈہ مین چلا گیا جو شہر سے ۶ یا ۷ میل ہے - اب حیدر آباد مغلون کے چنگل مین آیا - پہلے اس سے کہ فوج کا انتظام ہو آدہا شہر جل اور لٹ کہسٹ گیا -

انفنسٹن صاحب نے خافی خان کے اس جہوٹی روایت کو غلطی سے یا کسی مصلحت ملکی سے سچ جانکر اپنی طرف سے اس پر یہ حاشیہ اوچڑہایا کہ اورنگ آباد سے بنگالہ تک موسلی پٹم کے پاس سے ایسی راہ بتائی کہ جس مین گوندوانہ کے جنگل نہ پڑین اور حیدر آباد لشکر کے قریب آجائے -

یہان یہ بات بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ خافی خان کا یہ الزام اورنگ زیب پر اگر کچہہ ہو سکتا ہے تو خاص مسلمانون کے دیندار مقتداے مذہب ہونے کی حیثیت

سے ہی ہوسکتا ہے کیونکہ وہ ہر ایک قسم کے مکروریا سے بری سمجھے جاتے ہین -
اس مورخ کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ اہل سنت اورنگ زیب کو نہایت متقی و پرہیزگار
مانتے ہین اسی وجہ سے وہ اوس پر جا بجا چوٹین کرتا ہے - رہے باقی عام مسلمان اور
دوسری قومین خصوصاً اہل یورپ تو ایسی چالاکی کو فنون جنگ مین تصور کرتے ہین
یہ کوئی معیوب بات ہی نہین ہے - اس سے افسٹن صاحب کا یہ الزام الزام نہین
ہوسکتا - وہ تو فنون جنگ کا ایک نہایت عمدہ داؤ تھا -

۴۹۰- ڈاکٹر برنیر کی ایک اور جھوٹی روایت - ڈاکٹر برنیر نے بھی چونکہ اپنے بیانات اسی شیعہ روایتون سے
لیے ہین اوس نے بھی اس بیان مین ایک دوسرا بہتان
باندھا ہے اورنگ زیب سے میر جملہ کی درخواست کے بعد اوس کے ضمن مین
میر جملہ کا بیان وہ اس طرح لکھتا ہے کہ

اس درخواست کی قبولیت کے شکرانہ مین کہ جس کی پذیرائی کی آپ کی
جانب سے کامل امید ہے ایک منصوبہ عرض کرتا ہون کہ جس کے ذریعہ سے
آپ باآسانی اس بادشاہ کو گرفتار کرکے اوسکے ملک پر قبضہ کرسکین گے - آپ
میرے اس وعدہ کی سچائی پر اعتبار اور بھروسہ فرمائین - اور یہ مہم انشاء اللہ تو
کچھ مشکل ہی ہوگی اور نہ کچھ خطرناک ہی - یعنی آپ پانچ چار ہزار چیدہ سوارون کے
ساتھ بہت جلد اور بلا توقف کوچ کرتے ہوے گولکنڈہ کی طرف چلے آئین جس مین
صرف سولہ دن لگین گے - اور یہ مشہور کردین کہ شاہجہان کا سفیر شاہ گولکنڈہ
سے بعض ضروری معاملات مین گفتگو کرنے کو بھاگ نگر (یعنی حیدرآباد) جاتا ہی
اور یہ فوج اوس کی اردلی مین ہے اور چونکہ وہ دردبیر (جس کے توسط سے ایسے

امور کی اطلاع بادشاہ کو ہوا کرتی ہے میر قرابتی رشتہ دار ہے اور اوس پر مجھے کامل بھروسا ہے مین وعدہ کرتا ہون کہ ایک ایسا حکم جاری ہوجائیگا کہ جس کی وجہ سے بغیر پیدا ہونے کسی شک و شبہ کے آپ بھاگ نگر کے دروازہ پر پہونچ جائینگے - اور گولکنڈہ والے آپکو سفیر کے سوا اور کوئی شخص نہ سمجھینگے - پس جب بادشاہ معمول کے موافق فرمان کے استقبال کو جو سفیر کے پاس ہوا کرتا ہے آئے تو آپ اوسکو بآسانی پکڑ کر جو کچھہ مناسب جانین اُس کی نسبت تجویز کرسکتے ہین - معہذا اس مہم کا کل خرچ مین آپ کو دونگا - اور اسکے اختتام تک پچاس ہزار روپیہ دیتا رہونگا -

اورنگ زیب جو ہمیشہ ایسے ہی منصوبون مین لگا رہتا تھا میر جملہ کی استدعا کے موافق فوراً تیاری کر کے گولکنڈہ کی طرف چل کھڑا ہوا - اور ایسی ہوشیاری سے اس تدبیر کو بجالایا کہ بھاگ نگر پہونچ گیا - اور کسی نے نہ جانا کہ یہ مہیب فوج سفیر کی ہمرکابی کے سوا کسی اور مقصد سے آئی ہے - یہان تک کہ بادشاہ اس دستور کے موافق جو ایسی سفیرون کے آنے کے موقع کے لیے مقرر تھا اس مصنوعی ایلچی کی ملاقات کے واسطے اپنے باغ کو سوار ہوا - مگر جب کہ وہ بلا وسواس اپنے دغاباز دشمن کی طرف جارہا تھا اور قریب تھا کہ اوس تدبیر کے بموجب جو پہلے سے گانٹھے ہوے تھے اس کو دس بارہ غلام گرفتار کرلین اور اورنگ زیب کا منصوبہ چل جاے اسکی خوش قسمتی سے ایک امیر نے جو اس راز سے واقف اور اوس مین شریک تھا ناگہانی پشیمانی اور ترحم کی وجہ سے چلا کر کہدیا کہ جہان پناہ جھٹ پٹ نکل جاے ورنہ آپ پھنس جائینگے - یہ اورنگ زیب ہے ایلچی نہین - اس موقع پر بادشاہ کو جو حیرانی و پشیمانی ہوئی اوس کا کیا کہنا - پس گھوڑے پر سوار ہو کر بگٹٹ قلعہ گولکنڈہ

کی طرف جو اوس کے معمولی قیام گاہ بھاگ نگر سے صرف ایک فرسنگ کے قریب تھا بھاگا اور اُس مین جا داخل ہوا۔

یہ روایت پہلے خافی خان کی روایت سے بھی زیادہ لغو اور بیہودہ ہے اول تو اورنگ زیب دیا اُس وقت گیا ہے جب کہ محمد سلطان نے گولکنڈہ کے قلعہ پر قبضہ کر لیا ہے جو کئی تاریخون سے بخوبی ثابت ہے۔۔ سفیر پانچ چار ہزار فوج سے کبھی نہین جایا کرتے ہین خصوصاً ایسی حالت مین کہ عبد اللہ قطب شاہ سے اورنگ زیب سے میر جملہ کے معاملہ کی بات ناراضی ہو چکی تھی۔ اگر ایسا بہانہ کیا جاتا تو عبد اللہ کو کبھی یقین نہین آ سکتا تھا۔ سوا اسکے عبد اللہ گولکنڈہ کا بادشاہ اکیلا بغیر کی فوج مین کیونکر جا سکتا تھا۔ وہ اوس کو دس بارہ غلام گرفتار کر لیتے۔ چونکہ یہ روایت بالکل بے سر و پا ہے اس وجہ سے اسے الفنسٹن صاحب نے بھی نہین لیا ہے ہمین ان روایتون کے بیان کرنے سے صرف یہ امر دکھانا منظور ہے کہ بیچارہ اورنگ زیب کی نسبت شیعہ اور یورپین مورخین نے کیسی ناانصافی کی ہے۔

۳۹۱۔ خافی خان کے بیان کی روسے اوپر کی لڑائی اور صلح۔

خافی خان آگے چلکر اس پچھلے واقعہ کا بیان تغیر الفاظ او کسیقدر تفصیل سے اس طرح لکھتا ہے کہ

اس ما بین مین میر عبد اللطیف حاجب بادشاہزادہ اورنگ زیب کہ گولکنڈہ مین رہتا تھا موسی محلدار کے ہاتھیون کو اور اسباب کو لیکر آیا۔ حکیم نظام الدین ملازم عبد اللہ قطب شاہ اس کے ہمراہ تھا۔ دونون محمد سلطان کی خدمت مین گیے میر عبد اللطیف نے صندوقچہ جواہر مع دو فیل دو اسپ با ساز طلا و نقرہ اپنی

طرف سے پیش کیا۔ محمد سلطان نے محمد امین پسر میر جملہ کو حکم دیا کہ کچھہ اپنے آدمی
لیوے اور نیز کچھہ بادشاہی محافظ آدمیون کی ایک جماعت کو لے اور جاکر قطب شاہ
کے گھوڑون اور چارپایون کی جو حویلی مین ہین ایک فہرست لکھے اور ادن پر معتمد
آدمیون کی چوکی پہرہ مقرر کرے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میر جملہ کا جبتک سارا مال نہ آجائے
حکیم نظام الدین کو محمد ناصر کے ہمراہ قید رکھے۔ پہر قطب شاہ نے دو ہاتی اور
ساٹھہ گھوڑے اور قدرے جواہر اور اشیا میر جملہ کی بہیجین اور اظہار ندامت
وعذر خجالت کا پیغام دیا۔ بعض آدمیون نے یہ بھی کہا کہ عبد اللہ شاہ نے
عادل شاہ اور زمینداران نواح کے پاس کمک وامداد و معاونت کے لیے
نوشتہ دیکر آدمیون کو دوڑایا ہے اور برج وبارہ کے استحکام مین مشغول ہوا ہے
اسی مین اورنگ زیب بھی گولکنڈہ سے آٹھہ کوس پر میر جملہ کے ہٹے مین آگیا
اور دوسرے روز سوار ہو کر قلعہ کے چارون طرف گشت کیا کہ مورچون کے مواقع
اور اپنی خیمہ دولت خانہ کا مقام متعین کرے یہ تجویز ہی تہی کہ یکایک جاسوسون نے
خبر لاکر دی۔ کہ موسی خان کی سرداری مین عبد اللہ قطب شاہ کے سات آٹھہ ہزار
سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ برقنداز لشکر کے قریب آگیے ہین اور مار پیٹ شروع
کردی ہے اور قلعہ کے اوپر سے بھی توپون اور بندوقون کے گولہ گولیان اور بان
متواتر چلے آرہے ہین۔ اورنگ زیب نے شاہزادہ سلطان محمد کو کہلا بہیجا۔ کہ
فوراً سوار ہوئے اور فوج کو لیکر دست چپ کی طرف مستعد رہے اور مفسدون
کو رفع کرے۔ پہر لڑائی شروع ہوئی شام تک طرفین کے دلاورون کے سر
گاجر مولی کی طرح کٹ کٹ کر گرتے رہے۔ اورنگ زیب کے بہت آدمی

سنہ ۱۰۶۶ھ

مقتول ومجروح ہوئے - اور کچہہ قطب شاہ کے بہی اچہے اچہے آدمی کام آئے جب اندہیرا ہوگیا تو دونون کی فوجین اپنے اپنے مورچون مین چلی گئین اور نگ زیب نے بہی عشا کی نماز آکر اپنے خیمہ مین پڑہی - اور جو لوگ مجروح ہوگئے تہے اونکے مرہم پٹی کا حکم دیا - اور سرداران لشکر کی تیمارداری مین بذات خود شریک ہوا - دوسرے روز صبح ہوتے ہی امراے کار دیدہ و رزم آزمودہ نے مورچون کا بندوبست سپرد کیا - مرزا خان کا رطلب خان کیسر سنگہ وغیرہ دلاور نقب کہودنے اور مورچون کو بڑہانے مین مصروف ہوئے -

قطب شاہ نے جب اپنی کمزوری کو دیکہا تو ایک اپنے سردار میر فصیح نام کو جماہر اور مرصع آلات کے چار صندوق اور تین نامی ہاتی اور کچہہ گہوڑے باساز طلاو غیرہ دیکر بہیجا اور عرض کیا اگر اجازت ہو تو میری تقصیرات کے عفو کرانے کے واسطے میری مان آئے اور کچہہ پیشکش ہمراہ لاے - شاہزادہ نے میر فصیح کو تو دربار مین آنے کی اجازت ندی اور نہ تحفہ تحائف قبول کیے مگر اپنی فوج والون کو حکم دیدیا کہ مورچون کو نہ بڑہائین اور قلعہ پر توپین نہ مارین -

جب اور نگ زیب کے آدمی اوس کے حکم کے بموجب خاموش ہو رہے تو قطب شاہ کے آدمیون نے اونہین غالباً کمزور سمجہکر دبانا چاہا - تیسرے روز جبار بیگ خراسانی وغیرہ کے ہمراہ دکہنیون کے جہلا اوٹہے اور مرزا خان کے مورچال کی طرف آپڑے - مالوجی دکہنی دیکہتے ہی مرزا خان کی مدد کو پہونچا - طرفین سے لڑائی ہونے لگی کثرت سے لوگ قتل و زخمی ہوئے - قطب شاہ کا ایک ہاتی اور کچہہ دکہنی قیدی شاہزادے کے پاس پکڑے آئے - اسی مین اورنگ زیب

سے کے پاس خبر آئی کہ جنوب کی طرف ساٹھ ہزار سوار اور بیس ہزار برقنداز کرناٹکی قطب شاہی فوج کے چلے آرہے ہین - سنتی ہی شاہزادہ خود سوار ہوا اور اوس فوج کی طرف رخ کیا دشمنون نے بندوقین بان قلعہ سے مارنا شروع کیے - توپ تفنگ سنگ وفلاخن چلنے لگی - صداے دار وگیر طرفین سے بلند ہوئی - شیخ میر ومحمد بیگ فراش نے خوب جوہر شجاعت دکہائی اور دشمنون کو پس پا کردیا - اگرچہ اہل قلعہ اور عبدالعلی کی بیرونی فوج کئی مرتبہ مغلوب ہوئی مگر بار بار حملہ کرتی رہی - آخرکار سید مظفر جبار بیگ شرزہ خان قطب شاہی بہاگ گیے اس لڑائی مین شیخ میر اور محمد بیگ جو شاہزادہ کے بڑے نامی سردار تہے زخمی ہوئے - بعد ازان اورنگ زیب نے مورچون کا بندوبست کیا اور اپنے خیمہ مین واپس چلا گیا -

دوسرے روز چاندہ کا زمیندار اورنگ زیب کے پاس فوج لیکر مدد کے لیے آگیا اس کے دوسرے روز میرزا احمد قطب شاہ کا داماد سلطان محمد کے پاس آیا اور عفو تقصیرات کے لیے التجا کی مگر چونکہ یہ صلح زبانی تہی عمل اسپر نہ ہوتا تہا اس لیے جواہرات وغیرہ جو نذر کے واسطے لایا تہا شاہزادہ نے قبول نہین کیے قبولیت کو انفصال معاملہ پر منحصر رکہا -

اسی مین شایستہ خان افتخار خان نصیر خان بہی فوجین لاکر شاہزادہ سے ساتہ ملحق ہو گئے - اور مورچے جو اب تک بنائے گئے تہے اونکو بدل دیا -

دوسرے مورچے قایم کرکے دوسرے نبرد آزمودہ لوگون کو وہان متعین کیا -

اسی زمانہ مین قطب شاہ کی اوس عرضداشت کے جواب مین جو اوس نے سے پہلے شاہجہان کے پاس عذر تقصیرات مین بہیجی تہی شاہجہان کے پاس سے

فرمان آیا - اور اوس کی خطا و قصور معاف کیے گیے - مگر اس وقت اس فرمان کا بہیجنا قطب شاہ کے پاس مناسب نہ تہا - اورنگ زیب سے اوسے مخفی رکہ لیا اور کسی پر اوس کا مضمون ظاہر نہ کیا -

شاہزادہ کی فوج والے مورچون کو آگے بڑہاتے اور محصورون کو تنگ کرتے جاتے ستے اور شاہی فوج کے غلبہ کو دیکہہ دیکہہ کے قطب شاہ کے سردار روز روز اوس سے برگشتہ ہو ہو کر اورنگ زیب کے پاس چلے آتے ستے عبد اللہ کی ہمت پست ہوتی جاتی تہی -

آخر مجبور ہو کر اوسنے اپنے داماد مرزا احمد اور میر فصیح کو مکرر بہیجا اور خجالت کا اظہار کرکے پیش کش سابق و حال سب ادا کرنے کا وعدہ کیا - ور اپنی بیٹی کا پیغام شاہزادہ سلطان محمد کے لیے دیا -

میر جملہ کے دس ہاتی اور ظروف طلائی وغیرہ بہی بہیجدے - سلطان محمد کو تقرر منصب کی تہنیت دی - اور اپنی مان کے آنے اور لوازم نسبت کے لانے کی اجازت چاہی -

چونکہ عبد اللہ قطب شاہ سے اس معاملہ کی جو جو باتین ہوئی تہین اون مین اول سے اخیر تک کوئی بات حماقت سے خالی نہ تہی - اورنگ زیب نے خود اوسے خطاب کے لایق نہ سمجہا - شایستہ خان کو حکم دیا کہ شاہزادہ سلطان محمد کی اور اپنی طرف سے استمالت نامہ لکہہ بہیجے - لیکن یہ استمالت نامہ ابہی پہونچنے بہی نہین پایا تہا کہ اورنگ زیب کی فطرتی نیک مزاجی کو دیکہہ کر عبد اللہ کی مان قلعہ سے چل کہڑی ہوئی - اوسی وقت اورنگ زیب کے پاس خبر پہونچی - دلہن کی دادی

سنہ ۱۰۶۶ھ

دروازے سے نکلی ہے اورنگ زیب کے حکم سے فوراً ابوالفضل معموری مرزا احمد کے ہمراہ استقبال کے واسطے روانہ ہوا - اور لاکر اول شایستہ خان کے ڈیرہ مین اوتارا دوسرے روز سلطان محمد کے مکان مین آکر بیگمات شاہی کی وساطت سے بادشاہزادہ کی خدمت مین پہونچی اور دو ہاتی دو گھوڑے باساز ہاے طلائی و مرصع نذر گزرا نے بعد ازان اورنگ زیب کے پاس گئی - اور ہزار مہر پانچ گھوڑے پانچ ہاتی نر و مادہ مع ساز طلا و نقرہ پیش کش کیے - اورنگ زیب نے تحفہ قبول کیا - اور عفو جرایم کی گفتگو درمیان آئی اور یہ قرار پایا کہ ایک کرور روپیہ بابت پیش کش سابق و حال مدت دو سال مین عبد اللہ قطب شاہ ادا کرے پھر شادی کی تاریخ مقرر ہوئی - اور عبد اللہ کی مان قلعہ کو چلی گئی -

۴۹۲ - عبد اللہ قطب شاہ کی بد انتظامی سے صلح کے بعد بھی دکھنیون کا مغلون سے لڑنا - - - -

جب صلح ہو گئی اور لشکر مین اوس کی خبر مشتہر ہو گئی تو سپاہی مورچون سے بلا وسواس نکلکر ادہر اُدہر چلنے پہرنے لگے اس مین میر اسد اللہ خان بخاری عرف میر میران باطمینان خاطر جاے ضرور کو چلا قلعہ پر سے ناگہانی عبد اللہ کے آدمیون نے زنبورک کا گولہ مارا - اسد اللہ خان مارا گیا -

جب اورنگ زیب نے قلعہ کا محاصرہ کیا تہا تو اوسی وقت گولکنڈہ کا کوتوال دشمن کی مدافعت کے واسطے باہر کچھ فوج فراہم کرنے چلا گیا تہا اور اسی وقت بہت سے دکھنیون کو مجتمع کر کے لایا تہا - انہین غالباً صلح کی خبر نہ تہی اونہون نے آتے ہی حوالے لشکر اورنگ زیب مین تاخت و تاراج لوٹ کھسوٹ مچادی دانہ چارہ لانے والون کو لوٹ لیا -

اورنگ زیب کے لشکری صلح کی وجہ سے چھیڑچھاڑ نہین کرتے تھے لیکن جب اوہنون نے دیکہا کہ اون کے آدمی قتل ہوتے اور اسباب لوٹا جا رہا ہے تو وہ بہی اوٹہے دکنیون کو مارنا شروع کردیا - پہر رفتہ رفتہ لڑائی بڑہنا شروع ہوئی اور یہانتک نوبت پہونچ گئی - کہ شایستہ خان وغیرہ کا تمام لشکر بغیر اس کے کہ شاہزادہ کو یا اون کے سردارون کو خبر ہو لڑائی کے لیئے نکل کہڑا ہوا اور چہہ سات ہزار سوار اور بے شمار پیادہ دانہ چارہ والون کی مدد کو پہونچ گیے -

سردارون نے صلح کی وجہ سے اپنی فوج کو لڑنے سے منع کیا مگر جب سپاہی دکنیون کے ہاتہہ سے قتل ہو رہے تہے تو اوہنون نے اپنے سردارون کی ممانعت پر کچہہ توجہہ نہ کی اور لڑائی برابر بڑہتی ہی چلی گئی - شام تک دونون طرف کے بکثرت آدمی مارے گیے - شاہزادہ کی فوج والے تمام شب باقی گھوڑون پر سوار کہڑے رہے - دور سے بندوقین چلتی رہین - پہر صبح ہونے سے پہلے لڑائی شروع ہو گئی قطب شاہ کے بڑے بڑے سوار گھوڑے اونٹون کے سوار میدان مین پہونچے کہ لڑائی کو موقوف کرائین مگر اون کی کون سنتا تہا - کشت و خون برابر ہو رہا تہا - دکنیون کو باربار شکست ہوتی تہی - مگر لوٹ لوٹ کر آتے تہے - ایک عجیب ہلڑ تہا - دوسری شب تک برابر یہی ہنگامہ گرم رہا - جب لڑتے لڑتے تہک گیے اور صدہا ہزارہا آدمی کٹ گیے - تب اونکے دل کے جوش فرو ہوئے اور ہوش بجا ہوئے پر یہ بلوہ فرو ہوا -

یہ تو ظاہر ہے کہ عبداللہ قطب شاہ کو یہ حوصلہ کہان تہا کہ اورنگ زیب کو اس طرح دق کر کے کچہہ فائدہ اوٹہاتا - عیش و عشرت نے اوسے نامردی کا بندہ

کردیا تھا۔ دکنی جو لڑتے تھے وہ صرف عبد اللہ کی بد انتظامی سے لڑتے تھے
ہر شخص خودسر تھا بغیر کسی مال اندیشی بلوہ کرنے کو کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ تمام
جاہل اور کم عقل لوگ تھے اگر کسی مقصد سے لڑتے تو کوئی تدبیر و بندوبست کرکے
لڑتے اس طرح لڑنا اور کٹ مرنا جہالت کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

۲۹۳ - میر جملہ کا کرناٹک سے اورنگ زیب کی خدمت مین آنا۔ جس روز اورنگ زیب پہونچا تو اوس کے تیسرے روز میر عبد اللطیف کو کچھہ آدمی دیکر کرناٹک کو
بھیجا تھا کہ وہان سے جاکر میر جملہ کو بولا لائے میر جملہ عبد اللطیف کے ہمراہ اوسی
وقت ۱۲ جمادی الثانی کو کرناٹک سے آگیا۔ جب گولکنڈہ کے قریب پہونچا
تو شاہزادہ کے حکم سے قاضی عارف میر جملہ کے پاس روانہ ہوا۔ اور جو خلعت
و فرمان کہ شاہجہان کے پاس سے آیا تھا اوسے لیجا کر میر جملہ کو دیدیا۔ اور شاہزادہ
کی خدمت مین حاضر ہونے کے لیے کہا۔ میر جملہ نے اول تو قاعدہ دانان ہند
کی طرح فرمان کا استقبال کیا۔ اور خلعت پہنکر اپنے خیمہ مین چلا گیا۔

پھر جب ساعت مقرر ہوئی اور نصیر خان میر شمس الدین ماوجی استقبال
کو گئے تو وہ شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور تین ہزار ابراہیمی اشرفی اور اور
بہت تحفہ تحائف نذر نثار کیے۔ اورنگ زیب نے خلعت جیغہ (سپدنا) جمدھر
(دکٹار) مرصع دو اسپ باساز طلا و دو فیل مع ساز نقرہ عطا فرمائے اور دربار مین
بیٹھنے کا حکم دیا اور ہر انواع و اقسام کے لطف کا امیدوار کرکے خلوت مین لے
گیا۔ وہان کچھہ مصلحت کی گفتگو ہوتی رہی اوس کے بعد رخصت کردیا۔

۲۹۴ - سلطان محمد کا نکاح عبد اللہ قطب شاہ اس کے دوسرے روز اورنگ زیب نے

اورنگ زیب کی واپسی اورنگ آباد کو - -

کی دختر سے اور میر جملہ کو لیکر حکم دیا کہ قلعہ کے پاس سے مورچہ اوٹھا دے جائین - اور قاضی میر عادل کو شیخ نظام کے ہمراہ عقد کے واسطے قلعہ مین بہیجدیا - اور اوس کے ساتھہ چیغہ تسبیح مروارید و فیل بایراق و جل زربفت قطب شاہ کے واسطے روانہ کیے - قطب شاہ فرستادہ کے استقبال کے لیے دروازہ تک آیا - اور لیجاکر ایک بہت نفیس مکان مین اوتارا - دوسرے روز شادی کی تمام رسومات ادا کی گئین - نکاح کے بعد قاضی کو معہ ہمراہیان مرخص کیا - عروس کے جہیز مین چودہ لاکہہ روپیہ کا سامان ہمراہ کرکے رخصت کیا - سواے اس کے سرکار رامگیر جو برار اور بیدر سے ملحق تہی لڑکے کے جہیز مین سلطان محمد کو دی -

پہر جب جمادی الثانی کے آخر مین یہ سب ہوچکا شاہی فرمان جو مدت کا آیا ہوا رکہا تہا اورنگ زیب نے قطب شاہ کے پاس بہیجدیا جسے اوس نے حسب دستور استقبال کرکے لیا - اور اوسکی بڑی خوشی کی - بعد ازان اورنگ زیب میر جملہ کے مکان مین گیا - وہان میر جملہ نے ایک ناتراشیدہ الماس و لعل و زمرد ساٹھہ دانہ مروارید کے پانچ ہاتی ایک ہتنی بازین طلا و یراق نقرہ پانچ گہوڑے اورنگ زیب کے نذر کیے اور سلطان محمد اور سلطان معظم کو بہی نذرانہ دیا -

اسکے بعد ہفتم رجب کو اورنگ زیب گولکنڈہ سے چلا آیا - اور شایستہ خان وغیرہ امرا اور زمینداروں کو جہان جہان سے آے تہے وہان وہان کو رخصت کردیا - اور شاہ بیگ خان کو تین ہزار سوار دیکر وصول زرپیشکش اور محافظت سرحد کے لیے متعین کیا -

اسی مین شاہجہان کے پاس سے ایک فرمان آیا - کہ میر جملہ کو منصب پنجہزاری چار ہزار سوار کا اور خطاب معظم خان کا دیا گیا اور اسی کے ساتھ خلعت خاصہ مع جمدہر مرصع وپہول کٹارہ وعلم ونقارہ بہی گرزبردار کے ساتھ آیا - اور اوسے شاہجہان نے اپنے پاس طلب کیا اسواسطے میر جملہ شاہزادہ کے ہمرکاب روانہ ہوا اور اورنگ زیب شکار کہیلتا قندہار اودگیر کے قلعہ دیکہتا بہالتا اوائل شعبان خجستہ بنیاد مین داخل ہوا - اوس مقام پر اورنگ زیب نے میر جملہ کی سفارش کی اور شاہجہان نے اوسے ششش ہزاری پنجہزار سوار کا منصب عنایت کیا - اور اوسی کے ساتھ شائستہ خان کو خطاب خان جہان بہادر کا اور ششش ہزاری پنجہزار سوار کا منصب بہی دیا -

پہر جب عبداللہ قطب شاہ نے اطاعت گزاری اور اپنی پریشانی کی عرضی بہیجی تو شاہجہان نے اس ایک کروڑ روپیہ پیشکش مین سے نرخ وغیرہ کی تفاوت کی بابت بیس لاکہہ روپیہ معاف کردیا -

۳۹۵ - متصدی بندر سورت کا ظلم اور شاہجہان کا انصاف

اس زمانہ مین زرمالگزاری کی تشخیص متصدیون کے ذمہ ہوا کرتی تہی جس قدر یہ لوگ کسی زمین وغیرہ کی جمع مقرر کرتے وہ ہی رعایا سے وصول کیجاتی تہی - متصدی ایسا عہدہ سمجہنا چاہیے جیسا کہ اس زمانہ مین کلکٹر یا کمشنر کا ہے - بندر سورت کا امین ایک شخص محمد امین تہا - اس نے اپنی خیرخواہی سرکار جتانے کے واسطے جمعبندی مین بڑی سختی کی - اور ایسی جمع تشخیص کی کہ بعض رعایا نے اپنے بچے نصرانیون کے ہاتہہ فروخت کیے - اور جمع سرکاری ادا کی - کہین اس کا حال شاہجہان کو معلوم ہوگیا - اوس کے سنتے ہی بادشاہ کو سخت غصہ آیا - فوراً اوس کا منصب

اور جاگیر ضبط کر کے اور گرز بردار کو بھیجکر حضور مین طلب کر لیا - اور اوس کی بجائے ایک شخص روشنضمیر نام کو متصدی سورت مقرر فرمایا - گرز بردار اکبر کے زمانہ مین ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جنہین بادشاہ خود جانتا ہوتا تھا - یہ لوگ شتاب روی مین مشہور و معروف ہوتے تھے - اور سرکش امیرون کی تادیب و گرفتاری کے لیے جانے اور تعذیبی فرامین پہونچانے کا کام کیا کرتے تھے - ان کے پاس فولادی گرز ہشت پہلو رہا کرتے تھے - جہانگیر کے زمانہ مین یہ لوگ شکار کے وقت بھی ساتھ رہنے لگے تھے - شاہجہان نے اپنے زمانہ مین ان مین ایک تفریق کر دی تھی - کچھہ تو طلائی گرز والے کر دیے تھے اور کچھہ نقرہ گرز والے تھے یہ بھی حکم دیدیا تھا کہ گرز بردار صرف تورانی ہی مقرر ہوا کرین - دوسری قوم کے لوگ اس خدمت پر متعین نہ کیے جائین - اس کی وجہ غالباً یہ معلوم ہوتی ہے کہ بادشاہ کا تورانیون پر زیادہ اعتبار تھا - انہین لوگون کو وہ اپنی اردلی مین رکھنا پسند کرتا تھا - آجکل ان کا نمونہ ہندوستانی رئیسون کے چوبدار ہین -

جب یہ گرز بردار محمد امین کو پکڑ لایا - تو شاہجہان نے حکم دیا کہ سر دیوان اسکے آستین مین سانپ چھوڑ دین کہ کاٹ کر اس کو ہلاک کر ڈالے - اس کے وکلا نے عفو تقصیر کے لیے بہت کوشش کی مگر بادشاہ نے ایک نہ سنی - چونکہ بندر سورت بادشاہ بیگم شاہجہان کی بڑی بیٹی کی تنخواہ مین تھا اس لیے اس کے وکلا نے بادشاہ بیگم کے متصدیون سے مل ملا کر بادشاہ کے نام عفو تقصیر کے لیے بادشاہ بیگم کا رقعہ حاصل کیا - اوس کو دیکھہ کر شاہجہان نے محمد امین کو قید کا حکم دیا - اور محل مین غضب ناک آکر بیٹی کو بولایا - اور کہا - اگرچہ بندر سورت تیری جاگیر مین ہے

مگر رعیت مالگذار جس سے آبادی ملک معموری خزانہ اور افزونی لشکر ہوتی ہے بہی ہی ہے۔ بہلا تو نے اس بات کو کیونکر پسند کیا کہ اپنے حسن تردد اور اضافہ مالگذاری کے اظہار کے لیے محمد امین نے تشخیص مال مین ایسی سختی کی کہ رعایا نے اپنے ننہے ننہے بچے ذمہ انہون کے ہاتہہ فروخت کیے اور مالگذاری ادا کی اول تو رعایا پر ظلم کرتے ہین۔ خدا کا خوف چاہیے۔ دوسری بندر سورت ایک ایسا مقام ہے جہان ہفت اقلیم کی مخلوق آتی جاتی ہے۔ جب یہ لوگ پادشاہانِ اطراف کے پاس جائینگے تو ہماری کیسی بدنامی ہوگی۔ جب بیگم صاحبہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے اپنی سفارش کو واپس لے لیا۔

دوسرے روز شاہجہان نے دربار مین آکر پہر محمد امین اور مارگیر کو بولایا۔ راجہ رگہنا تہہ نائب وزیر تہا۔ اوس کے وکلا نے رگہنا تہہ سے بہت منت سماجت کی کہ معافی قصور کی کوئی تدبیر کرے۔ اوس نے شاہجہان سے عرض کیا کہ اگرچہ اس کم بخت کی سفارش کرنا ایک گناہ عظیم ہے۔ مگر چونکہ رعایا کا روپیہ اوس کے ذمہ چاہیے جس کی نالشین دایر ہین۔ اور سرکاری روپیہ کا حساب کتاب لینا ہے اس سے اگر اوس کی اس وقت جان بخشی کی جاے تو بعید از عدل گستری نہین ہے۔ جب رعایا کی نالشین طے ہوجائینگی اوس وقت بادشاہ کو پاداش عمل کا اختیار ہے۔ بادشاہ نے محمد امین کو اسی پر راجہ رگہنا تہہ کے حوالہ کر دیا اور اوس بدبخت کی جان بچ گئی۔ اگرچہ محمد امین کے مظالم کی تفسیل یہان کچھہ بیان نہین کی گئی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ وحشیانہ سزا جو شاہجہان نے تجویز کی تہی اوس نے کوئی سخت ظلم کیے ہونگے ورنہ شاہجہان نہایت کریم النفس شخص تہا۔ اس

بادشاہ کے عدل و انصاف کی بہت سی باتین اس قسم کی مشہور ہین حقیقت مین شاہجہان بڑا منصف اور رعایا پرور بادشاہ تہا۔

۹۶۳۔ آصف جاہ کے نانا سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان کی وفات اور اوسکے اوصاف - - - - - - -

سعد اللہ خان شاہجہان کے وزیر اعظم کو اوس زمانہ مین درد قولنج کا مرض ہوگیا۔ چار پانچ مہینے بیمار رہا۔ ہر چند علاج کیا۔ شاہجہان بہی کئی مرتبہ اوس کی عیادت کے لیے اوس کے مکان کو گیا۔ اور بار بار طبیبون کو بدلا۔ مگر کچہہ فائدہ نہوا۔ آخر جمادی الثانی ۱۰۶۶ھ کو اوس سرا سے فانی سے روضہ جاودانی کو اوس نے کوچ کیا۔ شاہجہان کو اوس کے مرنے کا ایسا ملال ہوا کہ وہ اس کے لیے بے اختیار زار زار رویا۔ اور بہت افسوس کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سعد اللہ خان نواب آصف جاہ بہادر نظام دکن کا نانا تہا۔ اصلی نام اوس کا شیخ سعد اللہ تہا۔ اور وہ خاندان بنی تمیم سے تہا۔ جو قریش کا ایک قبیلہ ہے۔ لاہور ضلع جہنگ مین چن پوٹ ایک قصبہ ہے وہان اوس کا وطن تہا۔ موسیٰ خان صدر الصدور یعنی وزیر اوقاف کے وسیلہ سے دربار شاہجہان مین اوس کی رسائی ہوئی تہی۔ ۱۰۴۸ھ مین عرض مکرر کی خدمت اوس کو دی گئی۔ پہر ایک سال کے بعد داروغہ غسل خانہ ہوگیا۔ ۱۰۵۰ھ مین خانسامان اور ۱۰۵۴ھ مین وزارت کے مرتبہ کو پہونچ گیا۔ بلخ بدخشان کے مہمات مین اس کی کارگزاریون سے خوش ہوکر شاہجہان نے منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا اوس کو عنایت کیا۔ جس سے زیادہ اس سلطنت مین شاہزادون کے سوا کسی کو منصب نہین ملتا تہا۔ ۱۰۵۰ھ

مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ قندہار کو گیا اور سنہ ۱۰۶۰ھ مین صوبہ پنجاب
کی نگرانی پر مقرر ہوا - پہر سنہ ۱۰۶۵ھ مین راناے چیتور کے تادیب پر مقرر ہوا اور اوس
پر فتح پائی -

سعد اللہ خان نہایت راست باز دیانت دار عالم فاضل اور خلیق شخص
تہا اوس کی بے نظیر دیانت داری ہی اوس کی ترقی مناصب کا زینہ بنی تہی -
کہتے ہین کہ مہمات ملکی کو ایسی کمال دیانت و امانت سے سرانجام دیتا تہا کہ مدت
وزارت مین اوس کا قلم ہرگز بدعت و مردم آزاری کے لیے نہین اوٹہا - بلکہ وہ ان
مقدمات و محاسبات کو جن مین عامل و رعایا اور مساکین کا نقصان ہوتا ایسے رفع
و دفع کر دیتا تہا کہ جس سے کسی کا نقصان نہین ہوتا تہا - سابق مین یہ ضابطہ تہا کہ
عمال و تحصیلدارون کو حق التحصیل فی صدی مجرے دیا کرتے تہے جس طرح کہ آجکل
دلالی اور کمیشن کا رواج ہے - سعد اللہ کے ایک مرتبہ دل مین آیا کہ ہندو صرافون کی
طرح حق التحصیل سود کے طور پر مجرا دے - یعنی بجاے اس کے کہ سو مین سے پانچ
حق التحصیل کے اور پچانوے سرکار کے ہوتے ہین - ایک سو پانچ مین سے
پانچ حق التحصیل اور سو حق سرکار رکہی اور یہی دستور مقرر کر دیا - اگرچہ یہ حکم تو اوس نے
سرکار ہی کفایت کے واسطے کر دیا مگر باقی تمام عمر اس کی ندامت دل سے محو نہین
ہوئی - ہمیشہ کہتا رہا کہ کاش مین نے جس روز اس بدعت پر دستخط کیے تہے
اوس روز میرے ہاتہہ خشک ہو گیے ہوتے - واقعی بات یہ ہے کہ اجراے بدعت
و مردم آزاری مین کفایت نہین ہوتی بلکہ پرداخت ملک و جذب قلوب و دلدہی
رعایا باعث گرد آوری خزانہ و مادہ نیک نامی وزرا ہوتی ہے -

دارا شکوہ جو شاہجہان کا بڑا بیٹا تہا۔ اس کی کفایت شعاری کے باعث
اس سے آزردہ رہتا تہا۔ چنانچہ ایک بار اوس نے شاہجہان سے کہا کہ سعد اللہ
خان نے ویران اور کم حاصل پرگنات ہمارے قول مین دیدیئے ہین۔ اور سیر حاصل
محال خود لے لی ہین۔ سعد اللہ خان نے اس پر شاہزادہ کے وکلا کو بولا کر اون دیہات
کو اپنی جاگیر مین لے لیا۔ جو شاہزادہ کے عمال کے ظلم و تعدی اور غفلت کے
سبب سے ویران و تباہ ہوگئے تہے۔ اور اون کے بجائے اپنی جاگیر کے عمدہ
دیہات جنہین وکلا نے پسند کیا شاہزادہ کی جاگیر مین دیدیے۔ مگر سعد اللہ خان
کے انتظام اور شاہزادہ کے عمال کی خرابیون سے اون کی حالت ایک دو
سال مین ایسی پلٹ گئی کہ جو دیہات ویران و تباہ تہے وہ آباد ہوگئے اور جو
اچہے تہے وہ اجڑ گئے۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ مین راجہ ٹوڈرمل نے مقرر کیا تہا کہ
عامل اور کروریون کی رقومات فاضل جو سو سے کمتر ہون وہ مستوفی (اکاونٹنٹ)
مجرا نہ دیا کرین۔ اور اگر سو سے زیادہ ہون تو مجرا دیجائین۔ شاہجہان کے عہد مین
شرارت سرشت مستوفیون نے عاملون کے ایک تلم فاضل رقومات کے
مجرا دینے مین دقتین ڈالدین جب یہ معاملہ سعد اللہ خان کے روبرو پیش ہوا
تو اوس نے فرد حساب پر مستوفی الممالک (اکاونٹنٹ جنرل) کو تحریری حکم دیا
کہ لینا لینا۔ دینا دینا۔ جب ضابطہ سرکاریہ ہے کہ سو سے زیادہ فاضل رقم مجرا ہو
تو تم اسے اور اپنے لیے دعائے بدعاقبتی کیون مول لیتے ہو اور اوسے مجرا
نہین دیتے؟ اس طرح اوس کی دیانت داری کی اور بہی حکایتین مشہور ہین۔
اسکے بعد خافی خان اپنے عقیدہ کے موافق لکہتا ہے "عقلائے جہاندیدہ

پر ظاہر ہے کہ حکام وارباب ریاست سے جو ظلم و حیف مظلومون کو پہونچتا ہے
اور بروا حسان جو مستمندون کے حال پر عاید ہوتا ہے تو وہ اوس خیر و شر کے
عوض دعا و نفرین اون کے فرزندون پر کرتے ہین - اسی سبب سے قدیم زمانہ سے
اب تک از روے تواریخ جو حال مطالعہ مین آیا ہے اور مسودۂ اوراق جو باون سال
کی مدت سے حد تمیز مین آیا ہے وہ مشاہدہ کرتا ہے کہ کوئی ظالم عاقبت بخیر نہین ہوتا
اور اوسکے فرزند رزق و آبرو کی طرف سے دلی مراد کو نہین پہونچتے - بلکہ دس بیس
سال مین اس جماعت کا نام و نشان ہی باقی نہین رہتا - سعد اللہ خان کی
نیک نیتی سے کے باعث اوسکی اولاد چوہتر سال مرنے کے بعد تک سب
عاقبت محمود فراخ روزی و نیک نام زیست کرتے رہے - خصوص اس دور مین
کہ انسانیت و کمال و مروت معدوم الوجود ہو گئی ہے امیر زادی جنکی تربیت
مین مستعد و معلم و مستعد اتالیق مدتون تک صرف اوقات کرتے رہے ہین اس
مرتبہ آدمیت کے طریق سے بیگانہ ہوتے ہین کہ مادر آزار و پدر بیزار بے کمالون
اور اوباش وضع ضایع روزگارون کی صحبت کے سوا وہ باوقار و صاحب کمالون
اور صلاح شعار دانشمندون کے پاس نہین پھٹکتے - سرود خوانی طنبورہ نوازی
دہرپت کبت و دوہرہ فہمی ان کے تمام کمالات ہین باقی اور سب کمالات
کو محض دردسر سمجھتے ہین - باوجودیکہ ان باپون نے مدرسون کو بہت روپیہ خرچ
کرکے ان کو صاحب سواد کر دیا ہے - مگر جب سواد خط ان کی جبین پر نمودار
ہوتا ہے تو کتاب کو ہاتھ مین لینا اور تفسیر و حدیث و کتب لغت و تاریخ کا پڑھنا
مشق خط کرنے و مربعا نویسی ان سب کو وہ لغو و لاحاصل فعل سمجھتے ہین - اور

اپنے باپ دادا کا نام سطر غلط و ورق قلم خوردہ کی طرح صفحہ روزگار سے حک کرتے ہین
لیل و نہار کی تھوڑی گردش مین وہ خود بھی عالم کے گمنامون مین سے ہوجاتے ہین
یہ سبب ستم رسیدہ ستمدون کی دعا سے ہوتا ہے کہ منتقم حقیقی کی درگاہ مین سحر
خیزون کی دعا اجابت کے درجہ پر پہونچتی ہے اور پرخون دلون کی تیرآہ کام
کرتی ہے ۔

یہ بات تو محض غلط ہے کہ کوئی شخص کسی کے ساتھہ برا احسان کرے تو
اوس کی جزا اور سزا اوسے یا اوس کی اولاد کو ملتی ہے ۔ اور اولاد کو ملنا خلاف انصاف
بھی ہے ۔ مگر یہ دنیا مین ضرور دیکھا جاتا ہے کہ ہر شخص کے اخلاق کا اثر اوس کے
ہم صحبتون پر ضرور ہوتا ہے اگر مان باپ خوش خلق اور نیکوکار ہین اور دنیا مین
دانشمندی اور ایمانداری سے بسر کرتے ہین تو اون کی اولاد بھی اونہین کے اطوار
پر رہتی اور گذر کیا کرتی ہے ۔ اور اگر والدین بد اور جاہل و تبہ کار ہوتے ہین تو اونکی
اولاد بھی اوسی طرح ہوا کرتی ہے ۔ اور یہ جو دیکھا جاتا ہے کہ اچھے باپ کی اولاد بری
اور برے کی اچھی ہوتی ہے اس کا سبب اوسکی مان کی فطرت ہوتی ہے کیونکہ
مان باپ دونون ایک ہی طرح کے ہون تو ضرور ہے کہ اولاد بھی اوسی طرح کی ہو
لیکن ایسا شاذ و نادر ہوا کرتا ہے مان باپ کے مزاج اکثر مختلف ہوتے ہین
اس لیے اون کی اولاد بھی مان باپ سے مختلف طرح کی ہوتی ہے ۔ اوسکے
رنگ و روپ اخلاق مزاج کبھی باپ کی طرح کبھی مان کی طرح اور کبھی دونو مزاجون
سے بنتے ہین ۔ اور اوسی کے موافق اونکی آیندہ کی زندگی بسر ہوتی ہے ۔ یہی
سبب ہے جو بعض انبیا کی اولاد بد ہوئی اور بعض بدون کی اولاد مین اچھے اچھے

بزرگان دین پیدا ہوتے ہین -

جب سعد اللہ خان مرگیا - توشاہجہان نے اوس کے بڑے بیٹے لطف اللہ کو جو پندرہ سال کا تھا باپ کی حسن خدمت کے صلہ مین ہفت صدی صد سوار کا منصب عنایت کیا - اور اوس کے باقی فرزندون اور وابستون کے یومیہ مقرر کردیئے - اور یار محمد اوس کے ہمشیرزادہ کو سہ صدی ساٹھہ سوار کا منصب دیا اور عبد النبی کو جو سعد اللہ خان کی جاگیر کا سب سے بڑا عہدہ دار تھا ہزاری کر دیا اور بہی سعد اللہ خان کے نوکران روشناس کے اعزاز و اکرام کے ساتھہ درجہ بدرجہ مناصب مقرر کیے -

اور اسی کے ساتھہ رگہناتہہ جو سعد اللہ خان کا تربیت یافتہ تھا حکم دیا کہ دیوان کل کے مقرر ہونے تک وہ مقدمات وزارت کا انصرام کیا کرے اور اوس کو راے رایان کا خطاب بہی عنایت کیا -

۴۹۷ - میر جملہ کا شاہجہان پاس جانا اور ایک الماس کا پیش کرنا -

چونکہ سعد اللہ خان کے مرنے کی وجہ سے وزارت عظمی کی جگہہ خالی تہی - شاہجہان نے میر جملہ کو اپنے پاس بولایا تہا - اور اوسے اورنگ زیب نے حسب الحکم گولکنڈہ سے واپسی کے وقت اندور کے مقام سے رخصت کیا تہا - اس وقت ۱۵ رمضان کو جب وہ شاہجہان آباد کے قریب پہونچا تو حسب الحکم شاہی دانشمند خان بخشی اوس کے استقبال کو گیا - اور میر جملہ نے حضور مین حاضر ہو کر ایک خوان اشرفی اور دو خوان جواہر وغیرہ کے نذر کیے - بادشاہ نے حسب سفارش اورنگ زیب جس کا ذکر اوپر آچکا ہے میر جملہ کا منصب شش ہزاری شش ہزار سوار اور

خطاب معظم خان کا مع وزارت یعنی خدمت والاے دیوانی اعلی و قلمدان مرصع و شمشیر دو فیل و دو اسپ خاصہ با ساز و یراق طلا و نقرہ اور پانچ لاکھہ روپیہ نقد عطا فرمائے اور جب میر جملہ کا بیٹا محمد امین اس کے بعد آیا تو اوسے بہی دو ہزاری منصب اور خطاب خانی سے سرفراز کیا۔

میر جملہ نے اس وقت بادشاہ کو ایک الماس جس کا وزن دو سو سولہ سرخ کا اور قیمت دو لاکھہ سولہ ہزار تہی اور ساٹھہ ہاتی مع یراق کے پیشکش کیے۔ اس وقت تک میر جملہ کا کل نذرانہ و پیشکش ملاکر پندرہ لاکھہ روپیہ کا ہو گیا۔ یہ ہیرا جسے میر جملہ نے شاہجہان کے نذر کیا تہا یا وہ ہی ہیرا ہے جس کا نام آگے چلکر کوہ نور رکہا گیا ہے اور جو آجکل شاہان انگلستان کے قبضہ مین ہے۔

۳۹۸۔ محمد صفی بخشی دکن کے بجاے میر جعفر کا تقرر۔

اسی زمانہ مین محمد صفی پسر اسلام خان پر جو دکن کا بخشی و واقعہ نگار تہا (فقرہ ۳۰۷) بادشاہ بڑا ناراض ہوا جسکی وجہ کچہہ نہین لکہی ہے۔ اور اوس کے منصب مین کمی کر دی اور خطاب بہی چہین لیا۔ اور خدمت سے موقوف کرکے اوس کی جگہہ میر جعفر استرابادی کو بہیجا اور محمد صفی کو حکم دیا۔ کہ قطب شاہ کا جو پیشکش آیا ہے اوس مین سے تیس لاکھہ روپیہ تو دولت آباد مین چہوڑ دے باقی حضور مین لے آئے۔

۳۹۹۔ سید ہاشم کی پرتگالیون کے ہاتہہ مین گرفتاری اور خلاصی اور محمد عادل شاہ کی موت۔

ایک بزرگ شاہ ہاشم الحسینی العلوی نام ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین کہین حج کو گیے تہے۔ جب وہ لوٹ کر آئے تو گوا کے پرتگالیون نے جو اس زمانہ

مین بحر عرب کے مالک مختار ہو رہے تھے جہاز پر گرفتار کرکے لوٹ لیا - اور
اوس مین جو مسلمان تھے اونہین کو اپنی قید کرکے پکڑا رکہا - جب اس کی خبر ابراہیم
عادل شاہ کو ہوئی تو اوس نے پرتگالیون کو ایک خط لکہا کہ شاہ ہاشم اور اون کے
ہمراہیون کو چہوڑ دو - اون کا جرمہ بہی دیا - پرتگالیون نے اونہین چہوڑ دیا -
اس روایت کو شاہ نعیم اللہ صاحب نے جو سکندر عادل شاہ کے مرشد تھے
اپنی کتاب گنج الاسرار مین ایک کرامت کے طور پر بیان کیا ہے اوسے بعینہ
ہم بیان کرتے ہین - وہ لکہتے ہین کہ جب سید ہاشم حج بیت الحرام سے فارغ
ہو گیے تو دکن کے ارادہ سے جہاز مین سوار ہو کر روانہ ہو لیے اونہین یہ معلوم تہا
کہ بحری قزاق جہاز لوٹ لیتے ہین - جب اون کا جہاز بندر گوا کے پاس آیا تو
فرنگیون نے اون کے جہاز والون کو گرفتار کرلیا اور تمام مال واسباب حجاج و مسافرین
چہین لیا - اس پر رسول مقبول نے خواب مین آکر ابراہیم عادل شاہ سے کہا -
کہ میرا فرزند سید ہاشم فرنگیون کی قید مین گرفتار ہو گیا ہے اوسے جلد چہوڑا دے
جب ابراہیم نے اس خواب کا حال اہل دربار سے بیان کیا تو اونہون نے
جہاز کی گرفتاری کی کیفیت اوس سے بیان کی اور کہا غالبًا اون گرفتارون مین کوئی
سید گرفتار ہو گیا ہوگا - حاکم گوا کو خط لکہنا چاہیے - پہر ابراہیم کے خط لکہنے پر حاکم
گوا نے قیدیون مین سے جس نے اپنا نام سید ہاشم بتایا اوسے چہوڑ دیا - چند روز
بعد پہر اسی طرح کے خواب ابراہیم نے دیکہے اور پہر حاکم گوا کو تحریر کیا - حاکم گوا نے
۲-۳ آدمی پہر اسی نام کے چہوڑ دیے - تیسری مرتبہ پہر ابراہیم کو یہی خواب دکہائی
دیا - اور درباریون نے کہا کہ وہ صاحب جن کی خلاصی کا حکم ہوتا ہے شاید

اوس وقت تک نکلنا نہین چاہتے کہ جہاز کے سب آدمیون کی رہائی نہو جائے
اس لیے ابراہیم نے حاکم گواسے جہاز کے سب گرفتارون کی رہائی کے لیے
لکھا- جب سب آدمی زندان سے نکل آئے تب سید ہاشم اون سب کے
اخیر مین قیدخانہ سے باہر نکلے- اور بیجاپور چلے آئے- ان کی یہان بڑی عزت
تھی- اور کثرت سے لوگ مرید تھے-

۱۰۵۶ھ مین محمد عادل شاہ اتفاقاً بیمار ہوا- اور کسی خادم کو سید ہاشم صاحب
کے پاس بھیجکر دعا کی درخواست کی- سید ہاشم نے خادم کا رومال لیکر اور کچھہ
دعا پڑھکر اوس پر دم کیا اور کہا جہان درد ہے اوس مقام کو اوس سے باندہ دو-
مگر اس سے کچھہ آرام نہ ہوا- اس لیے محمد عادل شاہ نے پھر آدمی کو بھیجکر درخواست
کی کہ آپ جیسے میرے باپ پر مہربانی کرتے تھے مجھہ پر بھی مہربانی کیجیے- اس
مرض سے میری ہلاکت نظر آتی ہے اگر آپ دعا کرینگے تو مین زیح جاؤنگا ورنہ
میری زندگی محال ہے- سید ہاشم صاحب نے کہا کہ اس کے باپ نے
مجھہ پر ایک مرتبہ بڑا احسان کیا ہے اور مجھے قید فرنگ سے چھوڑایا ہے-
اس وقت پیمانہ حیات محمد عادل شاہ کا لبریز ہوگیا ہے اوس کو شفا بجز اسکے
اور کسی طرح ممکن نہین ہے کہ ہم اپنی بقیہ دس سالہ عمر اوس کو دیدین- یہ کہکر اپنی
باقی عمر محمد عادل شاہ کو بخشدی- اور مرض اپنے اوپر لے لیا- اوسی وقت جو
مرض محمد عادل شاہ پر تھا وہ سید ہاشم پر منتقل ہوآیا- اور شاہ صاحب کا
انتقال ہوگیا- بعد ازان محمد عادل شاہ دس سال تک زندہ رہا- پھر جب
یہ زمانہ بھی ختم ہوا- تو وہ بیمار پڑا اور کچھہ عرصہ بیمار رہکر بروز شنبہ ۲۰ محرم ۱۰۶۷ھ

کو پہنچا لیس برس کی عمر میں تیس برس بادشاہی کر کے رہگرا سے عالم بقا ہوا - اور
اوس قبہ مین مدفون ہوا - جو اوس سنے اپنے مقبرہ کے واسطے بنایا تہا - اور جو
آجکل گول گنبد کے نام سے زبان زد خلایق ہے - اوس کی تاریخ وفات ہے
عاقبت محمد محمود شد - جس سے ۱۰۶۷ھ نکلتے ہین -

۴۰۰ - محمد عادل شاہ کا مقبرہ اور اوس کا گنبد جو دنیا مین بے نظیر ہے - - - - -

چونکہ یہ گنبد نہ صرف ممالک دکن کی عجائبات مین سے ہے بلکہ تمام روے زمین پر اوس کے برابر وسیع گنبد نہین ہے اس لیے ہم اوس کے
کچہہ تفصیلی حالات لکہتے ہین - بیجاپور کے بادشاہون مین کچہہ ایسا دستور سا
ہو گیا تہا کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا تو وہ اوسی وقت سے اپنا مقبرہ
بنانا شروع کر دیتا تہا تاکہ وہ اپنے انتقال سے پہلے اپنا مقبرہ اپنی آنکھون
سے دیکھہ لے - چونکہ یہ ایک جبلی بات ہے کہ انسان ایسے کامون مین دوسرے
سے سبقت لیجانا چاہتا ہے - ہر ایک بادشاہ یہی چاہتا تہا کہ وہ اپنی قبر ایسی
بنا جاے کہ اوس کے اولین و آخرین اوس کے برابری نہ کر سکین اور اوس کا
نام سب سے بلند رہے - اگرچہ یہ خواہش یہان کی سب ہی بادشاہون مین تہی
لیکن گوی سبقت اس باب مین محمد عادل شاہ کی ہی ہاتہہ آئی - نہ اوس کی سی
عمارت بنانے مین کسی نے اوس سے پیشتر کوشش کی نہ اوس کے بعد -
محمد عادل شاہ کے باپ ابراہیم ثانی نے اپنا مقبرہ بنایا تہا کہ جس کا نظیر دکن
بہر مین نظر نہین آتا - مقبرہ کی بوٹہ کاری اوس کے شاندار مینار اوس کے عمارتی
اجزا کا تناسب اوس کے گرداگرد کے باغات اور عربی کے کتبے ایسے دلکش

ہین کہ آنکھون مین کہبے جاتے ہین اور نظر اوس تک جاکر واپس ہونا نہین چاہتی
معمار اور گلکارون نے اپنے ہنر وفن کا کمال اوس مین ختم کر دیا ہے اوس سے عمدہ
کوئی کام بنا نہین سکتے ہین - اس سبب سے محمد عادل شاہ کو یہ فکر ہوئی کہ اس
سے فوقیت حاصل کرنے کی کوئی تدبیر نکالے - محمد عادل شاہ کے واسطے
جو بات باقی رہگئی تہی - وہ یہی تہی کہ خوبیِ گلکاری اور تناسب اجزا کے ساتہہ عظمت
و وسعت سے کام لے - اور مقبرہ ایسا عظیم الشان بنائے کہ کہین جہان مین کوئی گنبد
اوس کا مقابلہ نہ کر سکے - اوس نے ایسے عظیم الشان قبہ کی بنیاد قایم کی کہ دنیا کی
تمام عمارتین اوس کے آگے سرنگون و شرمسار ہوگئین - اوس وقت سے یہ عمارت
اوس اُجڑے دیار مین موجود ہے - جو زبان حال سے بانی کی عظمت و شوکت
کو یاد دلا رہی ہے - اوسے بیرونی جانب سے دیکہو تو ایک مکعب کی شکل معلوم
ہوتی ہے جس کے اوپر ایک عظیم الشان گنبد نصف کرہ کا رکہا ہوا ہے
اور چارون گوشون مین سے ہر ایک پر ایک ہشت پہلو برج بنا ہے جس کے
اوپر چہوٹے چہوٹے گنبد ہین - سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس عظیم الشان عمارت
مین اوپر جانے کا جو راستہ ہے اوسمین بڑی ہنرمندی سے ایک بے مثل مدور برآمدہ صدا کے
بازگشت کا بنایا ہے - اس مقام پر آگے کی طرف لغرض محافظت ایک ہموار اونچی دیوار
چارون طرف کہچی ہوئی ہے - دروازہ اور کہڑکیان چہوٹی چہوٹی ہین -
کارنس کے اوپر گنبد ہے - اور دیوار کے نقش و نگار امتداد زمانہ

سے اس وقت بخوبی نمایان نہین رہی ہین - مگر گوشہ کے برجون کی یہ کیفیت نہین ہے ہر ایک برج کی سات منزلین ہین اور ہر ایک منزل مین سات سات کھڑکیا ہین - کارلنس کے اوپر گنبد مین روشنی کی غرض سے صاحبان انگریز نے جا بجا جالیدار روشندان بنا دیے ہین - عمارت مین چوڑائی کے مقابلہ مین گنبد کا قطر کسی قدر چھوٹا معلوم ہوتا ہے - ہر ایک گوشہ سے ایک پیچدار زینہ جہان سے کہ برج کا آغاز ہے بنا ہے - اس زینہ سے ہر ایک منزل مین جانے کے واسطے راستہ بنا ہوا ہے - اور آخر کو اوس چھت پر جاکر ختم ہو جاتا ہے - یہان سے دیوار کے اندر ہوکر اوس برآمدہ مین پہونچتے ہین جو گوشون اور گنبد کے درمیان مین ہے - اور جو مقام اس گنبد کا سب سے زیادہ عجیب اور نہایت پرحکمت اور لطف انگیز ہے یہ گنبد ایک نصف کرہ ہے جس کا اندرونی قطر ۱۲۴ فیٹ ۵ انچہ کا ہے اس کی بنیاد کی جگہہ پر اوس کی موٹائی ۱۰ فیٹ اور انتہائی بلندی ۹ فیٹ ہے - اس حساب سے قطر بیرونی بنیاد پر ۱۴۴ فیٹ ہوا - سطح کسی جگہہ پر ٹھیک نہین ہے کیونکہ جب ساخت کیجاتی ہے تو مختلف مقامات پر کچھہ فرق آجاتا ہے - وہ جگہہ جو اس گنبد کے نیچے ہے ۱۳۵ فیٹ ۵ انچہ کا مربع ہے - یعنی ہر ایک سمت اوس کی ۱۳۵ فیٹ ۵ انچہ لنبی ہے جس کا رقبہ ۱۸۳۳۷ فیٹ ہوا - ہر ایک طرف پر دو طرفہ ستونون کے باہم ملنے سے جو محرابین بنتی ہین اور جو دیوارون کے پائین فرش سے کچھہ آگے کو نکلی ہوئی ہین اگر اونکے نیچے کی زمین کو جو ۲۲۸ مربع فیٹ ہے اس تعداد سے خارج کردین - تو خاص گنبد کے نیچے کا رقبہ ۱۸۱۰۹ مربع فیٹ ہوگا - یہ اتنی بڑی تعداد ہے کہ روے زمین پر کہین اس قدر زمین کسی گنبد کے نیچے نہین ہے

اوس کے بعد جو سب سے بڑا گنبد دنیا مین ہے وہ رومتہ الکبری مین پانتہین کا گنبد ہے جس کے نیچے ۱۵۸۳۴۳ مربع فیٹ رقبہ اراضی ہے - کرسی سے کل بلندی اس عمارت کی ۱۹۸ فیٹ ۶ - انچہ ہے - اس مین وہ لکڑی شامل نہین ہے جو سر گنبد مین اب تک لگی ہوئی ہے - مگر جس زمانہ مین اوس پر طلائی کلس لگا ہوا تھا اوس وقت وہ بھی عمارت کا ایک حصہ تھا - اور اس وجہ سے اوس کی بلندی مین ۸ فیٹ اور اضافہ کرنا چاہیئے - جس کو ملاکر کل ارتفاع ۲۰۶ فیٹ ۶ - انچہ ہوتا ہے - قبر کے مقام سے اندرونی ارتفاع چہت تک ۱۷۸ فیٹ ہے اور برآمدہ سے فرشِ زمین تک ۱۰۹ فیٹ ہے -

اس عظیم الشان مقبرہ مین وہ ہی محرابی طریقہ کام مین لایا گیا ہے جو علی العموم مسلمانون کا ایجادی طریقہ کہا جاتا ہے اور تمام بیجاپور کی عمارت مین بکثرت اس طریقہ کو کام مین لائے ہین اور بہت ہی بڑا فائدہ اوس سے اوٹھایا ہے - آجکل کے فن انجینیری کے کمال کی رو سے تو ایسی عمارت کی کوئی حد نہین ہو سکتی جو اس قاعدہ کے بموجب بڑی سے بڑی بنائی جائے - مگر اس امر مین بہت ہی بڑا شک ہے کہ اوس سامان سے جو معماران بیجاپور کو اوس وقت بہم پہونچ سکتا تھا - وہ اس سے بڑی عمارت بھی بغیر خطرات حوادثات کے بنا سکتے تھے - اس گنبد کی بنیاد کی نسبت تو اون کو کوئی دقت پیش نہ آئی ہوگی - کیونکہ اونہون نے اوس کے بنانے کے لیے وہ زمین منتخب کی تھی جہان پتھر کی چٹان سطح زمین تک ہے اور جس پر اونہون نے اس تمام عمارت کی بنیاد قایم کی ہے -

وہ عجیب لطف انگیز برآمدہ جس کے سبب سے اس گول گنبد کو بول گنبد

بھی کہتے ہین اور جس کا ہم نے ابھی اوپر ذکر کیا ہے۔ صداے بازگشت کے لیے ایک حیرت انگیز مقام ہے - یہ فرش زمین سے ۹۰ فیٹ کی بلندی پر گنبد کے نیچے اندر کی جانب چارون طرف ۱۱ فیٹ چوڑا برآمدہ ہے - اس کے پشت کی دیوار وہی ہے جو گنبد کی دیوار ہے - جب اس مکان کے اندر کوئی داخل ہوتا ہے تو اوس کو اپنے پیرون کی آواز بازگشت سنکر نہایت تعجب ہوتا ہے - لیکن جب وہ برآمدہ پر جاتا ہے تو اور بھی صدائین آنے لگتی ہین - ایک آدمی کے پیر کی آواز اس طور متواتر آتی ہے گویا فوج کی ایک رجمنٹ چل رہی ہے چارون طرف سے عجیب خوفناک آوازین اور خطرناک شور فغان اوٹھتے ہین - اور ایسا سنائی دیتا ہے کہ کوئی دیوارون مین ہماری نقلین کر رہا ہے - اور اگر چلا کر کبھی قہقہہ لگائین تو بیسیون آوازین اوس کا اوسی طرح جواب دیتی ہین - نہایت ہی آہستہ آواز بھی ایک طرف سے دوسری طرف بخوبی چلی جاتی ہے - اور قبہ کے پوری قطر کی وسعت مین نہایت آہستگی کے ساتھ ایک دوسرے سے گفتگو ہوسکتی ہے - غرض کہ کوئی ایک مرتبہ تالی بجاے تو دس مرتبہ سے زیادہ صداے بازگشت آتی ہے - اس قسم کے دنیا مین اور بھی بہت مکان ہین - جہان ایک آواز کی کتنی ہی مرتبہ آواز لوٹ کر آتی ہے -

لوگ کہتے ہین کہ اس مکان کے معمارون نے تعمیر سے پہلے یہ تجویز کرلیا تھا کہ اس مین ایسی آوازین پیدا ہون مگر یہ قرین قیاس نہین کیونکہ بیجاپور کی دوسری عمارات کی بہ نسبت بجز کلانی کے اس مین اور کوئی بات زیادہ نہین بلکہ صداے بازگشت قبہ کی کلانی کے سبب سے بطور ایک قدرتی نتیجہ کے پیدا ہوگئی

ہے۔ چھوٹے چھوٹے گنبدون مین گونج تو پیدا ہوتی ہے۔ مگر اون کے قطرون
کی خوردی کی سبب سے آواز باز گشت نہین پیدا ہوتی۔ کیونکہ آواز باز گشت پیدا
ہونے کے لیے ضرور ہے کہ آواز کرنے والے اور دیوار مقابل کے درمیان کم از کم
۶۵ فیٹ کا فاصلہ ہو۔ تاکہ پہلی آواز معدوم ہوتی ہے دوسری آواز کان پر پہونچکر
جدا اثر ظاہر کرے اور معلوم ہو کہ یہ پہلی آواز سے جدا آواز ہے جس کو صداے
باز گشت کہتے ہین۔ لیکن جب اس سے قطر کم ہوتا ہے تو صداے باز گشت
پہلی آواز کے فرو ہونے سے قبل آجاتی ہے۔ اور اصل و باز گشت صداؤن
مین تصادم واقع ہونے سے تمیز نہین ہو سکتا۔ اور جب فاصلہ ۶۵ فیٹ سے
زیادہ ہوتا ہے تو اوس وقت آواز معکوس بخوبی سنائی دیتی ہے۔ اور کئی بار
لوٹتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور جس قدر دور ہو اوسی قدر تکرار ہوا کرتی ہے
اس قبہ کے نیچے جو ایک بلند چبوترہ ہے اوس پر سلطان محمد عادل شاہ کے
پوتے اور اوس کی چھوٹی زوجہ عرش بی بی اور خود سلطان کی مع اوس کی محبوبہ مسماۃ
رمبا اور اوس کی دختر اور اوس کی پہلی بیگم کی ترتیب وار شرق سے مغرب کو قبرین بنی
ہوئی ہین۔ اصل قبرین تو ٹھیک انہین مصنوعی قبرون کے نیچے جہان اون کے
جسم مدفون ہین تہخانون مین ہین ان مین جانے کے واسطے مغربی دروازے
کے نیچے ایک زینہ بنا ہوا ہے۔ سلطان کی قبر پر ایک چوبی شامیانہ نما ڈھانچہ
کھڑا ہوا ہے۔

گنبد کے اوپر سے تمام شہر اچھی طرح سے نظر آتا ہے۔ جنوب مغرب مین
سب سے اچھی اور شاندار عمارت جامع مسجد ہے اور اوس سے کچھ آگے

بڑھکر مغرب کو مصطفےٰ خان کی مسجد اور آثار محل مع اپنے وسیع صحن کے اور اور بہت سی عمارات اندرون قلعہ ہین - جن مین سے سب سے بہتر انند محل سمجھا جاتا ہے - سیدھے مغرب مین پہلے تو روضۂ علی عادل شاہ ثانی کا ہے - جس مین صرف محرابون کا ڈھانچ بنا ہوا ہے اوس کے بعد نہایت بلند رحیدر برج اور پرانی دکھنی عیدگاہ ہے - اس سے بھی آگے روضہ ابراہیم کے گنبد اور مینار نظر آتے ہین - اور اس درگاہ کا سفید گنبد اور سرا جو آجکل جیلخانہ کے کام مین ہے اور اور بیسیون گرد و نواح کی عمارتین دکھلائی دیتی ہین مشرق کو دو رفاصلہ پر ناتمام مقبرہ جہان بیگم اور مقبرہ عین الملک ہے -

مقبرہ کے اندر تین طغرے فارسی زبان مین نہایت خوبصورت لکھے ہوئے ہین - ہر ایک سے سنہ وفات سلطان محمد کا نکلتا ہے - انہین مین سے ایک طغرا "عاقبت محمد محمود شد" ہے جس سے ۱۰۶۷ھ نکلتے ہین - مقبرہ کے نیچے شمال کی طرف جو عمارت کہ اور بڑہائی گئی ہے - کہتے ہین کہ وہ جہان بیگم ملکہ محمد عادل شاہ کی آرام گاہ تھی - لیکن وہ ادھوری بنی ہوئی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اوس مین کبھی سکونت اختیار نہین کیگئی - عمارت کے دیکھنے سے خیال ہوتا ہے کہ جب مقبرہ کی عمارت بن چکی ہے تو بعد مین یہ عمارت اوس مین اور بڑہائی گئی ہے - لیکن وہ کس غرض سے بنائی گئی ہے صحیح صحیح خیال مین نہین آتا - اس گول گنبد کے دیوارین بناتے وقت یقین ہوتا ہے کہ معمارون نے پہلے چارون محرابین بنائی تہین اور بعد اوس کے خالی جگہون مین دیوارین بنادی ہین - اسی سبب سے اس قسم کی عمارت جس کا

ہم ذکر کر رہے ہین کسی وقت اگر اوس مین زیادہ کردی جاے تو کچھ دقت نہ ہوگی - کیونکہ بڑی محرابون کی بھرتی کو نکال کر بغیر تخفیف اور عمارت کے اوسمین عمارت زیادہ ہوسکتی ہے -

اس گنبد کے آگے جنوب کی طرف اوس کا بڑا دروازہ ہے اوس پر نقارخانہ رہا کرتا تھا - اور اوقات معینہ پر نوبت بجا کرتی تھی - معلوم ہوتا ہے کہ اس کی عمارت کی تکمیل نہین ہوئی کیونکہ اوس کی مینار چھت سے زیادہ بنے - بغیر بنے ہوے پڑے ہین -

مغرب کی طرف چبوترہ پر ایک نہایت موزون مسجد بنی ہوئی ہے - مگر نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس وقت یہ اسلامی مسجد انگریزون کا ہوٹل ہے اگر یہان کے مسلمان ملکر حکام سے درخواست کرین تو کیا عجب ہے کہ سرکار اپنی عنایت سے مثل دیگر مساجد کے مسلمانون کو واپس کردے - اور پھر وہان خداے وحدہ لاشریک کا نام لیا جانے لگے - یہ بہت خوشنما عمارت ہے جس کا چھجا بہت گہرا پاکیزہ نازک اور مینار نہایت موزون بنی ہوئی ہین - بیجاپور کی اور عمارتون کی طرح اس کا بھی زینہ جو چھت پر جاتا ہے وہ کنارون کی دیوارون مین بنا ہوا ہے اور دیوار کے اندر ہی اندر اوپر چلا گیا ہے - احمدآباد وغیرہ اور شہرون مین زینہ اس طرح نہین ہین بلکہ وہ میناروں مین اندر ہی اندر پیچدار گھومتے ہوے اوپر کو جاتے ہین -

بیجاپور مین جس قدر مقبرے ہین اون مین دو چیزین ضرور ان کے ساتھ موجود ہوتی ہین - اول تو ایک مسجد اور دوسرا ایک حوض - مگر اس مقبرہ مین بجاے ایک کے دو حوض ہین ایک تو مقبرہ کے بڑے دروازہ کے قریب اور دوسرا

مقبرے کے اور مسجد کے درمیان - اس مسجد کی عام وضع اور خوبصورتی اور موزونیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گول گنبد جو بالکل صاف بنا دیا گیا ہے اور اوس پر کسی قسم کی گلکاری اور نقاشی وغیرہ نہین کی گئی ہے - تو اوس کا سبب یہ نہ تہا کہ معمار عمدہ نہ مل سکے بلکہ مقبرہ کے گرد و نواح اور چہجے اور میناروں کے چہوٹے چہوٹے چہجون کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اچہے اچہے کاریگر کام کر رہے تہے اور عمدہ عمدہ نقاش موجود تہے - اس عمارت کو دیدہ و دانستہ اس لیے صاف اور سادہ بنایا ہے کہ اوس کی عظمت جثہ کے سامنے باقی سب عمارتین ہیچ ہین اور نقش و نگار کی قبون پر ضرورت بہی نہین ہے - اس قبہ کے اندر آہنی زنجیر مین ایک پتہر لٹکتا ہے جس کا نام سنگ برق ہے - لوگ کہتے ہین کہ اس پتہر کے سبب سے قبہ بجلی سے محفوظ ہے اسی سے اوس کا یہہ نام رکہدیا ہے -

۴۰ - بیجاپور کی جامع مسجد اور اوسکی نقاشی اور گلکاری - -

علی عادل شاہ اول نے بیجاپور کی جامع مسجد بنائی ہے مگر چونکہ اوس کی رنگینی و نقاشی اسی محمد عادل شاہ نے کی ہے اس لیے اوس کا کچہہ بیان بہی ہم یہان سے کہتے ہین -

بیجاپور مین اگر اس مسجد کا صحن بہی اسی مین داخل سمجھا جاے تو سب سے بڑی عمارت وہان کی یہی مسجد ہے - مگر چونکہ صحن مین کسی طرح کی عمارت نہین ہوتی ہے اس لیے صحن کا اس مین عمارت کے لحاظ سے شامل کرنا بیجا ہے - البتہ مذہبی حیثیت سے تو صحن بہی مسجد مین داخل ہے - اور اس طرح پر مسجد کا کل رقبہ

۴۲۵۰ ۵ مربع فیٹ ہوتا ہے۔

اس مسجد کے بڑے بڑے عظیم الشان ستونون سے طول مین نو اور عرض مین
پانچ حصے کیے ہین۔ اس حساب سے کل عمارت کے ۴۵ حصہ چاہیے تھے
مگر درمیان مین نو ور بغیر ستونون کے ہین۔ بارہ ستون گویا نکال لیے ہین۔ جس سے
وسط مین ایک خوشنا مربع قطعہ نکل آیا ہے۔ یہ وضع خاص اسی مسجد مین دیکھی گئی ہے
اس مربع قطعہ کے اوپر جس کے چارون طرف ستون ہین وہ خوشنما گنبد ہے جو کروی
گنبدون کے پسند کرنے والون کے نزدیک اس سے عمدہ گنبد تمام بیجاپور مین نہین ہے
تناسب کے لحاظ سے جامع مسجد کا گنبد بیجاپور مین علی العموم سب سے زیادہ موزون
مانا جاتا ہے۔ گنبد کی حیثیت سے یہی اصلی گنبد ہے باقی سب نقلی ہین۔ اسلامی
عمارتون مین حباب آسا گنبدون کا رواج ہے۔ اور یورپین عمارتون مین کروی گنبد
بنایا کرتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ اہل یورپ اس گنبد کو زیادہ پسند کرتے ہین۔ اور
جو دوسرے اور حبابی گنبد ہین اون پر اسے فوقیت دیتے ہین۔ گو مشرقی اور اسلامی
طرز عمارت کے لحاظ سے بیجاپور مین امین الملک کی درگاہ کا گنبد اس سے
بہتر ہے۔

مسجد کے اندر سوا سے محراب کے نقش و نگار کے اور تمام دیوارین صاف
و سادہ ہین۔ عمارت مین ایسی سادگی برتی گئی ہے جس سے بالکل سنجیدگی برستی
ہے دیوارون اور ستونون پر صرف سفید قلعی ہے۔ عقب اور بازون کی دیوارون
مین چھوٹی چھوٹی کھڑکیون کی قطار ہے۔ جس مین نہایت عمدہ سنگین کام اقلیدس
کے قواعد کے بموجب کیا گیا ہے۔ محراب کے روبرو ایک موٹا پردہ پڑا رہتا ہے

جب اوس کو اوٹھا دیا جاتا ہے تو نہایت عالیشان اور خوبصورت مطلا کام محراب میں دکھلائی دیتا ہے علاوہ محراب کے اوس کے قرب وجوار مین رنگین زمین پر نہایت دلکش طلائی کام کیا ہے - اس کام مین قبرون اور میںنارون کی تشکلیں خوشبو جلانے کی رکابیان زنجیرین اور طاقچہ گلدان وغیرہ بنائے گیے ہین - ایک قطعہ بے ثباتی عالم اور ناپائداری عمر دنیا کی طمع خیز اور اضطراری حالت کی نسبت نہایت خوبصورتی سے لکھا ہے اور چارون طرف سے پھول پتیان حروف کے درمیان آئی ہوئی ہین -

مسجد کی تعمیر ۹۸۵ھ مین علی عادل شاہ اول نے کی تھی محراب کی نقاشی اور رنگ سازی کوئی پچہتر برس کے بعد سلطان محمد عادل شاہ کی تجویز سے ہوئی ہے - محمد عادل شاہ رنگینی اور نقاشی کا نہایت شوقین تھا - علی عادل شاہ اول اور ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین مقابر مین نقش ونگار اور رنگ آرائی کا رواج ہوگیا تھا - لیکن صرف علم ہندسہ کے اشکال اور معمولی بیل بوٹے تھے - محمد عادل شاہ کے زمانہ مین اوس پر ہر طرح کی گلکاری اور نقاشی ہونے لگی - مسجد کے فرش مین نہایت احتیاط اور عمدگی سے گچ کاری کی گئی ہے - اور باریک سیاہ خطوط سے خانہ بنائے گیے ہین - کہ جس مین ایک آدمی بیٹھ کر اپنی نماز ادا کرسکے - ان کل خانون کی تعداد ۲۲۵۰ ہے - یہ سب خاص مسجد مین ہین - اور مسجد کے بازوون مین نہین ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بازوون کی ساخت نماز کے مقام کے واسطے نہین تجویز ہوئی ہے - ان خانون کی نسبت یہ بھی کہتے ہین کہ یہ تجویز اورنگ زیب کے حکم سے ہوئی ہے اور اوسی نے مشرقی جانب مین بڑا نگار بھی تعمیر

کرایا ہے -

مسجد کے گرد ایک پٹا ہوا راستہ چارون طرف بہت بلند بنا ہوا ہے - اور اسی کی محرابین باہر کی طرف سے جا بجا دکہائی دیتی ہین - اگر یہ نہ ہوتین تو دیوار بالکل صاف اور سادہ نظر آتی -

یہ مسجد حیدر آباد کی مکہ مسجد سے بہت بڑی ہے - مگر افسوس کہ اس وقت اس مسجد مین بمشکل کوئی دس پانچ آدمی نماز پڑہنے کو آتے ہین - مسجد تو ہے مگر مسجد کے نمازی جن کے لیے مسجد بنی تہی دنیا سے ناپید ہو چکے ہین -

۲۰۴ - گگن محل کا جلنا اور تعمیر داد محل اور آثار مبارک کا اوس مین رکہا جانا - - - - - -

ابتدا مین آثار قدسی انوار سید الابرار گگن محل مین محفوظ و مودوع رہا کرتے تہے جسے علی عادل شاہ نے ۹۶۹ھ مین قلعہ ارک کے اندر بنایا تہا - یہ ایک نہایت عالی شان عمارت تہی اور تمام سقف و ستون در و دیوار پر اوسکے طلاکاری کی گئی تہی - اوس مین ہر قسم کے پادشاہی جواہرات اور بڑے بڑے عمدہ تحائف رکہے رہا کرتے تہے -

اتفاقاً اس عمارت مین سلطان محمد عادل شاہ کے زمانہ مین کسی سبب سے آگ لگ گئی - چارون طرف شعلے بلند ہو گیے - سقف و ستون سب جلنے لگے - پادشاہی خزانہ کے حجرہ نے بہی جس مین بے شمار روپیون کا مال و اسباب بہرا ہوا تہا آگ لے لی جس حجرہ مین آثار قدسی انوار رکہے تہے اوس مین بہی آگ پہونچ گئی -

جب اس آگ کا حال مخلوق کو معلوم ہوا - تو چارون طرف سے لوگ

دوڑے - پادشاہ بہی آثار قدسی کے حجرہ کا نام سنکر بذات خاص ڈور آیا - اوسوقت
کے آگ کے شعلون کی تیزی ایسی تہی - کہ بیس بیس قدم لپٹین پہونچتی تہین ہر ایک
شخص انگشت بدندان عالم حیرت مین حسرت کر رہا تہا جس قدر بیش قیمت مال
ومتاع تہا باوجود سخت کوشش کے کچہہ نہ بچا سب جل گیا -

محمد عادل شاہ کو اس کا توچندان افسوس نہوا - مگر موی مبارک کو دیکہکر اوسکے
بے ساختہ آنسو نکل پڑے اور چارون طرف دیکہا کہ کوئی اسیان سلطنت مین سے
اس کے بچانے کی تدبیر کرے کسی کی ہمت نہ پڑی - مگر ایک شخص علی خان جو
شاہی مقربون مین سے تہا جوش مین آکر نکلا اور دل کو مضبوط کرکے آگ کے شعلون
کے اندر گہس گیا - اور حجرہ آثار مبارک مین جاکر صندوق شریف سر پر اوٹہا کر بخیر و عافیت
وسلامتی نکل آیا - بادشاہ اوس سے نہایت خوش ہوا - اور موی مبارک کو داد محل
مین رکہوا دیا - اور اس حسن کارگزاری کی جلدو مین علی خان کو داد محل کی جسے اب آثار
محل کہتے ہین حوالداری اور اُس مکان کی تولیت کی خدمت عنایت کی اسوقت
سے لوگ علی خان کو آثاری کہنے لگے -

یہ داد محل محمد عادل شاہ نے ۱۰۴۹ھ مین تعمیر کرایا تہا - اور اوس مین بہت
کچہہ طلاکاری اور رنگ آمیزی و نقاشی کی تہی - اسے عدالت محل بہی کہتے
تہے -

۳۰۴ - سلطان محمد عادل شاہ کی وسعت مملکت آمدنی اور فوج اس بادشاہ کے زمانہ مین عادل شاہی سلطنت
اپنے انتہا سے عروج کو پہونچ گئی تہی - یہ وسعت
جو اس زمانہ مین تہی اوس سے نہ پہلے کبہی ہوئی - اور نہ بعد مین - تعلقہ اوس سے سیتابند

ملیشنگ شمالاً و جنوباً اور بیدر سے بندر مصطفیٰ آباد وابل تک شرقاً غرباً تمام بیجاپور کی عملداری تھی - ابراہیم عادل شاہ ثانی کے وقت مین اس سلطنت کا جو رقبہ تھا اب اس وقت اوس کی دہ چند سے زیادہ اُس کو وسعت ہوگئی تھی - محمد عادل شاہ کے زمانہ مین شاہی آمدنی جو اس ملک کی تھی اوسکی تحریر تو ہم تک نہین پہونچی - مگر اس علاقہ سے جو آمدنی نواب آصف جاہ مغفرت مآب کے زمانہ مین ہوئی ہے اوس کا حال ہم کو معلوم ہے - اسلئے ہم اوسے ہی ذیل مین درج کرتے ہین اوس سے اس بادشاہ کی آمدنی کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے -

اس زمانہ مین خاص ملک بیجاپور سے جو سترہ سرکار دوسو اکیاسی محال یا پرگنات مین منقسم تھا شاہی آمدنی سات کروڑ پچاسی لاکھ ہوتی تھی علاوہ اس کے بندرگاہون سے حسب ذیل آمدنی ہوتی تھی -

۱ - بندر دابل دلیسوی جو ستارہ کے مغرب مین ہے -	۷۰۰۰ روپیہ
۲ - بندر کھل سنے - - - - - - -	۷۰۰۰ روپیہ
۳ - بندر چول جو پونہ کے مغرب مین ہے - - - -	۱۵۰۰۰ روپیہ
۴ - بندر سنکر - - - - - - - -	۱۰۰۰۰ روپیہ
۵ - اسلام بندر عرف راجاپور جو پونہ کے مغرب مین ہے - -	۲۴۰۰۰ روپیہ
۶ - بندر سالستی - - - - - - - -	۱۰۰۰۰ روپیہ
۷ - بندر کماری پٹن - - - - - - -	۵۰۰۰ روپیہ
۸ - بندر بہرچری - - - - - - -	۵۰۰۰ روپیہ
۹ - بندر ساتونی - - - - - - -	۴۰۰۰ روپیہ

۱۰- بندر محمد آباد وسدہوٹ - - - - - - - - ۵۰۰۰ روپیہ

میزان آمدنی بنادر - - - - - - - ۹۷۰۰۰ روپیہ

اس کے سوا بہت بڑی آمدنی پیشکشون کی تہی جو راجہ ہاے باجگزار کے یہان سے وصول ہوا کرتی تہی اوس کی تفصیل بہی ہم نیچے لکہتے ہین -

۱- زمیندار سرینگ پٹن - - - - - - - ۳۰۸۵۲۰۰۰ روپیہ

۲- دیگر زمینداران سرینگ پٹن - - - - - - ۱۰۲۶۴۰۰۰ "

۳- زمیندار سوندہا - - - - - - - - ۷۲۰۱۰۰۰ "

۴ زمیندار چیتل ورک - - - - - - - ۱۱۲۵۰۰۰ "

۵- زمیندار چری - - - - - - - - ۵۹۰۹۰۰۰ / ۹۴۰۰۰ (اس رقم مین شبہ ہے)

۶- زمیندار ترکہیر - - - - - - - - ۱۷۲۰۰۰ "

۷- زمیندار رتن گری - - - - - - - ۹۴۰۰۰ "

۸- زمیندار سرہتی - - - - - - - - ۷۵۰۰۰ "

۹- زمیندار یادگیر - - - - - - - - ۱۰۴۰۰۰ "

۱۰- زمیندار مالک پالا - - - - - - - ۱۵۰۰۰ "

۱۱- زمیندار چاک پالا - - - - - - - ۱۹۳۰۰۰ "

۱۲- زمیندار کورٹی کیرا - - - - - - - ۷۵۰۰۰ "

۱۳- زمیندار منوری - - - - - - - - ۶۰۰۰ "

۱۴- زمیندار ہاکل واری - - - - - - - ۳۸۰۰۰ "

۱۵- زمینداران دیگر - ایضاً ۹۳۰۰۰ "

۱۶ - زمیندار بہون بلی - - - - - - -	۱۰۲۹۰۰۰ روپیہ
۱۷ - زمیندارانی گندی - - - - - - -	۱۷۴۰۰۰ روپیہ
۱۸ - زمیندار کنکوری - - - - - - -	۲۲۵۰۰۰ روپیہ
۱۹ - زمیندار کنک گیری - - - - - - -	۹۹۱۰۰۰ روپیہ
۲۰ - زمیندار بلاری - - - - - - -	۸۶۰۰۰ روپیہ
۲۱ - زمیندار کوری کوٹہ - - - - - - -	۱۸۸۰۰۰ روپیہ
۲۲ - زمیندار سکرکو - - - - - - -	۳۸۰۰۰ روپیہ
میزان - - - - - -	۵۲۵۶۱۰۰۰ روپیہ

اس واسطے اس سلطنت کی کل آمدنی ۵۸۵۰۰۰۰۰ + ۹۷۰۰۰۰ + ۵۲۵۶۱۰۰۰ روپیہ

= ۱۱۱۵۸۰۰۰۰ روپیہ ہوسکے جو تقریباً گیارہ کرور بارہ لاکہہ روپیہ ہوتے ہین -

یہان یہ بات بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جو آمدنی خالصہ کی تہی اور جو کچہہ بندرگاہون سے وصول ہوتا تہا وہ تو واقعی اور معمولی آمدنی تہی - رہی پیشکشون کی آمدنی سو اُن کا بڑا حصہ جواہرات اور ہاتی اور نوادر ہوا کرتے تہے نقد آمدنی ان سے کم تہی - اور وہ بہی معمولی نہین ہوا کرتی تہی - اب اس کی فوجی قوت کا حال سنئے جو لوگ کہ اوس کی فوج کی تعداد کم از کم بتاتے ہین وہ اسی ہزار سوار اور دو لاکہہ پیادہ اور پانچ سو تیس ہاتی سمجہتے ہین - مگر بعض لوگون نے اوس کی فوج کی تعداد تین سو ساٹہہ تین لاکہہ سوار بے شمار پیادے اور ڈیڑہ ہزار ہاتی سوا اُسے اوس فوج کے بتائے ہین جو تعلقات مین تحصیل مالگزاری اور انتظام مملکت کے کامون مین متعین رہتے تہے -

۴۰۴ - محمد عادل شاہ کے زمانہ مین عادل شاہی سلطنت کے دوسرے سلاطین وغیرہ سے میل جول اور اوس کی عزت -

اس بادشاہ کے زمانہ مین اس سلطنت کو جو استقلال و عزت حاصل ہوئی وہ سلاطین ماضیہ کے لحاظ سے اضعافاً مضاعفاً سے بہی زیادہ تہی - پہلے جو امرائے ذو القدر و الاقتدار سلاطین پیشین کے عہد مین بادشاہ سے ملنے آتے تہے تو اپنی افزونی مال و جاہ اور کثرت خیل و حشم کی وجہ سے شہر کے باہر دو فرسخ پر اوترتے اور حفظ جان و مال کا بہانہ کرکے دور ہی دور سے اپنی فوج مین ہی رہکر بادشاہ کو سلام کر لیا کرتے - اور اپنے علاقہ کو مراجعت کر جاتے تہے - اس بادشاہ وقت مین یہ قاعدہ توڑ دیا گیا تہا جو امیر آتے تہے وہ خاص بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوکر سلام کیا کرتے تہے -

اخیر زمانہ مین شاہجہان بادشاہ اپنی نیک مزاجی سے اس کو سلطان محمد کے لقب سے ملقب کیا کرتا تہا - مگر قطب شاہ کو کبہی یہ خطاب نہین دیا اوسے ہمیشہ قطب الملک ہی لکہتا رہا -

شرفائے مکہ معظمہ اور دیگر والیان ملک عرب و شاہ صفی و شاہ عباس ثانی بارہا اوس کے دربار مین اپنے ایلچی بہیجتے اور اخلاص محبت و یک جہتی کے اظہار کے لیے تحف و ہدایا اوس کو روانہ کیا کرتے تہے - قطب شاہ اور جس قدر دکن کے سردار و رئیس تہے اور یورپ کے بادشاہ اور راجہ ہائے ملیبار و کرناٹک سب اوس کے دوستی و محبت کا دم بہرتے اور اطاعت و انقیاد کو اپنا فخر سمجہتے تہے

جس وقت محمد عادل شاہ نے تاج جہان بیگم صبیہ عبد الرحمن سے نکاح کیا جو اوس کے ماموں کی بیٹی تہی اور دولہا بنکر شب گشت کے لیے نکلا تو شاہجہان

شاہنشاہ ہند اور شاہ عباس ثانی والی ایران کے ایلچی محمد عادل شاہ کے جلوس مین ہندوستان کے مکان تک گئے تھے - یہ فخر کسی دوسرے بادشاہ کو عادل شاہیون مین سے کبھی حاصل نہین ہوا تھا -

۴۰۵ - سلطان عادل شاہ کے عہد کی کثرت آبادی اور ملک مین بے انتہا دولت و زراعت - - - -

اس بادشاہ کے عہد مین کچھ ملک کی وسعت اور بادشاہ کی عزت ہی زیادہ نہین ہوگئی تھی بلکہ آبادی بھی بہت بڑھ گئی تھی - اگرچہ اس زمانہ مین ہندوستان بہت آباد ہے - اور جیسا امن چین حکومت انگلشیہ مین ہندوستان کو حاصل ہوا ہے ایسا کبھی نہین ہوا - مگر باوجود اس کے بھی ہماری راے مین اگرچہ اوسوقت اس ملک مین جنگل بہت تھا مگر پھر بھی مردم شماری اوس کی اس وقت سے زیادہ ہوگی - کیونکہ ملک کی دولت باہر نہین جاتی تھی - ملک مین بے انتہا دولت تھی - ہر ایک دیہ و قریہ اور ہر ایک چھوٹے بڑے شہر مین سونا چاندی کے کھنکنے کی ہی آوازین چلی آتی تھین - ہر ایک پنہاری کے پاس بھی آدہ سیر پاؤ سیر سونا اور سیر آدہ سیر چاندی کا زیور ضرور ہوا کرتا تھا - حد سے زیادہ محنت جو ہندوستانیون کو اب کرنا پڑتی ہے اوسوقت اس قدر کرنا نہین پڑتی تھی - ایک آدمی کی کمائی اوس کے تمام کنبہ کو کافی ہوتی تھی - اب کا سا حال نہ تھا کہ تمام آدمی گھر کے کمائین تب بھی مشکل سے مخلوق کا پیٹ بھرتا ہے - یہ قاعدہ کی بات ہے کہ افلاس سے صدہا امراض پیدا ہوتے ہین اور مخلوق بکثرت مرجاتی ہے - بچون کی پرورش ٹھیک نہ ہونے سے اولاد کم زندہ رہتی ہے - جب دولت ہوتی ہے اور کم محنت کرنا پڑتی ہے تو انسان کی زندگی اور نسل کی ترقی بہت ہوتی ہے -

پہر اوس زمانہ کے جنگلون کی کثرت کے سبب سے آب و ہوا بہی ملک کی اچہی تہی
اور بارش بہی بکثرت ہوتی - آجکل کے زمانہ کی طرح روز بروز قحط و خشک سالی نہین رہا
کرتی تہی - وسیکئیے سالہا سال تک اوس زمانہ مین لڑائیان رہتی تہین - اور پہر جب
کسی شہر کو دشمن لوٹتے تہے تو بے انتہا دولت اوس جگہہ ہاتہہ لگتی تہی - اور لوٹنے
والے ایسے مستغنی ہوتے تہے کہ بجز زر نقد و جواہرات یا نمود و نمائش کی چیزون
کے اور چیزین لوٹتے بہی نہ تہے - لیکن اگر آجکل فرض کرو اس ملک مین ایک
سال لڑائی رہی تو یقیناً دوسرے سال اس ملک کا ایک آدمی بہی مایحتاج زندگانی
کے نایابی کے سبب زندہ نہین رہ سکتا - کیونکہ ملک سخت افلاس کی حالت
مین ہے - اور اسی لیے ہماری راے مین آجکل موتون کی تعداد نسبتاً اوس
زمانہ سے بہت زیادہ ہے اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہین اوسوقت مردم شماری
اب سے بہت زیادہ تہی -

اس بادشاہ کے عہد مین گو کہ شاہجہان کے حملہ کے وقت کچہہ روز لڑائیان
رہین اور چند مدت تشویش و پریشانی مین گزری مگر اس چند روزہ پریشانی کا اوس مدت
کے مقابلہ مین جو خوشحالی مین گزرا عدم وجود برابر ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس
بادشاہ کے وقت مین ہمیشہ ہی امن چین رہا -

اس امن چین کے سبب سے بیجاپور کی مردم شماری چار پانچ لاکہہ آدمی سمجہنا
کچہہ مبالغہ نہوگا - یہ شہر طول مین نورس پور اور نورہ سے لیکر منتہائی رسول پور تک
شرقاً و غرباً اور عرض مین ابراہیم پور سے بہمن پلی و دیانت پور تک جنوباً شمالاً
بستا تہا - اور کثرت آبادی کی یہ کیفیت تہی کہ ایک گز زمین شہر مین کہین ایک

ہون کو بمشکل میسر آتی تھی - اس شہر کے تمول کا اس قدر مبالغہ کیا گیا ہے کہ بادشاہ
ہر شب کو ایک بکری کی کہال مین ہون و اشرفی بہرواکر اپنے بالین پر رکہتا تہا - جب
خوابگاہ سے بصحت و سلامتی صبح کو اوٹہتا تو اوس کی خیرات کرنے کا حکم دیتا تہا -
جب اس سب انتہا النقد کو لیکر محتاجین اور مساکین کو دینے جاتے تو شہر مین کوئی
لیتا نہ تہا - کہتے تہے کہ ہم صدقہ خوار نہین ہین - آخر مجبوراً یہ روپیہ مداریہ تکیہ دارون
کو دیدیتے تہے - جو ارک کے گرد رہتے تہے ایک ہزار چودہ تکیہ تہے اور ان مین
سے یہ خیرات صرف چودہ تکیہ دار لیتے تہے - اور وہ بہی لینے کے واسطے
بادشاہ کے دروازہ پر نہین جاتے تہے - ان لوگون کو شہر والے دولت کے
طور پر صدقہ خوار کہا کرتے تہے - ہمارے نزدیک یہ تو بالکل مبالغہ اور خلاف واقع
ہے - مسلمان اوس زمانہ مین مفت خوار بہت تہے - مداریہ تکیہ دارون کا
ہونا ہی قلعہ ارک کے گرد اس کا شاہد ہے - مگر اس سے ضرور معلوم ہوتا
ہے کہ ملک بڑا دولتمند اور آسودہ حال تہا -

اس زمانہ تک اس ملک مین روپیہ کا رواج نہ تہا - دکن کا سکہ ہون یا
پرتاب تہا جسے مسلمان مہر ہی کہا کرتے تہے اہل یورپ پیگوڈا بولتے تہے - روپیہ
اوس زمانہ تک یہان اچہی طرح مروج نہ تہا - اورنگ زیب کے زمانہ مین یہان روپیہ
کا رواج ہوا ہے - اور پہر رفتہ رفتہ ہون کا رواج موقوف ہوگیا - لین دین مین
سونے کے سکہ کا رواج ملک کی دولتمندی کی دلیل ہے - اسوقت
گورنمنٹ انگریزی ہرچند چاہتی تہی کہ اس ملک مین پونڈ مروج ہون مگر ملک
کی افلاس کی وجہ سے اون کا رواج نہین ہوسکتا ہے -

اوس زمانہ کی مساجد سراؤن قبون روضون اور محلات کی کثرت دیکہکر جن کے اسوقت تمام ملک مین کہنڈر دکہائی دیتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ملک مین بے انتہا دولت تہی ؎

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ	آثار پدید است صنا دید عجم را

اور اسی دولت و ثروت کی کثرت اور فراغت و آسودہ حالی کی باعث اس ملک مین نغمہ و سرود راگ رنگ کا بہت چرچا تہا - کوئی گانون کوئی شہر کا محلہ بلکہ کوئی گہر ایسا نہ تہا جہان کہ شام صبح اور رات دن مین کسی وقت گانے بجانے کی آوازہ آتی ہو -

پہر مکانات کے بنانے عیش و عشرت کے سامانون مین روپیہ ایسا اوڑاتے تہے کہ گویا چاندی سونا اون پر آسمان سے برستا ہے - ہمارے زمانہ مین مخلوق کو تلاش معاش اور محنت و شقت مایحتاج سے اتنی فرصت ملنا مشکل ہے کہ کوئی شخص اپنا وقت دوسرے عیش و عشرت کے کامون مین صرف کرے - میلون اور تمام تماشون کی ملک مین یہ کثرت تہی کہ سال کے تین سو پینسٹہ دن مین کوئی شاید ہی منحوس دن خالی ہوگا - ہر روز کسی نہ کسی مذہب و تیوار کے گانون یا شہر کے محلہ مین ضرور کوئی نہ کوئی میلہ ہوا ہی کرتا تہا - غنا و فراغت اوس درجہ کو پہونچ گئی تہی کہ تاریخ بیجاپور کا مورخ اس پادشاہ کے عہد کو مہدی موعود کا عہد بتاتا ہے - حقیقت مین اوس وقت کی سی دولت و فراغت پہر کبہی دکن کو نصیب نہ ہوئی - اب انگریزی گورمنٹ سے جو مادر مہربان کی طرح ہم پر رحم کی نگاہون سے دیکہتی ہے ہمین امید ہے کہ کوئی دن مین ہمین ایسا

دولت مند کردے گی کہ ہم اُس زمانہ گذشتہ کی یاد فراموش کر دینگے۔

۴۰۶ - عیدین سالگرہ اور نوروز کے جشن - - -

اس بے انتہا دولت کے وجہ سے عیدین شب برات نوروز اور سالگرہ کے وقت محمد عادل شاہ کے عہد مین بڑے بڑے جشن ہوا کرتے تھے تمام شہر کے بازار و کانات۔ مکانات آراستہ کیے جاتے ہر طرف گلی کوچہ مین عجب دہوم دہام ہوتی۔ دربار مین وہ تکلفات ہوتے کہ اس وقت اون کا خیال بہی محال نظر آتا ہے۔ بیجاپور فردوس برین کا نمونہ بنجاتا تہا۔

عیدین مین اور سالگرہ کے زمانہ مین تمام بڑے بڑے امرا جاگیردار دربار مین حاضر ہوتے۔ ایک سے ایک بڑہ کر نذرین گزرانتے۔ بادشاہ کے پاس سے اونہین علی قدر مراتب انعام و خلعت عطا ہوتے تھے۔ عیدین کے صدقات اور سالگرہ کی خیراتون سے ضعفا فقرا کا تمام سال کا سرمایہ جمع ہوجاتا تہا۔

نوروز مین نوروز تک خوشیان منائی جاتین نوروزہ باغ اسی کام کے لیے مخصوص تہا اوس کا بازار دنیا کے عجائب وغرائب اور نوادر سے مملو ہوتا تہا۔ نازنینان مہ جبین دور دور سے آکر بازارات کے بالاخانون مین بیٹہ کر دنیا کو حوران بہشتی کا جلوہ دکہاتی تہین آخر روز پر بادشاہ خود سوار ہوکر میلہ مین آتا امرا ارکان دولت اور جملہ نفران حضوری و شاگرد پیشہ حوالداران محلات و کارخانجات حاضر ہوتے انعام و اکرام پاتے اور دولت کے مزہ اوڑاتے تہے۔

۴۰۷ - دکن کی صنعت و حرفت اور مسلمانون کی نیک چلنی - -

ان روزمرہ کے جشن و سرور اور ملک کی عیش و عشرت اور آمدنی کی کثرت کی وجہ سے مخلوق مین حرفت

صنعت کی ضرورت پیدا ہو گئی تھی طرح طرح کے عطر لگائے جاتے قسم قسم کے
مربہ آچار چٹنیان بنائی جاتین - ہزار ہا قسم کی مٹھائیان بازار مین موجود ہوتی تھین -
کانچ کا کام اس رونق پر تھا کہ بایدوشاید - بلور کے ہزارون قسم کے ظروف آرائشی
بنائے جاتے تھے - چینی کا کام اسی دکن مین ایسا ہوتا تھا کہ چینی ساخت کے
قریب قریب پہونچ گیا تھا - خاصہ اور ململ کی کارگاہین بے شمار تھین چھینٹین وہ
عمدہ تیار ہوتی تھین کہ جہازون مین بھر کر ایران اور شام تک جاتی تھین - کالیکٹ
کا کپڑا یورپ تک مشہور تھا - دکن کی فولاد اور لوہے کی چیزین سب بے بہا ہوتی تھین
برنجی اور مسی برتنون کے عیش و عشرت نے اتنی قسمین بڑھا دی تھین کہ اونکے
شمار کے لیے کتابین درکار ہین - بے نظیر چانول الایچی لونگ نے تو اسی
ملک سے [illegible] چھین لیا تھا -

شریفہ جسے ہندو سیتاپھل کہتے ہین پرتگالیون نے اسی زمانہ مین یہان
لاکر لگایا تھا اور اس زمانہ کے امن و چین دولت و ثروت نے اوسے تمام ملک
مین پھیلایا - جو آجکل دکن کا خاص میوہ ہو گیا ہے - معمار و گلکار سنگ تراش
ایسے پیدا ہو گیے تھے کہ روم والون کو بھی مات کر دیا تھا - حقہ و تمباکو کا پینا ہند مین
اسی دکن سے نکلا ہے - قالین وہ بنتے تھے کہ ایران والے اون کا منہ
تکتے تھے -

شطرنجیان رومال ساڑیان بے نظیر تیار ہوتی تھین - سونے چاندی کی
قلعی اور زیور نئے نئے طرز کے نکالے تھے کہ اون کی ہنرمندی مہ جبینون کا
حسن دوبالا کرتی تھی - جواہرات کی ضرورت کے سبب سے کانون مین شب و روز

تمام ہوتا تھا جس کا حال ہم آیندہ مفصل لکھین گے ۔ شہرون کے مضافات کوسون تک باغات سے گھرے رہتے تھے ۔ اون مین تمام روی زمین کے پہلدار اور میوہ جات کے درخت لگائے جاتے تھے ۔ گاے بہینس بکریان مرغیان غذا کے واسطے اور دوسرے صدہا قسم کے چوپایہ درندے پرندے کہیل وتماشے کے لیے پالے جاتے تھے ۔ ہاتی گھوڑے اونٹ فوجون اور کاروبار اور تماشون کے لیے پرورش کیے جاتے تھے ۔ کاغذ بنانے کے ہزارون کارخانہ تھے نجاری کی ہنرمندی اور نقاشیون نے لکڑی کو جواہر بنادیا تھا ۔

ان بے شمار کامون کے سبب سے اس ملک کے بے شمار آدمی صنعت وحرفت وتجارت کے کامون مین مصروف ومشغول رہتے تھے ۔ بیکار آدمی کہین دیکھنے مین نہین آتا ۔ آوارہ وکوچہ گرد عنقا ہو رہے تھے ۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ہر ایک شے کی خواہش اوس کی ضرورت سے پیدا ہوتی ہے ۔ جب آدمی کو پیٹ بہر کر کہانے کو ملتا ہے اور کام کاج سے فرصت نہین ملتی تو چوری ڈاکہ زنی کی ضرورت اور مہلت نہین رہتی ہے ۔ اوس زمانے مین قدرتی طور پر جرایم بہی بہت ہی کم ہوتے تھے ۔ جب بیبیان شایستہ اور باادب وان گہر مین موجود تہین تو زناکاری کا خیال بہی شاذ ونادر ہوتا تہا ۔ اس سے جو جہگڑے فساد ملک مین ہوتے ہین وہ بہی نہایت کم تھے ۔ مسلمان اپنے چال وچلن مین ایسے بدنام نہ تھے جیسے بیکاری وافلاس کی وجہ سے آجکل ہورہے ہین ۔ بلکہ ہندوستان کی دوسری قومین نکوکی پارسائی اور اخلاق حسنہ مین ان کی تقلید کرتی تہین اور ہندوون مین علی العموم مسلمان بزرگون سے اعتقاد کا

کا رواج ہوگیا تہا جس کا نمونہ آج تک بہی بہت کچہہ باقی چلا جاتا ہے۔ بخلاف اس کے گو انگریزی تعلیم ہندوستان مین انتہا درجہ پہیلتی جاتی ہے انگریزی ساخت کی چیزین ہر وقت ہر کام مین ہم کو گہیرے ہوئے رہتی ہین۔ مگر پہر بہی اہل ہند اخلاق مین انگریزون کی تقلید نہین کرتے بلکہ اونکے مشنری اور نصرانی بزرگان دین کو عزت کی نگاہ سے نہین دیکہتے ہین۔ یہ مسلمانون کی سچی راستبازی کی پختہ شہادت ہے۔

۸۰۴۔ محمد عادل شاہ کے زمانہ مین خانقاہون اور مساجد مین کثرت عبادت سے رونق اور اون کا انتظام۔

یہی بات نہ تہی کہ اس خوشحالی کے باعث اس ملک مین تمام مخلوق عیش و عشرت اور فواحش مین مصروف رہتی ہو۔ محمد عادل شاہ نیز اس کا باپ ابراہیم عادل شاہ دونوا اہل سنت وجماعت سے تہے۔ اس واسطے اسّی برس کی مدت مین یہان دین داری کا بہی مخلوق کو شوق ہوگیا تہا۔ بہت لوگ شہر و دیہات مین اس عہد مین بڑے باخدا گزرے ہین۔

اوس نے اپنے تمام امرا قاضی خطیب وغیرہ کو حکم دیدیا تہا۔ کہ بروز جمعہ سب لوگ مسجد جامع مین جاکر نماز ادا کرین۔ اگر جامع مسجد مین کثرت مردم سے جگہہ نہ ہو تو جہان چاہین دوسری مساجد مین نماز پڑہین۔ تاکہ دوسرے لوگ اون کی نظیر دیکہکر مسجدون مین آئین۔ اور مسلمانون مین ادائے ارکان اسلام کا شوق پیدا ہو۔

مساجد اور خانقاہون اور مزارات اولیاء کرام کے نگہداشت کے واسطے ایک خاص محکمہ مقرر تہا۔ اور شاہی خزانہ سے تمام ممالک محروسہ مین اون کی غور و پرداخت ہوتی تہی۔ تمام شہر و امصار مین بڑے بڑے حکام کو اوس نے حکم دیدیا تہا

رکہا تہا کہ مساجد مین خطیب امام موذن خادم وا روغہ وغیرہ مقرر کیا کرین - ان معابد کے
واسطے پچہلے بادشاہون نے جو انعامات و ادرارات جاری کیے ستہے وہ سب
جاری رکہین اور کچہہ اور بہی اگر ضرورت ہو تو سرکار کی جانب سے اون کی مدد کرتے
رہین - اونکے خدام وغیرہ کی تنخواہین برابر دی جایا کرین - مساجد مین بوریا جانماز
شمعدانچی جاروب روغن سیاہ وغیرہ کا انتظام رہے - اون کی وسعت و تعمیر مین کسی
طرح کوتاہی نہ کیجاسے - مساجد اور روضہ ہاسے اولیاء اللہ مین طہارت خانہ
اور پانی کی سبیلین جہان موقع ہو ضرور رہا کرین -

یہی وجہ تہی کہ مساجد اور مزارات مین لنگر جاری رہا کرتے ستہے - غربا اور مساکین
کو روٹی پکتہ ملا کرتی تہی - مساجد مین جا بجا طالب علم رہا کرتے اور اونکی خوراک
پوشاک کا بندوبست سرکار سے ہوتا تہا - مزارات اولیاء اللہ کے عرس بڑے
دہوم دہام سے ہوتے - ہر سال غلاف وغیرہ نئے بدلے جایا کرتے ستہے -
اون کے ادرارات مقرر ستہے - خدام مقابر کو تنخواہین ملتی تہین - مساجد مین مدارس
کے تقرر اور لنگرون کے جاری رکہنے کی نہایت تاکید تہی - بڑے بڑے مساجد
مین علی العموم تمام ملک مین مدرسے مقرر ستہے طالب علمون کے اخراجات سرکار
سے دئے جاتے ستہے -

جامع مسجد اور آثار مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز بہت روضہ ہای
اولیاء کرام اور مساجد کے انعامات وادرارات قدیم سے جاری ستہے - بادشاہ
اونکی بڑی خبر گیری کیا کرتا تہا - اور اپنی طرف سے اور وظائف بہی مقرر کردے
ستہے - ان ادرارات سے وہان لنگر جاری ستہے - طعام آش مساکین اور محتاجین

کو صبح شام تقسیم ہوا کرتا تہا۔

آثار شریف مین اور جامع مسجد مین دو دو مدرسے علوم عربی کے اور ایک مدرسہ زبان فارسی کا اور مکتب تعلیم قرآن کے مقرر تہے۔ ان مین شہر کے بہت سے بچے پڑہتے تہے۔ اور جو لوگ کہ غریب و محتاج ہوتے اونکو صبح شام کہانا ملتا تہا۔ صبح کو دو روٹی گیہون کی اور شوربہ یا کہچڑی اور شام کو بریانی مزعفر شیرینی وغیرہ خوراک مین دیجاتی تہی علاوہ اس کے ہر طالب علم کو ایک ہون ماہوار کتابون وغیرہ کے خرچ کے واسطے بہی ملتا تہا۔ ان مدارس مین علوم دینی پڑہائے جاتے تہے جب سال آخر ہوتا تہا تو ذی الحجہ کے مہینے مین ان کا امتحان لیا جاتا تہا۔ اور جب امتحان اچہا نکلتا تو طالب علمون کو بقدر لیاقت نقد ہون تقسیم ہوتے تہے۔ اور اچہے لایق طلبہ کو حسب لیاقت سرکار نوکریان بہی دیجاتی تہین۔

تمام دیگر مساجد مین داروغہ مقرر تہے اون کا کام تہا۔ کہ مساجد کے لیے پانی اور بوریا جانماز شطرنجی جاروب وغیرہ کا انتظام کیا کرین۔ مساجد وغیرہ کی مرمت و تعمیر کی نگرانی کے واسطے ایک سررشتہ مقرر تہا اوس سے اون کی مرمت سال بسال ہوا کرتی تہی۔

رمضان کا مہینا جب آتا تو تمام مساجد ممالک محروسہ مین تراویح کا بندوبست کیا جاتا قاری و سامع مقرر ہوتے نمازی خوشی خوشی مساجد مین آکر نمازین ادا کرتے تہے۔ اس وقت اون کے فرش نئے بدلے جاتے متعلقی کیجاتی اور ہر طرح کی اون مین آسائش کیجاتی تہی۔

خاص دار السلطنت بیجاپور مین جس زمانہ مین رمضان کا مہینا آتا تو گوکن کے

علاقہ سے حفاظ قرآن مجید آتے اور شہر پناہ کے باہر ایک سرائے مین اوترتے تھے بہت مسجدون مین تو شہر کے حافظ مقرر تھے مگر جہان حافظ نہ ہوتے تھے وہان کے لوگ حافظون کے آنے کی خبر سنتے ہی سرائے کو دوڑتے اور ایک ایک حافظ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی اپنی مساجد کو لیجاتے تھے - اس ہاتھ پکڑنے کا یہ سبب ہوتا تھا کہ مساجد بہت تھین اور شہر مین حافظ کم تھے اور جو دکن سے حافظ آتے تھے یہ بھی شہر کی مساجد کے لیے کافی نہ ہوتے تھے - اس لیے جو کوئی کسی حافظ کا ہاتھ پکڑ لیتا اور جلدی سے لیجاتا اوسے حافظ ملجاتا تھا اور جو کوئی دیر کرتا اوس کی مسجد بغیر حافظ کے خالی رہ جاتی تھی -

یہ لوگ جب ان حافظون کو لے آتے تو رمضان کی تراویح مین اون سے قرآن سنتے - اور جب تک وہ لوگ اون مسجدون مین رہتے اہل محلہ اون کے خور و نوش کے کفیل ہوتے تھے - اور جب وہ قرآن ختم کرتے تو جو کچھہ اون سے ہو سکتا نقد و جنس اون کو اس قدر دیتے تھے کہ اون کے باقی سال تمام کے خرچ کو کافی ہوجاتا تھا - ان حافظون کے صرف یہی کمائی تھی کہ سال مین ایک دفعہ ماہ رمضان مین آکر یہان قرآن سنا جائین - اور بس -

اس آمدنی سے وہ اور اون کے اہل و عیال پرورش پاتے تھے - جب سال بھر پورا ہوجاتا تو ماہ شعبان مین دکن سے پھر وہ بیجاپور کو چلے آتے - اور اپنے سال بھر کا خرچ لیجاتے - ایک مہینا بیجاپور مین اور گیارہ مہینے اپنے وطن مین رہتے تھے -

ان حافظون کی قلت کا ایک اور بھی سبب تھا کہ ملک ہمیشہ سے شیعہ

بادشاہون کے ماتحت رہا تہا - اور گو کہ اِن دونو ابراہیم اور محمد عادل شاہ بادشاہون کے زمانہ مین اہل سنت یہان بہت ہو گیے تہے - مگر یہ سنی اکثر وہی تہے جو فطرتًا ان شیعون کی اولاد مین سے پیدا ہو گیے تہے - اس لیے اس ملک مین شیعہ مذہب کے دستور بہت جاری تہے - شیعہ فریق والے قرآن کے حافظ کم ہوتے ہین - سنیون مین قرآن کے حفظ کرنے کی طرف بڑی توجہ کیجاتی ہے - اس لیے اس ملک مین حافظ ضرورت سے کم ہوتے تہے - کوکن کے ملک مین عرب لوگ سواحل دریاے شور پر بہت رہتے تہے - اور سنت جماعت ہوتے تہے اون مین قرآن حفظ کرنے کا بڑا دستور تہا جب وہ دیکہتے کہ یہان حافظون کی بڑی قدر ہے تو وہ اپنے ملک سے یہان قرآن سنانے آتے تہے اور یہی اپنی معاش کا ذریعہ کر لیا تہا - پہر جب ربیع الاول کا مہینا آتا تو آثار محل مین وہان کے اخراجات کے واسطے اول روز ہزار ہون دوسرے روز دو ہزار ہون تیسرے روز تین ہزار ہون اور ایسے ہی بارہ تاریخ تک ہر روز ایک ہزار ہون زیادہ یعنی کل اٹہتر ہزار ہون دیئے جاتے تہے - اسی طرح محرم کے مہینے مین اول تاریخ ایک ہزار ہون اور ہر روز ایک ہزار ہون زیادہ کر کے کل پچپن ہزار ہون خرچ ہوتے تہے - بارہوین تاریخ خود بادشاہ محفل مولود مین آتا تہا - اور وہان کے لنگر کا کہانا کہاتا تہا - اور ہر روز اپنی وجہ چند خیرات کرتا تہا - اس کے سوائے اِن مقامات کے خدام وغیرہ کے خرچ کے لیے چار چار گانون کی آمدنی خاص کر دی گئی تہی - جن کے متولیون کے پاس طلائی کاغذات پر سکندر عادل شاہ کے زمانہ کی سندین لکہی ہوئی اب تک موجود ہین -

علاوہ برین خاص شاہی محلات مین بہی بارہ روز برابر مجلس مولود منعقد ہوا کرتی اور کثرت سے خیرات ہوا کرتی تہی۔

یہی حال جامع مسجد اور دونو عیدگاہون کا بہی تہا۔ اون کے لیے بہی اخراجات مقرر تہے۔

تمام بڑے بڑے مقامات پر دو دو ایک ایک قاضی مفتی شیخ المشائخ صدر الصدور رہا کرتے اور وہ مذہبی کامون کے اپنی اپنی حیثیت سے نگرانی کیا کرتے تہے۔ اور سب کے واسطے جاگیرین انعام اور اروپیہ تنخواہین مقرر تہین۔ یہ سب اخراجات شاہی خزانہ سے دیے جاتے تہے۔ اور جو کوئی ملک فتح ہوتا وہان کی خمس غنایم بہی اس کام مین آتی تہین۔ اور زکوۃ سے اگر روپیہ ملجاتا تو وہ انہین مساجد و مزارات کے اخراجات مین آتا تہا۔

اسی کے ساتہہ بادشاہ نے یہ بہی حکم دے رکہا تہا کہ کوئی شخص بلا اجازت سرکاری کہین مسجد نہ بنانے پاوے۔ جب کوئی تعمیر مسجد جدید کے لیے اجازت کی درخواست کرتا تو اس امر کی تحقیقات کیجاتی کہ وہان نمازی بہی اس قدر ہین یا نہین جس سے مسجد آباد رہے۔ اور اس کا انتظام اخراجات چل سکے اگر معلوم ہوتا کہ وہان مسلمانون کی کافی تعداد نہین ہے تو تعمیر مسجد کی اجازت نہین دیجاتی تہی اور اون کو ہدایت کیجاتی تہی کہ بجائے مسجد کے کوئی سرائے کنوا حوض وغیرہ بناوین تاکہ اوس سے مخلوق کو آرام پہونچے۔

(۴۹) ہندو مساکین کو خیرات اور اونکی مذہبی آزادی - - -	یہی نہ تہا کہ مسلمانون کے مذہب پر بادشاہ کی عنایت ہو بلکہ ہندون کے مذہب کی بہی

ہر طرح رعایت کیجاتی تھی - مساجد کے لنگرون سے جب مسلمانون کو کہانا پکا ہوا ملتا تو
ہندو محتاجون کو خشک غذا دیجاتی تھی ہر شخص کو ایک سیر آرد گندم اور کچھ چاول دیئے
جاتے تھے - اگر کوئی ہندو مسافر آتا تو اوسے مساجد سے سوا سیر آرد گندم آدہ سیر
چاول اور پاؤ سیر دال مونگ یا ارہر وغیرہ کی چھٹانک بھر گھی دو تین چھیتل مصالحہ اور
لکڑی کے واسطے ملا کرتے تھے -

مساجد مین جو سبیل پانی کی ہوتی تو اوسی کیساتھ ایک سبیل ہندوؤن کے
لیے بھی ہوتی تھی جن مین برہمن پانی پلانے کے واسطے مقرر ہوتے تھے -

مذہبی رسوم کے ادا کرنے کی کامل آزادی تھی - ہولی دیوالی دسہرہ وغیرہ
تہوار اون کی خوب دہوم دہام سے ہوتے تھے روک ٹوک کا کسی کو خیال بھی نہ تھا
ہندوؤن کے ان تہوارون کے وقت سلطنت سے اور امرا کی طرف سے
خاص خاص انعام مقرر تھے - بلکہ خود مسلمان تماشہ کی غرض سے ہولی کے تہوار
مین ہندوؤنکے ساتھ شامل ہوجایا کرتے تھے اس سبب سے ان تہوارون کو جو رونق
اوس وقت ہوتی تھی وہ اِس وقت خیال مین بھی نہین آسکتی ہے -

اوس زمانہ مین یہ خیال بھی نہ تھا کہ ہندو اور مسلمان نیکی کرنے کی نگاہ سے
دو قومین ہین - اور ان مین کچھہ تفاوت ہے - ایک روز بادشاہ اپنے قصر کی
چھت پر کھڑا تھا - شام کا وقت تھا - شہر وہان سے خوب نظر آتا تھا - جدہر نظر جاتی تھی
چارون طرف مکانات سے دہوان نکل رہا تھا - اسی مین کہین ہمن پلی کی طرف
جہان ہندو رہتے تھے نظر چو گئی - تو وہان دہوین کا نشان بھی دکھائی نہ دیا - بادشاہ
کو تعجب آیا کہ سب مخلوق مین اسوقت کہانا پک رہا ہے - اس محلہ مین کچھہ پکانے

کے آثار نہین ہین - درباریون سے پوچھا - کہ ہر طرف محلون مین باورچیخانون سے دہوان نکل رہا ہے - اس محلہ سے دہوان کیون نہین اوٹہتا دکھائی دیتا - اونہون نے کہا اس محلہ مین برہمن رہتے ہین یہ لوگ صرف ایک وقت دوپہر کو غذا کہایا کرتے ہین - بادشاہ نے سمجھا کہ شاید اس کی وجہ ناداری اور مفلسی ہے - حکم دیا کہ اس محلہ والون کے لیے سرکار سے کچھہ انعام دیا جایا کرے اوس وقت سے برہمنون کو وظائف ہو گئے - اہل دربار نے اس وجہ سے بادشاہ کو یہ نہ بتایا کہ یہ لوگ ناداری کی وجہ سے نہین بلکہ اپنے دستور کے موافق ایک وقت کہانا کہایا کرتے ہین - کہ کہین وہ ملغان خبر مین نہ شمار کیے جائین - غرض اوسوقت نہ صرف بادشاہ کے ہی نزدیک ہندو مسلمانون کے برابر تہے بلکہ تمام مسلمان اونہین اسی طرح سمجہتے تہے - خیرات و مبرات مین وہ مسلمانون کے برابر حقدار تہے -

۱۰۱ - محمد عادل شاہ کا ہندؤن سے جزیہ لینا - - تاریخ بیجاپور مین لکہا ہے کہ محمد عادل شاہ نے حکم دیا تہا جس طرح خاص دار السلطنت بیجاپور مین ہندون سے جزیہ لیا جاتا ہے اوسی طرح تمام ممالک محروسہ کے غیر مسلم رعایا سے جزیہ لیا جائے اور اس کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے - جو کافر مالدار ہوتا اور ایک سال سے زیادہ مدت کے لیے بے کسب اوقات گزاری کر سکتا اوس سے ایک تولہ چاندی اور ۴ گنج لیے جاتے تہے - اور جو کافر اس قدر مالدار ہوتا کہ بے کسب اوقات گزاری نہین کر سکتا اوس سے نصف تولہ چاندی اور ۲ گنج اور جو کافر مالدار نہ ہوتا اور اس کی بسر اوقات کسی کسب سے ہوتی اور اہل و عیال کے خرچ ادا کرنے کے بعد اوس سے کچھہ بچ رہتا - اوس سے چہارم تولہ چاندی اور ۱ گنج لیے جاتے تہے

مگر اس سے یہ لوگ معاف ستے - عورتین - بچے - نابالغ جو پندرہ برس سے کم عمر تے - غلام - راہب یعنی وہ فقرا جو مخلوق سے میل جول نہین رکتے ستے اندہے - بیمار جو ایک سال یا نصف سال مرض مین مبتلا رہین - وہ کافر جو ادائے جزیہ سے پہلے مرجاتے - مفلوج - بوڑہے - مفلس جن کے پاس نہ تو کچہ مال ہو اور نہ کچہ کام کرسکتے - وہ کافر جو ادائے جزیہ سے پیشتر مسلمان ہوجاتے - مگر لیکن اون لوگون سے اوسط درجہ کا جزیہ لیا جاتا جو نصف سال محتاج اور نصف سال تونگر رہتے اور ایسے ہی بہٹون اور جنگمون سے جو ہندوؤن کے فقرا ہین ہین اور لین دین کرتے ہین جزیہ لیا جاتا تہا - اور یہ حکم تہا کہ ہر ایک شخص جزیہ خود آکر دے - کسی نوکر وغیرہ کے ہاتہہ نہ بہیجے - اور جزیہ کہڑے ہو کر دے اور لینے والا بیٹہا رہے -

مگر ہم کو تعین نہین کہ یہ جزیہ کبہی لیا گیا ہو - کیونکہ اگر ایسا حکم جاری ہوتا تو ہندو لوگ اس کے ادا کرنے سے ضرور کچہ نہ کچہ فریاد کرتے اور کوئی نہ کوئی فساد اوٹہہ کہڑا ہوتا - جدید محاصل پر ہمیشہ رعایا شور و فریاد مچایا کرتی ہے خصوصًا اوس بے ڈہنگی حکومت کے زمانہ مین تو ممکن نہین تہا کہ بغیر فساد اور کشت و خون کے ایسے محاصل وصول ہوجاتے - اس حکم کے جاری کرنے سے صرف یہ مقصود ہوگا کہ اسلام کی شوکت کا اظہار کیا جاسے اور بس کیونکہ اوس زمانہ مین شاہ جی اور سیوا جی نے مسلمانون سے سرکشی شروع کی تہی -

۱۱۴ - محمد عادل شاہ کے عہد مین امرائے سلطنت کی کارگزاری کا حصہ - -

اب یہ نہ سمجہنا چاہیئے کہ اس تمام دولت و حشمت اور قوت و شوکت سلطنت بیجاپور

کا باعث محمد عادل شاہ ہی تہا - اگرچہ اس نے تیس برس سلطنت کی - مگر ابتدا
مین آٹہہ سال تک بادشاہ کی خوردسالی کی وجہ سے جب تک کہ خواص زندہ رہا رتق
وفتق مہمات سلطنت خواص خان کے ہاتہہ مین تہا - محمد عادل شاہ شطرنج کے بادشاہ
سے کچہہ زائد نہ تہا - اوس زمانہ مین جو کچہہ معاملات گزری وہ سب خواص خان
کی راے سے ہوتے تہے - اور اوس کی نیک نامی اوسی کا حصہ ہے - خواص خان
اگر اور کچہہ مدت زندہ رہتا تو یہ ابتری اور غفلت کا نکمن کے علاقہ مین جو ہوئی ہرگز نہ
ہوتی اور مرہٹون کی تاریخ کی حالت کچہہ اور ہی ہوتی - اس کے بعد مصطفے خان سلطنت
کے کامون مین بہت دخیل رہا -

کرناٹک کی فتوحات مین مصطفے خان - رندوز خان ملک ریحان شولاپوری
کی بہت کچہہ اور کسی قدر خان محمد کی لیاقت و محنت خرچ ہوئی تہی - ۱۰۵۸ھ سے
مصطفے خان کے مرنے کے بعد جو کام ہوئے وہ بالکل بادشاہ کی خود راے
سے ہوئے مگر اس زمانہ مین کوئی نئی ترقی نہین ہوئی - کچہہ علاقہ خان محمد وغیرہ نے
البتہ جدید فتح کیا تہا - مگر وہ اور فتوحات سابقہ کی نسبت ایک ادنی چیز تہی اور وہ
بہی پہلی فتوحات کا تتمہ تہا -

۲۱۴ - محمد عادل شاہ کا معاملات ملکی کو سمجہنا - - - -

اس سے یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ یہ بادشاہ معاملات
ملکی کو سمجہتا نہ تہا عیش و عشرت مین کثرت سے
منہمک رہنے کے باعث غافل و بدمست تہا - بلکہ وہ معاملات ملکی کو خوب
سمجہتا اور فرائض سلاطین کو خوب جانتا تہا - وہ کہا کرتا تہا - کہ بادشاہ کو معدلت
شعار آبادان کار رہنا چاہیئے - معموری ملک و آبادی رعیت کی طرف خود بنفس نفیس

متوجہ رہے۔

اسمین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے کیونکہ ملک کی آبادی موجب قوام و نظام سلطنت اور معموری خزینہ وبیت المال ہے۔ سپاہ ولشکر کا جمع کرنا سپاہی جنگ آور و نصرت کیش ونامی کا بہم پہونچانا وزراے صاحب راے شائستہ نمک حلال ومطیع کا منتخب کرنا اور اون سے اون کی لیاقت کے لایق کام لینا بادشاہون کا ذاتی کام ہے جو فوج وزرا وامرا کے ذریعہ سے فراہم ہوسکے وہ کیجائے لیکن اسی کے ساتھہ خاصہ خیل بھی ضرور ہونا چاہیے۔ خاصہ خیل مین مغلون کے سوا اور کوئی شریک نہ کیا جائے۔

جب بندوبست سلطنتانہ اور ضبط و ربط قلعجات و ولایت وفراہمی فوج ولشکر سے فراغت حاصل ہوجائے تو بادشاہ کا کام ہے کہ غنیم پر کمر باندھے۔ اول اون زمینداروں اور سرکشون کا بندوبست کرے جو خود اوسی کی مملکت مین رہتے ہون۔ اور بادشاہ کی فرمان برداری اور اطاعت اچھی طرح نہ کرتے ہون۔ ان کا تدابیر شائستہ سے ایک قلم قلع وقمع کردے۔ اور جو اطاعت کرین اونہین زمینداران مطیع کی طرح رہنے دے پھر جب اندرونی سرکشون سے ملک صاف وپاک ہوجائے۔ تو بیرونی سرکشون کی طرف توجہ کرے۔ اور اگر دو نواح کے غنیمون سے جو اقرب ہو اوسی سے شروع کرے۔ اور ملک داری سے پھر ملک گیری اور کشورستانی پر ہمت باندھے۔ بادشاہون کا پیشہ ملک گیری ہی ہے۔

پھر جب کوئی ملک فتح ہو تو اوس جگہہ کی سرداران سپاہ اور فوج ولشکر کو اپنا

کرسے - اون کی تنخواہ انعام جاگیر یومیہ وغیرہ جو پہلے سے جاری ہو اوسے جاری رکھے اور اونہین منتشر نہ ہونے دے - تاکہ وہ ملک و دیار سے آوارہ ہو کر دوسرے بادشاہون کے پاس جاکر اون کی قوت کا باعث نہ ہون نہ ملک مین رہکر فتنہ و فساد برپا کرین - رعایا کو خوب خوشحال و فارغ البال کردے - اور تلطف و شفقت کے ساتھہ ان سے پیش آئے - کہ وہ اپنے پہلے حاکمون کو بہول جائے - اسلیئے اوس نے کثرت سے حبشی ترکی ہندی غلام جمع کیے تھے - اور اُن کو اولاد کی طرح تعلیم و تربیت دی تہی - لکہنا پڑہنا تیر اندازی شمشیر بازی گولی چلانا وغیرہ کام سکہائے تہے - اوس مین سے جو جو جس خدمت کے لایق نکلتے اونہین اوسی طرح کے کام دیا کرتا تہا -

قلعہ دارون اور اونکی نائبون کو جب مقرر کرتا تو معتمدان قدیم الخدمت مین سے اون کا انتخاب کرتا اور اون کے ساتھہ اپنے غلام ماتحتی مین دیدیتا - تاکہ پہر قلعہ دارون کو سرکشی کرنے کا کبہی موقع نہ مل سکے - پہر قلعہ دارون کو ہر تین سال کے بعد دوسری جگہہ تبدیل کر دیتا تہا - تاکہ وہان کے لوگ اوس سے اس قدر مانوس و مالوف نہ ہو جائین کہ کبہی سلطنت کے خلاف اوسکا ساتھہ دینے کو تیار ہو جائین -

اسی قسم کی بہت باتین اوس سے منقول و مشہور ہین جن کا لکہنا موجب طوالت ہے -

۳۱۴ - محمد عادل کو ملک گیری کا خیال مگر بے ضرورت لڑائی سے پرہیز -	محمد عادل شاہ کے باپ ابراہیم ثانی کو لڑائی سے بڑی نفرت تہی - وہ اکثر گانے بجانے

عیش وعشرت کو زیادہ پسند کرتا تہا - مگر محمد عادل شاہ کو اوس کے برخلاف
ملک گیری کا بڑا خیال تہا - اول تو وہ مغلون سے خوب لڑا - پہر جب اون سے
فرصت ملی تو خاموش نہ بیٹھا بلکہ کرناٹک کا ملک فتح کرنے مین بڑی کوشش
کی اور قریب قریب دریاے شور تک جنوب ومغرب مین اوسکی فتوحات
کا سلسلہ پہونچ گیا - مرتے وم تک اوس نے کشورستانی اور ملک گیری کا خیال
خوب قایم کیا - عبداللہ قطب شاہ کو بہی دبایا - اور اوس سے بنام نہاد امداد خراج
لیتا رہا -

لیکن باوجود اس کے بے ضرورت لڑائی کو پسند نہین کرتا تہا - لڑائی کی خرابیون
کو خوب سمجہتا تہا - اس کی نسبت ایک کہانی ہم نقل کرتے ہین جس مین اوسکی
رعایا پروری اور لڑائی سے کنارہ کشی بیان کی گئی ہے -

محمد عادل شاہ کی سلطنت کو جب عروج شروع ہوا - تو اوس نے افزونی
قوت وشوکت کو دیکہکر قلعہ سے باہر ایک قصر موسوم بداد محل بنایا اور اوسی کو اپنی
عدالت گاہ مقرر کیا - جسے آجکل آثار محل کہتے ہین اسی طرح سے اوس نے
قلعہ سے باہر ایک ہاتیون کی لڑائی کی تماشہ دیکہنے کے واسطے ایک میدان
فراخ مقرر کیا - جو شرف برج کے مقابل تہا - اور جسے آجکل اکٹ کہتے ہین - یہ
دونو چیزین سلاطین ماضیہ کے عہد مین اندرون قلعہ مین تہین - اور ایسے ہی
اپنے وزیر خان محمد کو خانخانان کا خطاب بہی دیا - سلاطین مغلیہ کو یہ باتین
ناگوار گزرا کرتی تہین - وہان سے ان پر اعتراض ہوا - اور لکہا آیا - اپنے آباد
اسلاف کے طریق کے بموجب یہ دونون کام قلعہ کے اندر ہونا چاہئین -

یہ شاہی علامتیں ہیں۔ تمکو ہمارا محکوم ہوکر ایسا کرنا چاہیئے۔ اگر ہمارا حکم نہ مانوگے تو تم پر فوج بھیجی جائے گی۔ جو تمہیں تعمیل حکم کے لیے مجبور کرے گی۔ اور نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔

جب مغلون کا ایلچی آیا اور یہ نوشتہ لایا تو سلطان محمد نے اپنے ارکین سلطنت سے مشورہ لیا۔ سب نے متفق اللفظ کہا۔ کہ بہتر ہے ہم بھی لڑنے کو تیار ہین۔ اگر حضور ہمین اجازت دین تو ابھی زبردستی جا کر مغلون کو روکتے ہین سلطان محمد نے اپنے ارکین کی اس دلیری اور ہمت کو دیکھکر مسرانہ جواب لکھکر مغلون کے پاس روانہ کردیا۔

جس روز یہ جواب بھیجا گیا ہے۔ اوس روز چاندنی رات تھی۔ گرمیون کے دن تھے۔ بادشاہ اپنے قصر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔ چاندنی کا لطف دوبالا کرنے کے واسطے فرش سفید بچھایا گیا تھا۔ امرا وزرا بھی سب سفید لباس پہنے حاضر تھے۔ جشن ہو رہا تھا۔ ہر ایک شخص مسرور دکھائی دیتا تھا آدھی رات کے وقت جب بادشاہ نے کان لگایا تو تمام شہر مین نعرہ ہائے خوشی کے سنائی دیے۔ ہر طرف سے ناچ رنگ گانے بجانے نغمہ وسرود کی آوازین آرہی تھین۔ اوس وقت عادل شاہ نے اللہ تعالی کا نہایت شکر کیا۔ اور مخلوق کی خوشی اور فارغ البالی کو دیکھکر منعم حقیقی کا اوسے ایک احسان سمجھا۔

اور افضل خان سے جو اس وقت دربار کے بڑے امرا مین سے تھا پوچھا کہ شہر کیا کہ رہا ہے۔ افضل خان نے اوس زمانہ کے موافق عرض کیا کہ بادشاہ کی صفت وثنا زبان حال سے ادا کرتا ہے۔ کہ ایسے بادشاہ کی دولت

روزافزون ہو جس کے سایہ حمایت مین یہ چین و راحت حاصل ہوئی ہے۔ اور اوسکی نیک نیتی معدلت شعاری شفقت و رعیت پروری سے ہماری خوش گزران ہوتی ہے۔ محمد عادل شاہ اسے سنکر خوش ہوا۔ مگر کچھہ تامل کرکے پوچھا اگر ہمین بادشاہ ہند سے لڑائی پڑجائے تو پھر بھی یہی حالت رہے گی یا اس مین کچھہ فرق آجائیگا۔ افضل خان نے کہا۔ بجاے اس عیش و سرور کے صداے ہاے ہو اور نالہ و فریاد کی سنائی دیگی۔ اور گھر گھر ماتم و تعزیت کا غوغا مچ جائیگا۔ ہزارہا اچھے اچھے سپاہی تلف ہو جائینگے۔ اون کی عورتین بیوہ ہوکر چوڑیان توڑ ڈالینگی۔ اگر اقتضاے وقت کا خیال فرماکر بادشاہ مغل کی اطاعت کیجاے اور ظاہر نمود کو یک طرف رکھدیا جائے تو یہ خرابیان رفع ہوسکتی ہین۔

یہ سنتے ہی محمد عادل شاہ نے فوراً آدمی روانہ کیے اور اپنے ایلچی کو جو بادشاہ مغل کو خط لیکر گیا تھا تین منزل سے واپس بلاکر اوسے دوسرا خط لکھکر دیا جس مین بادشاہ مغل کی اطاعت کا اظہار کیا گیا تھا بعد ازان داد محل مین آثار قدیمی رکھدیے اور عدالت اور تماشا گاہ جنگ فیلان دونون اندرون قلعہ مین بنائے۔

اگرچہ یہ کہانی جیسے ہم نے کسی قدر بہتر پیرایہ مین ادا کیا ہے بازاری گپ معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس سے ضرور معلوم ہوتا ہے کہ محمد عادل شاہ لڑائی کی خرابیون کو خوب سمجھتا تھا۔ جہان تک ممکن ہوتا لڑائی سے پرہیز کرتا تھا۔ لیکن ہان اتنی بات ضرور تھی کہ اوس مین اوس کے باپ کی سی بزدلی نہ تھی

۲۱۴ - قلعون اور شہرون کی حفاظت کا بندوبست	قلعون کا بندوبست قدیم دستور کے بموجب

قلعداروں کے ذریعہ سے ہوتا تہا۔ مگر اوس وقت پہلے سے زیادہ تہذیب کے ساتہہ۔ جب سلطان محمد کسی کو قلعہ دار مقرر کرتا تو اوسے اتنی دولت وجاگیر دیتا کہ وہ اپنی ذات سے پانچ سو سوار رکہہ سکے۔ تاکہ دروازہ قلعہ پر یا اوس کے متعلقہ ولایت مین جہان کہین ضرورت پڑتی وہ اپنے خاصہ لشکر سے اوس کا انتظام کرسکتا اس کے سوا شاہی ملازم پانچ ہزار پیادہ برقنداز اوس کے پاس رہتے تھے۔ انمین دو ثلث برقنداز یعنی بندوقچی اور ایک ثلث خشت انداز یعنی بان مارنے والے ہوتے تھے۔ یہ بہی حکم تہا کہ بندوقچی اور بان انداز تجربہ کار کارکردہ جمع کیے جائین۔ اور سوار پیادہ بقدر ضرورت شہر وان مین رہا کرین۔

شہر کے دروازون پر واقعہ نویس اور اخبار گو مقرر رہتے اور سوار و پیادہ دروازہ کے اندر و باہر جا بجا متعین رہتے تھے۔ اور نوبت بنوبت پہرہ دیا جاتا تہا۔ شہرون مین اندر سے باہر اور باہر سے اندر کوئی نیا آدمی دربانان شہر کی بلا اجازت آمدورفت نہین کرسکتا۔ جب کوئی نیا شخص آتا تو اوس سے دریافت کیا جاتا کہ کون ہے اور کہان سے آیا ہے کہان جائیگا اور یہان کتنے روز ٹہیرے گا۔ جب یہ سب کچہہ معلوم ہوجاتا۔ اور دربان کو کامل اطمینان ہوجاتا تو دربان اوسے آمدورفت کی اجازت دیتا تہا۔ مگر اس مین دربانون کو کمال تاکید تہی کہ بلا وجہ خاص کسی کو دق نہ کیا جائے۔ اگر دربان کو کچہہ شک گذرتا یا کوئی خاص آدمی آتا تو وہ حاکم قلعہ اور شہر کو اوسکا حال لکہتا اور وہان سے جو حکم ہوتا اوس کے بموجب تعمیل ہوتی تہی۔

۴۱۵ ۔ امرا کی جاگیرین اور فوج کی	اس بادشاہ کے عہد مین امرا اور وزرا کو جاگیر دینے کا یہ

تنخواہ اور معیشت اور داغ کا طریق

طریق تہا - کہ اول جو علاقہ جاگیر مین دینے کے لیے تجویز
اوس کے تین سال قبل کے کاغذات جمعبندی دیکھے جاتے اونمین جس سال سب سے زیا
مالگزاری وصول ہوتی وہ مقدار اوس کی جاگیر مین محسوب کیجاتی تہی -
سو سوار کے واسطے پندرہ ہزار روپیہ سالانہ محاصل کی زمین جاگیر مین دیجا
تہی - اس حساب سے معلوم ہوتا ہے - کہ سوار کی ماہوار اوسط تنخواہ ساڑے
بارہ روپیہ کے قریب ہوتی تہی - مگر اس مین سے اوس جاگیردار کا حق اور جو عہدہ
دار ہوتے تہے اون کے عام سوارون سے تنخواہ کی زیادتی منہا کیجائے تو سوا
کی تنخواہ ماہانہ دس روپیہ کے قریب فرض کرنا کچھہ بیجا نہ ہوگا - یہ مقدار اوس زمانہ
کی ارزانی غلہ چارہ دانہ گہاس اور دیگر مایحتاج زندگانی کے مقابلہ مین کچھہ کم نہین ہے
اس زمانہ مین انگریزی سوارون کی تنخواہ تیس روپیہ ہوتی ہے اس مین سے دو ثلث
سے کم گہوڑے کا خرچ اور ایک ثلث سے کسی قدر زیادہ سپاہی کی تنخواہ ہوتی
ہے اسی انداز سے ہم اوس زمانہ کے سپاہی کی تنخواہ چار روپیہ ماہوار خیال
کر سکتے ہین -
جاگیر دینے مین یہ قاعدہ سب کے ساتہہ یکسان برتا جاتا تہا کسی کے
ساتہہ رعایت نہین کیجاتی تہی - جب جاگیر مقرر کردیجاتی تو پہر اوس امیر سے
تعداد مقررہ کے بموجب گہوڑے طلب کیے جاتے اور پسند کر کے اون پر
سرکاری تنخواہ پانے والے اہلکار داغ دیتے تہے - ان جاگیردارون کے داغ
کی علامت جدا جدا ہوتی تہی - جس سے ایک امیر کے یہان کا گہوڑا دوسرے
امیر کے گہوڑے سے شناخت کرلیا جاتا تہا -

جب یہ گھوڑے منتخب ہو کر داغ ہو جاتے تو پھر امیر اپنے تمام سپاہیون کو سوار کرا کر لاتا - اور تعداد مقررہ کے بموجب اون کی شمار کرا دیتا - اور اون سپاہیون کے تام دفتر سرکار مین لکھہ لیے جاتے تھے -

پھر ہمیشہ ایک مدت مقررہ پر غالباً ششش ماہی یا سالانہ اون کی موجودات لی جبا یا کرتی اور ہر ایک سپاہی تام بنام پکارا جاتا تھا - اگر اون مین سے سلحدار جمعدار وغیرہ نے کسی کو موقوف کر دیا ہوتا تو اوس کی پرسشش کیجاتی اگر اوس مین سپاہی کا قصور ہوتا تو وزیر شاہی بخود موجودات لیا کرتا تھا - اوس موقفی اور تقرر جدید کو بحال رکھتا - اور اگر سلحدار وغیرہ کا قصور ہوتا تو اونہین تنبیہ و تہدید کیجاتی تہی - یہ ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص جو ایک مرتبہ نوکر ہو جاتا اوسے کوئی بلا قصور موقوف کر دیتا -

اگر کوئی گھوڑا جو ایک مرتبہ سرکار مین داغ ہو گیا - دوسری مرتبہ دوسری سرکار مین پیش ہوتا تو اوس پر دوسرا داغ دیا جاتا -

۴۱۶ - عمارات کا انتظام اور محافظ سپاہی عدالت اور بادشاہ کا انصاف پر توجہ

شہرون کی رونق و انتظام کے واسطے حکم تھا کہ بازارون کا ایسا بندوبست کیا جائے کہ سڑکون اور لمبے لمبے شاہراہون کے دو طرفہ دکانین بنائی جائین -

شاہراہون کی دکانین پختہ ہون - چھپر اور ٹاٹ وغیرہ کی دکانین نہ ہون - ہر قسم کی دکانین ایک ایک جگہہ ہونا چاہئین - بزازخانہ ایک جگہہ ہو - غلہ فروش اون سے علیحدہ ایک جگہہ ہون - اسی طرح خیاط خیمہ دوز طباخ بقال ترکاری فروش وغیرہ سب علیحدہ علیحدہ ایک جگہہ ہون - راستے تنگ نہ ہون - شہرون مین غلہ اور مایحتاج زندگانی بکثرت موجود رہے - سڑکون کے گرد درخت لگائے جائین

سڑکین راستے ہر روز صاف کیے جائین۔ خس وخاشاک کہین رہنے نہ پائے بڑے بڑے بازارون مین کوئی دکان غیر آباد شکستہ نہ رہنے پائے۔
شہرون کے کوتوال اور عمال کو بازارات کے انتظام کی کمال تاکید تہی۔ تخمینًا محافظ سپاہی کوچہ وبازار مین گہومتے رہتے۔ اور اوٹہائی گیرون کیسہ برون چورون کی نگرانی کرتے ستے۔ جب ہی کہین کوئی واردات ہوتی فورًا سپاہی وہان پہونچتے اور تحقیقات کرتے اور مجرمون کو عدالت سے سزا دیجاتی تہی۔ فقہ حنفیہ کے موافق سزا کا حکم ہوتا تہا۔ جب کوئی مجرم قید کیا جاتا تو اوسے جیل خانہ مین مدت قید تک رہنا ہوتا۔ اور اوسے سرکار سے خوراک پوری ملتی تہی۔ کہانے کی تکلیف نہین دیجاتی تہی۔
سے پہلے ایسا کچہہ دستور تہا کہ شاہی خاندان اور امرا وزرا کے ملازم غلام خدمتگار وغیرہ رعایا پر زیادتی کیا کرتے تے۔ محمد عادل شاہ نے خاص حکم دیا تہا۔ کہ رعایا ہونے کی حیثیت سے سب لوگ برابر ہین۔ کیسا ہی کوئی امیر اور شاہی خاندان والا کیون نہ ہو کسی ادنی سے ادنی رعیت پر ظلم وتعدی نہ کرنے پائے۔
اسی کے ساتہہ عمال کو یہ بہی حکم تہا کہ جب مدعی نالش کرے تو واجبی تنقیح وتحقیق مقدمہ مین کسی طرح کوتاہی نہ کیجائے۔ اگر مدعی جہوٹا نکلے تو اوس کو سزا جلالت الزام کے مقدار کے موافق سزا دیجائے۔ تاکہ جہوٹی نالشین نہ کیجائین۔
اس دادرسی کے لیے اوس نے جہانگیر بادشاہ کی طرح سقف دادمحل سے ایک آہنی زنجیر لٹکوادی تہی۔ اوس کا ایک سرا اندر اوس جگہہ تہا جہان بادشاہ کی خود نشست تہی۔ دوسرا سرا محل سے باہر نیچے لٹکتا تہا۔ یہ حکم تہا کہ اگر سرکاری

عمال کسی مستغیث کی فریاد نہ سنین اور جو حاکم و منصف اوس کی داد رسی کے لیے
مقرر ہین فریادی کے اطمینان کے لایق انصاف نہ کرین تو فریادی آکر زنجیر کو ہلادے
جب فریادی اوسے ہلاتا تو اندر محل مین بڑی آواز سے ایک گھنٹا بجتا تھا کہ بادشاہ
کو خبر ہو جاتی تھی - بادشاہ فوراً مستغیث سے اوس کی فریاد سنتا اور دادرسانی کرتا
تھا - لیکن ہم جانتے ہین - گھنٹے بجانے کی ضرورت بہت کم ہوتی ہوگی - کوئی
ایسی مثال تاریخ مین منقول نہین ہے -

۱۴۷ - محمد عادل شاہ کے زمانہ کے سکے اور اونکا انتظام اور اوزان و پیمانہ - -

اوس نے اپنے زمانہ مین ٹکسال کا انتظام بھی خوب
کر دیا تھا - دارالسلطنت کے ضراب خانہ مین
ایک متدین حاکم مقرر تھا - سکے جو وہان بنتے طلا اور نقرۂ خالص کے بنتے تھے
اون مین کسی طرح کی ملاوٹ اور غل وغش نہین ہوتی تھی دارالسلطنت کے سوا اور
بھی صوبون کے صدر مقامات پر ضراب خانے تھے - اون مین جو سکہ بنتے تھے وہ
بھی دارالسلطنت کے سکون کے ہم وزن ہوتے تھے اور گہرائی کے لیے سخت
حکم تھا سونے کے سکے ہون نصف ہون ربع ہون تھے - چاندی کے سکے
روپیہ اٹھنی چوانی ہوتے تھے - تانبے کے سکے چھ جیتل تین جیتل
دو جیتل جیتل تھے پچاس جیتل کا ایک روپیہ ہوتا تھا - یہ سکہ اگرچہ ڈہالے نہین جاتے
تھے - مگر ہمواری اور یکسانی کا بڑا خیال تھا - سکہ لگانے کے پیشتر اونکو خوب برابر
ہموار کر لیا جاتا تھا -

بازار مین اگر کہین مغشوش سکے ملتے تو اونکی تحقیقات کیجاتی تھی اور مجرمون
کو سخت سزا دیجاتی تھی - عمال کو اس کی سخت تاکید تھی - یہی وجہ تھی کہ پرانے سکے جو

پچھلے ہندو راجاؤن کے وقت کے تھے اون مین میل ہوتا تھا۔ مگر اس وقت کے اسلامی سکون مین ملاوٹ کا نام نہ تھا۔ خالص سونا خالص چاندی ہوتی تھی

۱۰۱۴۔ محمد عادل شاہ کی تقسیم اوقات

اس پادشاہ نے اپنے اوقات بھی تقسیم کر رکھے تھے علی الصباح جب اوٹھتا تو ضروریات سے فارغ ہو کر نو بجے دن چڑھے تک علما فضلا شعرا وغیرہ سے بات چیت کرتا رہتا۔ اور چارون طرف کے قصہ اخبارات وغیرہ پڑھے جاتے تھے۔ بعد ازان بارہ بجے تک دربار عام کرتا۔ اوس وقت اوسکے ارکان سلطنت اور سرداران سپاہ وغیرہ حاضر ہوتے اور انتظامات کے متعلق حکم احکام بادشاہ سے حاصل کرتے تھے۔ بارہ بجے سے تین بجے تک کھانا کھاتا اور خلوت گاہ مین آرام کرتا۔ پھر تین بجے سے عشا کی نماز تک خاص خاص لوگ اوس کے پاس خلوت گاہ مین ہی جاتے اور اپنے ضروری معاملات کا تصفیہ کراتے تھے۔ عشا کی نماز کے بعد رات بھر کبھی زنان خانہ مین کبھی باہر رہتا۔ اس وقت کے لیے کوئی خاص کام مقرر نہ تھا۔ اگر ضرورت ہوتی تو کام بھی کرتا۔ امورات سلطنت مین مشورہ لیتا محفلین منعقد کرتا۔ ورنہ آرام کرتا اور زنانخانہ مین رہتا تھا۔

جب پہلی تاریخ کو ہلال دکھائی دیتا تو پادشاہ باہر نکل آتا اور تمام درباری حکام قضات خطیب علما اور افسران کارخانہ جات شاگرد پیشہ وغیرہ بادشاہ کے سلام کے لیے حاضر ہوتے نو دس بجے رات تک بڑے بڑے معزز ملازمین آکر سعادت قدمبوسی حاصل کرتے تھے۔ پھر اس کے صبح کو بارہ بجے تک بادشاہ جاکر دو محل مین بیٹھتا اور تمام امرا وزرا وہان سلام کے لیے حاضر ہوتے اور اپنے بادشاہ کے

پیدا سے مشرف ہوتے تھے۔

اِن اوقات مین وہ لوگ بھی بادشاہ سے مل کر بات چیت کر لیتے تھے جو اور روز نہین کر سکتے تھے اور اسی طرح اہل معاملہ کی کاربراری بخوبی ہوجاتی تھی۔

۱۹۴ - بزرگان دین کا تذکرہ

اب ہم یہان اون بزرگان دین کا ذکر کرتے ہین جو بیجاپور مین محمد عادل شاہ کے زمانہ مین یا اوس سے پیشتر ہو گزرے ہین - اگرچہ سلطنت اسلامیہ کے قایم ہونے سے یہان مسلمانون کو ملکی غلبہ حاصل ہوگیا تھا - اور دین حق کی اشاعت کے لیے کسی کو مجال مزاحمت نہ رہی تھی - مگران بادشاہون اور امیرانِ لشکر کا رویہ ایسا پڑا تھا کہ غیر مذہب والے اسلام کو کبھی اچھا تصور نہ کر سکتے تھے - اسلام کا اخلاق اور توحید الٰہی کے پھیلانے والے یہی بزرگ تھے - جو آبادیون کے کنارے کہین ٹوٹی ہوئی جھونپڑیون مین رہتے اور دال دلیا کھا کر اپنے رب کو یاد کرتے اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے پاک بندون کا نمونہ دکھاتے تھے - چونکہ زمانہ کمال کی طرح اوس وقت بھی اسلامی دولت و امارت سرچشمہ ضلالت بن گئی تھی - جہان کوئی امیر ہوا کہ شراب وکباب عیش وعشرت کا متوالا ہوگیا اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے تمام اوامر ونواہی کو بالائے طاق رکھکر آزاد بن گیا - اسلیے اِن بزرگون نے دولت کو مایۂ شقاوت سمجھکر طلاق دیدی تھی - اور اوس سے کنارہ کشی ہی کو فرض عین کرلیا تھا وہ دنیا مین جب تک بجئے تب تک بےکس جئے اور جب مرے تو بےبس ہی مرے - لیکن درحقیقت یہ دلق پوش کملیون مین گزران کرنے والے ہی انسانون کے دلون کے بادشاہ تھے - مخلوق کے دل انکے اشارون سے حرکت کرتے تھے - ان مین بہت ایسے گزرے ہین کہ سلطنتون کا

پلٹ دینا اون کے ایک اشارہ سے ممکن تہا۔ مگر وہ اون باتون کی طرف کچھ توجہ نہ کرتے تہے وہ روحانی سلاطین تھے - اپنا اخلاقی اثر وہ غریب مسلمانون مین ہی نہین بلکہ غیر مسلم قومون پر ایسا چھوڑ گیے ہین جو نوع بشر کے لیے سرمایہ سعادت ابدی ہے - اور قیامت تک بنی آدم کے لیے چراغ راہ کا کام دیگا -

۴۲ - بزرگان دین مین کے ریاکارون سے اسلام مین خرابیان اور فوائد - -

یہان یہ بہی کہدینا ضرور ہے کہ ان نفوس قدسیہ کے بہیس مین بہت سے ایسے بہی ضرور تہے کہ جنہون نے عقاید رافضیہ اور شرک و بدعت کو تصوف کے پیرایہ مین اہل اسلام کے ایمان کا ایک جزو مالاینفک کردیا ہے - اور تمام ممالک اسلامیہ کے مشرقی حصہ مین عموماً اور دکن مین خصوصاً اون کے اعتقاد کے خلاف جو شخص چون چرا کرے وہ خود دائرہ اسلام سے باہر سمجہا جاتا ہے - اور کسی مسلمان کو سچ کہنا دشوار ہوگیا ہے جس توحید پر اسلام اپنے آغاز مین ناز کرتا تہا اوسے انہین بزرگون کے ریاکارون نے خراب و برباد کیا ہے - پیر پرستی گور پرستی انہین نے مسلمانون کو سکہائی ہے کرامتون کا اعتقاد جو شیعہ مذہب سے مخصوص تہا وہ اہل سنت جماعت مین انہین شعبدہ بازون کا ایجاد ہے - یہان تک کہ ان مشایخ یا اون کے معتقدین مین سے ایک شخص بہی مشکل سے ایسا ملیگا جو اپنے بزرگون کو صحابہ کبار سے بہی بڑہکر نہین بلکہ اس سے زیادہ نہ سمجہتا ہو - بلکہ اون مین بہت ایسے ہین جو اپنے بزرگون کو خدا کے رتبہ پر پہونچاتے ہین - نعوذ باللہ منہ - لیکن باوجود اس کے بہی ان لوگون سے بہی مخلوق کو انواع و اقسام کے فواید حاصل ہوے ہین یہ لوگ اپنے خور و نوش اور آرام و آسائش کے سامان بہم پہونچانے کے لیے کسی نہ کسی امیر کو

اپنا معتقد بنا لیتے تھے - اور اپنی تعریف کرانے اور شہرت کرنے کے واسطے
غریبون کو بھی اپنے ساتھہ لگائے رکھتے تھے - اس طرح یہ بزرگ امیر اور غریبون کے
درمیان واسطہ ہوجاتے تھے - اور جو کام کسی طرح حل نہین ہوسکتے تھے وہ ان کی
وساطت سے حل ہوجاتے تھے - غریبون کو امیر بنانے اور امیرون کو اون کی امارت
کے استحکام کے لیے اون کی تائید بڑا کام دیتی تھی - پہر بہت مسلمان ان کی ریاکاری
کی وضع دیکھہ کر اون کی ظاہری وضع اختیار کرتے اور سچے خدا پرست بنجاتے تھے -
یہی وجہ ہے کہ کتنے ریاکار پیرون کے مرید نہایت راستباز اور خدا کے بندون مین
سے ہوئے ہین - پہر یہ لوگ ہندو مسلمانون کے درمیان عقائد کے لحاظ سے عالم
برزخ کا حکم رکہتے تھے - کیونکہ ہندوؤن مین جو بت پرستی اور توہم پرستی ہے اوسے یہ ایسا
برا نہین سمجھتے تھے جیسا کہ اصلی مسلمان خیال کرتے ہین - دوسرے پیدا کرنے کے
لیے بہی یہ اون سے اختلاط پیدا کرتے تھے - اس لیے ہندو بہی ان سے ملتے جلتے
اور کچہہ نہ کچہہ معتقد ہوجاتے تھے اسکے سبب سے مسلمانون کے اچھے اعتقاد ہندوؤن
مین سرایت کرتے تھے - رفتہ رفتہ اون مین سے بعض مسلمان بہی ہوجاتے تھے - ہندو
مسلمانون مین جو مذہبی نفرت تہی وہ ان کے سبب سے بہت کچہہ گھٹتی تہی - پہر جو
لوگ کہ ان کے معتقد تھے اور اب تک اعتقاد رکھتے ہین اور آئندہ بہی مدتہائے
دراز تک یہ سلسلہ جاری رہتا نظر آتا ہے - اگرچہ وہ اعتقاد ٹہیٹہ اسلام کے لحاظ سے
کیسا ہی برا ہو - تاہم وہ لوگ اپنے کو مسلمان کہتے ہین - اور اہل اسلام کی تعداد
مین شامل ہین اور وقت پر اسلام کے بڑے زبردست پشت پناہ ہونگے - پہر ان
کے بد اعتقادی اور ریاکاری کو خلاف اسلام سمجھہ کر بعض ایسے لوگ اور نیز ایسے

فرقے اسلام مین پیدا ہوگئے - جو اسلام کی اصلی توحید اور راستبازی کی تائید مین اوٹھ کھڑے ہوئے اور اون سے دینِ اسلام نے رونق پکڑی - غرض جہان ان ناکسان خدا کے پاک بندون مین کے ریاکارون سے اسلام کو نقصان پہونچے مین وہان ان سے فواید بہی بہت حاصل ہوئے ہین -

اب ہم پہلے اون بزرگون کی حالت لکھتے ہین جو یہان عادل شاہیون سے پہلے آئے ہین - پہر اون کا بیان کرینگے جو عادل شاہیون کے زمانہ مین محمد عادل شاہ کے آخر عہد تک ہو گزرے ہین -

۱۲۴ - امام المورخین مسعودی اور مولوی عبدالرحیم خان رامپوری کے دکن مین مسلمانون کے اول اول آنیکی نسبت حیرت انگیز تحقیقاتین - -

جس زمانہ مین کہ مسلمان سواحل مغربی ہند پر آنے لگے اور ہندوستان کے ممالک مین سے سندہ اور پنجاب ان کے قبضہ مین آگئے تو اوسوقت اون کے تاجر و سیاح ملک کے اندرونی حصون مین بہی آنے جانے لگے تھے - مگر اون کے حالات کسی جگہ نہین لکھے ہین کہ اون سے اور ہندوستان کے اندرونی ممالک کے باشندون سے کیونکر اختلاط پیدا ہوا -

ان مین سے جس شخص نے دکن کا سب سے اول کچھ ذکر کیا ہے وہ امام المورخین مسعودی ہے - اوس نے مروج الذہب و معادن الجوہر مین جسے اوس نے ۳۳۲ھ مین تصنیف کیا ہے الورا کے غارون کے تعجب انگیز ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے - اور لکھا ہے کہ اس کا حال مین نے اپنی کتاب اخبار الزمان مین مفصل لکھا ہے وہ کتاب تو دنیا کے ناقدردان ہاتون نے ضایع کردی - ورنہ اوس سے

ست کچھ حال معلوم ہوتا - لیکن اتنا تواشارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو امام مسعودی
ان خود آیا یا اوس نے کسی مسلمان سیاح سے جس نے بچشم خود الورا کو دیکھا تھا او سکا
ل سنا - جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین مسلمان دکن کے اندرونی
ک مین آتے جاتے تھے - اور اس ملک کے حال سے واقف ہوگیے
تھے -

میرے چھوٹے بھائی مولوی عبدالرحیم خان نے جنہین تحقیقات علمیہ کا نہایت
وق ہے اور خدا تعالی نے اونہین ذہن بھی اس کام کے لائق عطا کیا ہے
جو بالفعل سررشتہ تعلیمات سرکار نظام مین ناظر مدارس ہین ضلع نلگنڈہ کے
لات مین کوئی چھ سات سو صفحہ کی ایک کتاب لکھی ہے جسے اوسی ضلع کا گزیٹیر
نا چاہیے - اس مین اونہون نے وہان کی تاریخی تمدنی طبعی جغرافی
راعتی قومی وغیرہ حالات بڑے شرح و بسط سے اور نہایت تحقیقات سے بیان
کیے ہین - اور آثار قدیمہ کے بھی خود جگہ جگہہ اپنے دورہ کے زمانہ مین تحقیقات
ہے اور تصویری نقشہ جات سے اوس کتاب کو ایسا دلچسپ بنا دیا ہے کہ بیساختہ
ہنا پڑتا ہے کہ وہ کتاب ہر شخص کے لیے قابل دید ہے -

اس کتاب مین اونہون نے ہماری رائے پلٹ دی ہے بلکہ دکن کی تاریخ
ین ایک حیرت انگیز اضافہ کیا ہے - اب تک تاریخون مین جیسا کہ ہم نے اپنے
یخ کے اول حصہ مین بیان کیا ہے یہی لکھا چلا آتا ہے کہ یہان مسلمان ساتوین صدی
کے اخیر مین آئے ہین - اوس سے پہلے یہان مسلمان نہ تھے مگر اونہون نے
ہند کتبے ایسے دریافت کیے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان

ساتوین صدی سے پہلے یہان برسرحکومت موجود تھے - اور اگرچہ اونکی بڑی سلطنت یہان نہ تھی تاہم وہ کہین کہین دکن کی چہوٹی چہوٹی حکومتون کے حکمران تھے ایک کتبہ دیورکنڈہ مین اُنہون نے سنہ ۵۵۱ھ کا ایک بزرگ کی مزار پر دریافت کیا ہے - اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس قلعہ پر پانچوین صدی کی اخیر اور چہٹی صدی کی شروع مین قابض ہوگیے تھے - یہ ایک حیرت انگیز معاملہ ہے جو کسی تاریخ مین کہین لکہا ہوا دیکہنے مین نہین آیا - وہ اس معاملہ کی مزید تحقیقات و تفتیش کر رہی اور اپنی رائے کے ثابت کرنیکی شہادتین بہم پہونچا رہی ہین - اگر پوری پوری تحقیقات کا اونہین موقع ملگیا تو ہمین اپنی تاریخ کے اول حصہ مین بہت کچھ حال زیادہ کرنا پڑیگا اور وہ حالات لکہنا پڑینگے جو دکن کی تاریخون مین کبہی نہین لکہے گیے اور مؤرخونکی قلم نے جسکے لکہنے کی تکلیف نہین اوٹہائی اگر یہ بات تحقیقات سے ثابت ہوگئی اور ہوتی نظر آتی ہے کہ علاءالدین خلجی کے دکن مین آنے سے دوسو برس پہلے مسلمان دکن کے اس اندرونی حصہ مین جسے دیورکنڈہ کہتے ہین ایک چہوٹی سی حکومت کے حکمران تھے اور ایسے ہی اور دوسری جگہون مین بہی پہیل رہے تھے تو ہمین از سرنو دکن کی ابتدائی تاریخ لکہنا پڑیگی - اور دکن کی ہی نہین ہندوستانکی تاریخ مین بہت بڑا اضافہ کرنا پڑیگا - *

۴۲۲ - حاجی رومی وحاجی مکی وحاجی سیف الملک وشیخ صلاح الدین

غرض روز بروز دکن مسلمانون کی آمد و رفت کو ترقی ہوتی گئی یہان تک کہ جب محمود غزنوی نے گجرات پر حملہ کیا - اور پہر پنجاب مین اوس کا اور اوس کی اولاد کا مستقل قبضہ ہوگیا - تو مسلمانون کو یہ

* اس فقرہ کے لکہنے کے بعد مولوی عبدالرحیم خان نے ضلع گلبرگہ کے متعلق حالات مین بہی ایک کتاب لکہی ہے جس پر مصرعہ نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول - کی مثل پوری پوری صادق آتی ہے - اوس سے سلاطین بہمنیہ اور عادل شاہیہ کے زمانہ کے نہایت ہی عجیب وغریب حالات معلوم ہوتے ہین - چونکہ اس کتاب کو ہم ختم کر چکے ہین - آئندہ کسی موقع مناسب پر اوسین بہی درج کرینگے اُس سے زمانہ مذکور کی تاریخ مین نہ صرف بہت بڑا اضافہ ہوگا - بلکہ صدہا انقلابات اور وہ اسباب تاریخی معلوم ہوجائینگے - جن کی ماہرین فن تاریخ کو نہایت ضرورت رہا کرتی ہے -

جہات ہوگئی - کہ دکن مین بود و باش بہی کرنے لگے - چونکہ اوس وقت مسلمانون نے
اس ملک کے ہندؤون سے ملکی چہیڑ چہاڑ نہین کی تہی - اس لیے جب مسلمان یہان
آتے ہونگے تو ہندو اونہین کو نفرت کی نگاہ سے دیکہتے ہونگے - مگر نہ ایسا کہ
اون کو مار کر نکال دین اسی وجہ سے بعض بعض جگہہ مسلمان دکاندار اور سیاح یہان آباد
بہی ہوگئے تہے -

ان مین سے ایک بزرگ حاجی رومی ہین جو کچہہ آدمیون کے ساتہہ بیجاپور مین
آئے تہے - یہان اوس زمانہ مین کوئی چہوٹا سا راجہ راج کرتا تہا - ہندؤون نے اونہین
بستی کے اندر تو رہنے نہ دیا اس لیے بستی کے کنارہ یہ لوگ پڑ گئے اگرچہ وہان کے
راجہ نے انہین صرف سیاح اور درویش سمجہہ کر بزور شمشیر تو نہین نکالا - مگر عام ہندؤون
نے ازراہ تعصب مذہبی انہین بہت کچہہ تکلیف دی - اور جب دیکہا کہ ان
تکالیف کو بہی یہ لوگ برداشت کرتے اور اس جگہہ کی سکونت نہین چہوڑتے
ہین تو ان کے ہاتہہ اشیاے خوردنی کا بیچنا موقوف کردیا - تاکہ کسی طرح یہان نہ رہ
سکین - تین روز تک یہ لوگ بہوکے پڑے رہے - حاجی رومی نے ہندؤون
کی گائین پکڑ لین - اور اونہین باندہ رکہا - جس سے ہندؤون نے مجبوراً آکر صلح
کی - اور عہد و پیمان کرلیا - کہ ہماری گائین چہوڑدو تو آیندہ خرید و فروخت کا سلسلہ
موقوف نکرینگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اور پہر حاجی مع اپنے خدام کے یہان مقیم
ہوگئے - اور اسی جگہہ اونکا انتقال ہوا -

اونکے انتقال کی تاریخ آفتاب لاولد بتاتے ہین جس سے ۵۵۵ھ نکلتے ہین - کہتے
ہین کہ حاجی رومی خواجہ عثمان ہارونی کے مرید ہین - جو خواجہ معین الدین چشتی کے

شیخ طریقت تھے - چونکہ خواجہ عثمان ہارونی کا زمانہ بھی یہی ہے اس سے غلط ہوتا ہے کہ یہ روایت صحیح ہو - مگر بعض لوگون نے بیان کیا ہے - کہ حاجی مکی و حاجی سیف الملک و شیخ صلاح الدین جن مین سے ہر ایک صاحب مشاہیر بزرگون مین سے ہین باہم برادر طریقت تھے - اور حضرت نظام الدین اولیاء کے خلفا سے ہین - مگر اول روایت قرین قیاس ہے -

حاجی رومی کا نام کسی کو معلوم نہین ہے - صاحب روضتہ الاولیا نے لکھا ہے کہ جو محضر آپ کی اولاد کے پاس ہے اوس پر معتبر مشایخ کی مہرین ثبت ہین - اوس محضر مین لکھا ہے کہ موضع بیلا دواقع پرگنہ کرنجگی آپ کی اولاد کی معاش اور آپ کے عرس کے اخراجات کے لیے علی عادل شاہ اول نے دیا ہے - اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ کی اولاد اور مریدون اور معتقدون مین سے وہان پانچہزار آدمی کے قریب مدفون ہین - لیکن اس وقت اون کی اولاد مین کوئی شخص زندہ نہین ہے -

حاجی مکی کی درگاہ بیجاپور مین مغرب کی طرف تکوٹہ کے باہر مشہور ہے اور تکوٹہ بیجاپور سے پانچ کوس کے فاصلہ پہ ہے اور حاجی سیف الملک کا روضہ بیجاپور کی مشرقی طرف موضع حیدرہ مین ہے جو دریائے بھیما سے دو کوس ہے - اور حضرت صلاح الدین کا مقبرہ پونہ مین مشہور و معروف ہے -

۴۲۳ - شیخ نصر اللہ عرف بیٹھی پیر جینا پیر معبری - - - - -

شیخ نصیر الدین نصر اللہ ولی بھی بیجاپور کے قدیم مشایخ سے ہے - اور شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی ملقب بہ شکر گنج کے فرزند اکبر اور خلیفہ تھے - پہلے شیخ نصیر الدین نے چاہا تھا

کہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار سے بیعت کرکے فیض حاصل کرین لیکن جب ان کے والد صاحب نے کہا زندون سے جلد فیض ہوتا ہے کسی زندہ کا دامن پکڑ لو۔ تب یہ اپنے باپ کے مرید ہو گیے۔ پھر اپنے والد کی ہی حین حیات اپنے گھر بار کے کامون کو چھوڑ کر بیت اللہ کو گیے۔ اور وہان سے حج کرکے لوٹے تو بیجاپور مین آکر اقامت اختیار کر لی ۔ اور ارشاد و ہدایت مین مشغول ہو گیے۔

جب خواجہ بندہ نواز دکن مین آئے ہین تو آپ شیخ نصر اللہ کے مزار پر گیے تھے اور زیارت کی تھی یہ جس مکان مین کچھ عرصہ تک ٹھیرے۔ نفہ وہ مکان اب تک موجود ہے اور شیخ کے مزار کے مغربی طرف کو بنا ہے۔

شیخ نصر اللہ کی وفات کا سنہ نہین معلوم ہے۔ مگر عرس ۲۴ رجب کو ہوا کرتا ہے۔ مزار شہر پناہ کے اندر دروازہ شاہپور کے متصل مغربی سمت مین واقع ہے اور اوس پر ایک چھوٹا گنبد بنا ہوا ہے۔

پیر مٹھی بھی اوسی قدیم زمانہ مین یہان آئے تھے۔ تاریخ وفات ان کی بھی معلوم نہین مگر عرس ۱۱ رجب کو ہوتا ہے۔ مزار شہر پناہ کے باہر مشرق کی جانب فتحپور مین ہے۔ آپ کی اولاد نہین ہے۔ مگر ایک روپیہ سالانہ فتحپور والے سید یوسف صاحب کو سرکار انگریزی سے ملتا ہے وہ ان کی سالانہ فاتحہ کر دیا کرتے ہین۔

پیر چنا بھی انھین مشائخ قدما سے ہین۔ مگر غالباً یہ اوس زمانہ مین ہو گئے جب کہ دکن مین مسلمانون کی حکومت کا آغاز ہو گیا تھا۔ کیونکہ انھون نے کفار سے لڑائیان بھی لڑی ہین۔ ان کا مزار شہر پناہ کے اندر نواب مصطفےٰ خان وزیر سلطان

عادل شاہ کی حویلی کے قریب مشرق کی طرف ہے - ان کی وفات کی بھی تاریخ نہیں معلوم - مگر ۲۷ - رمضان کو عرس ہوا کرتا ہے - مزار کے پاس اور بھی چند قبرین ہین کہتے ہین کہ یہ پیر جمنا کے ہمراہیون کی قبرین ہین جو اونکے ساتھ لڑائی مین شہید ہوئے تھے انکی اولاد بھی باقی نہین رہی مگر نواب مصطفےٰ خان کی اولاد مین سے نواب زین العابدین خان سالانہ عرس کیا کرتے ہین -

پیر معبری کنڈایت کا نام شیخ محمد ہے آپ بھی بیجاپور کے قدیم بزرگوارون مین سے ہین - یہ بھی یہان اوسوقت آئے تھے جب کہ یہان رایل راجاؤن کی حکومت تھی ان سے اور کفار سے لڑائی ہوئی - یہ ایک آہنی کنڈدہ پہنا کرتے تھے اوس کنڈدہ سے اونہون نے ہندوؤن کو قتل کیا - اسی سے انہین کنڈایت کہتے ہین - ان کے ہمراہی بھی بہت شہید ہوئے - اون کا گنج شہدا قلعہ ارک مین بنا ہوا ہے - آپ کا مرقد بھی قلعہ ارک کے اندر ہے مزار پر لکڑی کا سائبان پڑا ہے - غالبًا یہ معبر کے رہنے والے تھے - جو جنوبی ہند مین ایک بڑا مشہور بندر تھا اور اوسی کے پاس دوار سمندر کا دوسرا بندر تھا - یہ مقامات سلطان علاءالدین خلجی نے شروع ساتوین صدی ہجری مین فتح کیے تے بعض لوگ اس کو مہابل کا بگڑا ہوا بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ ان کو اون کے قوت کے سبب سے مہابلی یا مہبلی کہتے تھے -

تاریخ وفات تو ان کی معلوم نہین ۲۱ - رجب کو عرس ہوتا ہے - آپ کی اولاد اب تک موجود ہے - عبداللہ صاحب گیسودراز صاحب اس وقت سجادہ کماتہ دار ہین اور موضع رتناپی تعلقہ انڈی علاقہ بیجاپور مصارف عرس کے لیے

بادشاہان بیجاپور کا دیا ہوا اب تک معافی میں چلا آتا ہے۔
سنہ ۹۹۸ھ میں ابراہیم عادل شاہ ثانی نے ان کی درگاہ کے پاس پناہ اسند
ہس بنایا تھا۔

۴۲۲ - پیر مقصود اور شیخ ابراہیم سنگانی . . .

پیر مقصود بھی بیجاپور کے قدیم بزرگوں سے ہیں - یہ بھی اوسی زمانہ میں آئے تھے جب کہ دکن میں کفرستان تھا۔
تاریخ وفات ان کی بھی معلوم نہیں مگر عرس ۱۰ رمضان کو ہوتا ہے مزار شہرپناہ کے اندر اللہ پور کے دروازہ کے پاس کے بازار میں ہے - پیر بڑا ابہڑ پیر لودے پیر بالے بھی اوسی زمانہ میں آگے پیچھے آئے ہیں اونکے مزار بھی وہاں مشہور ہیں پیر بڑا ابہڑ کا مزار دروازہ بادشاہ پور کے طرف فصیل کے پاس ہے اور پیر لودے کا مزار بخشی کی حویلی کے پاس ہے اور مرقد بالائے چبوترہ ہے اور پیر بالے کا مزار بھی اسی جگہہ ہے۔

شیخ ابراہیم سنگانی بھی اوسی زمانہ کے ہیں اور بڑے بزرگ ہیں شیخ عین الدین گنج العلم نے انہیں اپنی کتاب الانساب میں ادہم ثانی لکھا ہے اور اطوار الابرار میں لکھتے ہیں کہ شیخ موصوف نے سید علاء الدین خوندمیر حسینی جیوری کو جو اکابر اولیائے دہلی سے تھے اور شیخ عین الدین کے پیر طریقت کی خدمت سے فیض اوٹھایا ہے اور شیخ الکبیر شیخ شمس الدین لامغانی سے بھی تبرک حاصل کیا ہے اور نیز شیخ منہاج الدین تمیمی الانصاری سے جو خلفائے سید خوندمیر سے تھے اور جن کا مزار گلبرگہ میں ہے برکتیں حاصل کی ہیں۔
پہلے شیخ ابراہیم دولت آباد میں رہتے تھے پھر بیجاپور تشریف لائے اور

۱۴ محرم ۷۵۳ھ کو آپ کا انتقال ہوگیا - مرقد آپ کا بھی بیجاپور مین شہر پناہ کے باہر بہمن پلی بہمنی دروازہ کی طرف شمالی قبرستان مین ہے - ان کے سعدالدین اور صدرالدین دو بیٹے تھے - یہ بھی بزرگون مین سے ہوئے ہین - اور باپ کے پاس شمالی مقابر مین مدفون ہین -

سکتے ہین علی عادل شاہ کے زمانہ مین ایک رافضی نے جس کا مکان شیخ صاحب کے روضہ کے پاس تہا ان کی قبر کو توڑ ڈالا - اور لوگون نے انکی لاش اور تابوت کو لیجا کر دو کوس کے فاصلہ پر موضع الکبیر مین دفن کر دیا اب آپ کی زیارت گاہ موضع الکبیر مین ہے -

۴۲۵ - شیخ عین الدین گنج العلم اور شیخ مصطفے ادیبی خونمان - شیخ ابو العون عین الدین گنج العلم جنیدی بھی بیجاپور کے قدیم بزرگون مین سے ہین آپ دہلی کے نئے شہر مین جو مشرقی جانب کو ہے ۷۰۶ھ مین پیدا ہوئے اور وطن سے ہجرت کر کے گجرات وغیرہ مین ہوتے اور علمی فائدہ حاصل کرتے ہوئے دولت آباد چلے آئے یہ شہر اوسوقت محمد تغلق کا دارالسلطنت تہا - اور وہ دہلی کو ویران کر کے تمام اکابر و شیوخ کو وہان لایا تہا - گنج العلم نے وہان سید خوند میر علاءالدین حسینی جیوری سے جو دہلی کے اکابر اولیا سے تھے بیعت کی اور نیز شمس الدین لامغانی کے استادی سے جنہون نے اپنی کم سنی مین شیخ بہاءالدین ذکریا کو دیکہا اور فیض حاصل کیا تہا اور شیخ صدرالدین کی صحبت مین رہے تھے فیض اوٹہایا - شیخ سنہاج الدین تمیمی الانصاری سے فیض یاب ہوئے اسی زمانہ مین عین آباد سکر کو ۷۳۶ھ مین تشریف لے گیے - پہر وہان سے ایک مدت دراز کے بعد ۷۷۳ھ مین بیجاپور آئے

اور پانچیس برس کے بعد نواسی برس کی عمر مین سلطان محمود شاہ بن سلطان علاء الدین حسن گنگوی بہمنی کے عہد مین ۲۰ جمادی الاول ۸۸۸ھ کو انتقال فرمایا۔
ان کے کتنے ہی لڑکے لڑکیان تہین۔ وہ بہی بڑے متقی پرہیزگار تہے ایک بیٹی بی بی خوندمان جو حافظ تہین بزرگون مین نہایت مشہور تہین۔ آپ کو چھاپی اور ستی ملن بہی کہا کرتے ہین۔ آپ کے بازو مین آپ کے فرزند بہی مدفون ہین کہتے ہین کسی چور نے ایک شخص کا گہوڑا چورایا۔ اور بہاگ کر ان کی قبر کے پاس چہپ گیا۔ اتفاقاً وہان متجسسون نے اوسے نہ ڈہونڈا۔ اور وہ بچ گیا۔ اس سے اوسے ان بی بی سے ایسا اعتقاد پیدا ہوگیا کہ اوس نے ان کی قبر پر سائبان بنا دیا۔ ربیع الثانی کی پانچوین کو ان کا عرس ہوا کرتا ہے تاریخ وفات معلوم نہین۔
کہتے ہین کہ پہلے دونو باپ بیٹی کے مزار ایک جگہہ تہے پہر اس شبہ سے کہ لوگ انہین کہین میان بی بی نہ سمجہین گنج العلم کے تابوت کو اپنی اصلی جگہہ سے نکال کر کوئی دو تیر پرتاب پر وہان دفن کر دیا گیا ہے جہان اب اون کا مزار ہے آپ بہت بڑے عالم تہے۔ علوم متداولہ مین آپ نے بہت کتابین تصنیف کی ہین۔ کہتے ہین کہ آپ کی کل تصنیفات ۱۳۲ ہین۔
سید محمد بندہ نواز گیسو دراز اور شاہ زین الحق دولت آبادی والد شیخ حسین صاحب آپ کے شاگرد تہے شاہ صبغۃ اللہ صاحب آپ کی بڑی تعریف کیا کرتے تہے۔ مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللہی اون کی زیارت کو جایا کرتے تہے۔
شیخ مصطفےٰ صاحب جو گنج العلم کے سجادہ تہے قاضی عبد اللطیف سے پڑہا کرتے تہے۔ اول تو وہ ان کی طرف کچہہ توجہ نہ کرتے اور درس اچہی طرح نہ دیتے تہے۔

مگر جب اونہین یہ خیال آیا کہ یہ گنج العلم کی اولاد سے ہین تو ان پر بڑی توجہ کرنے لگے
اِن کے مزار پر جو قبہ ہے وہ خواجہ محمود گاوان وزیر محمد شاہ بہمنی کا بنوایا ہوا
ہے۔

اِن کے علم کی اوس ملک مین یہ شہرت ہے کہ بعض جہلا اپنے بچون کو ذہن تیز
ہونے کے واسطے ان کی درگاہ کی مٹی کھلایا کرتے ہین۔

سلاطین عادل شاہی نے اِن کے عرس وغیرہ کے اخراجات کے واسطے
بہت دیہات جاگیر دیئے تھے۔ اب تک بھی کچھہ معافیات جاری ہین۔

شیخ مصطفےٰ جنیدی انہین کی اولاد مین ہوئے ہین۔ جن کی قبر گنج العلم کے
قبہ کے پائین صف آخر مین دروازہ شاک کے قریب پائین جانب کے محاذی اول
وہلہ مین ہے۔ یہ بزرگ بھی بڑے متقی و پرہیزگار تھے۔ اور مولانا حبیب اللہ
صبغتہ اللہی کے شاگرد اور مرید تھے اور نیز شاہ مرتضیٰ قادری کے بھی خلیفہ تھے
آپ نے دو شجرہ بنائے تھے ایک اپنے اجداد کے نسب کے بیان مین۔ اور
دوسرا اپنی نسبت ارادت کے بیان مین انکا انتقال ۱۰۶۸ھ مین ہوا ہے۔

اب گنج العلم کی اولاد مین سے کوئی بھی نہین ہے۔ سالانہ عرس سید رکن الدین
عرف پتھو میان کے فرزند جو حیدرآباد مین رہتے ہین اور ان کے بھائی سید شمس الدین خطیب
عیدگاہ بیجاپور کیا کرتے ہین۔

۴۲۶۔ شیخ عبد اللہ الغزنی پیر ضیاء الدین
شیخ عین الدین شاہ حافظ شاہ حمزہ شاہ
حبیب اللہ سید علی شہید۔ - - -

شیخ عبد اللہ الغزنی ابو القاسم بھی قدیم بزرگون
مین سے ہین۔ آپ کا مولد دیہ لغنج دال ہے
جو دریائے بصرہ کے کنارے جنوبی سمت

مین ایک موضع ہے۔ آپ بڑے عالم و عامل اور اہل دل تھے ۸۳۰ھ مین بیجاپور آکر مقیم ہوئے ۔ اور شیخ عین الدین گنج العلم سے علوم ظاہری اور باطنی سیکھے اور ۷ رجب ۸۹۳ھ کو وفات پائی۔

سلطان پیر ضیاء الدین غزنوی بھی بیجاپور کے قدیم اولیا سے ہین - یہ خاندان محمود غزنوی کے شاہزادون سے تھے ۔ دنیا کی دولت کو ناچیز سمجھکر حلقۂ اہل حق مین شامل ہوگیے ۔ اول تو وہ شیخ محمد بن سراج جنیدی احسن آبادی کے مرید ہوئے ۔ پھر شیخ العالم گنج العلم کی صحبت مین رہکر علوم ظاہری و باطنی کا اکتساب کیا ۔ سال وفات تو معلوم نہین ۔ عرس ۲۲ شعبان کو ہوا کرتا ہے ۔ مزار پر ایک چھوٹا سا قبہ بنا ہوا ہے ۔

پیر ضیاء الدین کے پوتے شیخ عین الدین تھے ۔ اونھون نے شیخ ادریس عرف خوندمیر بن شیخ محمد بن سراج جنیدی احسن آبادی سے بیعت کی اور ظاہری و باطنی فیض اوٹھایا تھا۔

ابوالبرکات شاہ حافظ حسینی بھی قدیم بزرگوارون مین سے اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے بھتیجے ہین ۔ جس زمانہ مین آپ یہان آئے تو ہندوؤن نے اونھین آبادی مین رہنے نہ دیا ۔ اس لیے مجبوراً بستی کے کنارہ ایک گھورے پر جا پڑے ۔ مگر آپ کے اخلاق حمیدہ دیکھکر آخرکار ہندوؤن نے بستی مین سکونت کی اجازت دیدی ۔ سن وفات آپ کا معلوم نہین ۔ عرس صفر کی تیرھوین کو ہوا کرتا ہے ۔

شاہ حافظ حسینی کے ایک بیٹے ابوالفضل شاہ حمزہ حسینی بھی بڑے بزرگون

مین سے ہوئے ہین انکی بہی تاریخ وفات معلوم نہین عرس شعبان کی نوین کو ہوا کرتا ہے - یہ دو نو مزار قریب ہین اور دونون پر ایک چھوٹا سا قبہ بنا ہوا ہے آپ کی اولاد مین خدا نے بڑی برکت دی ہے - اون کی اولاد اس وقت حیدرآباد دکن رائچور موضع پوری پرگنہ بمستان جت علاقہ بلگاؤن وغیرہ مین موجود ہے - اور آپ کے مقبرہ مین کتنے ہی دوسرے صلحا اور اہل علم وغیرہ مدفون ہوئے ہین محمد ابراہیم خطیب عیدگاہ اور اون کے والد شیخ احمد وہین مدفون ہین - شاہ حمزہ کی اولاد مین حیدرآباد مین اس وقت سید غوث صاحب منصبدار و منتظم علاقہ صرف خاص اور سید غلام دستگیر صاحب ساکن سوبہ پرگنہ بربھنی علاقہ سرکار نظام مین رہتے ہین - موضع پوری مین صاحب حسینی صاحب اور موضع سیونگی مین سید عبد القادر صاحب علاقہ انگریزی مین اپنے بزرگون کی نشانی موجود ہین -

شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ ہانی بہی بیجاپور کے قدیم بزرگون مین سے ہین - جن کا ذکر حصہ اول مین سلطان احمد شاہ بہمنی کے زمانہ مین آچکا ہے - یہ ہمایون شاہ بہمنی کے خوف سے بیدر سے بہاگ کر بیجاپور چلے آئے تھے یہان سراج خان جنیدی تہانہ دار نے گرفتار کرکے چاہا کہ ہمایون شاہ کے پاس انہین بہیجدے اس پر انہون نے ہتیار اوٹہائے اور دشمنون کے ہاتھ سے ۸۶۴ھ مین مارے گیے - ان کی اولاد بیدر مین رہتی ہے اور سیڑم ضلع گلبرگہ مین سید شاہ نعمت اللہ حسینی و سید شاہ محمد بن اولیا محمد حسینی موجود ہین -

سید علی شہید بہی بیجاپور کے بزرگون مین سے ہین - یہ بہت قدیم زمانہ مین یہان آئے تھے اور ہندؤن سے لڑکر شہید ہوگئے تھے - ان کا سر قاضی محمد باقر

کے مکان کے عقب جنوبی سمت مین مسجد کے قریب مدفون ہے اور اون کی لاٹ کی قبر شاہ حضرت قادری کے مقبرہ کے قریب اونکی حویلی کے احاطہ کے اندر دروازہ کے پاس مشرقی جانب مین ہے اسی کے قریب گنج شہیدان بھی ہے۔

۷۴۴ شاہ اصغر اللہ وہدایت اللہ وشہباز والبو الحسن فخر آبادی۔

یہان تک اون بزرگون کا بیان ختم ہوگیا جو عادل شاہیون سے پہلے بیجاپور آئے تھے۔ اب ہم اون بزرگون کا ذکر کرتے ہین جو سلاطین عادل شاہیہ کے زمانہ مین وہان آئے ہین ان مین اول خواجہ سید محمد گیسودراز کی اولاد ہے۔

شاہ اصغر اللہ نبیرہ شاہ سفیر الرحمن کا نسب پانچ واسطون سے خواجہ صاحب تک پہونچتا ہے اپنے خاندان کے نشان خاص ابراہیم عادل شاہ ثانی کے عہد مین بیجاپور چلے آئے تھے۔ تاریخ وفات معلوم نہین عرس سترہوین ذی الحجہ کو ہوتا ہے مرقد شہر پناہ کے اندر مکہ دروازہ کے قریب ہے۔ اور آجکل کچہری کے احاطہ کے اندر آگیا ہے۔ آپ کی اولاد مین اس وقت بیجاپور مین سید صفی اللہ اور سید اسد اللہ موجود ہین اور سالانہ عرس آپ کا کیا کرتے ہین۔

شاہ ہدایت اللہ بھی خواجہ صاحب کی نسل سے ہین اور عادل شاہیون کے ہی زمانہ مین بیجاپور چلے آئے تھے۔ تاریخ وفات معلوم نہین۔ روضہ آپ کا شہر پناہ کے باہر زہرہ پور مین ابراہیم عادل شاہ جگت گرد کے مقبرہ کے نزدیک مغرب کی طرف واقع ہے۔ اور اوس پر ایک قبہ بنا ہوا ہے۔

شاہ شہباز شاہ ہدایت اللہ کے پوتے ہین۔ ان کا روضہ شہر پناہ کے اندر شاہ پیٹھ مین ہے تاریخ وفات معلوم نہین عرس ۲۰ ذی قعدہ کو ہوتا ہے ان کی

اولادنہین سے ہے۔ دادی پیران صاحب جو سید کریم محمد کی اولاد مین ہین۔ سالانہ عرس کیا کرتے ہین۔

شاہ ابوالحسن فخرآبادی بہی خواجہ صاحب کی ہی اولاد سے ہین۔ ابراہیم عادل شاہ اور اوس کا بیٹا محمد عادل شاہ انکی بڑی عزت کرتے ستھے۔ اُنہون سنے زہرہ پور مین ایک معمورہ بناکر فخرآباد اوس کا نام رکہا تہا اس سے اونہین فخرآبادی کہتے ہین۔ یہ وہین مدفون ہین۔

۴۲۸۔ شیخ منتجب الدین اور شیخ محی الدین شیخ منتجب الدین صدیقی دہولقی قادری مشہور بہ میان با صاحب شاہ علی خطیب گجراتی کے واسطے سے خلیفہ اول و یار غار شفیع روز محشر امیر المومنین صدیق اکبر کی اولاد امجاد سے ہین۔ یہ تو اپنا مولد و مسکن دہولقہ چہوڑکر بیدر چلے آئے ستھے۔ وہان شیخ ابراہیم مخدوم جی خلف شیخ شمس الدین محمد ملتانی بیدری کے مرید ہوگیے۔ اور خلافت و اجازت سلسلہ قادریہ کی حاصل کرکے ابراہیم عادل شاہ ثانی کے عہد مین بیجاپور چلے آئے۔ شیخ صاحب شرع شریف کے بڑے پکے پیرو تھے۔ اور فقر اکی طرح شریعت سے آگے قدم نہین بڑہایا تہا۔ سن وفات معلوم نہین۔ مرقد بیجاپور کے حصار کے باہر ابراہیم پور کے دروازہ کے قریب جنوبی سمت مین واقع ہے۔

ان کے خلف ارشد شیخ محی الدین بڑے عالم اور واعظ تھے یہ بہی اپنے باپ کے پاس ہی مدفون ہین۔ اِن باپ بیٹون کی صلاح و تقوے اور وعظ و نصیحت سے مخلوق کو بہت فائدہ پہونچا تہا آپ کی اولاد مین آجکل موضع گوسنگی مین شاہ وجیہ الدین صاحب جاگیر دار موضع مذکور اور اون کے فرزندان نور اللہ صاحب

عظمت صاحب گیسو دراز صاحب محمد اکرام عرف مرشد پیران صاحب اور اونکے
بھائی منتجب الدین صاحب کے فرزند صاحب حسینی اور دوسرے بھائی بین
صاحب کے فرزند عبد المجید اور تیسرے بھائی رحیم الدین کے فرزند محی الدین صاحب
موجود ہین - اور یہ دونون مواضع دونون خاندان متذکرۂ بالا کے معافی مین ہین -

۴۲۹ - شیخ حمید شیخ لطیف اللہ شیخ عبد الصمد اور شیخ عبد الکریم مصنف شرح لمعات -

شیخ حمید قادری بھی بیجاپور کے مشاہیر سے ہین - آپ حافظ قرآن اور بڑے خوش الحان تھے - یہ اپنا وطن سندہ چھوڑ کر پہلے بیدر آئے تھے - اور
وہان شیخ محمد گنج بخش خلیفہ شیخ مخدوم جی کے مرید ہو گیے تھے - چند روز بعد ابراہیم
عادل شاہ کے عہد مین بیجاپور تشریف لائے - ابراہیم اِن کے استقبال کو گیا -
اور اون سے ملاقات کر کے بیجاپور کے حصار کے اندر لایا - آپ کی سکونت کے
سیلیے نوباغ جو بادشاہی باغ تھا مقرر کیا - اور انعام کا پروانہ بھی پیش کیا - مگر آپ نے
قبول نہین کیا - علی عادل شاہ اول کی بی بی فاطمہ سلطان نے ایک مسجد اور ایک
گنبد اور ایک باولی جس کا نام مکت باولی ہے بنوائی تھی - آپ نے اوس مسجد
مین سکونت پسند کی اور کہا کہ مجھہ فقیر کے سیلیے یہی مسجد کافی ہے - بادشاہ نے یہ
سب عمارت اور فصیل قلعہ تک جو بادشاہی زمین تھی وہ سب آپ کے خدام کی
سکونت کے سیلیے دیدی - شیخ صاحب نے وہان ایک چھپر ڈلوالیا - اور اون
چھوٹے گنبد ون مین کتنے ہی چلے اور خلوت سے کیے - آخر عمر مین وہ ہی جگہہ آپ
کے آرام گاہ تھی اور بعد وفات وہ ہی خوابگاہ ہوئی - ۲۲ ذی الحجہ ۱۰۱۱ھ کو آپ کا
انتقال ہوا - شفیع قیامت اوس کی تاریخ مشہور ہے - اور مزار اوسی جگہہ بنا ہے جہان

چھپڑا ہوا تہا - بعض لوگون نے بیان کیا ہے کہ آپ کی تاریخ وفات فیض سبحانی ہے جس سے ۱۰۸۱ھ نکلتے ہین - مگر شاہ سیف اللہ صاحب مترجم روضہ اولیا کی رائے ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے - یہ تاریخ غالباً شاہ لطف اللہ کی ہے جو شیخ حمید کے مرید تھے اور اسی سن مین مرے تھے اون کا ذکر نیچے دیکھئے

شیخ لطف اللہ قادری شیخ حمید کے مرید تھے - مگر شاہ صبغۃ اللہ کے پاس بہی آپ کی آمد و رفت تھی - اور اون سے بہی مرید ہونے کا ارادہ کیا تہا - مگر جب شیخ حمید نے شاہ صبغۃ اللہ سے کہا آپ کے تو ہزارون مرید ہین - مگر میرا صرف یہی ایک اندہے کی لکڑی ہے تو شاہ صبغۃ اللہ نے اونہین چھوڑ دیا - یہ دونو پیر و مرید شاہ صبغۃ اللہ سے ایک مرتبہ رخصت ہو کر حج بیت اللہ شریف کے ارادہ سے نکلے مگر شیخ حمید بعض وجوہات سے بندر وایل مین رک گیے - اور شیخ لطف اللہ حج کر کے واپس آئے اوس وقت یہ دونو صاحب بندر وایل سے ملکر بیجاپور آئے - شیخ لطف اللہ ۱۱ ربیع الثانی کو واصل حق ہوے - آپ کا مزار شیخ حمید کے برابر اوسی گنبد مین ہے - ان کے سید مصطفےٰ متبنیٰ اور جانشین تھے - اونہون نے یہ گنبد بنوایا ہے - ان کے خانقاہ مین اکثر بزرگ رہا کرتے تھے شاہ عبد الرزاق قادری بہی ابتدا اً یہان بارہ سال تک رہتے تھے - منگل کے روز یہان ہمیشہ قرآن کا ختم ہوا کرتا تہا - اور لوگ زیارت کے واسطے آیا کرتے تھے - مگر اب نہ تو اون کی اولاد ہے اور نہ مصارف عرس وغیرہ کے لیے کچھ معاش ہے -

شیخ عبد الصمد قادری کنعانی شیخ لطف اللہ کے مرید اور خلیفہ ہین بعض شجرون مین شیخ لطف اللہ کا نام نہین ہے بلا واسطہ شیخ حمید سے بیعت لکھی ہے -

سید محمد عرف شاہ حضرت جو خواجہ گیسو دراز کی اولاد مین سے تھے آپ کے خلیفہ خاص و منظور نظر تھے۔ ۵ محرم ۱۰۱۶ ہجری کو وفات پائی۔ اور اپنے پیر کے مزار کی قریب جانب مشرق مدفون ہوئے۔

شیخ عبدالکریم انصاری لاہوری جنہون نے لمعات کی شرح لکھی ہے آپ ہی کے خلیفون سے ہین۔

۳۰۴۔ سوانح عمری شاہ صبغتہ اللہ دھولقہ - - - - شاہ صبغتہ اللہ بھروچی مدنی کا مزار جنہین نائب رسول اللہ بھی کہا کرتے ہین مدینہ منورہ مین ہے مگر چونکہ آپ یہان اپنے زمانہ حیات مین ایک مرتبہ آئے تھے جس کا ذکر ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین آچکا ہے اور ان کے یہان بیجاپور مین بہت مرید ہین اسلیئے ان کا ذکر بھی یہان لکھدینا ضرور ہے۔

اُن کا نسب اس طرح ہے۔ شاہ صبغتہ اللہ حسینی بن شاہ روح اللہ بن سید احمد بن عبد الفتاح مغربی بن محمود بن برکات بن طاہر بن قاسم بن محسن بن محمد بن عبد السلام بن خالد بن محمد بن محمود بن فضل الدین بن عیسیٰ بن حسن المخاطب موسی کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

شاہ صاحب ۹۵۲ھ مین بمقام بھروچ پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت خیر الناس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ان کے باپ بڑے امیر آدمی تھے۔ جب یہ سن تمیز کو پہونچے تو تحصیل علوم کا ایسا شوق پیدا ہوا۔ کہ اپنے گھر بار کی آرام و راحت کو ترک کر کے احمد آباد گجرات کو چلے آئے۔ وہان اوس زمانہ مین شاہ وجیہہ الدین صاحب ایک

مشہور و معروف شخص ستھے جو بڑے عالم بھی ستھے اور درویش بھی ستھے - اون سے پڑہنا شروع کیا - شاہ وجیہ الدین نے جب دیکھا کہ طالب علم ہونہار ہے تو اونہون نے بہت محنت کی - ظاہری باطنی اپنے تمام کمالات سے انہین رنگ دیا - اس زمانہ مین گجرات کی سلطنت مین بڑا بلوہ ہو رہا تہا - اور امرا آپس مین لڑتے جھگڑتے تھے - چنگیز خان احمد آباد پر اسی کشمکش مین کچھ دنون کے لیے متصرف ہو گیا تہا - اوس نے شاہ صبغتہ اللہ کو نیک بخت اور کمالات ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ دیکھہ کر اپنی ایک بیٹی سے جس کا نام بی بی راجی دولت تہا ان کا نکاح کر دیا - اس کے چند روز بعد چنگیز خان کو جہاز خان حبشی نے دہوکہ سے مار ڈالا اور وہان کی حکومت حبشیون کے اختیار مین آگئی - اور مظفر شاہ بادشاہ گجرات نے انہین چنگیز خان کا داماد سمجھہ کر بہت تنگ کیا - اور ان سے چنگیز خان کا مال و اسباب مانگا - اور قتل کی دہمکی دینے کے لیے تلوار سے باندہ دیا - مگر شاہ وجیہ الدین کی سفارش و کوشش سے ان کو رہائی ملگئی - پہر اسی کے قریب سنہ ۹۸۰ھ مین اس سلطنت کو اکبر بادشاہ دہلی نے لے لیا - اور مظفر شاہ قید ہو گیا - اوس کے تمام امیرون پر تباہی آگئی - چنگیز خان کی بی بی نے اکبر کے روبرو اپنے شوہر کے خون کا دعویٰ کیا - اور جہاز خان بادشاہ کے حکم سے قصاص مین قتل کر دیا گیا - اس سے خیال ہوتا ہے کہ جہاز خان کے رفیقون سے چنگیز خان کے خاندان والون کو ضرور اندیشہ پیدا ہو گیا ہوگا -

اس زمانہ مین شاہ صبغتہ اللہ کو احمد آباد مین تحصیل علوم کرتے ہوئے نو سال گزر چکے تھے - اور علوم ظاہری و باطنی کا پورا پورا اکتساب کر لیا تہا - اور دھجان و مال

کا وہان خطرہ بہی ہو رہا تھا۔ شاہ وجیہ الدین نے ان کو حکم دیا کہ اب تم بھروچ کو چلے جاؤ اور اپنے وطن مین درس تدریس اور ارشاد و ہدایت کا سلسلہ جاری کرو۔ اور غالباً یہ بہی ہدایت کی ہوگی کہ سلطنت کی لڑائی جھگڑون مین نہ پھنسو۔ چنانچہ یہ اپنے مرشد کے ارشاد کے بموجب وہان چلے آئے اور ایک عرصہ تک بھروچ رہا کیے اکبر کے زمانہ مین وہان امن چین رہا۔ اور ان کو غالباً وہان بہت پریشانی نہ ہوئی ہوگی۔

کچھ مدت کے بعد ایک روز آپ باغ کی سیر کے واسطے گاڑی مین سوار ہو کر نکلے۔ شاگرد بہی ہمراہ تھے راستہ مین دل مین آیا۔ کہ مدینہ منورہ کو جانا چاہیے۔ اور رفیقون سے کہا باغ کی سیر کی ہمین حاجت نہین مدینہ کو جاتے ہین۔ بس اوسی روز چلکر ایک منزل پر قیام کیا۔ جب یہ خبر ان کی بی بی راجی دولت دختر چنگیز خان کو پہونچی تو اوس نے سفر کا سامان انہین بہیجدیا۔ اور یہ مدینہ روانہ ہوگیے۔ غرض شاہ صاحب مدینہ پہونچے۔ وہان ایک مدت تک رہے۔ چونکہ آپ بڑے عابد و زاہد اور ذی علم شخص تھے۔ اور چنگیز خان کی بیٹی انہین خرچ بہیجتی اور وہان اچھی گزران ہوتی تہی اس سے مدینہ مین ان کی خوب عزت ہوئی۔ اور وہان والون کو ان سے ایک گونہ اعتقاد پیدا ہوگیا۔ اس لیے جب شاہ صاحب صبح شام زیارت قبر رسول اللہ کے واسطے جاتے تو مخلوق انہین بہت گھیرتی اور پریشان کرتی تہی۔ جس سے آپ نے زیارت کے لیے ظہر کا وقت مقرر کیا تہا۔ کیونکہ اس وقت وہان مخلوق کا ہجوم کم ہوتا تہا۔

جب ایک مدت مدینہ مین رہ لیے۔ تو شاہ صاحب کو پھر ہندوستان یاد

آیا اور ہندوستان کو روانہ ہوئے - بندر دابل مین آکر اوترے - پھر اپنے وطن آئے - مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہان پہلا سا لطف نہ آیا - اس لیے ۹۹۵ھ مین مالوہ چلے گئے - وہان پھر زیارت حرمین کا خیال آیا - مدینہ کے ارادہ سے خاندیس آئے - وہان سے احمد نگر پہونچے - یہان اوس زمانہ مین برہان شاہ بادشاہ تھا - اوس کے تنگ کرنے سے احمد نگر مین اونہین ایک سال توقف کرنا پڑا - دوسرے سال سفر دریا کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور ابراہیم عادل شاہ کے پاس بیجاپور مین ۱۰۰۰ھ ہجری مین آئے - اور پانچ برس یہان مقیم رہے - جس کا کچھ حال تو ہم نے اوپر ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین بیان کر دیا ہے اوس کے اعادہ کی یہان ضرورت نہین - اوس کے سوا جو اور دو ایک امر ہین وہ بھی یہان ہم لکھے دیتے ہین -

ابراہیم عادل شاہ اول نے ۹۴۷ھ مین بیجاپور کے قریب ہی ایک مقام ابراہیم پور کے نام سے آباد کیا تھا - وہان شاہ صبغتہ اللہ نے اپنی ایک مسجد بنوائی تھی - کہتے ہین کہ جس قدر بیجاپور کی مساجد ہین اون سب کی سمت قبلہ مین کچھ نہ کچھ کجی ہے - صرف اسی مسجد کا قبلہ درست ہے - اس سے خیال ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کا یہان مستقل سکونت اختیار کرنے کا ارادہ ہو گیا تھا - مگر اتفاقات آکر ایسے پڑے کہ اونہین یہان سے جانا پڑا -

آجکل ہندوستان مین خصوصاً دکن مین جو صوفیون کا فرقہ ہے اوس مین شاذ و نادر سے قطع نظر کر کے اگر ہم غور کرین - تو سب اپنے پیرون کو آسمان کا تارہ سمجھتے ہین - اور جس الحمہ پر کہ شیعہ اعتقاد رکھتے ہین قریب قریب وہ سب

ان صوفیون کے پیرون کے سلسلہ مین داخل ہین - اور منتہائی سلسلہ دونو فریق کے حضرت علی ہین دونون فریق کے خیال مین حضرت علی سے پیغمبر کے بعد کوئی افضل تو کیا برابر بھی نہین - جو لوگ اچھے بُرے حضرت علی کے ساتھہ رہے ہین - وہ اون سب سے اچھے ہین جنھون نے کسی طرح اونکی مخالفت کی ہے - اور لطف یہ ہے کہ یہ عقیدہ انھین شاہ صبغۃ اللہ صاحب کے مریدون کا بھی سننے مین آیا ہے - اگر یہ صحیح ہے تو بڑا تعجب ہے کیونکہ شاہ صبغۃ اللہ کا یہ عقیدہ نہ تھا بلکہ وہ شیعون کے سخت مخالف تھے - اور سنیون کے ملک مین اون کا رہنا پسند نہین کرتے تھے اس لیے اونھون نے ابراہیم عادل شاہ سے کہا تھا - کہ شیعون کو اپنے ملک سے نکالدے لیکن بیجاپور مین گو بادشاہ سنی تہا مگر شیعہ اس قدر کثرت سے تھے کہ اون کا نکالدینا بادشاہ کے لیے کچھہ آسان کام نہ تہا -

دکن مین ایام محرم مین جو کچھہ تعزیہ پرستی اور اور لغویات ہوتی ہین وہ بہت مشہور ہین - اوس زمانہ مین بھی یہ واہیات مین ہوتی تھین - کوئی احمد خان وائی بچہ شاہ صبغۃ اللہ کا ہمسایہ تہا - محرم مین جب اوس کے الاوہ کا شور وغل ہوا - تو اون کے اشارہ سے ایک اون کے ساتھہ کا آدمی وہان گیا - کوئی پانچ آدمی کا مجمع تہا - اوس مجمع مین وہ گھس گیا - اور الاوہ توڑ ڈالا - الاوہ والون سے اور اوس سے مارپیٹ ہوئی - آپ کی اجازت سے اوس کی مدد کے لیے ایک اور آدمی گیا - بعد ازان وہ دونو لوٹ آگئے -
ابراہیم عادل شاہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو اوس نے براہ احتیاط شاہ صاحب کے مکان مین باہر سے قفل ڈلوادیا - کہ کہین کچھہ فساد نہ ہوجائے - اور دروازہ پر ایک پہرہ مقرر کردیا - جس مین کچھہ سوار اور کچھہ پیادے تھے - کہ بیجاپور کے لچے کہین شاہ صاحب کو

مخالفت کے سبب سے کچھ ایذا نہ پہونچا ئین - مگر شاہ صبغتہ اللہ کو شیعون سے
ایسی نفرت تھی - کہ اگر مکان کھولا رہتا تو وہ ان سے فساد کیے بغیر کبھی نہ رہتے -
اس زمانہ مین گولکنڈہ کا بادشاہ محمد قلی قطب شاہ تہا - اور بڑا غالی شیعہ تہا - شاہ
صاحب نے یہ حال سنکر اپنے ایک مرید شیخ ابراہیم کو محمد قلی کے پاس بھیجا - کہ وہ جاکر
رفض سے منع کرے - جب وہ محمد قلی کے پاس آیا - اوس نے تبرا کرنے سے منع
کیا تو محمد قلی نے اس گناہ مین اوس کی زبان کاٹ دی وہ بیچارہ عمر بہر کے لیے
بے زبان ہو گیا -

ابراہیم عادل شاہ سنی تہا وہ جانتا تہا کہ شاہ صبغتہ اللہ جو کچھہ کہتے ہین وہ اچھا
تو بے شک ہے - اور اسی سبب سے کہ احمد خان سے اور شاہ صاحب کے
آدمیون سے کچھہ جھگڑا ہو گیا تہا ابراہیم نے احمد خان کو جو منصور خان کی جاگیر دینے کی
تجویز تھی وہ اوسے نہ دی - مگر شیعون نے بادشاہ کو ان کے برخلاف بھڑ کایا خصوصًا
شاہ نواز خان نے جو ابراہیم عادل شاہ کا وزیر اور شیعہ تہا - اور اُس کو آمادہ کیا کہ شاہ
صبغتہ اللہ کو مدینہ جانے کی اجازت دی جائے - شاہ صاحب بہی بادشاہ کے
خلاف شرعی قانون سے ناراض تھے وہ اجازت ملتے ہی فوراً روانہ ہوئے اور
اس ریح مین گلبرگہ بہی خواجہ بندہ نواز کی زیارت کو نہ گئے - سیدھے بندر دابل کو روانہ
ہو گئے - ابراہیم آپ کی بہت خاطر کرتا تہا - اوس نے اونہین بہت عزت کے
ساتھہ رخصت کیا - اور مدینہ جانے کے لیے اپنا جہاز اون کو دیا - مگر بعض اسباب
سے انہین دابل مین کئی مہینے ٹھیرنا پڑا پہر ۱۰۰۵ھ مین ابراہیم عادل شاہ کی جہاز مین
بیٹھہ کر مدینہ پہونچے - مگر بیجاپور مین اپنے معتقدین کا ایسا بڑا گروہ چھوڑ گیے کہ وہ ابتک

وہان چلا جاتا ہے۔

وہان آپ دس سال تک مقیم رہے اخیر عمر مین آپ کوہ اُحد پر چلہ کشی مین کوئی دو سال تک مشغول رہے - وہان تریسٹھہ برس کی عمر مین جب زمانہ وصال قریب آیا تو مدینہ چلے آئے - ۵ جمادی الاول ۱۰۱۵ھ کو آپ کو بخار آیا - اس وقت آپ کے مرید اور خلیفہ شیخ عبد العظیم اور شیخ علی کشایش دو ہمراہ موجود تھے - بروز جمعہ آپ کا انتقال ہوگیا - دونو ہمراہیون اور مدینہ والون نے آپ کو حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول اللہ کے قبہ شریف کے متصل اس طرح دفن کیا - کہ شاہ صاحب کی قبر کا سر صاحبزادہ کے ناف کے برابر رہے - یہان آپ نے اپنی حیات مین ایک روز کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم کی قبر پر فاتحہ پڑی اور دعا مانگی تہی کہ صبغۃ اللہ کو قبر کے لیے یہ جگہ نصیب ہو - سنگ مرمر کے لوح پر آپ کا نام کندہ کرکے مزار کے سرہانے لگا دیا گیا ہے -

تاریخ وفات مین اختلاف ہے کوئی تو ۲۶ بتاتا ہے کوئی ۲۷ کہتا ہے اور بعض نے ۲۵ - اور ۱۸ - اور ۱۷ - بہی بیان کی ہے - مگر سید عبد اللہ مصنف کتاب خلاصہ صبغۃ اللہی کہتے ہین کہ اصح روایت ۲۸ جمادی الاول ۱۰۱۵ھ روز جمعہ ہے چنانچہ شیخ علی کشایش کی اولاد مدینہ مین آپ کا عرس اسی تاریخ کیا کرتی ہے -

شاہ صبغۃ اللہ کے دو بیٹے تہے بڑے کا نام ابو المعالی اور چہوٹے کا ابو العلا تہا - جب شاہ صاحب کا خرقہ مدینہ سے بہڑوچ آیا - تو بڑے بہائی ابو المعالی نے کہا - کہ مین اس خرقہ کے لائق نہین ہون - ابو العلا پرہیزگار اور عالم ہے یہ اوس کے لایق ہے - چنانچہ یہ خرقہ ابو العلا نے لے لیا اور باپ کی طرح پیری مریدی کرنے لگا -

شاہ صبغتہ اللہ نے تصوف مین کتاب الوحدہ اور رسالہ ارارۃ الدقائق شرح مرآۃ الحقائق اور مالا یسع المرید ترک کل یوم من سنن القوم لکھے ہین اور جواہر خمسہ مصنفہ محمد غوث صاحب کا عربی مین ترجمہ بھی آپ ہی نے کیا ہے -

مدینہ منورہ مین جب زائرین جاتے ہین تو وہان کے مزورہر ہر مقام پر اون سے سلام پڑہواتے ہین - اوسی وقت شہدائے بقیع کے بعد شاہ صبغتہ اللہ پر اور آپ کے بعد حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑہواتے ہین کہتے ہین کہ سوائے شاہ صبغتہ اللہ کے اور کوئی ہندوستانی وہان ایسا نہین ہے کہ جس کا سلام پڑہوایا جاتا ہو - اور سلطان روم کی طرف سے اون کا عرس کیا جاتا ہے -

شاہ صبغتہ اللہ کے بعد اون کے جو خلفا ہوئے اونکے نام یہ ہین -

شیخ عبد العظیم[۱] محمد مکی حنفی شیخ علی[۲] کشا ئیش شیخ عبد الصمد[۳] شیخ ابراہیم[۴] شیخ سنو[۵] سید اسعد[۶] بلخی مولانا حبیب[۷] اللہ بیجاپوری شیخ عبد[۸] الحکیم میان یوسف[۹] سید عبد[۱۰] اللہ شاہ مرتضی[۱۱] قادری سید محمد[۱۲] بخاری معاصر الکرام مین سید میر[۱۳] اور شیخ احمد شنادی کو آپ کا خلیفہ لکھا ہے - شاید شیخ احمد شنادی اور شیخ سنو ایک ہی شخص ہون -

جن صاحبون کو شاہ صبغتہ اللہ کے مفصل حالات دیکھنا منظور ہون تو اون کو چاہیئے کہ کتب ذیل کی طرف رجوع کرین -

روضۃ الاولیائے بیجاپور تاریخ بیجاپور ملفوظات مولانا حبیب اللہ رسالہ شیخ عبد الفتاح ملفوظات سید محمد بخاری حرز العاشقین رسالہ شیخ علی کشا ئیش

مکتوب شیخ عبد العظیم معاصر الکرام میر غلام علی آزاد بلگرامی - حاشیہ جواہر خمسہ مصنفہ شیخ احمد سناوی لسان الزمان مصنفہ شیخ محمد عقیل نکی کتاب - خلاصہ صبغۃ اللہی مصنفہ سید عبد اللہ -

۱۳۴۴ - ملا حبیب اللہ بیجاپوری خلیفہ شاہ صبغۃ اللہ - بیجاپور مین جو شاہ صبغۃ اللہ کی یادگار اسوقت تک باقی ہے اوس مین مولانا حبیب اللہ کی ذات کو بڑا دخل ہے حبیب اللہ ۹۸۳ھ مین بمقام بیجاپور پیدا ہوئے - ان کے باپ کا نام ملا احمد بن خلیل اللہ قادری تہا - اونہون نے پانچ برس کی عمر سے پہلے ہی انہین قرآن پڑہانا شروع کرا دیا تہا - اوس زمانہ خورد سالی مین تو انہین قرآن یاد نہین ہوتا تہا - مگر جس قدر بڑہتے گئے ذہن تیز ہوتا گیا - ملا حسن نجفی سے انہون نے صرف و نحو اور علم معانی و بیان اور حکمت کی کتابین پڑہین - اگرچہ ملا حسن شیعہ مذہب ستے تفسیر بیضاوی کا بہی انہون نے اونہین سے درس لیا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گو یہان کے لوگ سنّی ستے مگر اون کے عقاید دلونمین ایسی جگہہ پکڑ گیے ستے کہ کسی کو اون سے نفرت نہ تہی - مولانا حبیب اللہ ذہن کے ایسے تیز تھے کہ جب یہ کتابین پڑہ چکے - تو گو ملا حسن تمام درسی کتابین پڑہاتے تہے مگر ان کی تعلیم کے میدان مین اون کا ٹٹو آگے نہ چل سکا - اور اونہون نے صاف جواب دیدیا کہ اب تمہین کسی علم کی ضرورت نہین - مولانا حبیب اللہ کو تحصیل علم کا بڑا شوق تہا وہ اپنا گہر چہوڑ کر مسافرت کے لیے نکلے قریہ ہنوندی مین قاضی محمد کلیانی رہتے ستے یہ بڑے عالم فاضل ستے - مگر اوس زمانہ کے خیالات کے بموجب تعبیر گوئی ان کا بڑا فن تہا - اب عقل کا زمانہ ہے معبّر کہین دیکہنے مین نہین آتے - اوس وقت لوگ

دور دور سے ایسے لوگون کے پاس خوابون کی تعبیر پوچھنے کو جایا کرتے تھے۔ اونھون نے اون کی بہت خاطر کی۔ اور دو چار سبق بھی بڑا مین کے پڑھائے۔ مگر چونکہ مولانا حبیب اللہ کی تشفی نہین ہوئی۔ اس لیے چھوڑ کر پھر بیجاپور مین چلے آئے۔ یہان درس تدریس کا سلسلہ جاری کر دیا۔ اور شاہ محمد مرزا عرف میران صاحب بابانگری سے روحانی فیض حاصل کیا۔ اور شیخ بالوجی خلیفہ شاہ حسن وڈہ اور شیخ تاج الحق وغیرہ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ اوس وقت آپ کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی کامل شخص کا مرید ہونا چاہیے اس کے لیے قصبہ بابانگر جاکر میران صاحب سے مشورہ لیا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین کامل پیر کی تلاش مین ہندوستان روم شام عرب مکہ معظمہ مدینہ منورہ کا سفر کرون۔ اونھون نے کہا۔ کہ سفر کی ضرورت نہین ہے کوئی اللہ کا بندہ تمھارے دل کی خواہش کے مطابق یہین آجائیگا۔ اس نوعمری مین کہین جانا نہ چاہیے۔ اتفاقات سے ایسا ہی ہوا۔ دوسری سال سنہ ۱۰۰۱ھ مین شاہ صبغتہ اللہ خود ہی یہان آگیے۔ اور اُنھون نے اون سے روحانی فیض حاصل کر لیا۔

جس زمانہ مین شاہ صبغتہ اللہ بیجاپور آئے ہین تو ملا حبیب اللہ کی ذہانت کا وہان بڑا شہرہ تھا۔ اور کوئی اُستاد اون کو پڑھا سکتا نہ تھا۔ شاہ صبغتہ اللہ نے اون سے کہلا بھیجا کہ میرے پاس آکر پڑھو۔ اگر میری تعلیم سے تمھارا اطمینان ہو تو پڑھنا ورنہ نہین۔ ملا حبیب اللہ آئے اور سبق پڑھا تو اون کو ایسی تشفی ہوئی کہ ہر طرح معتقد ہو گیے۔ شاہ صاحب کے پاس پندرہ کتابون کا سبق ہوتا تھا اون سب کی سماعت کرنے لگے اور بیعت کے طالب ہوئے شاہ صاحب نے

ان کو مرید کرتے وقت پوچھا کہ کس سلسلہ مین مرید کرون - ملا حبیب اللہ نے کہا کہ مجکو سلسلہ سے کیا کام مجھے اپنا بنا لیجیے - شیخ محمود جنیدی وہان موجود تھے اونھون نے کہا - حبیب اللہ کے باپ قادری تھے انہین بھی قادری سلسلہ مین مرید کیجیے - پھر ملا صاحب نے شاہ صاحب سے تفسیر و حدیث اور تصوف وغیرہ کی کتابین پڑہین - اور تمام علوم ظاہری و باطنی حاصل کر لیے - اور ایسے مرید صادق ہوئے کہ شاہ صاحب نے شجرہ مین انہین اپنا فرزند حقیقی لکھدیا - اور اجازت دی کہ اپنے مریدون کے شجرہ مین کتبہ صبغتہ اللہ لکھا کرین - اور اپنا نام بھی انہین دیدیا -

ملا حبیب اللہ کا حال درس و تدریس کا مفصل نہین لکھا ہے - مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہان یہ پیری مریدی کرتے تھے - وہان تعلیم و تعلم سے بھی ان کو شوق تھا - ہمیشہ طالب علمون کو پڑہانے اور نئے نئے نکات کتابون مین نکالا کرتے تھے - شرح چغمینی شرح تجرید اور اور بڑی بڑی انہتا ء رجہ کی کتابون پر اونھون نے نہایت عمدہ حواشی لکھے تھے - مشکوۃ المصابیح بیضاوی وغیرہ سے نہایت دقیق مسائل حل کیا کرتے اور اون پر حواشی لکھا کرتے تھے -

جس وقت شاہ صبغتہ اللہ بیجاپور سے مدینہ جانے لگے - تو ملا نے چاہا کہ یہ بھی اون کے ساتھہ جائین - چنانچہ پہلی منزل مین یہ اونکے ساتھہ حوض شاہ پور تک اور دوسری مین تکوٹہ تک گئے - جو بیجاپور سے پانچ کوس ہے - وہان شاہ صاحب نے اذکار و اشغال وغیرہ ان کو تلقین فرمائے اور اون سے کہا کہ تم بیجاپور رہو - میرے ساتھہ جانے کی بہ نسبت یہان رہنا تمہارا مفید ہے جب مین بلاؤن تو تم مدینے چلے آنا -

مولانا حبیب اللہ پالکی مین سوار ہو کر پہرا کرتے تھے اور ایسے خوش اخلاق تھے
کہ لوگ دور دور سے ان کی زیارت کو آیا کرتے تھے - ایک مرتبہ پانچ فقیر سبز پوش انکی
ملاقات کے لیے دہلی سے بیجا پور آئے تھے - مگر باوجود اس کے انکے دشمن بھی
تھے - ایک شخص نے انہین دودھ بھیجا - یہ اوسے پینے لگے - اتفاق سے
ان کے ہاتھ سے چمچہ گر پڑا - اور معلوم ہوا کہ دودھ مین زہر ملا ہوا ہے -

سید اسعد بلخی خلیفہ شاہ صبغتہ اللہ مدینہ مین رہتے تھے - اونہون نے ملا حبیب اللہ
کو ایک خط بھیجا - اوس مین لکہا تہا کہ شاہ صبغتہ اللہ کا اشارہ آپ کی طلب کے
بارہ مین ہے - آپ حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لائیے - جب یہ خط ملا کے
پاس یکم ذی قعدہ ۱۰۴۰ھ کو پہونچا - تو اونہون نے خوشی خوشی سفر کا سامان اور
خرچ راہ کی تجویز کی - مگر اسی مین شاہجہان کے حکم سے آصف خان بیجا پور پر آیا - اور شہر
کا محاصرہ کیا - تمام ملک مین چارون طرف پریشانی پہیل گئی - اسی مین ملا حبیب اللہ
کو بخار آگیا - اور بیماری روز بروز بڑہتی گئی - اس بیماری مین اپنے گہر والون کو تسلی دیتے
اور کہتے رہے کہ خدا چاہے تو شہر کو کچھ صدمہ نہ پہونچیگا - پہر بروز یکشنبہ مغرب کے
وقت ۹ شعبان ۱۰۴۱ھ کو جوار رحمت الٰہی مین پہونچے - اور آپ کی وصیت کے
بموجب اپنے والدہ بی بی نعیمہ کی قبر کے پاس جو انکی مریدہ بھی تہین زہرہ پور مین
پیر کے روز مدفون ہوئے -

ملا حبیب اللہ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند محمد صبغتہ اللہ عرف شاہ صاحب
نے چاہا کہ آپ کے جسم کو مدینہ لیجا کر مدفون کرین - مگر کہتے ہین کہ ملا صاحب نے
اون سے خواب مین کہا کہ مین تو یہان اپنے مرشد شاہ صبغتہ اللہ کے پاس رہتا ہون

سے مجھے میری خالی قبر سے لانے کی حاجت نہین ہے - اس لیے اون کے بیٹے نے اون روپیہ سے جو مدینہ کے سفر کے واسطے تجویز کیا تہا ملا حبیب اللہ کا گنبد بنوادیا بیجاپور مین آپ کا روضہ مشہور اور زیارت گاہ خلایق ہے - آپ کا گنبد بہت خوش وضع اور خوش اسلوب بنا ہے - اور زائرین کا وہان خوب دل لگتا ہے - نظر علیخان جو عالمگیر کی طرف سے بیجاپور کا صوبہ دار تہا اور جو بہت نیک اور عابد شخص گزرا ہے اسی روضہ کے احاطہ کے قریب مدفون ہے -

شاہ جمال الدین صفوی بن شاہ نور الدین صفوی نے کمال آرزو کے ساتہہ آپ کی بیعت کر کے خلافت و اذکار و اشغال کی اجازت حاصل کی تہی - شاہ مصطفے اجنیدی سجادہ شیخ عین الدین گنج العلم بہی ملا حبیب اللہ کے ہی طالب و مستفیضون سے ستہے - بی بی ستی تغاجہ جو بڑی صالحہ تہین آپ کے فیض صحبت سے اس درجہ کو پہنچی تہین کہ آپ کی محرم راز ہوگئین تہین - ان بی بی نے ۷ جمادی الاخر ۱۰۳۶ھ کو رحلت کی ہے -

شیخ ندیم اللہ بن شمس الدین جو بڑے عالم پرہیزگار ستہے اور جن کی خط و کتابت مشہور ہے - ملا صاحب کے ہی خلیفون اور قرابت دارون سے ستہے شیخ عبد الفتاح جنہون نے ملا صاحب کے ملفوظات قلمبند کیے ہین آپ کے مرید و خلیفہ ستہے -

۳۴۴ - شاہ محمد صبغتہ اللہ الثانی عرف شاہ صاحب -	شاہ صبغتہ اللہ ثانی عرف شاہ صاحب پسر ملا حبیب اللہ ابتدائی حال مین جذبہ کو پسند کرتے ستہے - اور کہتے ستہے -

مجذوب رہنا چاہیئے - مگر باپ نے ان سے کہا مجذوب ہونا اچہا نہین مجذوب کو مقامات

کی ترقی نہین ہوتی - ایک ہی حال پر رہتا ہے - ان کی وفات شب پنجشنبہ ۱۲ رجب سنہ ۱۰۱۳ھ کو ہوئی - ان کی قبر ان کے باپ کے گنبد مین ہی ہے - محمد قاسم بن عبد الغفار مصنف کتاب نفائس الانفاس جو سلوک اور فصاحت اور سجع بندی اور قافیہ طرازی اور تجنیس و ترصیع مین ایک نادر کتاب ہے آپ ہی کے مریدون اور نسبت دارون سے ہے - آپ کی اولاد مین مولوی سید حبیب اللہ حیدرآباد مین موجود ہین اور آپ کا عرس کیا کرتے ہین -

۳۴۴ - شاہ نورالدین صفوی اور شیخ نظام نارنولی اور فقرائے اہل سنت اور شیعہ صوفیون مین فرق - - -

شاہ نورالدین صفوی بھی ابراہیم عادل شاہ جگت گرو کے زمانہ مین یہان آئے تھے - چونکہ یہ صفوی خاندان سے تھے جو ایران مین اوس وقت شیعون کا ایک حکمران خاندان تھا اس لیے ابراہیم کے دربار مین ان کا بہت بڑا اعزاز تھا - اوس کی مجلس مین ان سے بالادست کوئی نہین بیٹھتا تھا - جب شاہ صبغتہ اللہ بیجاپور مین آئے تو اون کی عزت ان سے بھی بڑھ کر ہوئی - اس لیے شاہ نورالدین کے دل مین غبار پیدا ہوا - مگر جب دیکھا کہ اون کے خلاف مین اپنی بات بگڑ جانے کا اندیشہ ہے تو شاہ صبغتہ اللہ کے مرید ہوئے اور خلافت کی اجازت کی درخواست کی - آپ نے کہا تمہارے بزرگون سے جو تمہین ملا ہے مین بھی وہ ہی اجازت دیتا ہون - تاریخ وفات اون کی معلوم نہین قبر شہر بیجاپور کے اندر واقع ہے -

یہان یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ جو لوگ ایران سے آتے تھے یا دکن مین ایرانی نسل سے تھے اور یہی کثرت سے تھے اگرچہ اس وقت سنی سلطنت ہونیکے

سبب تبرا تو نہین کر سکتے تھے۔ مگر صوفیون کے لباس مین تولائے اہل بیت کو جو شیعون کے ایمان کا ایک جزو ہی مقدم سمجھتے تھے۔ اور اپنے مریدون کے دلون مین بہی جاتے تھے۔ مگر جو لوگ شمالی ہند سے آتے تھے وہ شریعت کے پابند ہوتے صوم وصلوۃ حج و زکوۃ کو وسیلہ نجات جانتے تھے۔ چنانچہ شیخ نظام نارنولی جو اسی ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین بیجاپور آئے تھے۔ شریعت کے بہت پابند تھے اور سنت نبوی کی پیروی مین نہایت مضبوط تھے۔ آپ نے شرع شریف کے مطابق شادی کی تہی اون کی اولاد ذکور نہ تہی صرف لڑکیان پیدا ہوئین تہین۔ مزار آپ کا شہر پناہ کے باہر زہرہ پور مین درگاہ شمس الدین کے پاس ہے۔ آپ کی مرقد پر نیم کلہ یعنی ناتمام گنبد بنا ہوا ہے۔ آپ کی نہ تو اولاد باقی ہے اور نہ عرس کے لیے کچھہ معاش ہے۔ مخدوم صاحب قصاب کا بیٹا آیا صاحب سالانہ عرس کیا کرتا ہے۔

۴۴۳۔ شاہ عتیق اللہ بابا میر شاہ علاء الحق شاہ قاسم۔ شاہ عتیق اللہ بہی ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ کے بزرگون سے ہین ۱۰۲۳ھ مین آپ نے وفات پائی ہے۔

مزار بیجاپور کے شہر پناہ کے باہر زہرہ پور مین ملا حبیب اللہ کے روضہ کے قریب مشرق کی طرف واقع ہے۔ تاریخ بنائے قبر شریف یا یون کہو کہ تاریخ وفات "در بیت العتیق نشے ہے" جس سے ۱۰۲۳ھ نکلتے ہین۔

سید علی مشہور بابا میر خاندان سید جلال عرف شاہ چندا حسینی سے ہین جنکا روضہ گوگی تعلقہ شاہپور ضلع لنگسگور ریاست حیدرآباد دکن مین واقع ہے۔

شیخ مصطفٰے جنیدی سجادہ روضہ شیخ عین الدین گنج العلم بابا میر کے داماد تھے انہون نے خلافت اجازت اور تربیت و تبعیت شاہ وجیہ الدین گجراتی سے حاصل کی تہی۔

اور اہل سنت وجماعت سے تھے - آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بہیجنے کے لئے سات ہزار درودین تالیف کی ہین - سن وفات معلوم نہین - مزار
آپ کا بیجاپور کے شہرپناہ کے باہر زہرہ پور مین ہے -

شاہ علاء الحق قادری حضرت سید محی الدین جیلانی کی اولاد سے تھے - آپ
کی عمر کا اکثر حصہ سفر مین گزرا تہا - مشایخ اور اکابر عرب وعجم کی صحبت سے فیض اوٹہایا
تہا - اور تجرد اختیار کر لیا تہا - فقیر مجرد اور محو حق تھے - شاہ صبغتہ اللہ کے مرید تھے
ملا حبیب اللہ کہتے ہین - ایک روز آپ میرے مکان پر آ ملے - مین بیضاوی پڑہ
رہا تہا - اور ایک جگہہ مطلب سمجہہ مین نہین آتا تہا - آپ نے اس اشکال کا پہلے
تو مقدمہ بیان کر دیا - پہر اطمینان کلی کے لیے اوس کا تتمہ بہی پورا کہدیا - جس سے وہ
دفع ہو گیا - اس پر مین نے پوچہا کیا آپ نے کچہہ علم ظاہری بہی پڑہا ہے - کہا ہان ایک
وقت دیکہا تہا - مگر آپ کی وضع عامیانہ تہی جس سے کوئی اونہین پڑہا نہین سمجہتا تہا -
آپ کی رحلت ۱۰۳۱ھ مین ہوئی ہے تاریخ وفات "آہ شاہ طریقت" ہے -
مرقد بیجاپور کے حصار کے باہر زہرہ پور مین ہے -

شاہ قاسم صاحب قادری محبوب سبحانی سید محی الدین جیلانی کی اولاد سے
تھے - اور پورب کے رہنے والے تھے - ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین بیجاپور آکر
اقامت اختیار کر لی تہی - اور حبیب خان کی مسجد مین رہتے تھے - جب اونہون نے یہان
مستقل رہنے کا ارادہ کر لیا تو جو لوگ ان کے ساتہہ وطن سے آئے تھے اور وطن
کو جانا چاہتے تھے اونہین با آرام تمام واپس کر دیا - کہتے ہین ابراہیم شاہ کے زمانہ
مین مراری پنڈت ایک برہمن کسی تعلقہ کا حاکم تہا - اوس پر سرکار کا کچہہ روپیہ باقی

نکلا۔ سرکاری سپاہی اوسے گرفتار کرنے کو آئے۔ وہ خوف سے بہاگا۔ اور آکر شاہ قاسم کے پاس پناہ لی۔ سپاہیون سنے فقیر کے ادب کو ملحوظ رکہکر اوسے چہوڑدیا اور واپس چلے گیے۔ اور بادشاہ نے بہی شاہ صاحب کی خاطر سے۔ وسے اوس بازپرس سے بری کردیا۔ اس سے وہ برہمن اون کا معتقد ہوگیا۔ اور اوسی نے انکا گنبد بہی بنوایا ہے لیکن اس گنبد کے پورا ہونے سے پہلے اوس کی اولاد مرگئی تہی اور تعمیر کے ختم ہوسکنے کے بعد وہ بہی مرگیا۔ چونکہ وہ شاہ قاسم کا بڑا معتقد تہا۔ اس لیئے ہندون کے دستور کے خلاف اوسی صحن مسجد مین گنبد کے بائین دفن کردیا۔ اور بہت دو مایوس واپس چلے گیے۔ اور مسجد کے صحن مین جو چبوترہ رکہا ہے یہی اوس کی قبر کا نشان ہے۔ کہتے ہین شاہ قاسم چونکہ دنیا سے بالکل بے غرض ہوگیے ستے۔ کسی بادشاہ و امیر کی اونہین کچہہ پروا نہ رہی تہی۔ ایک مرتبہ خود ابراہیم عادل شاہ اون کی ملاقات کا خواہان ہو۔ شاہ قاسم جمعہ کے روز جامع مسجد کو جایا کرتے ستے۔ ابراہیم ان کی ملاقات کے ارادہ سے مسجد کو آیا۔ اور نماز کے بعد اون سے ملاقات کی۔ مگر اونہون نے کچہہ بہی اوس کی طرف توجہ نہ کی۔ جب ان کی عمر آخر ہوئی تو اسی وجہہ سے کہ اون کی اولاد نہ تہی اونہون نے شاہ ابوالحسن قادری کے بہائی سید مصطفی قادری کے بیٹے سید عبدالقادر کو بولایا۔ جو آپ کے ہم جد ستے اور علوم ظاہری و باطنی دیکر خلافت نامہ اور سجادگی نامہ اپنی مہر لگا کر دیدیا۔ وہ کاغذ اون کی اولاد کے پاس اب تک موجود ہے۔ بعد ازان شاہ قاسم صاحب نے ۲ محرم ۱۰۳۲ھ کو رحلت کی۔ اور حبیب خان کی مسجد کے صحن مین شمال کی طرف گنبد کے اندر مدفون ہوئے۔ اسی جگہہ سید ابوتراب فرزند سید شمس الدین قادری اور محمد خلیل الرحمان

اور اون کے فرزند مولوی محمد اکرم اور محمد اکبر وغیرہ بہت صلحا مدفون ہین جن کے حالات کی تفصیل بہت طول ہے۔

۵۴۴۔ شاہ مرتضٰی قادری اور اخلاص خان فدیر ابراہیم عادل شاہ کی پابندی نمار - -

شاہ مرتضٰی قادری کا نسب اور مشرب دونون قادری ہین - بیدائش آپکی احمد آباد گجرات مین ہوئی ہے - سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین بیجاپور آئے تھے پہلے یہ مجذوب تھے - مگر شاہ وجیہہ الدین گنج العلم کے فرزند شاہ عبداللہ کی توجہ سے ان کا جذب دور ہوگیا - کہتے ہین کہ ابراہیم عادل شاہ کے کوئی بیٹی مرگئی تھی اوس کی قبر پر سوم کے روز بڑا تکلف کیا گیا - اور کثرت سے علما صلحا وہان جمع ہوئے شاہ مرتضٰی بھی وہان پہونچے اور یہ تکلفات دیکھہ کر کہنے لگے - اوپر جھک جھک اندر بھک بھک یعنی اوپر تو آرائش ہے مگر اندر مردہ پر آتش کے شعلے بھڑک رہے ہین - شاہ مرتضٰی کا سلسلہ بیعت آبائی ہے - یہ اپنے باپ سید شرف الدین کے اور وہ اپنے باپ کے مرید تھے اور ایسے ہی یہ سلسلہ سید محی الدین جیلانی تک آبائی پیری مریدی کا چلا گیا ہے - آپ کی ایک بیٹی تھی --- اور اوس کی شادی اونھون نے اپنے بھتیجے سید توکل بن سید محمود سے کردی تھی - اوسی سے اولاد کا سلسلہ چلا جاتا ہے - آپ کا سنہ وفات معلوم نہین - مگر عرس ۳۰ جمادی الثانی کو ہوا کرتا ہے - اخلاص خان کی حکومت کا زمانہ ۹۹۰ھ مین ختم ہوتا ہے - اس زمانہ سے پہلے کچھہ مدت آپ نے انتقال کیا ہوگا - روضہ ابراہیم پور کے دروازہ کے باہر مشہور ہے - مزار پر ایک چھوٹا گنبد بنا ہوا ہے - جمعرات کو لوگ زیارت کے لیئے جایا کرتے ہین -

کہتے ہین آپ نے موت کے وقت وصیت کی تھی کہ میرے جنازہ کی نماز وہ شخص پڑہائے جس کی نماز تہجد تک ابتدائے عالم جوانی سے کبہی قضا نہ ہوئی ہو - جب جنازہ تیار ہوا اور وصیت کا ذکر کیا گیا - تو سب لوگ بڑے متفکر ہوے - اخلاص خان وزیر جو ابراہیم عادل شاہ کا حبشی غلام تہا - اور بادشاہ کی عنایات سے بڑے مرتبہ پر پہونچ گیا تہا اوس وقت بولا کہ سن بلوغ سے آجتک میری نماز تہجد تک قضا نہین ہوئی ہے - چونکہ غلام اور مملوک کی امامت درست نہین سمجہتے تہے بادشاہ نے یہ سنتے ہی اوسے آزاد کر دیا - اور اخلاص خان نے جنازہ کی نماز پڑہائی - اخلاص خان کا گنبد بہی شاہ مرتضی کے گنبد کے پاس ہے - اور آپ کے گنبد کے اندر قبر کے دہنی جانب آپ کے نواسے شاہ صوفی کا مزار ہے - اور گنبد کے باہر مشرقی جانب مین دیوار گنبد کے قریب شاہ توکل اور شاہ حسین کی اور خود اون کے خلیفہ شاہ حافظ عبدالقادر کی قبرین ہین - اور مرزا مشہور مرثیہ گو اور میان حاجی ذاکر گنبد کے پاس مشرق کی طرف مدفون ہین - حال کے لوگون مین سے شیخ شہد السلام مرید شاہ مصطفے اور اون کے فرزند مولوی عبدالرحمن اور اونکے نواسہ ساقی علی جو صاحب روضۃ الاولیائے بیجاپور کے اوستاد تہے چار دیواری کے اندر گنبد کے پاس جانب غرب مدفون ہین - اس زمانہ مین آپ کی اولاد ارکاٹ مین ہے - مرتضی صاحب مجاور آپ کی معاش پر قابض ہین اور سالانہ عرس کیا کرتے ہین -

۳۴۶ - شاہ ابوالحسن قادری جو بڑے قوی اور پہلوان تہے - - - - شاہ ابوالحسن قادری تہے - ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین محمد آباد بیدر اپنے آبا و اجداد کے وطن کو چہوڑ کر بیجاپور چلے آئے تہے - اور پیران پیر سید محی الدین جیلانی کی اولاد مین تہے -

ان کی بیعت کا اور ارادت وخلافت کا سلسلہ غوث الاعظم تک پہونچتا ہے۔

ابوالحسن بڑے قوی شخص تھے۔ ان کی قوت کی ایک کہانی لکھی ہے۔ کہتے ہین کہ ایک دکھنی شخص اسرافیل نامی اوس زمانہ مین قوت وشجاعت مین یکتائے زمانہ سمجہا جاتا تہا۔ ابراہیم عادل شاہ کا نوکر تہا۔ بادشاہ اوس کے بڑے خاطر کرتا تہا۔ قاعدہ کی بات ہے۔ جو بادشاہون کے نزدیک صاحب عزت ہوتے ہین۔ دربار مین اون کے دشمن پیدا ہوجاتے ہین۔ لوگون نے اسرافیل کو ذلیل کرنے کے لیے ابراہیم کو بہڑکایا کہ اوس کا امتحان لے۔ بادشاہ نے دربار عام کیا۔ اور ایک چبوترہ پر خیمہ شاہی میدان مین نصب کیا گیا۔ اعیان وارکان سلطنت جمع ہوئے۔ اسرافیل بہی وہان حاضر تہا۔ بادشاہ کے اشارہ سے ایک مست ہاتہی چہوڑا گیا۔ جو سیدہا اسرافیل کے طرف آیا۔ مگر اسرافیل جہان بیٹہا تہا بے باکانہ اوسی جگہہ بیٹہا رہا۔ فیلبان نے آواز دی کہ ہاتہی قابو مین نہین ہے مگر وہ نہ ہلا۔ جب ہاتہی نے اوس پر سونڈ چلائی۔ کہ اوٹہا کر پہینک دے۔ اسرافیل نے اوس کی سونڈ بغل مین ایسی پکڑی کہ وہ سب اپنا زور بہول گیا۔ اور چنگہاڑ مار کر زمین پر گر پڑا۔ اسرافیل کو اس سے معلوم ہوگیا تہا کہ میرا امتحان کیا گیا ہے۔ اس سے اوسے بڑا غصہ آگیا اور جوش مین آکر اپنا زور دکہانے کے لیے اوس نے ایک مکہی زمین پر دے ماری تو سولہ گز زمین پہٹ گئی۔ پہر دربار سے اوٹہ کر چلا گیا۔ بادشاہ نے ہر چند بولایا پہر نہ آیا۔ یہ تو سب غب ہے۔ انسان مین کبہی اتنی قوت نہین ہوسکتی کہ وہ ہاتہی کی سونڈ پکڑ کر گرادے۔ اور مکہی کو مار کر سولہ گز زمین پہاڑ ڈالے۔ اور لطف یہ کہ زمین

سو لگد پہٹ گئی - مگر مکہی کا بال بہی بیکا نہ ہوا - یہ جہوٹ اس لئے بنایا گیا ہے کہ شاہ ابو الحسن کی کرامت کی قوت ظاہر کیجاسکے - ممکن ہے کہ یہ اسرافیل کوئی بڑا پہلوان ہو غرض جب اسرافیل خانہ نشین ہوگیا - تو اوس نے درویشون کا دامن پکڑنا چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ جو شخص مجہہ سے قوت مین زیادہ ہو اوسی سے مین بیعت کرون - جمعہ کی نماز کے لیے اکثر مشایخ اور بزرگان دین جامع مسجد مین آیا کرتے تہے - جامع مسجد کے تین دروازہ تہے - جمعہ کی نماز کے بعد ایک دروازہ پر جاکر کہڑا ہوگیا - اور مشایخون سے مصافحہ کرکے اون کی قوت کا امتحان کرنے لگا - دوسرے جمعہ کو دوسرے دروازہ پر اور تیسرے کو تیسرے دروازہ پر جا کہڑا ہوا - مگر کوئی شخص ایسا نہ ملا جس سے اس کا مطلب پورا ہو - جب کئی جمعہ برابر اسرافیل یہ کرتا رہا - تو ایک روز شاہ ابو الحسن سے بہی مصافحہ ہوگیا - اس نے مصافحہ مین اون سے خوب زور کیا - انہین کچہہ معلوم بہی نہ ہوا - لیکن جب اونہون نے ہاتہہ دبایا تو بے تاب ہوکر زمین پر گر پڑا اور قدمون پر سر رکہدیا - اور بیعت کرکے کامل مریدون سے ہوگیا - اسرافیل کی قبر بہی شاہ صاحب کے روضہ مین ہے -

آپ نے ۱۴ ربیع الثانی ۱۰۶۵ھ کو وفات پائی ہے - مزار بیجاپور کے حصار کے باہر اللہ پور کے دروازہ کی طرف ہے ایک سایہ دار چوکنڈی اوس پر بنی ہوئی ہے

ان کے پانچ بیٹے تہے - عبد القادر نعمت اللہ بدر الدین ابو القاسم محمد میران ان مین بدر الدین تو دہلی چلے گیے - اور وہین وفات پائی - باقی چارون کی قبرین اپنے باپ کے روضہ مین ہین - اور شاہ صاحب کی اولاد پانچون بیٹون کی موجود ہے - انہین بہت لوگ نیک گزرے ہین - اور بیجاپور جنیرہ پڑینده وغیرہ مین موجود ہین -

عبد القادر سب سے بڑے تھے ۔ ۲۱ ذیقعدہ ۱۰۶۲ھ کو رحلت کی ۔ یہ بھی بہت نیک شخص تھے
انکے بیٹے شاہ ابوالحسن ثانی سکندر عادل شاہ کے زمانہ اور عالمگیر کے زمانہ کے بزرگون مین
سے تھے ۔ کتاب مخازن سلاسل قادریہ انہین کی تالیف ہے ۔ اور خانقاہ قادریہ جو
انبار خانہ کے قریب ہے انہین کی بنائی ہوئی ہے ۱۱۳۲ھ مین انہون نے رحلت کی
مزار آپ کا موضع کنکال مین ہے جو آپ کی اولاد کی جاگیر ہے ۔ شاہ ابوالحسن ثانی کے پوتے
سید شاہ حسین بن سید شاہ نور اللہ جاگیر موضع ہٹی تعلقہ سندھنور اور موضع حسین پور تعلقہ
نانوی علاقہ حیدرآباد دکن مین موجود ہین ۔

سید نعمت اللہ نے اپنا سجادہ و خلیفہ شاہ ابوالحسن ثانی کو کیا تھا ۔ سید بدرالدین انکی اولاد بھی جنیر مین موجود ہین
سید ابوالقاسم کی اولاد مین اس وقت سید قاسم صاحب بن سید حسن قادری اور سید
قادر بادشاہ صاحب ابن سید صاحب پیر صاحب بیجاپور مین ہین ۔

سید محمد میران کی اولاد مین اس وقت سید حسین و سید یوسف و سید برہان
فرزندان سید فرید آثار شریف کے پاس بیجاپور مین رہتے ہین ۔

۳۳۴ ۔ شاہ مصطفیٰ شاہ و میدان رزاق و خانخانان خان محمد

شاہ مصطفیٰ قادری بھی اپنے بڑے بھائی شاہ ابوالحسن کے ساتھ محمد آباد بیدر سے بیجاپور آئے تھے ۔ انکا
مزاج تجرد پسند تھا ۔ کسی سے ملتے نہ تھے ۔ ابراہیم عادل شاہ کو ان کی ملاقات کا
شوق ہوا ۔ تو اوسکے ایک خدمتگار نے کہا کہ شاہ صاحب صبح کو جس وقت
ورد و وظائف مین مشغول رہتے ہین ۔ اوس وقت حجرہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے آپ
ان سے تنہا جاکر ملاقات کر لیجئے ۔ بادشاہ کہنے کے موافق صبح ہی پہونچا ۔ اور
جاکر سامنے حاضر ہوا ۔ مگر شاہ صاحب بادشاہ سے اچھی طرح نہ ملے ۔ ابراہیم عادل
شاہ کبیدہ خاطر ہو کر چلا آیا ۔ اس سے آٹھ روز کے بعد آپ نے قاصد اجل کو لبیک کہا

ان کا مزار اپنے بھائی کے روضہ مین ہے - ان کے ایک بیٹے سید عبدالقادر
بھی اوسی چبوترہ پر مدفون ہین - اور دوسرے بیٹے سید شمس الدین جو بڑے بزرگ
اور ذی علم تھے ۶ جمادی الثانی سنہ ۱۲۳۰ھ کو دنیا سے سدہارے ہین - ان کا مزار موضع
کومری تعلقہ سندہنور مین ہے - یہ موضع ان کی جاگیر ہے - ان کی اولاد اوس موضع
مین اور نیز بیجاپور کے اطراف مین رہتی ہے -

سید شمس الدین کے پانچ بیٹے تھے - عبدالقادر ابوتراب عبداللطیف
مرتضی مصطفی - ان مین سے سید عبداللطیف کی اولاد بیجاپور مین ہے - اور
سید مرتضی کی اولاد مین سے سید محمود عرف صمدانی صاحب موضع کومری تعلقہ سندہنور
مین اسوقت رہتے ہین - باقی تینون کی اولاد مین کوئی نہین ہے -

شاہ عبدالرزاق بھی حضرت پیران پیر سید محی الدین جیلانی کی اولاد مین تھے
اور محمد عادل شاہ کے عہد مین بغداد سے بیجاپور آئے تھے - خان محمد خانخانان
وزیر سلطان محمد عادل شاہ ان کا بڑا معتقد اور مرید تھا - سلطان محمد عادل شاہ پہلے تو
ان کا کچھہ معتقد نہ تھا - مگر شاہ عبدالرزاق اور شاہ ہاشم سے بڑی گاڑہی دوستی تھی -
جس کا ذکر اوپر آچکا ہے - اونھون نے بادشاہ کو ان کا معتقد بنا دیا تھا - ۲۲ ربیع الثانی
سنہ ۱۰۵۱ھ کو آپ نے رحلت کی ہے - اور شہر پناہ کے اندر مکہ دروازہ کے متصل اپنے
خانقاہ کے قریب آسودہ ہین - مزار پر ایک گنبد بنا ہوا ہے - گنبد کے اندر مرقد کے
دہنی جانب کو آپ کی بی بی کی قبر ہے - اور بائین جانب آپ کے بیٹے سید عبدالقادر
عرف شاہ صاحب مدفون ہین - ان کی وفات رجب کی - ولمہوین کو ہوئی ہے -
سن وفات معلوم نہین - شاہ عبدالرزاق کی اولاد مین کوئی نہین ہے - اور نہ

اون کے عرس وغیرہ کے اخراجات کے لیے کچھ جاگیر ہے۔

شاہ عبدالرزاق کے پائین جانب کو خان محمد خان خانان ثانی کی قبر ہے اور اوس پر ایک خوشنما ہشت پہلو گنبد بنا ہوا ہے۔ اوس کی اولاد مین ایک شخص حسین صاحب نامی موضع گندگی مین رہتے ہین۔

۴۴۸۔ شاہ ہاشم کا بقیہ احوال۔ شاہ ہاشم جن کا اوپر ذکر آچکا ہے شاہ وجیہہ الدین علوی کے جو ایک بہت بڑے مشہور و معروف عالم اور مقدس شخص گجرات مین گزرے ہین بھتیجے تھے۔ اور ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین گجرات سے بیجاپور چلے آئے تھے۔ پہلے تو زہرہ پور مین مدت تک رہے۔ مگر بعد کو شہر پناہ کے اندر آکر رہنے لگے تھے۔ ان کے مریدون کی تعداد ساڑھے پانچ ہزار تک پہونچ گئی تھی۔

جس وقت شاہ وجیہہ الدین کا انتقال ہوا ہے تو اوس وقت شاہ ہاشم کی عمر صرف چودہ سال کی تھی۔ اس لیے آپ نے شاہ برہان الدین اپنے باپ سے بیعت و ارادت کا فیض اوٹھایا۔ اور نیز شاہ وجیہہ الدین کے بیٹے عبداللہ کی خدمت مین رہکر ظاہری و باطنی نعمتین حاصل کین۔

ان کا یہ قاعدہ تھا جو کچھ معتقدین کے پاس سے اونکو ملتا اوسے ہر روز تقسیم کر دیا کرتے۔ ایک حبہ اپنے پاس رات کو نہین رکھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے ہاشم جی سونی بات۔ جن راکھی باسی بہات۔ اوس کا جاوے ہاتی ہات۔ یعنی اے ہاشم تم نے یہ بات سنی ہے کہ جس نے باسی کھانا رکھا اوس کے مال و متاع کی برکت ہاتھون ہات جاتی رہتی ہے۔ کہین ایک مرتبہ ایک دینار بوریہ کے

نیچے بہول مین رہ گیا - دوسرے روز جب نظر آیا تو اپنے عہد کے مطابق آپ نے اوسے گرم کرکے اپنے بدن پر داغ دے لیا - پہر یہ رسم ایسی پڑگئی کہ ان کے خاندان مین جو کوئی ہوتا وہ ایسی ہی کرتا تہا - چنانچہ شاہ سیف اللہ مترجم روضۃ الاولیائے بیجاپور لکھتے ہین کہ اون کے پیر و مرشد کی بی بی کے بہی داغ لگا ہوا تہا کیونکہ وہ انہین کے خاندان سے تہین -

شاہ ہاشم حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ کو دو بار گئے ہین - ایک مرتبہ وہان کے شریف نے انہین ایک تلوار اور حزب الاعظم تحفہ مین دیا تہا جس زمانہ مین یہ بیجاپور مین تہے تو کبہی بہلی مین سوار ہو کر سیر کرتے تہے اور کبہی گہوڑے پر - ایک مرتبہ یہ بہلی مین سوار سید احمد نظیر کے مکان کو جو عرب کے اکابر سے تہا ضیافت کہانے کو جا رہے تہے - جب شاہ حمزہ کے روضہ کے جنوب کی طرف پہونچے تو معلوم ہوا کہ ادہر کٹ کے میدان سے ایک مست ہاتی آرہا ہے یہ گلی نہایت تنگ تہی ایک طرف شاہ حمزہ کے روضہ کی دیوار تہی - اور دوسری طرف آثار محل کے احاطہ کے دیوار سے بچنے کو کوئی جگہہ نہ تہی - مگر خدا کے فضل سے اوس ہاتہی نے کچہہ صدمہ انہین نہ پہونچایا -

ایک مرتبہ یہ گہوڑے پر سوار جا رہے تہے - جب نہرہ پور کی خندق کے کنارہ پہونچے تو شاہ ید اللہ فرزند شاہ ابوالحسن فخر آبادی بہی گہوڑے پر سوار ان کے ہمراہ تہے - ایک مست ہاتہی سامنے آگیا - اور شاہ ید اللہ کا گہوڑا ڈر کر خندق مین جا پڑا دو پالون اوس کے خندق مین چلے گیے اور دو پالون اوپر رہ گیے - مگر شاہ ہاشم نے نہایت تیزی سے اپنے گہوڑے سے کود اون کے گہوڑے کے

دونون پانون خندق سے پکڑ کر نکال لیے اور باہر سید ہاکڑ اکر دیا - اور پہر نہایت
پُہرتی سے اسپنے گہوڑے پر سوار ہو گیے -

۹ رمضان سنہ ۹۵۶ھ کو آپ نے وفات پائی ہے - آپ کا مرقد بادشاہ پور مین
ہے - اور اوس پر ایک گنبد بہت خوشنما بنا ہوا ہے - اسی گنبد مین آپ کے
دونو بیبیان داہنی جانب کو اور آپ کے پوتے شاہ برہان الدین بائین جانب
کو مدفون ہین - اور شاہ قطب الدین صفوی اور اون کے فرزند شاہ حسین وغیرہ
بہت صلحا و فقرا بہی وہین مقبور ہین -

۴۳۹ - شاہ وجیہہ الدین گجراتی مرشد شاہ صبغۃ اللہ و عم شاہ ہاشم -

شاہ وجیہہ الدین گجراتی اگرچہ بیجاپور کے مشایخون مین سے نہین ہین - مگر چونکہ یہ اون پیرون کے
پیر و مرشد ہین جو بیجاپور مین اعلیٰ درجہ کے سمجھے جاتے ہین اس لیئے مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اون کا حال بہی یہان کچہہ لکہہ دیا جاے -

شاہ وجیہہ الدین سنہ ۹۱۰ھ مین بمقام احمد آباد گجرات پیدا ہوئے ان کے
باپ کا نام سید نصر اللہ تہا اور وہ بہی ان کے پیر و مرشد بہی تہے - اُستاد اون کے
مولوی عماد الدین طارمی تہے - چودہ برس کی عمر مین درسی کتابین سب پڑہ چکے
تہے - مگر دس برس اور بہی اوستادون کے سامنے مشق و سماعت کرتے رہے
چوبیس برس کی عمر سے طالبانِ علم کو پڑہانا شروع کیا - اور ستر برس سے اوپر
برابر اسی شغل مین بسر کی - درسی کتابون مین بہت کم ایسی کتابین ہین جن پر
اونہون نے حاشیہ نہ لکہا ہو - بے شمار آدمیون کو اپنی عمر مین پڑہایا - اونکے
شاگردون مین اسّی آدمی بڑے بڑے عالم فاضل گزرے جن مین سے ملا حسن

فراغی اورعبدالرحمن سہونرہ بہت مشہور ستھے - مریدون کی تعداد بہی اونکی بے حد تھی
اون مین سے ایک ہزار چار سو خلیفہ ستھے - شاہ صبغتہ اللہ اور سید یاسین اومین
بہت مشہور ہین - شاہ وجیہہ الدین نے اپنے درس کا نام درس محمدی رکہا تہا -
للہ پڑہاتے کسی سے کچہہ نہ لیتے ستھے - بادشاہون امیرون کی بہہ پرواہ نہ تہی -
جس نے دیدیا وہ سب طالب علمون اور حاجتمندون کی ملکیت ہوتی تہی - شاہ
صاحب واقعی قدیم کے اسلامیون کا ایک نمونہ ستھے - باوجود اس کے کہ مریدون
اور طالب علمون کے پاس سے بہت کچہہ ملتا تہا - مگر خوراک پوشاک مین اپنے
خدام سے کچہہ امتیاز نہ تہا - اور اون کے حالات پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
یہ بات کچہہ مصنوعی نہ تہی - آپ نے ۹ محرم سنہ ۹۹۸ھ کو وفات پائی ہے - مزار آپ
کا احمد آباد گجرات مین مشہور ہے - اور زیارت گاہ عالم ہے تاریخ ولادت شیخ
(سنہ ۹۱۰ھ) اور مدت عمر وجیہہ دین (۸۸ برس) اور تاریخ وفات شیخ وجیہہ دین
(سنہ ۹۹۸ھ) ہے -

ان کے بڑے بیٹے کا نام سید عبداللہ تہا - یہ بہی اپنے باپ کی طرح عابد و
زاہد ستھے - اور باپ کے بعد بیس سال تک پیری مریدی کرتے رہے ستھے -
پہر ۷۰ برس کی عمر مین ۵ محرم سنہ ۱۰۱۸ھ کو عالم بقا کو رحلت کی - اون کے بعد ان کے
بیٹے سید اسد اللہ ہوئے یہ بہی بڑے نیک شخص ستھے - جس وقت جہانگیر بادشاہ
بعہد گجرات مین آیا تو اوس وقت یہ سجادہ نشین ستھے - جہانگیر شاہ وجیہہ الدین
صاحب کی زیارت کو گیا تہا - اور درگاہ کی نہایت عزت کی تہی -

شاہ وجیہہ الدین کے بعض خلفا کے نام یہ ہین - شیخ عبداللہ -

شیخ ضیاء الدین شیخ اویس شیخ اسمعیل محمد غوث سجادہ نشین
میان شاہ محمد میان عبد الحق میان عبد الواحد سید بہاء الدین مولانا حسن فرغلی
محدث ملا عبد الرحمن بہونرہ میان شیخ صالح ہیولی میان شیخ فرید محدث
میان شیخ عبد الغنی میان شیخ راجی جیو درویش میان عبد العزیز محدث
میان شیخو جی درویش سید صبغتہ اللہ مدنی بہروچی شیخ ابو سعید شطاری
شیخ بایزید سرہندی سید برہان الدین گجراتی سید صوفی جھنجانی مولانا
سید یٰسین سرہندی میان حبیب گجراتی میان سلیم رنگپوری مولانا
حسن شیبانی وغیرہ -

شاہ وجیہ الدین کے حالات کے دیکھنے کے لیے چاہیئے کہ یہ کتابین
ملاحظہ ہون - تاریخ گجرات ثمرات القدس من شجرات الانس - ملفوظات
مولانا حبیب اللہ کتاب سید صوفی جھنجانی اور اونکے تمام خلفا کی ملفوظات اور
نوشتجات مین اون کا حال ملتا ہے -

۴۴ - شاہ مرتضیٰ وشاہ مصطفیٰ پسران شاہ ہاشم - - - شاہ مرتضیٰ حسینی علوی شاہ ہاشم کے بڑے بیٹے تھے - اور باپ کی سیرت پر قایم تھے - جس
زمانہ مین مصطفیٰ خان اور خواص خان مین لڑائی ہو رہی تھی کہین ایک روز اون دونون
مین یہ مصطفیٰ خان کے یہان بیٹھے ہوئے تھے کہ خواص خان کی طرف سے
ایک تیران کے پیٹ مین آ کر لگا اور مر گیے - یہ واقعہ ۹ ذی الحجہ ۹۵۵ھ
کا ہے -

ان کے مرجانے کے بعد شاہ ہاشم نے اون کے بیٹے شاہ برہان الدین کو بولاکر

خلافت اور سجادگی عطا کی - اور کمالات باطنی سے مالا مال کر گیے -

شاہ مصطفے شاہ ہاشم کے دوسرے بیٹے تھے یہ بھی باپ کی طرح بزرگ مش اور اون کے خلیفہ تھے - ان کے چودہ بیٹے تھے - اور سب باکمال تھے بڑے بیٹے کا نام شاہ حبیب اللہ تہا - شاہ مصطفے کا مقبرہ شہر پناہ کے باہر بہمن پلی کے دروازہ کی طرف مرزا محمد عرف شاہ راجو کے روضہ کے قریب واقع ہے اور آپ کی تمام اولاد بہی وہین مدفون ہے -

۱۴۴ - شاہ میران جی و شاہ برہان الدین و بابا سنجل - شاہ میران جی شمس العشاق شہر بیجاپور کے مشہور مشایخین سے تھے حج خانہ کعبۃ اللہ اور زیارت روضہ منورہ نبوی سے مشرف ہو کر بارہ سال تک مدینہ منورہ مین رہے - اِن کی ایک خاص صفت یہ تہی - کہ صرف ایک ہی پہلو پر رہا کرتے تھے - علی عادل شاہ اول کے زمانہ مین بیجاپور آئے تھے - اور شہر پناہ کے باہر رہا کرتے تھے - خواجہ سید محمد گیسو دراز کے خلیفہ خواجہ کمال الدین بیابانی کے مرید تھے - اور سلسلہ چشتیہ مین مرید کرتے تھے - آپ کا مزار بیجاپور مین حصار کے باہر شاہپور مین ایک ٹیلہ پر ہے - اور اوس پر ایک گنبد بنا ہوا ہے - تاریخ وفات معلوم نہین - مرزا فصیح الدین عرف بابا سنجل خاکسار جو اپنے وقت کے بڑے صوفی اور شاعر تھے جن کا مزار ساگر مین ہے ان کے خلیفون مین سے تھے -

شاہ برہان الدین جانم شاہ میران جی کے فرزند اور خلیفہ تھے - انہون نے سلوک مین ایک تازہ ڈھنگ ایجاد کیا تہا - ۱۵ جمادی الثانی کو عرس ہوتا ہے مزار آپ کا آپ کے والد کے گنبد مین ہے تاریخ وفات معلوم نہین -

۴۴۲ - شاہ غنی و شیخ سراج الدین جنیدی - - - - -

شاہ غنی بہی محمد عادل شاہ کے زمانہ مین سے شاہی محلات مین سے کوئی بیگم ان کی بڑی معتقد تہی - شاہپور کے تالاب کے اطراف مین ان کی سکونت تہی - مرقد شریف کے چارون طرف چار دیواری بنی ہوئی ہے - شاہ نور اور نرنجن شاہ جن کا مکان زہرہ پور مین تہا اور جن کا مرقد سرائے نواب مصطفےٰ خان کے قریب واقع ہے ان کے مرید اور خلیفہ تہے - تاریخ وفات معلوم نہین -

شیخ سراج الدین جنیدی بہی بیجاپور مین محمد عادل شاہ کے زمانہ مین آئے تہے - اور شیخ محمد سراج الدین جنیدی کی اولاد سے تہی - جن کا مزار گلبرگہ مین ہے - ان کی قبر بڑی جامع مسجد کے قریب مشرقی دروازہ کے روبرو ہے - ان کی اولاد مین کوئی باقی نہین - البتہ ان کے خاندان مین سے ایک شخص سید قادر بادشاہ پانچ صدی ہین -

۴۴۳ - سید محمد تعظیم ترک و شاہ نور اللہ کا ذکر اور مہاراجہ کشن پرشاد مدار المہام ریاست نظام کی خوش اخلاقی - - - -

سید محمد تعظیم ترک سادات رضوی اور بیجاپور کے مشہور مشائخ سے ہین سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین اپنے وطن استرآباد سے آئے تہے - دکن مین اوس زمانہ سے ابتک یہ دستور ہے کہ مجلسون مین اٹھ اٹھ کر ہر کو مہ کی تعظیم دیتے ہین - یہان تک کہ مین نے مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام ریاست نظام کو بچشم خود عید کے روز مجلس مین دیکہا ہے کہ عطر تقسیم ہوتے وقت جو صاحب عطر لگاتے اور سلام کرتے تو اون مین سے ہر ایک کے جواب کے واسطے براہ خوش اخلاقی وہ خود اوٹہتے تہے کوئی پندرہ منٹ کے اندر

دو سو مرتبہ کے قریب اونہین اوٹھنا پڑا - حالانکہ یہ عام دربار تہا اور ان دو سو آدمیون
مین سے کوئی ایسا شخص نہ تہا جو امیرون مین شمار ہوتا ہو -

اس تعظیم کو سید محمدؒ اچھا نہ سمجھتے تھے - اور کسی کی تعظیم نہ کرتے تھے اسلئے
اون کا لقب تعظیم ترک ہو گیا تہا -

۱۱ ذی الحجہ کو عرس ہوا کرتا ہے - تاریخ وفات معلوم نہین مرقد حصار کے اندر
شاہپور کے دروازہ کے قریب ہے اور اوس پر ایک چوکھنڈی سی ہوئی ہے - اُنکے
ایک بیٹے شاہ علی تھے اور اون کی ایک دختر تہی - آپ کی اولاد مین سید محمد صاحب
و سید میران صاحب و تعظیم صاحب و سید صاحب وغیرہ تعظیم ترک
موجود ہین - ان مین سے بعض تو حویلی بخشی واقع بیجاپور مین رہتے ہین اور بعض
دوسری جگہون مین آباد ہین اور آپ کا سالانہ عرس کیا کرتے ہین -

شاہ نور اللہ قادری پیران پیر سید عبد القادر جیلانیؒ کے خاندان سے
اور بیجاپور کے بڑے بزرگون سے تھے - اہل سلف کے طریق پر اور ارباب
طریقت کی پیروی پر مضبوط تھے - سنہ ۱۰۶۲ھ مین وفات پائی ہے - مزار شہر
پناہ کے باہر زہرہ پور مین ملا حبیب اللہ کے مدفن کے قریب جنوب کی طرف چبوترہ
پر بنا ہے -

۴۴۴ - سید جعفر سقاف عنیف سقاف سید علوی سید مصطفےٰ کا ذکر اور عبد العلی کو علم کا شوق - - - - -

سید جعفر سقاف اکابر عرب اور بزرگان بیجاپور
سے ہین محمد عادل شاہ کے زمانہ مین
حضرموت سے بیجاپور آئے تھے
جس وقت سنہ ۱۰۴۱ھ مین آصف خان نے تیس ہزار فوج سے آکر بیجاپور کا

محاصرہ کیا تھا - اور بیجاپور والے روز کے جدال قتال سے گھبرا گیے تھے - اوسوقت محمد عادل شاہ نے آپ کی خدمت مین دعا کے واسطے التماس کیا تھا - اس پر آپ نے سلطان محمد سے ایک برج کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی - اور گولندازون کو حکم دیا کہ باروت کو اب بے موقع صرف نہ کرین - اور بے ٹھکانے توپین نہ مارین - بادشاہ نے اونہین اوس مقام کا کامل اختیار دیا تھا - اس وقت سید جعفر نے دیکھا کہ دشمن اسوقت تنگ آ گیے ہین - ایسے موقع پر ہین کہ گولندازی سے انہین سخت نقصان ہونچیگا - تو اونہون نے گولندازون کو توپین مارنے کا حکم دیا - اوس سے آصف خان کی فوج کو بڑا نقصان ہونچا - اور ۱۲ شعبان ۱۰۴۱ھ کو وہان سے کوچ کر کے چلدیا - محاصرہ کے اٹھہ جانے سے محمد عادل شاہ بہت خوش ہوا - اور کچھہ اشرفیون کی تھلیان اور چند دیہہ آپ کو بطور جاگیر کے عنایت کیے - آپ نے زر نقد تو لیکر اپنے ہمراہیون اور مسکینون کو تقسیم کر دیا - اور دیہات کے اسناد واپس کر دین -

آپ کی رحلت ۲۰ ذی قعدہ ۱۰۵۷ھ کو ہوئی ہے اور مقبرہ نوباغ کے قریب ہے اوس پر چوبین سقف پڑی ہوئی ہے - آپ کا روضہ مشہور زیارت گاہ ہے - جمعرات کو فاتحہ کے لیے مخلوق آیا کرتی ہے -

آپ کی قبر کے دہنے بائین بازوئن پر آپ کے بیٹون کی قبرین ہین - اور سید حنیف سقاف بھی جو بڑے بزرگ تھے مزار کے چبوترہ پر محراب کے پاس مشرق کی طرف مدفون ہین - اور سید علوی بروم سید احمد بروم کے پوتے جنہون نے سیر عقاید مین کتنی کتابین لکھی ہین روضہ کے صحن مین مشرق کے جانب ایک چبوترہ پر آسودہ ہین - اور ان کے پوتے سید مصطفیٰ بروم مشہور بہ شاہ اپنے چچا سید

علوی بروم کے مرقد کے قریب جانب مشرق ایک چبوترہ پر مدفون ہین جن سے صاحب روضۃ الاولیائے بیجاپور کے باپ نے شرح ملا سے لیکر مختصر تلخیص معانی تک پڑہے تہے - یہ سید مصطفیٰ شرع کے بڑے پابند تہے - اور اہل اسلام کو اوامر و نواہی ایزدی پر کاربند رہنے کی ہدایت کیا کرتے تہے - سید مصطفیٰ نے سید امین و سید عبد الرحیم سے اور پہر مولوی اکرم سے کتابین پڑہی تہین - ان کی وفات ۱۱ صفر سنہ ۱۲۲۰ھ کو ہوئی ہے -

سید جعفر کے روضہ مین ایک شخص عبد العلی کی بہی قبر ہے - یہ ایک طالب علم تہا - اور ارکاٹ سے مولوی عبد الرحیم کے پاس پڑہنے آیا تہا - ایام طالب علمی مین ہی مرگیا تہا - کہتے ہین کہ اس کو علم کا اس قدر شوق تہا کہ دنیا ومافیہا کو بالکل بہول گیا تہا - ایک مرتبہ اس کا ہم سبق عبد الوہاب اس کے مکان پر سے ہوکر گزرا - رات کا اندہیرا ہوگیا تہا - عبد العلی اپنے مکان کے بالاخانہ پر بیٹہا تہا - عبد الوہاب نے اوس راستہ ہی سے آواز دیکر اپنے سبق کے کسی مطلب کو دریافت کیا - عبد العلی نے اوس کا جواب دیا - اور ایسا ماله وماعلیہ بیان کرنا شروع کیا - کہ عبد الوہاب وہان اس طویل تقریر کو نہ سن سکا - اور اپنے کام کو چلدیا - کہین دور جانا تہا وہان کوئی گہنٹہ دو گہنٹہ لگ گئے - جب لوٹ کر آیا تو دیکہا کہ عبد العلی وہ ہی مطلب بیان کر رہا ہے - اور وہان دوسرا شخص نہین ہے - عبد الوہاب نے آواز دیکر پوچہا کہ کس سے باتین کر رہے ہو - عبد العلی نے کہا کہ تم سے جو تم نے مطلب پوچہا تہا اوسے بیان کرتا ہون - اوس نے کہا مین اس قدر دور گیا اور اب واپس آیا ہون اور تم وہی کہہ رہے ہو یہ بہی نہ دیکہا کہ مین کس سے کہتا ہون

عبدالعلی نے ناراض ہوکر کہا مین سمجھتا تہا کہ تم یہان کھڑے ہو۔ اپنے جانے کی مجھے اطلاع کیون نہ دی لوگ مجھے دیوانہ کہین گے۔

سید جعفر سقاف کی اولاد حیدرآباد دکن اور جنیرہ مین رہتی ہے۔ اور آپ کا عرس سید غوث مقبل خلیفہ سقاف، سید احمد مقبل خلیفہ سقاف و سید دادی پیر صاحب ... سالانہ عرس کیا کرتے ہین اور زمین انعام موجودہ پر قابض ہین۔ اور آپ کی اولاد مین سید محمد صاحب و سید ... مین صاحب مقبل اسوقت موجود ہین۔

۴۷۵ - سید احمد نظیر شیخ فرید شیخ صالح ملا محی الدین وجمال محمد رحمۃ اللہ - سید احمد نظیر اکابر سادات عرب اور بیجاپور کے تبرے بزرگون سے ہین۔ حضرت محمد عادل شاہ کے زمانہ مین یہان آئے تہے اور انسانی کمالات کے جامع اور سالکون کے طریق کی پیروی مین کامل دست تہے۔ شاہ ہاشم سے اوران سے بڑی دوستی تہی۔ سنہ وفات معلوم نہین۔ مزار بیجاپور کے شہر پناہ کے باہر ساڑدار دروازہ کی طرف ہے۔ آپ کی اولاد مین سید حسن صاحب نظیر آثار شریف کے متصل رہا کرتے ہین۔

شیخ فرید فقہ اور درویشی مین بہت مشہور تہے۔ ملا حبیب اللہ کے بڑے دوست تہے۔ اور اون کے پاس وقت بے وقت آتے جاتے تہے۔ ان کی نہ تو تاریخ وفات معلوم ہے۔ نہ قبر کا پتا ہے۔

مولانا شیخ صالح بہی بیجاپور کے اہل باطن سے تہے۔ ان کا جب اخیر زمانہ ہوا۔ تو اپنے دفن کے واسطے قصبہ توردہ کے جنگل مین زمین کے اندر ایک تنگ حجرہ بنایا کہ یہی میری قبر ہے۔ مگر جب مصاحبون نے اصرار کیا تو قبر کے حجرہ کے اوپر

ایک چھوٹا سا گنبد بنوا دیا - اسی جگہہ ابراہیم عادل شاہ نے بعد مین شہر نورس پور آباد
کیا تھا جو سولہ سال کے بعد ملک عنبر کے حملہ سے ویران ہوگیا - تاریخ وفات
معلوم نہین -

ملا محی الدین قادری پسر ملا احمد قادری بہی بیجاپور کے اہل دل اور نامور عالمون
سے تھے - اوس زمانہ کے دستور کے مطابق تعویذ گنڈا کیا کرتے تھے - خانقاہ
قادریہ آپ کی مشہور تہی - ملا حبیب اللہ کے ہم عصر اور قرابتداروں سے تھے
سنہ ۱۰۲۹ھ مین آپ نے وفات پائی ہے - مزار آپ کا ملا حبیب اللہ کے روضہ کی
چہار دیواری کے باہر جنوب کی طرف ہے - اِن کے بیٹے ملا جمال محمد تھے - باپ کے
سے اوصاف سے موصوف تھے - اور اونہین کے پاس مدفون ہین اور شیخ
شریف اللہ اِن کے پوتے بہی اپنے وقت کے نامورون سے تھے - سکندر
عادل شاہ اِن کی بڑی عزت کرتا تہا - ہیکل النوریہ شرح اسما حضرت غوث الاعظم
انہیں کی تصنیفات سے ہے - ان کی اولاد مین سید قادر بادشاہ ابن سید صفا جیب
بیجاپور مین اور سید دستگیر صاحب ابن سید احمد صاحب پانچ چیوری موضع
اوکلی مین رہتے ہین -

۴۴۴ - سید میران میران شیخ علیم اللہ قاضی علی محمد -	سید میران خلف سید اسد اللہ گجراتی ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین یہان آئے تھے - اور بہت بڑے

عالم تھے طلبا کو ہمیشہ درس دیا کرتے تھے - سلخ جمادی الاول سنہ ۱۰۵۵ھ کو آپ نے
رحلت کی - اور اللہ پور کے باہر مشرق کی جانب شاہ ابو الحسن کی قبر کے قریب
مدفون ہوئے پہلی قبر جو قبلہ کی جانب ہے وہ آپ ہی کا مزار ہے - اور پتھر کے چبوترہ

کے بازو مین پختہ بنی ہوئی ہے - آپ کے مشرق طرف آپ کے بیٹے سید اسمعیل مدفون ہین - اور اس چبوترہ کے مشرقی جانب مین شیخ علم اللہ محدث کا مقبرہ اور ہرا بہرا باغ ہے - اس چبوترہ کے مشرقی سمت مین ایک علیحدہ پتھر کے چبوترہ پر سید میران کے بہائی سید علی محمد کا مزار ہے - اور سید علی محمد کے چبوترہ کی قریب تہوار کے بارہ کے مشرقی جانب مین شاہ ابوالحسن کا روضہ ہے - آپ کے خاندان مین بادشاہ پور والے اور کہجی محل والے اور گولنگی والے اور زبیری والے ہین -

سید محمد علی یا علی محمد اپنے بڑے بہائی کے ساتہہ بیجاپور آئے تہے اور علوم دینی طلبا کو پڑہایا کرتے تہے - سلطان ابراہیم عادل شاہ نے انہین شہر کے قضا کا عہدہ دیدیا تہا - محمد عادل شاہ کے زمانہ مین بہی یہ اوسی عہدہ پر ممتاز تہے - شہر کے بڑے بڑے امرا اون کا ادب کیا کرتے تہے اور حکم مانتے تہے - کہتے ہین کہ ان کے وقت مین کسی دولت مند نے ایک مسجد کو جو اوس کے مکان کے برابر تہی اپنے مکان مین شامل کر لیا تہا - جب یہ خبر ان کے کان تک پہونچی تو آپ نے یہ آیت لکھکر بہیجی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اوس دولت مند نے مسجد کی زمین فوراً چہوڑ دی - آپ کی وفات بروز چہارشنبہ پنجم ذی قعدہ ۱۰۶۰ھ کو ہوئی ہے - شاہ کریم اللہ و شاہ نور اللہ آپ کے دو نو فرزند بہی حاوی فضائل انسانی تہے اور آپ کے مزار کے بازو سے مشرقی جانب مدفون ہین شاہ نور اللہ کی فارسی بہت مشہور تہی اور محمد عادل شاہ اور علی عادل ثانی آپ کی بڑی عزت کرتے تہے -

۲۴۷ - سید عبدالرحمن برادر شاہ صبغۃ اللہ	سید عبدالرحمن بہی بیجاپور کے بزرگون سے

جنھین بعض نے اون کا چچازاد بہائی بہی بتایا ہے | ہین یہ شاہ صبغتہ اللہ کے حقیقی بہائی تہے

بہروچ مین چہ سال تک سید محمود حسینی کے پاس انہون نے پہلے تو حدیث فقہ
وغیرہ علوم پڑہے پہر اون سے بیعت کا ارادہ کیا - تو انہون نے کہا کہ اپنے والد
شاہ روح اللہ سے بیعت کرو میرا اون کا شجرہ ایک ہی ہے - شاہ روح اللہ میرے
چچا شاہ جمال صفی اللہ کے مرید ہین -

سید محمود خلف سید رحمتہ اللہ سید جمال صفی اللہ کے بہتیجے تہے - اور
سید رحمتہ اللہ اور سید جمال صفی اللہ اپنے والد سید محمد حسینی کے مرید تہے -
اور سید محمد شاہ کمال صوفی بہروچی کے اور وہ سید محمد گیسو دراز کے مرید اور
داماد تہے -

سید عبد الرحمن نے سید رحمت اللہ سے کہا کہ مین خدمت عالی مین اپنے
باپ کے حکم سے آیا ہون - اونہون نے مجہہ سے کہدیا ہے کہ خدمت عالی مین رہکر خدا
طلبی کرون - اس پر سید محمود نے اونہین سلسلہ چشتیہ مین مرید کر لیا - اور خلوت مین
بٹہلایا - علاوہ اس کے وہ اپنے باپ شاہ روح اللہ کے بہی خلیفہ اور مرید تہے

کہتے ہین کہ ایک روز عبد الرحمن بہروچ کی جامع مسجد مین جمعہ کی نماز کو گیے تہے
راستہ مین ایک ایسی خوبصورت گہوڑے کی تصویر نظر پڑی کہ جو کبہی کسی نے نہ دیکہی
تہی - آپ نے اوس تصویر کو دیکہہ کر اوس کے مصوّر کو ملاحظہ کیا - اور کہا کہ جس
مصور نے اس مصوّر کو بنایا ہے افسوس مین اوس سے غافل دنیا کے ہوا و ہوس
مین سرگردان پہرتا ہون - ضرور ہے کہ دنیوی تعلقات کو ترک کرکے اوسی کا
ہوجاؤن - یہ دل مین خیال کرتے گیے - اور جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر اوسی روز

اپنے قبائل کو چھوڑ کر شہر سے باہر چلے گئے - اور تنہائی اختیار کر کے فقرا کے
زمرہ مین سیاحی کا ارادہ کر لیا - پھر چند فقرا کے ساتھ ۹۹۵ھ مین حج بیت اللہ کو روانہ
ہوئے - حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ پہونچے - وہان کئی مہینے رہ کر بغداد گئے - سید عبدالقادر
جیلانی کی زیارت کی - پھر موضع معروف کے صحرا مین جا کر چلہ کشی اختیار کر لی - اگر کوئی
دیدیتا تو کھا لیتے - اور اگر کوئی نہ دیتا تو کسی سے سوال نہ کرتے - اگرچہ ایسی ہوا و ہوس
بے شک بُری ہے - کہ جس سے مخلوق کی حق تلفی ہو اور بنی نوع بشر کو ضرر
ہو پہنچے - لیکن یہ برا نہین ہے کہ انسان اپنی تن پروری اور اپنے متعلمین کی پرورش
کے لیے محنت کرے - اس لیے اونہین ایک خواب دکھائی دیا - اوس مین
آپ نے دیکھا کہ ایک شخص آپ کے حجرہ کے اندر آ کے کہتا ہے - سید محمد
تمہاری تلاش مین آئے ہین - اور باہر کھڑے ہین - عبدالرحمن باہر نکلکر اون
سے ملے تو اوہون نے کہا کہ آپ زہد و تقوی کو چھوڑو اور اس صحرا سے نکلو -
او پھر اپنے ساتھ سید عبدالقادر جیلانی کی خدمت مین لے گئے - وہان اونھون نے
کہا - کہ اس صحرا مین نہ رہو - اور یہان سے نکلکر اپنے ملک کو جاؤ - خدا اس طرح
نہین ملتا - بلکہ اس طرح ملتا ہے کہ جھوٹ وفریب نہ کرو - اور اکل حلال سے جو
کچھ میسر ہو وہ کھاؤ - جب یہ بھلی نصیحت سنی تو عبدالرحمن نے اوس صحرا کو
چھوڑا - اور وہان سے ہندوستان کو روانہ ہوئے اور رفتہ رفتہ ۹۹۸ھ مین بیجاپور آ کر داخل ہوئے
یہان آ کر محنت کرنا شروع کی - اوس زمانہ مین چھاپا تو نہ تھا - قلمی کتابون کی بڑی
قدر تھی - یہ قرآن شریف کے پارہ لکھتے - اور اوسے فروخت کر کے
اپنی قوت بسری کیا کرتے - اگر اس سے دل گھبراتا تو جنگل کو چلے جاتے

لکڑیون کو توڑ کر لاتے اور فروخت کیا کرتے تھے - اگر کہین موقع ملتا تو کسی کی مزدوری
بھی کر لیتے - اور اوس سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے - اسی مین ایک شخص غلام احمد
تاجر کی نوکری کر لی - اور اوس کے ادنی درجہ کے کام خدمت کرتے رہے - وہ
تیل بیچا کرتا تھا - جب اوسے کہین جانے کی ضرورت ہوتی تو وہ تیل کا گھڑا ان کے
سر پر رکھواتا اور اپنے ساتھ بیچنے کو لے جاتا تھا - اور تمام بستی مین پھرتا تھا - مگر ان کا
عجیب حال تھا - نماز روزہ کبھی قضا نہ ہوتا - جو کچھ تنخواہ وغیرہ سے انہین ملتا - اور
اون کے غریبانہ خرچ کے بعد بچتا اوسے یہ للہ غریبون اور بے کسون کو دیدیتے - اور
اپنے مالک کا کام نہایت ایمانداری سے کرتے تھے - جب غلام احمد نے انکی
یہ حالت دیکھی تو وہ انکی تعظیم کرنے لگا - اور خدمت لینا کم کر دی - عبد الرحمن نے
اوسکی نوکری ترک کر دی کہ جب یہ مجھہ سے کام نہین لیتا ہے تو مجھے اس سے تنخواہ
لینا جائز نہین اور پھر اپنی کتابت کرنے لگے -

اسی طرح انہین دو برس بیجاپور مین گزر گئے - اور شاہ صبغۃ اللہ ان کے چھوٹے
بھائی سنہ ۱۰۰۰ھ مین بیجاپور آئے - اون کے عالی خاندانی اور گجرات کی امارت کے
سبب سے ان کی بڑی عزت و قدر ہوئی - اور ہزارون آدمی اون کے مرید ہوئے
بادشاہ اون کا معتقد ہو گیا - شاہ صبغۃ اللہ کو اپنے بھائی کی تلاش کی فکر تو پہلے
ہی سے تھی - اسی مین اونہون نے سنا کہ یہان ایک شخص ایسی وضع و قطع کے
رہتے ہین - اکل حلال کا کہاتے ہین - اور صدق مقال اون کا وتیرہ ہے - مزدوری
سے اون کی اوقات بسر ہوتی ہے - ہر روز مزدوری کرتے اور نصف فی سبیل اللہ
دیکر باقی سے اپنا گزارہ کرتے ہین - نام اون کا عبد الرحمن ہے - اور یہ سچ کر خدا

والے ہین - یہ سنتے ہی انہون نے اسپنے بہائی سے ملنا چاہا - کر اسی ہین ایک
روز وہ محلا ابراہیم پور مین اسپنے بالاخانہ پر بیٹھے ہوئے تھے - عبدالصمد اور عبدالحکیم
شاہ صبغتہ اللہ کے خلیفہ بہی وہان موجود تھے - عبدالرحمن اس بالاخانہ کے نیچے
ہو گزرے - عبدالحکیم نے انہین دیکھہ کر شاہ صبغتہ اللہ سے کہا کہ یہ وہ ہی بزرگ
ہین جن کا ذکر آپ سے لوگون نے کیا تہا شاہ صاحب نے اپنے بہائی کی شکل
وشباہت دیکھہ کر کہا کہ انہین جانے نہ دو - مین ان سے ملنے کو جاتا ہون - عبدالصمد
اور عبدالحکیم دوڑے اور عبدالرحمن سے جا کر کہا - فقیر صاحب ذرا ٹھیرئے ہمارے
پیر و مرشد آپ سے ملنے آتے ہین - اسی ہین صبغتہ اللہ وہان جا پہنچے - اور
اپنے بہائی سے ملکر بہت خوش ہوئے - اور اونہین اپنے پاس لے آئے -

اس کے بعد فاطمہ بنت کریم محمد سے عبدالرحمن نے نکاح کرلیا - یہ سید کریم محمد
بہی ایک بزرگ گجرات کے ہی رہنے والے تھے - اور یہان چلے آئے تھے
پہر عبدالرحمن کے ایک لڑکا سید محمد مدرس اور تین لڑکیان اسی بی بی کے پیٹ
سے پیدا ہوئین - ایک لڑکی ان مین سے سید چاند کو دی تہی جن کے بیٹے شاہ
مصطفی قادری تھے - دوسری بیٹی عبدالوہاب خطیب ولد شیخ احمد محدث کو دی
تہی جن کے بیٹے محمد شریف اور احمد شریف تھے تیسری بیٹی سید محمود جد سید محمود نور
کو دی تہی جن سے سید احمد پیدا ہوئے تھے -

عبدالرحمن نے ۱۱ - رمضان سنہ ۱۰۲۷ھ کو وفات پائی اور انکی وصیت کے
بموجب اُس سیاہ چبوترہ پر مدفون ہوئے - جو اونہون نے ابراہیم عادل شاہ سے
لیا تہا - اس وقت ان کے بیٹے سید محمد مدرس کی عمر صرف بارہ سال کی تہی -

۲۴۴۸ - شیخ علم اللہ محدث و شیخ نصیر - شیخ علم اللہ محدث عباسی بہی بیجاپور کے محدثین اور
مشہور مدرسین اور بزرگون مین سے ہین - شیخ عبد اوس کے مرید ستھے اور حدیث
شیخ المحدثین شیخ شہاب الدین ابن حجر شافعی مصری کی مصنف صواعق محرقہ سے پڑہے
ستے - شاہ ہاشم جن کا اوپر ذکر آچکا ہے ان کے شاگرد ستے -

یہ اصل مین پورب کے رہنے والے تہے - ان کے وطن ستے ہجرت
کرنے کی ایک عجیب کہانی نقل کرتے ہین — کہتے ہین کہ ایک شخص ملا نصیر نامی
ان کا داماد اور شاگرد تہا - نصیر اپنے زمانہ کا نہایت ذکی الطبع تہا - اور قوت حافظہ
اور رسائی ذہن مین اپنا نظیر نہ رکہتا تہا - شیخ علم اللہ اوسے ایک روز کوئی فقہ کی کتاب
پڑہا رہے تہے کہ اوستاد شاگرد مین کسی مسئلہ پر بحث ہو پڑی - اور اوستاد نے ہرچند
سمجہایا مگر شاگرد نے اونکے دلایل کو قطع کر دیا - علم اللہ نے کہا کہ امام اعظم ابوحنیفہ
اس طرح کہتے ہین - نصیر نے کہا وہ بہی ایک آدمی تہے - اور ہم بہی آدمی ہین - اگر
اون سے بہتر ہمین دلیل ملے تو ہمین عقل کا تتبع کرنا چاہیے - نہ امام اعظم کا - شیخ نے
کہا تو امام اعظم کے برابری کرتا ہے اور غصہ مین تلوار لیکر نصیر کے قتل کے لیے دوڑے
نصیر نے جب مجلس کا رنگ مخالف دیکہا تو وہان سے نکل بہاگا - اور وطن سے
مفارقت کو بہتر سمجہکر چلدیا - اب علم اللہ کو غالباً اپنے بیٹی بیوگی سے اور بہی
غصہ آیا - اور نصیر کے قتل یا پکڑنے کے واسطے پیچہا کیا - اور برابر خاندیس تک
خسر داماد آگے پیچہے چلے آئے - آخر برہان پور پہونچ کر علم اللہ نے داماد کے تعاقب
کو چہوڑا اور وہان اقامت اختیار کرلی - نصیر وہان سے بیجاپور چلا آیا - اور یہان کچہ
دنون پڑہتا پڑہاتا رہا - پہر اوس کا حال نہین معلوم کہان گیا - مگر شیخ علم اللہ کا برہان پور

مین ایسا شہرہ ہوا - کہ ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین دلاور خان نے غالباً اونہین خط لکھکر اپنے پاس بلا لیا - یہان مدت تک رہے - اور درس تدریس کا شغل رکہا - بہت لوگون نے فائدہ اوٹہایا - آخر ۱۱ ذی الحجہ ۱۰۲۴ھ کو اس دار فانی سے رحلت کی اور شہر پناہ کے باہر اللہ پور کے دروازہ کی طرف مصطفی باغ مین مدفون ہوئے تاریخ وفات "استاد اہل حدیث" ہے - آپ کی اولاد مین بہت علما اور مدرس اور اہل اللہ ہوئے ہین -

۴۴۹ - ملا محمد زبیری شیخ اسمعیل شیخ عبد الرحمن متقی -

ملا محمد زبیری بہی علمائے گجرات سے تہے - اور ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین بیجاپور آ گئے تہے جس وقت شیخ نصیر بیجاپور آیا ہے اوسوقت اُن کا زمانہ پیری تہا - جب اوس نے بیجاپور مین آکر مباحثہ کرنا شروع کیا - اور اوس کی سبقت طبیعت نے اہل علم کی مجالس مین ایک ہلچل مچادی - تو لوگون نے ان سے آکر التجا کی کہ یہ شیخ نصیر کے سر غرور کو نیچا کرین - جب بہت اصرار کے بعد علم مین اِن کا اور اوس کا مباحثہ ہوا تو شیخ نصیر ان کا لوہا مان گیا - اور کہنے لگا کہ عارفان حق سے علم ظاہر کے لوگون کا مباحثہ مناسب نہین - چودہوین صفر کو آپ نے رحلت کی ہے - سنہ وفات معلوم نہین شہر پناہ کے باہر بہمن پلی کے دروازہ کی طرف قاسم تالاب مین مدفون ہین - اور آپ کی بی بی اور تین بیٹون کی بہی اوسی جگہہ قبرین ہین - اور آپ کے چچیرے بہائی میان رحیم محمد بہی شہر پناہ کے باہر زہرہ پور مین آسودہ ہین -

شیخ اسمعیل محدث بہی بیجاپور کے بزرگون اور شیخ شمس الدین محمد ملتانی کی اولاد سے تہے - ابراہیم عادل شاہ کے ہمعصر تہے - مزار حصار زہرہ پور مین ملا حبیب اللہ

کے روضہ کے قریب ہے۔

شیخ عبدالرحمن متقی بھی گجرات سے ابراہیم ہی کے زمانہ مین آئے تھے۔ ورع وتقوی آپ کی ذات سے نازان تہا۔ اور امرونواہی آلہی کی بجا آوری مین نہایت درجہ کوشش کرتے تھے۔ آجکل تو اکل حلال کا نام بھی مخلوق مین بہت کم ہی سنائی دیتا ہے۔ بلکہ جس طرح سے کچھ مل جائے خواہ وہ کیسے ہی ناجائز طریق سے کیون نہ ملے اوسے باوا کا مال سمجھتے ہین مگر اوس زمانہ مین اسلام کی عملداری کے سبب سے مخلوق مین بہت لوگ ایسے تھے کہ جو اکل حلال کے کہانے کو اپنا فخر سمجھتے تھے شیخ عبدالرحمن کو اس امر کا بڑا خیال تہا کہ محنت ومزدوری اچھی طرح کرکے کچھ پیدا کیا جائے۔ اوسی کمائی سے اپنا پیٹ پالا جائے۔ بیجا کسی کا ایک دانہ بھی پیٹ مین نہ جانے پائے۔ اسی وجہ سے عبدالرحمن کے اتقا کی بڑی شہرت تھی۔ اور شیخ علی متقی گجراتی نے جن کے اتقا کی حکایتین مشہور ہین شیخ عبدالرحمن سے کسب حلال کا ایک مٹھی باجرہ طلب کیا تہا۔ یہ بھی کہتے ہین کہ اسی شہرت کے سبب سے شہر دہلی سے ایک بزرگ اِن کی ملاقات کو آئے۔ او چند روز آپ کی صحبت مین رہے تھے۔ غرہ ذی الحجہ ۹۰۰ھ کو آپ نے انتقال کیا۔ عمر آپ کی ایک سَو نو سال کی تھی اور مزار فتح دروازہ کے باہر ہے۔

۴۵۰۔ قاضی عبداللہ سید احمد سید سیف اللہ میان بہولا۔

قاضی عبداللہ بھی ابراہیم کے زمانہ مین گجرات سے آئے تھے۔ حدیث وفقہ زہد وتقوی مین کامل عصر تھے شاہ وجیہہ الدین گجراتی کے فیض یافتہ اور خلیفہ تھے اور شاہ صبغتہ اللہ سے بھی کچھ استفادہ کیا تہا۔ اور ملا حبیب اللہ کے بھی بڑے دوست تھے۔ آپکے

مزار فتح دروازہ کے باہر ہے ۔

سید احمد بھی ابراہیم کے زمانہ مین تھے ۔ اور چونکہ لشکر کے قاضی تھے اسلئے انکا لقب قاضی عسکری مشہور تھا ۔ قبر اِن کی شہر پناہ کے اندر تھی ۔ مگر اوس کا مقام معلوم نہین اور نہ سن وفات معلوم ہے ۔

قاضی سید سیف اللہ بھی بیجاپور کے بزرگون سے محمد عادل شاہ کے زمانہ مین بیجاپور کے قاضی تھے ۔ مزار کا پتہ نہین معلوم صرف اتنا کہتے ہین کہ شہر پناہ کے اندر تھا ۔

میان بہولا فقیر درویشان ملاستی سے تھے ۔ محمد عادل شاہ ان کا معتقد تھا ۔ قبر ان کی ابراہیم عادل شاہ کے مقبرہ کے قریب مشرق کی طرف اوپر کو واقع ہے ۔

۴۵۱ ۔ بی بی شہسامان بی بی راجی لوشتی بی بی نعیمہ بی ستی تعاصہ بی بی قادریہ بی بی صالحہ ۔

بی بی شہسامان بھی اسی شہر کی کاملہ اور عارفانہ عورتون سے اور خواجہ سید محمد گیسودراز کے خاندان سے تھین ۔ اِن کا مزار زہرہ پور کے دروازہ کے باہر فخر آباد مین مشہور ہے مرقد پر ایک گنبد بنا ہوا ہے ۔ عرس سولھوین رجب کو ہوا کرتا ہے تاریخ وفات معلوم نہین ۔ اس گنبد مین چار قبرین مردون کی بھی ہین ۔ اون مین ایک قبر شاہ ابوالحسن فخر آبادی کی ہے جن کا اوپر ذکر آچکا ہے ۔ اور جو ان بی بی کے رشتہ دار تھے آپ کی اولاد نہین ہے ۔ عرس اہل محلہ کیا کرتے ہین ۔

بی بی راجی لوشتی بھی کاملہ اور عارفہ تھین مزار مغربی احاطہ کی دیوار کے باہر ملا حبیب اللہ کے روضہ کے کونے پر ہے ۔ تاریخ وفات معلوم نہین ۔

• بی بی نعیمہ بڑی صاحبہ بھی بیجاپور کے کامل عورتون سے اور ملا حبیب اللہ کی مان تھین - آپ نے اپنے بیٹے سے بیعت کی تھی سنہ ۱۰۳۵ھ مین آپ نے وفات پائی - ملا حبیب اللہ کے گنبد مین وہین جانب اِن کا مزار ہے -

• بی بی سِتی تفاحہ یا ستی مان بھی صاحب عرفان اور تاج رجال تھین - یہ بھی ملا حبیب اللہ کی مرید تھین - جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۶ھ کو آپ نے انتقال کیا - ملا حبیب اللہ کی درگاہ کے متصل مغربی احاطہ کی دیوار کے باہر منٹے مَلِک اور بڑے مَلِک کے گنبدون کے قریب مدفون ہوئی ہین - قبر پر ہر ایک کے سائبان پڑا ہے -

• بی بی قادریہ بھی اس شہر کی کامل عورتون سے تھین - اور لوگ انکی پرہیزگاری کو دیکھکر اُن کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے - مرقد بیجاپور کے شہر پناہ کے اندر ہے تاریخ وفات معلوم نہین -

• بی بی صالحہ مان بھی بڑی کامل اور شاہ ہاشم کی بی بی تھین اِن کا مزار بھی شاہ ہاشم کے روضہ مین ہے -

۴۵۲ - بزرگان رائچور پنج بیبیان شاہ ابوطہ حسینی - - -

بیجاپور کے بزرگون کا حال تو یہان ختم ہوگیا - اب ہم اون بزرگون کا حال لکھتے ہین جو رائچور مین ہوئے ہین -

ابتدا مین جو لوگ کہ یہان آئے تھے غالباً وہ اسلام کی فوج ہوگی - جو اب مرنے کے بعد ولی و پیر ہوگئے ہین - یہ لوگ فیروزپور عرف رائچور مین جب اول اول آئے تو قلعہ کے باہر شمالی جانب کو لال پہاڑ کے نزدیک جہان کہ اب جدید کچہری

اول تعلقداری کی تیار ہوئی ہے قیام پذیر ہوئے تھے۔ پھر لڑائی کے بعد انہون نے اپنا اپنا مقام سکونت وہ مقرر کیا جہان جہان کہ اون کی قبرین ہین - اور جن کا ہم آیندہ ذکر کرتے ہین -

ان مین پنج بیبیان نہایت قدیم خیال کیجاتی ہین - کہتے ہین یہ اوس زمانہ مین یہان آئین تہین کہ ملک ہور احاکم ہنود کی حکومت تہی - اور قلعہ ارک کے اندر پہاڑ پر جہان کہ ایک مندر تہا اور اب ایک پتھر کے بیل کا سر ٹوٹا ہوا پڑا ہے سکونت اختیار کی تہی - ان کے ساتھہ چندربی گونگی بی زچہ بی اور اون کے بہائی چندہ حسینی اور استاد شیخ ردانی بہی تہے - ان سب کے مزار وہین پہاڑ پر ہین - اور چندہ حسینی کے گھوڑے کا مزار بہی وہین ہے وہان ایک نیم کا درخت ہے اور زوار جب وہان جاتے ہین تو اپنے لباس ملبوسہ کی چیتیڑے پہاڑ کر اوس پر باندہا کرتے ہین - جہلا مین یہ مشہور ہے کہ ان کے مزار کے پاس ایک درخت تہا - اوس سے شکر گرا کرتی تہی - اب وہان ایک نیم کا درخت ہے - جو معمولی طور پر کڑوا ہے - ان کے مزار مسجد کے بازو سے مغربی سمت کو پائے دیوار مین علیحدہ علیحدہ واقع ہین - عرس ۱۹ رجب کو ہوتا ہے - آجکل ایک شخص چندہ صاحب مجاور سالانہ عرس کرتے ہین -

یہ بات کچھہ سمجھہ مین نہین آتی - کہ ہندؤن کے عہد مین قلعہ ارک کے اندر اجنبی مسلمانون کو سکونت کے لیے جگہہ ملجاے - سوائے اس کے جو نام اوپر مذکور ہوئے وہ اوس زمانہ کے مسلمانون کے نام نہین ہین جب کہ ابتدا مین مسلمان دکن مین آئے تہے - یہ نام سلاطین بھمنیہ کے بعد یا اونکے اخیر عہد کے ہین -

جب کہ مسلمانون کی عملداری کچھہ بے ڈھنگی طور پر یہان پہیل گئی تہی - اس سے
یہ قیاس کرنا بیجا نہین ہے کہ یہ لوگ عادل شاہیون ہی کے زمانہ مین یا بہمنون
کے اخیر عہد مین یہان آئے تہے - اون سے پیشتر کے نہین ہین -

شاہ ابوطہ حسینی بہی یہان اوسی زمانہ مین آئے تہے - کہتے ہین کہ انکی
بزرگی دیکھہ کر ایک گوسائین مسلمان ہوگیا تہا - اوس کی قبر بہی ان کی قبر کے پائین
مین ہے - ان کی قبر بیجاپور مین شمال و مغرب کے گوشہ پر ریلوے سڑک کے ملحق منگلاپور
کے راستہ پر ایک مقبرہ کے احاطہ کے اندر ہے - یہان مسلمانون کی اور بہی کثرت
سے قبرین ہین -

۴۵۳ - شیخ سالار شیخ میان شیخ یونس و شیخ علی شہید - - مخدوم شیخ سالار کا مزار جامع مسجد قلعہ مین مشرقی دیوار کے متصل ہے - کہتے ہین کہ یہ شاہ نصیر الدین چراغ
دہلی کے بہانجے ہین - ان کا لقب امام الاولیا ہے - جہان ان کا مزار ہے
یہان پہلے ایک مندر تہا - اور مسلمانون نے اوسے ہندون سے چہین کر
مسجد بنائی تہی - وہ ہی جامع مسجد قلعہ کے نام سے مشہور ہے - عرس ۱۲ رجب
کو ہوتا ہے - آجکل امام صاحب ابن شیخ حسن منوری پیش امام مسجد سرخیل عرس
کیا کرتے ہین -

شیخ میان کا مزار قلعہ ارک کے ایک گوشہ پر شیخ بی بی کے پہاڑ کے دامن
مین بمقام ملانکی صحن مسجد مین ہے - کہتے ہین یہ شیخ سالار کے بہائی ہین - انکے
مزار کے پاس دامن کوہ مین ایک غار ہے - آپ وہان چلہ کشی کیا کرتے تہے -
ان کا عرس بہی ۱۲ رجب کو ہوتا ہے - اور امام صاحب ہی کیا کرتے ہین -

شیخ یونس کا مزار اندرون قلعہ ارک آثار شریف کے صحن مین ہے ۔
ان کا لقب بخشی اولیا مشہور ہے ۔

کہتے ہین کہ منتجب الدین زرزری زربخش اورنگ آبادی نے صوفی سرمست کو جن کا مزار قصبہ سگر تعلقہ شولاپور ضلع لنگسگور علاقہ حیدرآباد دکن مین ہے اس ملک کی طرف بہیجا تہا - اون کے ساتہہ بہت لوگ آئے تہے جو آجکل اولیا واللہ کے لقب سے مشہور ہین ۔

انہین مین شیخ سالار امام الاولیا شیخ یونس بخشی الاولیا شیخ احمد علم بہادر وغیرہ اولیا سے رائچور ہی تہے یہ لوگ آکر ہندون سے لڑے اور کتنے ہی اون مین سے شہید بہی ہوئے یہ لقب جو ان کو ملے ہین غالبًا یہ اون کے فوجی عہدہ ہین شیخ سالار سالار فوج شیخ یونس بخشی فوج اور شیخ احمد علم بردار ہوگئے ۔

شیخ علی شہید کا مزار رائچور مین جانب مغرب باغ سرکاری کے احاطہ مین پائین دیوار مسجد جانب شمال کو ہے - یہ بہی قدیم زمانہ مین یہان آئے اور کافرون سے لڑکر شہید ہوئے تہے - ان کی قبر رو بقبلہ ہے - کہتے ہین کہ نواب دارا جاہ کے زمانہ مین یہ ارادہ کیا گیا تہا - کہ عام قبرون کی طرح شمال کو سرہانا کردیا جائے - مگر پہر جیسی ہے اوسی طرح چہوڑدی گئی - چنانچہ اب تک وہ اوسی طرح رو بقبلہ ہے ۔

۴۵۴ - شاہ کمل پوش ہیرہالی پیر علاء الدین شاہ حسن شاہ حسین - شیخ احمد علم بردار -

شاہ کمل پوش کا مزار پنج بی بی کے پہاڑ کے متصل جانب جنوب عام تالاب کے کنارہ ایک چہوٹی سی پہاڑی پر ہے ۔

پیر بالی کا مزار قلعہ کے باہر فتح دروازہ کے سامنے جس کو کاٹی دروازہ بھی کہتے ہین ایک مقبرہ مین ہے سالانہ عرس ۶ شعبان کو محمد حی مجاور حسینی علم کیا کرتے ہین

پیر علاء الدین کا مزار اندرون فتح دروازہ شرقی دیوار کے پاس ہے - ان کا سالانہ عرس ابو صاحب ولد محی الدین ۱۶ رجب کو کیا کرتے ہین - ان کی قبر کے پاس ایک پیلو کا درخت ہے -

شاہ میر حسن و شاہ میر حسین کے مزار رائچور مین قلعہ ارک کے اندر جانب شمال کو ایک ہی جگہہ ہین - یہ دونون گھوڑون کے سوار تھے - یہان ایک پتھر پر گھوڑون کے سمون کے سے نشان ہین - غالباً اسی سبب سے انہین سوار کہتے ہین - پتھرون پر اس طرح کے نشان بارہا ہوجایا کرتے ہین - کہ جنہین دیکھکر آدمی کے یا جانورون کے پیرون کے نشان کا تصور پیدا ہوتا ہے - لیکن یہ قدرتی ہوا کرتے ہین - کسی آدمی یا جانور کے پیرون سے نہین بنا کرتے -

• شاہ حسن اور شاہ حسین کا عرس ۲۱ ربیع الثانی کو سلطان صاحب قادری پیش امام جامع مسجد بازار رائچور و عبد الکریم صاحب خطیب باتفاق کیا کرتے ہین -

شیخ احمد علم بردار کا مزار رائچور مین شمال کی طرف لال پہاڑی کے متصل مقبرہ شاہ کریم اللہ کے قریب ہے - ۱۱ شعبان کو ایک شخص مرتضیٰ صاحب ساکن محلہ نوردریا آپ کا عرس کیا کرتے ہین -

۴۵۵ - شاہ ابدال سید احمد شاہ حسن غوری سید شاہ احمد پیر قابل معصوم پیر دلی پیر -

سید شاہ ابدال حسینی عرف پیر پٹولہ کا مزار اندرون دروازہ قلعہ ارک ایک چھوٹے سے گنبد مین ہے - اسی جگہہ آپ کے بائین ایک قریب کے چبوترہ پر جانب

شہرت کو آپ کے ہمراہیون شاہ نعمت اللہ وہیر اکشن کے مزار ہین - جس مقام پر
شاہ ابدال کا مزار ہے کہتے ہین کہ یہ ہنومان کا مندر رہتا - اونہون نے اوس کو پہینک
دیا تہا اور وہان خود سکونت اختیار کرلی تہی - چنانچہ وہ ہنومان بت اب تک عام تالاب
مین پڑا ہے - ۱۲ رجب کو عبداللہ صاحب پسر میر حسین سالانہ عرس کیا کرتے
ہین - ہیر اکشن کو ہندو نہ سمجہنا چاہیئے - مغربی دکن مین مسلمانون کے ایسے نام
اب تک بہت کثرت سے ہوتے ہین -

سید احمد کا مزار اندرون قلعہ ارک آثار شریف کے صحن مین شیخ یونس بخشی
اولیا کے پائین ہے -

شاہ حسن غوری مجذوب کا مزار اندرون قلعہ ارک جانب مغرب
فصیل کے پاس ہے -

سید شاہ احمد کا مزار اندرون قلعہ ارک دروازہ سیلانی کے پاس لب سڑک
جانب شمال ہے - حسن محی الدین نامی ایک شخص سالانہ فاتحہ کیا کرتا ہے - تاریخ
عرس مقرر نہین -

پیر قابل کا مزار قلعہ کے باہر لشکر بازار مین عقب مسجد دہوندہی ایک مقبرہ کے
احاطہ کے اندر ہے - یہان لاش کے ساتہہ سر نہین ہے - سر علیحدہ مدفون ہے
۲۴ شعبان کو عرس ہوتا ہے - آجکل حاجی صاحب چندا صاحب لاڈلے صاحب
خواجہ بہائی ملکر عرس کیا کرتے ہین -

معصوم پیر کا مزار بہی پیر قابل کے مقبرہ کے اندر جانب شرق مین ہے
کہتے ہین کہ یہ بہی پیر قابل کے ہی زمانہ مین تہے - ان کے عرس کی کوئی علیحدہ تاریخ

شہین - جب پیر قابل کا عرس ہوتا ہے تو بہی لوگ اِن کی قبر پر صندل چڑہا دیا کرتے ہین -

ولی پیر کا مزار لشکر بازار مین سب سڑک جانب جنوب بازوی مقبرہ پیر قابل ہے جہان کہ آجکل ایک تعویذ ہے -

۲۵۶ - شیخ برہان پیر گدائی شاہ سیلانی شاہ ہنگر شاہ کہپر شاہ کریم اللہ السد غنی شیخ معانی شیخ یحییٰ - - - - - - -	شیخ برہان شہید بہی اوسی زمانہ کے شہدا سے ہین آپ کا مزار قلعہ ارک مین جامع مسجد کے اندر سمت جنوب

کو قبرون مین ہے -

شاہ پیر گدائی کا مزار قلعہ ارک کے اندر قاضی صاحب کے مکان کے پاس ریلوے اسٹیشن کی سڑک پر جانب شمال مین ہے -

شاہ سیلانی کا مزار قلعہ ارک کی جانب مغرب روبروے دروازہ سیلانی مسجد کے بازو پر ایک گنبد مین ہے - ۱۱ رجب کو عرس ہوتا ہے - آجکل کوٹ تلاروالے سید حسینی پیران صاحب مرحوم کی طرف سے عرس ہوا کرتا ہے -

شاہ ہنگر او شاہ کہپر کے مزار اندرون قلعہ ارک متصل دروازہ سیلانی سرِ قبلہ ایک ہی جگہ ہین -

شاہ کریم اللہ کا مزار قلعہ رائچور کے باہر جانب شمال لال پہاڑی کے قریب شیخ احمد علم بردار کے نزدیک متصل کچہری اول تعلقدار ہی کے ہے - کہتے ہین کہ وہان اور بہی بہت شہدا مدفون ہین - ۱۲ رمضان کو عرس ہوا کرتا ہے - آجکل مرتضیٰ صاحب ساکن رائچور عرس کے مہتمم ہین -

اللہ شمنی کا مزار نورنگ دروازہ کے قریب مسجد کے روبرو ہے -
شیخ یحییٰ کا مزار عیدگاہ کے قریب اور کچہری جدید کے نیچے مغربی جانب کو ہے -

رائچور کے یہ سب بزرگ یہان قدیم زمانہ مین آئے تھے کسی کو ان کی تاریخ وفات معلوم نہین - اور اُن کا کچھہ تفصیلی حال معلوم ہے - کہ یہ کون تھے اور کس طرح یہان آئے اور یہان کس طرح زندگانی بسر کی حتی کہ یہ کہنا بھی حسن ظن کے سبب سے ہے کہ یہ سب بزرگ اور نیک آدمی تھے -

۴۵۷ - سید شمس عالم پسر سید شاہ چندا حسینی سید شمس عالم حسینی چشتی سید شاہ حسینی کے بیٹے ہین جن کا مزار قصبہ گوگی تعلقہ جن کا مزار گوگی مین ہے - . . . شاہ پور ضلع لنگسکور ریاست نظام مین ہے - اُنھون نے اپنے باپ سے بیعت کی اور خلافت حاصل کی تھی - آپ ہمیشہ عالم استغراق مین رہا کرتے تھے - کہتے ہین کہ اونھون نے اپنے باپ کے وضو کے واسطے پانی لا کر دیا - اتفاق سے کہین اوس مین سے ایک کوّا پانی پی گیا - اُنھون نے اسی سے باپ کو ناراض دیکھہ اوس کوّے کو مار ڈالا - اِس پر ان کے والد نے کہا کہ تم اب یہان سے تارہو - اور دو تاڑ کے پھل دیکر کہا کہ جہان یہ پھل پھوٹ نکلین اوسی جگہہ جا کر سکونت اختیار کرلو - والد کے ارشاد کے بموجب یہ مکان سے روانہ ہوئے - جب رائچور پہونچے - تو اون مین شاخین پھوٹ نکلین - اس لیے آپ نے اسی جگہہ قیام کر دیا - یہ درخت اون کی قبر پر ایک مدت دراز تک قایم رہے - کوئی پندرہ بیس سال ہوئے کہ بجلی کے صدمہ سے گر پڑے ہین - ان کا نشان اس وقت تک موجود ہے -

کہتے ہین کہ یہ ایک نیم کے درخت کے نیچے حالت استغراق مین بیٹھے رہا کرتے تھے - وہان کے حاکم کی بی بی ایک روز اودھر کو نکلی - ان کے دو دانت نیچے تھے اونہین دیکھ کر ان سے کچھ تمسخر کیا - مگر کچھ روز بعد وہ ان کی بزرگی کی قائل ہوگئی اور ایسی معتقد ہوئی - کہ اوس نے آپ کا مقبرہ بنوا دیا - اور اوسی مقام پر ایک مسجد اور ایک مسافر خانہ بھی تعمیر کرا دیا - اور ایک باولی کھدوادی جو اب تک موجود ہے -

حال مین راے الما پرشاد صاحب اول تعلقدار سابق نے اپنے اہتمام سے منجانب سرکار درگاہ کے سامنے ایک بنگلہ موسوم عالم سرا اور نوبت خانہ جانب شرق تیار کرایا ہے -

مشہور ہے کہ شمس عالم نے صرف اٹھارہ سال کی عمر مین ۱۵ صفر سنہ ۷۹۲ھ کو وفات پائی - سنہ دو بے شک شمس عالم بود" تاریخ وفات ہے ان کا عرس اسی تاریخ کو ہوا کرتا ہے - سرکار نظام کی طرف سے یکم بہمن کو یہان ایک بڑی دھوم دھام کا میلہ ہوا کرتا ہے - دور دراز سے اوس مین لوگ آ کر شریک ہوتے ہین - ہندو بھی کثرت سے آپ کے معتقد ہین - اور نذر و نیاز چڑھاتے ہین -

آپ کا مزار رائچور مین جانب شمال زیر مین چھاونی کنٹنجنٹ کی سڑک پر واقع ہے آجکل سید شمس عالم حسینی درگاہ کے سجادہ اور خدمت گزار ہین - اور سرکار سے علاوہ انعام پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار خدمت کے لیے مقرر ہے -

شیخ جلال برادرزادہ سید شمس عالم	۴۵۸ - شیخ جلال کا مزار کہتے ہین کہ رائچور کے

اور کمل پوش ۔ ۔ ۔

شمال و مشرق مین پہاڑ پر مسجد کے بازو مکان کے صحن مین ایک چبوترہ پر ہے۔ اور مکان کے اندر آپ کے اُستاد شاہ حسین کا مزار ہے مگر بعض لوگ کہتے ہین یہ مزار نہین بلکہ سید جلال کا چلہ ہے۔

رائچور سے شمال کو بیالیس میل پر قصبہ یادگیر ہے۔ وہان سے کچھہ دور پر بھیما ندی بہتی ہے۔ اس سے پرے موضع گلسرم تعلقہ شاہپور مین سید جلال الدین ڈونگرے برادرزادہ سید شمس عالم کا مزار ہے۔ آجکل اون کی اولاد مین ایک شخص سید چندہ حسینی ڈونگرے بڑے معمر شخص ہین اون کا بیان ہے۔ کہ سید جلال الدین اپنے چچا سید شمس عالم کے زیارت کو ایک مرتبہ رائچور گیے تھے اور وہان ایک پہاڑ پر کچھہ روز تک چلہ کشی کرتے رہے تھے۔ اس لیے اوس پہاڑ کا نام سید جلال کا پہاڑ ہوگیا ہے۔ کہتے ہین کہ جب ان کے اُستاد کا انتقال ہوگیا تو اوس مکان کے اندر اونہین دفن کر دیا۔ اور جب آپ یہان سے چلے گیے تو اون کے معتقدین نے صحن مین چلہ بنا دیا۔ کہ سید جلال کی یادگار باقی رہے حکام وقت نے جو اونہین زمین انعام کی سند دی تھی۔ اوس مین شیخ جلال صاحب درویش گوشہ نشین لکھا ہوا ہے۔ ۲۴ ذی قعدہ کو عرس ہوتا ہے۔ آجکل حسین صاحب اور اُن کے بیٹے خواجہ حسین اور محمد عمر عرس کیا کرتے ہین۔ شیخ جلال خادم کا حال مین انتقال ہوگیا ہے۔

کمل پوش کا مزار رائچور مین شمالی جانب کو آبادی سے کچھہ فاصلہ پر سید جلال کے پہاڑ اور سید شمس عالم کی درگاہ کے درمیان ایک ویران مسجد کے صحن مین ہے۔ کہتے ہین کہ وہان اور بھی بہت شہیدون کی قبرین ہین محلہ وا

ان کا عرس کبھی کبھی کردیا کرتے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ کمل پوش ہی اون کا نام ہے لیکن درحقیقت یہ نام نہین معلوم ہوتا۔

۴۵۹ مشائخین مذکور کے اسقدر کثرت سے ہونے کیوجہ ۔

اب اوپر کا ہمارا الّنبا بیان دیکھہ کر ناظرین کو خود بخود یہ خیال پیدا ہوگا۔ کہ اس زمانہ مین اس قدر صوفیون اور عباد و زہاد کی کثرت کیون ہوگئی تھی۔ حالانکہ یہ حالت نہ تو پہلے سلاطین بہمنیہ کے زمانہ مین یہان تھی نہ اب انگریزی عملداری مین ہے بلکہ جو کچھہ پہلا لقیہ ہے وہ بھی دن بدن مفقود ہوتا جاتا ہے۔

اسکے جواب مین یہ کہنا ضرور ہے کہ ان مین سب لوگ مشایخ نہین ہین بلکہ ان مین علما اور سپاہیون کی تعداد کا ایک بڑا حصہ ہے۔ مگر چونکہ صاحب روضتہ الاولیا محمد ابراہیم عرف صاحب بادشاہ خلیفہ سید شاہ عبد اللہ حسینی قادری مشائخون کے معتقدون مین سے ہے۔ اس نے ان سب کو مشائخون کے ہی زمرہ مین درج کردیا ہے۔ وہ لوگ جو قدیم زمانہ مین اس ملک مین آئے ہین وہ سب سپاہی پیشہ تھے۔ یہان آکر وہ ہندوٗون سے لڑے اور شہید ہوئے یا فتح پاکر یہان کے حاکم بنے ہین۔ اور اُن کی قبرین اس اخیر زمانہ مین پرستش کے قابل سمجھہ لی گئین اور وہ اولیا اللہ مین داخل کرلیے گیے ہین۔ اون کی تعداد کو اگر نکال ڈالا جائے تو یہ فہرست مشائخین کی ضخامت بہت کم رہ جائیگی۔

پھر اس کے بعد بھی جو لوگ بچتے ہین اونکی نسبت بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ مین جس سے ہماری مراد ابراہیم عادل شاہ اور محمد عادل شاہ کا زمانہ ہے ان کی پرورش اچھی طرح ہوتی تھی۔ اس سے انکی کثرت ہوگئی تھی۔ یہ قاعدہ کی بات

ہے کہ جب کوئی جدید سلطنت قایم ہوتی ہے تو اوس وقت سپاہی کی قدر ہوتی
ہے یہی سبب تہا کہ سلاطین بہمنیہ کے اور پہر جس وقت نظام شاہی عادل شاہی
قطب شاہی سلطنتین قایم ہوئین تو اوس وقت چارون طرف سپاہی ہی سپاہی تہے
درویشون کا کہین نام و نشان بہی نہ تہا - پہر جب یہ سلطنتین قایم ہوگئین تو منتظمین
اور مدبرین سلطنت کی جستجو ہوئی اور وزیر و ارکین سلطنت کی عزت رہی - اسکے
بعد جب عیش و عشرت اور آرام طلبی کا زمانہ آیا - اور یہ امیر اور وزیر وغیرہ سلطنت
کے کامون کو چہوڑ کر منہیات شرعیہ مین مبتلا ہوگیے - تو اوس وقت اپنے کفارہ
گناہ کے لیے خیرات و مبرات کی سوجہی - اس واسطے یہ درویش اور اولیاء اللہ
پیدا ہوگیے - علاوہ اس کے صوفیہ کی کثرت کی ایک اور وجہ بہی تہی - پہلے بیان
دکن مین نادشیعہ سلطنتین تہین - مگر اس زمانہ مین نظام شاہی سلطنت اوجڑ
گئی تہی - اور عادل شاہی سلطنت سنیون کی سلطنت ہوگئی تہی - اس لیے
تصوف کے پیرایہ مین شیعہ اپنے مذہب کو پہیلاتے تہے - اور کثرت سے شیعہ
لوگ صوفی بن گیے تہے - اور اولاد رسول اللہ کی بنا پر اپنی بزرگی منواتے پہرتے
تہے - اور یہی وجہ تہی - کہ قطب شاہی سلطنت مین جہان ان کا مذہب علی الاعلان
جاری تہا - اوس زمانہ مین کوئی بہی صوفی نہ تہا - پہر یہ مشایخی گجرات مین پہلے سے
پہیلی ہوئی تہی کیونکہ وہان سنی سلطنت ہونیکے سبب سے جو ایرانی آتے
وہ سید السادات اور صوفی بنکر مشایخ بنجاتے تہے - اس زمانہ مین وہ سلطنت
بہی تباہ ہوگئی تہی وہان کے مشایخ بہی کثرت سے عادل شاہی سلطنت مین
چلے آئے تہے - سوائے اس کے بہت اللہ کے بندے ایسے بہی تہے

دوسرون و بادشاہون کی عیش پرستی اور غفلت کو دور کرنیکے واسطے اپنی نیک اخلاق کا نمونہ دکہاکر اونہین خدا کے راستہ پر لانے کی کوشش کرتے تھے اور خود بہی سچے خدا پرست تھے اور دوسرون کو بہی خدا کا بندہ بناتے تھے - اس واسطے بیشمار اُنکون کا گروہ جن مین اچہے بڑے سب طرح کے لوگ تھے اس قدر کثرت سے ہمین دکہائی دیتا ہے -

۴۴۰ - بزرگان بیجاپور کی ایک فہرست مع مختصر کیفیت کے - - -

اب ہم یہان ایک فہرست مین بزرگان بیجاپور کے نام وغیرہ لکھتے ہین جس سے پڑہنے والون کو ایک نظر مین اون کا خلاصہ حال معلوم ہوجاے گا - جو سالانہ فاتحہ کرنے والون کو بطور ایک اعراس نامہ کے ہوگی اور زایرون کو بطور ایک رہبر شفیق کے مزارات کے مقام وغیرہ بتلاویگی -

اس جدول کے اول خانہ مین اون فقرات کے نمبر درج ہین جن مین اِن بزرگون کا ذکر کتاب مین آیا ہے - دوسرے خانہ مین نام ہین - اور تیسرے خانہ مین تاریخ وفات ہے - چوتہے خانہ مین مقام دفن مع مختصر کیفیت کے ہے -

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت کے
۴۴۰	حاجی رومی -	۲۲ ذی الحجہ ۵۵۵ھ	اندرون حصار شہرپناہ متصل قلعہ ارک شمال کی طرف شاہ پیٹہ مین ایک چبوترہ پر - - - - -
ءء	حاجی مکی - -	- - - -	تکوٹہ کے باہر بیجاپور کے مغرب مین

نمبر نقشہ	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت کے
۴۲۰	حاجی سیف الملک	- - -	موضع حیدرہ بیجاپور کے مشرق کی طرف
"	شیخ صلاح الدین -	- - -	پونہ - - - - - -
۴۲۱	شیخ نصر اللہ ابن شیخ مسعود شکر گنج -	۲۴ رجب قبل خواجہ سید محمد گیسو دراز	اندرون شہر پناہ متصل دروازہ شاہپور مغربی سمت مین شاہ نعیم اللہ کے گنبد کے قریب - - -
"	پیر میٹھی - -	۱۱- رجب ایضاً	بیرون شہر پناہ شرقی جانب فتحپور مین بالا سے چبوترہ - - - -
"	پیر جبنا - - -	۲۷ رمضان ایضاً	اندرون شہر پناہ متصل حویلی نواب مصطفیٰ خان بجانب مشرق بالائے چبوترہ - - - - -
"	پیر عنبری کھنڈایت	۲۱ - رجب	قلعہ ارک کے اندر متصل آنند محل جس کے گرد سنگین احاطہ اور اوپر چوبی سقف ہے - - - - -
۴۲۲	پیر مقصود - -	۶- رمضان عہد ہنود - -	اندرون شہر پناہ اللہ پور کے دروازہ کے پاس بازار مین جس پر چوکھنڈی بنی ہے -
"	پیر بڑا اجڑ -	- - -	نزدیک خصیل دروازہ پادشاہ پور -

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت کے
۴۲۲	پیر بوسلے - -	.	بخشی کے حویلی کے پاس بالائے چبوترہ - - - - -
"	پیر باسلے - -	.	ایضاً - - - - - -
۴۲۳	شیخ ابراہیم سنگانی	۴ محرم ۹۵۳ھ	بیرون شہر پناہ بہشتی دروازہ کی طرف شمالی قبرستان مین - -
"	شیخ عین الدین گنج العلم	۷ جمادی الاول ۹۵۹ھ	مقدم فتح دروازہ سے اور اوس پر گنبد ہے - - - - -
"	شیخ مصطفےٰ - -	۱۰۶۸ھ	گنج العلم کے روضہ مین - -
"	بی بی خوند مان حجابی بستی مان دختر گنج العلم -	۵ ربیع الثانی	گنج العلم کے روضہ کے پاس - - - - - - - -
۴۲۴	شیخ عبد اللہ الغزنی شاگرد گنج العلم - -	۱۷ رجب ۹۹۳ھ	- - - - - - - - - - - - - - - -
"	شیخ ضیاء الدین -	۲۲ شعبان	نزد روضہ گنج العلم مرقد پر گنبد ہے
"	شیخ عین الدین نبیرہ	.	- - - -
"	شیخ ضیاء الدین -	.	- - - -
"	شاہ حافظ حسینی	۱۳ صفر عہد ہنود	قریب محل آثار شریف مرقد پر گنبد ہے - - - -

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت کے
۴۲۴	شاہ حمزہ حسینی پسر شاہ حافظ	۹ شعبان	قریب محل آثار شریف مرقد پر گنبد ہے
"	شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ -	سنہ ۸۶۴ھ	
"	سید علی شہید -	عہد ہنود	سر کی قبر صفا بازار مین قاضی محمد باقر کے مکان کے عقب جنوبی سمت مین مسجد کے قریب بالائے چبوترہ اور دھڑ کی قبر شاہ حضرت قادری کے مقبرہ کے قریب اونکی حویلی کے احاطہ کے اندر گنج شہیدان مین ہے - - - - -
۴۲۵	شاہ اصغر اللہ از اولاد خواجہ گیسو دراز -	۱۷ ذی الحجہ	اندرون شہر پناہ قریب مکہ دروازہ کچہری کے احاطہ مین -
"	شاہ ہدایت اللہ اسد	.	بیرون شہر پناہ - زہرہ پور مین ابراہیم عادل شاہ جگت گرو کے مقبرہ کے مغرب کی طرف مرقد پر گنبد ہے
"	شاہ شہباز نبیرہ شاہ ہدایت اللہ -	۲۰ ذی قعدہ	اندرون شہر پناہ شاہ پیٹھ مین -

نمبر نقشہ	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت کے
۴۲۵	شاہ ابوالحسن فخر آبادی از اولاد خواجہ گیسو دراز	•	فخر آباد واقع زہرہ باد مین - -
۴۲۶	شیخ منتجب الدین میان باصاحب - -	•	بیرون حصار ابراہیم پور کے دروازہ کے قریب جنوبی سمت مین - -
"	شیخ محی الدین ابن شیخ منتجب الدین -	•	بیرون حصار ابراہیم پور کے دروازہ کے قریب جنوبی سمت مین -
۴۲۷	شیخ حمید یا حمید الدین	۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۱۰۱ھ	نیا باغ مرقد پر گنبد ہے - -
"	شیخ لطف اللہ مرید شیخ حمید	۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۱۲۰ھ	ایضاً - - - ایضاً
"	شیخ عبد الصمد بزرگ مرید شیخ لطف اللہ	۵ محرم سنہ ۱۱۶۰ھ	شیخ لطف اللہ کے مزار کے قریب مشرق مین اندرون گنبد شیخ حمید -
"	شیخ عبد الکریم انصاری لاہوری شارح لمعات خلیفہ شیخ عبد الصمد	•	- - - -
۴۲۸	شاہ صبغۃ اللہ بہروچی	۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۵ھ	مدینہ منورہ - - - -

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت
۴۲۹	ملا حبیب اللہ خلیفہ شاہ صبغتہ اللہ -	۹ شعبان سنہ ۱۰۲۱ھ	زہرہ پور مین مقبرہ ابراہیم عادل شاہ کی جانب مغرب مین کچھہ فاصلے سے مرقد پر گنبد ہے جسے موتی گنبد کہتے ہین - - - - - -
۴۳۰	شاہ محمد صبغتہ اللہ ثانی عرف شاہ صاحب پیر	۲۰ رجب سنہ ۱۰۴۴ھ	باپ کے روضہ مین - - -
	ملا حبیب اللہ -	.	
"	محمد قاسم بن عبد القادر مصنف کتاب نفائس الانفاس مرید شاہ صاحب -	.	
۴۳۱	شاہ نور الدین صفوی	.	
"	شیخ نظام نارنولی -	.	بیرون شہر پناہ زہرہ پور مین درگاہ شاہ ملنگ کے پاس ہے مرقد پر ناتمام گنبد ہے جسے نیم کلہ کہتے ہین -
۴۳۲	شاہ عتیق اللہ -	سنہ ۱۰۲۳ھ	بیرون شہر پناہ زہرہ پور مین ملا حبیب اللہ

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت کے
.	.	.	کے روضہ کے قریب مشرق کے
.	.	.	طرف بالائے چبوترہ - - -
۴۳۲	بابا میر سید علی -	.	بیرون شہر پناہ زہرہ پورمین - -
″	شاہ علاء الحق -	سنہ ۱۳۰۱ھ	ایضاً - - - ایضاً
″	شاہ قاسم - -	۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ	جیبہ خان کی مسجد مین قریب گچی محل
			مرقد پر گنبد ہے - - - -
۴۳۳	شاہ مرتضیٰ قادری -	۳۰ جمادی الثانی سنہ ۹۹۰ھ	بیرون دروازہ ابراہیم پور - مزار پر گنبد ہے
۴۳۴	شاہ ابوالحسن قادری	۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۵ھ	بیرون حصار اللہ پور دروازہ کی طرف
			آغا پور کے پاس -
″	اسرافیل پہلوان مرید شاہ		
	ابوالحسن - - -	.	مرقد پر چوکنڈی بنی ہے - -
″	سید عبدالقادر پسر شاہ ابوالحسن	۲۰ ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۰ھ	شاہ ابوالحسن کی درگاہ کے باہر
.			بالائے چبوترہ - - - -
″	سید نعمت اللہ ″	.	ایضاً - - - ایضاً -
″	ابوالقاسم ″	.	ایضاً - - - ایضاً
″	محمد میران ″	.	ایضاً - - ایضاً
″	شاہ ابوالحسن ثانی مصنف	سنہ ۱۱۳۲ھ	موضع کنکال - - - -

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت کے
۴۳۵	کتاب مخازن سلاسل قادریہ پسر عبد القادر شاہ مصطفی برادر شاہ ابو الحسن - -	۱۵ شعبان	شاہ ابو الحسن کے روضہ مین علیحدہ چبوترہ پر - - - - -
"	سید عبد القادر پسر شاہ مصطفی	.	باب کے پاس چبوترہ پر -
"	سید شمس الدین پسر شاہ مصطفی	۶ جمادی الثانی سنہ ۱۱۲۸ھ	موضع گومری تعلقہ سندہنور -
	شاہ عبد الرزاق دوست	۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۹ھ	اندرون شہر پناہ مکہ دروازہ کے متصل - مرقد پر گنبد ہے جسے جوڑ گنبد کہتے ہین - - - - -
	سید ہاشم -	.	
"	خان محمد خانخانان مرید شاہ عبد الرزاق -	.	مکہ دروازہ کے پاس متصل روضۂ شاہ عبد الرزاق - مرقد پر ہشت پہلو گنبد ہے جس کو جوڑ گنبد کہتے ہین -
۴۳۶	شاہ ہاشم علوی -	۹ رمضان سنہ ۱۰۵۶ھ	بادشاہپور مین شہر پناہ کے اندر - مرقد پر چاندنی کا گنبد ہے عرس ۷ رمضان کو ہوتا ہے -
۴۳۷	شاہ وجیہ الدین مرشد شاہ صبغۃ اللہ	۲۹ محرم سنہ ۹۹۸ھ	مزار احمد آباد گجرات مین - -

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت کے
۴۳۸	شاہ مرتضی پسر شاہ ہاشم	۹ ذی الحجہ ۱۰۸۵ھ	شمسہ خان صاحبہ کی گنبد کے پاس بجانب شمال بالائے چبوترہ ۔ ۔
"	شاہ مصطفی الفنا	۱۱ شعبان	بیرون شہر پناہ بہمنی کے دروازہ کی طرف شاہ راجو کے گنبد کے پاس
۴۳۹	شاہ میران جی شمس العشاق	بعہد علی عادل شاہ اول ۔ ۔	شاہپور مین حصار کے باہر ٹیلہ پر مرقد پر گنبد ہے ۔
"	بابا سجن مرید شمس العشاق	۔	
"	شاہ برہان الدین جانم پسر شمس العشاق ۔	۵ جمادی الثانی	شاہپور مین ٹیلہ پر ۔ مرقد پر گنبد ہے ۔
۴۴۰	شاہ غنی ۔ ۔	۔	شاہپور کے تالاب پر مغرب کی جانب
"	شاہ نور مرید شاہ غنی ۔	۔	
"	نرنجن شاہ مرید شاہ غنی	۔	زہرہ پور متصل سرائے نواب مصطفی خان
"	شیخ سراج الدین جنیدی	۔	بڑی جامع مسجد کے قریب مشرقی دروازہ کے روبرو مرقد پر گنبد ہے ۔
۴۴۱	سید محمد تعظیم ترک ۔	۱۱ ذی الحجہ ۔	اندرون حصار شاہپور کے دروازہ کے قریب جسے بعض نے مکہ دروازہ کے پاس بتایا ہے مرقد پر جو کھنڈی

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت کے
			چاندنی کی ہے - - -
۴۴۱	شاہ نور اللہ قادری	سنہ ۱۰۶۰ھ	بیرون شہر پناہ زہرہ پورہ مین ملا حبیب اللہ کے روضہ کے قریب جنوب کی طرف چبوترہ پر - - - - -
۴۴۲	سید جعفر سقاف -	۲۰ ذی قعدہ سنہ ۱۰۵۸ھ	نو باغ کے قریب - مرقد پر چوبین سقف ہے - - - -
〃	حنیف سقاف	.	جعفر سقاف کے چبوترہ پر محراب کے مشرق کی طرف - - -
〃	سید علوی دوم -	.	سید جعفر کے روضہ کے صحن مین مشرق کی طرف ایک چبوترہ پر - - -
〃	سید مصطفی بروم مشہور شاہ	۲۱ صفر سنہ ۱۲۲۰ھ	ایضاً - - - - ایضاً
۴۴۳	سید احمد نظیر - -	.	بیرون شہر پناہ سارواڑ دروازہ کی طرف - - - -
〃	شیخ فرید - -	.	مقام مزار معلوم نہین - -
〃	ملا شیخ صالح -	.	قصبہ نوروہ کے جنگل مین - مرقد پر چھوٹا سا گنبد ہے - - -
〃	ملا محی الدین قادری	سنہ ۱۰۳۹ھ	بیرون چار دیواری روضہ ملا حبیب اللہ

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت
۴۴۳	ملا جمال محمد پسر ملا محی الدین	.	بیرون چار دیواری روضۂ ملا حبیب اللہ
"	شیخ شریف اللہ پسر ملا جمال محمد مصنف رسالہ ہیکل النوریہ - -	.	ایضاً - - - ایضاً
۴۴۴	سید میران - -	سلخ جمادی الاول سنہ ۱۰۵۵ھ	بیرون دروازہ اللہ پور متصل روضۂ شاہ ابو الحسن - - - - -
"	سید علی محمد یا سید محمد علی برادر سید میران -	۵ ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۱ھ	سید میران کے چبوترہ کے مشرق جانب - - - -
"	شاہ کریم اللہ و شاہ نور اللہ پسران سید علی محمد		ایضاً - - - ایضاً
۴۴۵	سید عبد الرحمن برادر شاہ صبغۃ اللہ -	۸ رمضان سنہ ۱۰۲۷ھ	بیرون شہر پناہ جانب فتح دروازہ - مرقد بالائے چبوترہ - - -
۴۴۶	شیخ علم اللہ محدث -	۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۰۲۴ھ	بیرون دروازہ اللہ پور مصطفیٰ باغ میں سید میران کے چبوترہ کے مشرق جانب - - - -
"	شاہ ابو المعالی پسر شیخ علم اللہ - -	.	باپ کی قبر کے پاس ایک ٹیلہ پر -

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مقام مزار مع مختصر کیفیت کے
۴۴۷	ملا محمد زبیری ہم عصر شیخ علم اللہ - -	۱۴ صفر	بیرون شہر پناہ بہمن پلی کی طرف قاسم تالاب مین - - -
"	شیخ اسمعیل محدث ہم عصر ابراہیم عادل شاہ ثانی - - -	.	زہرہ پور مین ملا حبیب اللہ کے روضہ کے قریب مغربی دیوار کے باہر بالائے چبوترہ - - - -
"	مولوی عبد الرحمن متقی	غرہ ذی الحجہ سنہ [illegible]ھ	بیرون فتح دروازہ - - - -
۴۴۸	قاضی عبد اللہ	.	ایضاً - - - - ایضاً
"	سید احمد قاضی عسکری	.	بیرون شہر پناہ - مقام مزار معلوم نہین
"	قاضی سید سیف اللہ	.	اندرون شہر پناہ - مقام مزار معلوم نہین - - - -
"	میان بہولا فقیر -	.	ابراہیم عادل شاہ کے مقبرہ کی قریب مشرق کی طرف اوپر کو - - -
۴۴۹	بی بی شمسہ مان	۱۶ رجب	بیرون دروازہ زہرہ پور فخر آباد مین مرقد پر گنبد ہے - - - -
"	بی بی راجی لوشتی	.	مغربی احاطہ کی دیوار کے باہر ملا حبیب اللہ کے کونے پر - - - -
"	بی بی نعیمہ بڑی صاحبہ	سنہ ۱۰۳۵ھ	ملا حبیب اللہ کے گنبد مین

مقام مزار مع مختصر کیفیت کے	تاریخ وفات	نام	نمبر فقرہ
دہنی جانب کو - - - ملا حبیب اللہ کی درگاہ کے متصل ستنے ملک اور بڑے ملک کے گنبدون کے قریب - - -	جمادی الثانی [illegible]	والدہ ملا حبیب اللہ بی بی ستے تفاصہ یا ستے مان - -	۴۴۹
اندرون شہر پناہ - - -	.	بی بی قادریہ -	"
شاہ ہاشم کے روضہ مین -	.	بی بی صالحہ مان زوجہ شاہ ہاشم - -	"

۴۶۱ - بقیہ بزرگان بیجاپور کی فہرست جن کا ذکر آیندہ کتاب مین آئیگا - -

یہ تو اون صلحا اور علما کی فہرست تھی جن کا ابھی اوپر ہماری کتاب مین ذکر آچکا ہے - اب ہم ایک اور فہرست نیچے لکھتے ہین - یہ وہ لوگ ہین جن کا ذکر ہماری اس کتاب مین آیندہ اپنے موقع پر آئیگا - انھین یہان اس لیے لکھدیا ہے کہ یہ سب نام ایک ہی جگہ ہو جائین اور یہ جدول ایک اعراس نامہ اور رہبر بیجاپور کا کام دے - سواے ان کے بعض نام ایسے بھی ہین کہ جن کا ذکر اوپر آیا ہے مگر اون کی قبر وغیرہ کا پتہ وہان نہین لکھا ہے وہ یہان درج ہے -

مزار مع مختصر کیفیت	تاریخ وفات	نام	نمبر شمار
شاہ ہاشم کے روضہ مین مشرق کیطرف کنوئین	.	شاہ مراد جامع ملفوظات شاہ ہاشم	۱

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
۲	شاہ نعیم اللہ جامع ملفوظات شاہ ہاشم مسمی گنج الاسرار	. .	شاہ نصر اللہ ولی کے روضہ مین مشرقی جانب کو۔ قبر پر چھوٹا سا گنبد ہے۔
۳	شاہ عثمان مجذوب	.	دروازہ شاہ پور کے قریب - -
۴ ۵	بڈہن شاہ ہاشم شاہ	.	موضع سرہنگی کے باہر پہاڑ کی چوٹی پر
٦	حیدر شاہ -	.	موضع کنگل - - - -
۷	شاہ احمد میران جی -	.	ابراہیم عادل شاہ کے مقبرہ مین مسجد کے پیچھے چبوترہ پر - -
۸	شیخ محمد خلیفہ شاہ احمد	.	شاہ احمد میران جی کے مقبرہ کے پیچھے - - - - - -
۹	شاہ برہان الدین حسینی	۱۰ ذوالقعدہ سنہ ۱۰۹۴ھ	شاہ ہاشم کے گنبد مین مزار کی پائین
۱۰	شاہ مرتضی پسر شاہ برہان الدین	۱۲ شوال سنہ ۱۱٦۱ھ	شاہ ہاشم کے گنبد کے باہر علیحدہ بنگلہ مین - - - - -
۱۱	سید محمد عرف شاہ حضرت حسینی شاگرد شیخ عبد الصمد کنعانی	۲۰ رمضان .	اندرون شہر پناہ ابو تراب بازار مین مزار پر ایک چھوٹا سا گنبد ہے جس کے چار دن محرابین کھلی ہوئی ہین اور مشرقی جانب علیحدہ چبوترہ بنایا گیا ہے - -

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
۱۲	خواجہ امین الدین اعلیٰ	۲۴ رمضان سنہ ۱۰۸۶ھ	شاہ برہان الدین کے گنبد کے پاس مرقد پر گنبد ہے - - -
۱۳	شیخ محمود خوش دہان	.	خواجہ امین الدین کے روضہ مین -
۱۴	جنید ثانی - -	.	شہر پناہ کے باہر زہرہ پور مین - قبر پر گنبد ہے - - - -
۱۵	شاہ شریف رنگ ریزان	غرہ رمضان سنہ ۱۱۰۰ھ	حصار کے باہر شاہ پور مین ملک ریحان کے باغ اور روضہ کے قریب - مقد پر پختہ سنگین گنبد ہے - - -
۱۶	شاہ عبد السلام شطاری	.	حصار کے اندر مسجد شافعیہ کے قریب مشرقی سمت کو متصل مسجد نوایت حویلی انا ہوصور - مرقد پر چوکھنڈی نبی ہے - - - -
۱۷	خواجہ عبد الرحیم -	.	شاہ عبد السلام کے بائین دست قبلہ کی جانب متصل مسجد نوایت -
۱۸	سید محمد بخاری -	سنہ ۱۰۹۷ھ	شہر پناہ کے اندر علی باغ مین - مرقد بالا سے چبوترہ - عرس ہوتا ہے
۱۹	شاہ موسیٰ قادری	.	حصار کے باہر مشرقی جانب دروازہ

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
			اللہ پور کی طرف - - -
۲۰	شاہ مصطفیٰ قادری	۲۱ ربیع الاول ۱۱۱۳ھ	جامع مسجد کے قریب کونے کی طرف
۲۱	شیخ عبداللطیف قادری پسر شاہ نور اللہ قادری فقرہ (۲۴۱) - -	سنہ ۱۰۸۲ھ	اپنے باپ کی قبر کے پاس - -
۲۲	شاہ حضرت قادری پسر شیخ عبداللطیف	۱۴ محرم •	اندرون شہر پناہ اپنی حویلی مین جامع مسجد کے متصل مغربی سمت کو -
۲۳	شاہ کریم اللہ قادری	•	جامع مسجد کے قریب مغربی جانب
۲۴	شاہ منجھن نمازی -	۱۳ محرم	اندرون حصار بادشاہپور مین مان جھنکا کی باولی پر جانب شمال درگاہ شاہ ہاشم بالائے چبوترہ -
۲۵	شیخ نعمت اللہ -	•	معلوم نہین - - -
۲۶	سید ابوبکر بافقیہ -	۲۲ شعبان	محل آثار مبارک کے قریب محلہ دریبہ مین اپنے ہی خانقاہ کے صحن مین بالائے چبوترہ - عرس ہوتا ہے -
۲۷	سید محمد عبدالرحمن پسر سید ابوبکر -	•	اپنے باپ کے روضہ مین مشرقی جانب کو - - -

مزار مع مختصر کیفیت	تاریخ وفات	نام	نمبر شمار
سید عبد الرحمن کے مرقد کے پیچھے	۱۵ جمادی الثانی ۱۱۶۸ھ	مولوی سید عبد الرحیم	۲۸
شاہ پیٹھ مین ہے - - - -	۲۵ ربیع الاول	سید ابن مقبیل جنکی لکھی ہوئی تین سو کتابین ہین	۲۹
- - - - - - -	.		
باپ کی قبر کے بازو مین - - -	.	سید عبد اللہ مقبیل پسر سید زین - -	۳۰
	.		
حصار کے اندر شاہپور دروازہ کے قریب	۱۰ ربیع الاول	شیخ احمد برقع پوش -	۳۱
مدینہ منورہ مین - - - -	۲۴ شوال ۱۱۸۰ھ	سید محمد مدرس پسر سید عبد الرحمن برادر شاہ صبغۃ اللہ	۳۲
	.		
مخزملک یمن مین - - - -	۲۲ صفر ۱۱۲۹ھ	سید زین الدین عرف شاہ صاحب پسر سید محمد مدرس - -	۳۳
اندرون شہر پناہ جامع مسجد کے قریب جنوب کی طرف - - - - -	۱۱ ربیع الثانی ۱۱۲۰ھ	سید عبد الرحمن عرف میان صاحب پسر دوم سید محمد مدرس -	۳۴
شہر ارکاٹ تاجپورہ مین مرقد پر گنبد ہے - - - - -	۲ ربیع الاول ۱۱۳۰ھ	سید علی محمد پسر سید عبد الرحمن - -	۳۵
	.		
تاجپورہ مین اپنے باپ کے پہلو	یکم شوال ۱۱۶۹ھ	سید محمد ثانی معروف	۳۶

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
	دستگیر دوعالم پسر سید علی محمد	.	مین جانب مشرق کو - -
۳۷	شاہ صبغۃ اللہ ثانی پسر سید محمد ثانی -	۲۵ ذیقعدہ ۱۱۹۴ھ	سید علی محمد کے پہلو مین جانب مغرب
۳۸	سید محمد ثالث عرف دستگیر دوعالم ثانی پسر شاہ صبغۃ اللہ ثانی - - -	۳۰ جمادی الاول ۱۲۴۶ھ	اپنے باپ کے پہلو مین جانب مغرب گنبد کے اندر -
۳۹	سید علی محمد ثانی پسر شاہ صبغۃ اللہ ثانی -	۹ شوال ۱۲۶۲ھ .	تاجپورہ مین گنبد کے باہر جانب مشرق گنبد کے دیوار کے پاس - -
۴۰	شاہ برہان الدین ابن سید علی محمد ثانی -	۱۰ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ	تاجپورہ مین اپنے باپ کے پائین -
۴۱	شاہ سیف اللہ مترجم روضۃ الاولیائے بیجاپور	۱۸ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ	تاجپورہ مین شاہ برہان الدین کے مزار کے پائین خانقاہ کے روبرو -
۴۲	سید کریم محمد ابن سید محمد قدس سرہ	۲۴ جمادی الاول ۱۱۰۵ھ	سید عبد الرحمن کے گنبد کے پاس علیحدہ گنبد مین - - -
۴۳	شیخ ابوتراب مدرس استاد ملا نظام جو عالمگیر کا استاد تھا -	۲۰ صفر ۱۰۸۶ھ	شیخ علم اللہ محدث کے ٹیلہ پر - -

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
۴۴	قاضی اعز الدین محمد برادر شیخ ابو تراب - -	۵ ربیع الاول	اوھونی مین - - - -
۴۵	قاضی ابراہیم زبیری -	۱۲ رجب سنہ ۱۰۹۴ھ	رنگین مسجد کے قریب مشرق کیطرف ٹیلہ پر
۴۶	ملا محمد زبیری ثانی -	۲۳ شوال سنہ ۱۱۰۸ھ	اندرون شہر پناہ باغ بہشت مشہور بہ تہال پائین بالائے چبوترہ - -
۴۷	شیخ محمد عرب استاد علی عادل شاہ ثانی -	·	قاضی ابراہیم زبیری کے ٹیلہ پر شرق کی طرف - - - -
۴۸	شیخ منصور برادر شیخ نصرتی ملک الشعرا	·	نگینہ باغ مین متصل درگاہ سید شاہ عبد الرزاق قادری بالائے چبوترہ -
۴۹	شیخ احمد محدث - -	·	بیرون شہر پناہ جانب فتح دروازہ سید عبد الرحمن کے مزار کے چبوترہ پر -
۵۰	شیخ مجتبیٰ عرف بڑے صاحب سنوری از اولاد شیخ احمد محدث - -	·	اندرون حصار جامع مسجد کے بازار مین مزار پر گنبد ہے
۵۱	شاہ النگی مجذوب -	۱۹ محرم	اندرون شہر پناہ فتح دروازہ کے پاس بالائے چبوترہ - -
۵۲	شاہ ننگی مجذوب ہم عصر	۲۴ صفر بعد تباہی	قلعہ ارک کی خندق پر جنوب کی طرف

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
	شاہ النگے - -	سلطنت بیجاپور	مرقد پر چوکنڈی ہے - -
۵۳	میان خاکسار -	·	بہلول پورہ مین - مرقد پر گنبد ہے مزار سنگ مرمر کا - - - -
۵۴	شاہ محمود بڑنگ	·	حصار کے باہر زہرہ پور مین - -
۵۵	شاہ محمد جنگی - -	۲۹ ربیع الثانی	ایضًا - - - ایضًا -

۴۶۲ - بزرگان رائچور کی ایک فہرست مع مختصر کیفیت کے - - - بیجاپور کے مشائخون کی فہرست کے بعد ہم رائچور کے بزرگون کی فہرست بھی ذیل مین درج کرتے مین -

ان بزرگون کی فہرست جن کا ذکر اوپر آگیا

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
۴۵۰	پنج بیبیان -	عہد ہنود مین -	قلعہ ارک کے اندر پہاڑ پر - -
؍؍	شاہ ابو طلہ حسینی	؍؍	رائچور مین شمال و مغرب کے گوشہ پر ریلوے سڑک کے ملحق منسلاپور کے راستہ مین - - -
۴۵۱	شیخ سالار امام الاولیا -	۲۱ رجب	قلعہ مین شرقی دروازہ کے متصل -
؍؍	شیخ میان برادر شیخ سالار	؍؍	قلعہ ارک کے ایک گوشہ پر پنج بی بی

نمبر نقشہ	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
			کے پہاڑ کے دامن مین بمقام ٹانکی صحن مسجد مین - - -
۴۵۱	شیخ یونس بخشی اولیا -	.	اندرون قلعہ ارک آثار شریف کے صحن مین
"	شیخ علی شہید -	عہد ہنود	جانب مغرب باغ سرکاری کے احاطہ مین پائین دیوار مسجد جانب شمال کو
۴۵۲	کمل پوش - -	.	پنج بی بی کے پہاڑ کے متصل جانب جنوب عام تالاب کے کنارہ پہاڑی پر
"	پیر بائی - - -	۵ شعبان	قلعہ کے باہر فتح دروازہ کے سامنے ایک مقبرہ مین - - -
"	پیر علاء الدین -	۱۶ رجب	اندرون فتح دروازہ مشرقی دیوار کے پاس
"	شاہ میر حسن و شاہ میر حسین	.	قلعہ ارک کے اندر جانب شمال کو ایک اونچی جگہہ
"	شیخ احمد علم بیجلد -	۱۱ شعبان	شمال کیطرف لال پہاڑی کے متصل مقبرہ شاہ کریم اللہ کے قریب -
۴۵۳	شاہ ابدال عرف پیر ٹولہ	۲۱ رجب	اندرون دروازہ قلعہ ارک مرقد پر گنبد ہی
"	شاہ نعمت اللہ وہیر اکش	.	ایضاً - - - ایضاً
"	سید احمد -	.	اندرون قلعہ ارک صحن آثار شریف مین - - - -

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
۴۵۳	شاہ حسن غوری مجذوب	•	اندرون قلعہ ارک جانب مغرب فصیل کے پاس - - -
"	سید شاہ احمد - -	•	اندرون قلعہ ارک سیلانی دروازہ کے پاس لب سڑک - -
"	پیر قابل - - -	۲۴ شعبان	قلعہ کے باہر لشکر بازار مین عقب مسجد وھونڈی ایک احاطہ کے اندر -
"	پیر معصوم - -	"	ایضاً - - - - ایضاً
"	ولی پیر - - -	•	لشکر بازار مین لب سڑک جانب جنوب مقبرہ پیر قابل کے پاس - -
۴۵۴	شیخ برہان شہید	مسلم نہود	قلعہ ارک مین جامع مسجد کے اندر سمت جنوب کو - - -
"	شاہ پیر گدائی -	•	قلعہ ارک کے اندر قاضی صاحب کے مکان کے پاس ریلوے اسٹیشن کی سڑک پر - - -
"	شاہ سیلانی -	•	قلعہ ارک کے جانب مغرب اندرونی سیلانی دروازہ • مرقد پر گنبد ہے -

نمبر فقرہ	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
۴۵۴	شاہ ہنگر و شاہ کپٹر	.	اندرون قلعہ ارک جانب مغرب متصل فصیل دروازہ سیلانی -
"	شاہ کریم اللہ -	۱۶ رمضان	رائچور کے باہر جانب شمال لال پہاڑی کے نزدیک متصل کچہری اول تعلقداری - - -
"	اللہ غنی - -	.	نورنگ دروازہ کے قریب -
"	شیخ روحانی -	.	قلعہ ارک کے برج کے پاس کوہ پنج بی بی کے متصل - - -
"	شیخ یحییٰ - -	.	عیدگاہ کے قریب - -
۴۵۵	سید شمس عالم -	۵ صفر ۸۹۲ھ	مزار پر گنبد ہے - - -
۴۵۶	شیخ جلال برادر زادہ سید شمس عالم -	۲۴ ذیقعدہ	رائچور کے شمال مشرق - راس پہاڑ پر مسجد کے بازو مکان کے صحن میں
"	شاہ حسنین - -	.	شیخ جلال کے مزار کے پاس -
"	کمل پوش - -	.	شمالی جانب کو آبادی سے کچھ فاصلہ پر سید جلال کے پہاڑ اور سید شمس عالم کی درگاہ کے درمیان - - -

بزرگان متاخرین رائچور جن کا ذکر آئندہ آئیگا

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
۱	سید شاہ معروف قمیصی القادری -	۲۲ محرم	موضع کاکاڈلور مین جانب مغرب کو ایک چھوٹے سے پہاڑ پر - -
۲	سید شاہ میران پسر نمبر ۱	۴ شوال	اسپنے باپ کے پاس - -
۳	سید شاہ علی پسر نمبر ۲	۴ صفر	کاڈلور کے پہاڑ کے نیچے - -
۴	سید شاہ قمیص قادری پسر نمبر ۳	۲۲ ربیع الثانی	ایضاً - - - - ایضاً
۵	سید شاہ معروف پسر نمبر ۴	۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۵ھ	رائچور کی جانب مغرب ایک پہاڑ پر احاطۂ مقبرہ بنا ہوا ہے - -
۶	سید شاہ قمیص پسر نمبر ۵	۴ جمادی الاول سنہ ۱۱۸۶ھ	اسپنے باپ کے مقبرہ کے پاس بالائے چبوترہ - - - -
۷	سید شاہ محمد پسر نمبر ۶	۴ رجب	اسپنے باپ کی پہاڑی پر اپنی دادی کے مقبرہ مین - - -
۸	سید شاہ عبد الرزاق پسر نمبر ۷	۱۱ جمادی الاول	سید شاہ قمیص کے بازو جانب مغرب چبوترہ پر - - - -
۹	سید شاہ حضرت پسر نمبر ۸	.	کاڈلور مین پہاڑی کے نیچے - -
۱۰	سید شاہ قمیص محی الدین	۹ صفر سنہ ۱۲۳۴ھ	رائچور کے پہاڑ پر سید عبد الرزاق

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزارمع مختصر کیفیت
	اعظم التقیا پسر نمبر ۶	•	کے سید سے بازو - - - -
۱۱	سید چاند پیر پسر نمبر ۸	•	رائچور کے پہاڑ پر سید شاہ محمد کے بازو جانب مشرق کو - - - -
۱۲	سید شاہ حبیب اللہ پسر نمبر ۹	•	رائچور کے پہاڑ پر سید چاند پیر کے بازو مشرق کی طرف - - - -
۱۳	سید شاہ نبی پیر پسر نمبر ۱۰	سلخ ربیع الاول ۱۲۰۳ھ	رائچور کے پہاڑ پر مقبرہ سے کلفور قریب دروازہ جانب مشرق - - - -
۱۴	سید عبد الرحیم از نسل نمبر ۱۲	۲۶ ذیقعدہ	رائچور مین شاہ معروف کے مقبرہ کے پیچھے حضرت بی بی کے مقبرہ مین - - - - - - -
۱۵	سید عفت حسینی برادر سید عبد الرحیم -	۵ جمادی الاول	اپنے بھائی کے پاس - - -
۱۶	شمس الدین سید شاہ حسین ابصری -	۱۵ رجب عہد عالمگیر	موضع ہوسور مین ایک مقبرہ کے اندر - - - -
۱۷	سید شاہ محی الدین پسر نمبر ۱۶	۹ شوال	رائچور مین افضل خان وزیر کی مسجد کے عقب مین ایک ٹیلہ پر - - - - - - -

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
۱۸	سید شاہ حافظ حسین عرف شاہ صاحب پسر سید شاہ محی الدین	۷ شعبان	اپنے باپ کے پاس - -
۱۹	سید عبد القادر سبز پوش پسر سید محی الدین -	۷ ربیع الثانی	اپنے باپ کے پاس - -
۲۰	سید حسین عرف فقر اللہ پسر نمبر ۱۸	۵ ربیع الثانی	اپنے باپ کے پاس - -
۲۱	سید شاہ حافظ بنی محی الدین پسر نمبر ۲۰ - -	۱۱ ربیع الثانی	اپنے باپ کے پاس - -
۲۲	سید شاہ محمد پسر نمبر ۲۱	۷ محرم	سید شاہ حافظ حسین کے گنبد کے پائین
۲۳	سید شاہ محی الدین عرف بنے شاہ پسر نمبر ۲۲ -	۱۵ صفر	اپنے باپ کے پاس - -
۲۴	سید حسینی پیر پسر نمبر ۲۳	۱۳ صفر	اپنے باپ کے پائین میں -
۲۵	سید شاہ محمد عرف محمد علی سید عبد القادر سبز پوش کے پوتے	۔	سید فقر اللہ کے پائین - -

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
٢٦	شاہ بڑے پسر نمبر ٢٥	۔	اپنے والد کے دست راست پر ۔
٢٧	شاہ محمد قادری ملقب بہ انور دریا خلیفہ امین الدین اعلی بیجاپوری ۔ ۔	١١ ذیقعدہ	رائچور ہینی مشرق کی طرف آبادی سے ملحق آیا باولی کے نزدیک ایک احاطہ کے اندر چبوترہ پر ۔ ۔ ۔
٢٨	سید شاہ محمد پسر نمبر ٢٧	۔	اپنے باپ کے پاس ۔ ۔
٢٩	سید شاہ امین الدین پسر نمبر ٢٨ ۔ ۔	١١ صفر سنہ	اپنے باپ کے پاس ۔ ۔
٣٠	سید شاہ سلطان پیر پسر نمبر ٢٩ ۔ ۔	۔	اپنے والد کے دست راست پر جانب مغرب دوسرے چبوترہ پر ۔
٣١	سید شاہ محمد متوکل پسر نمبر ٣٠	٢١ رجب	اپنے چچا سید محمد کے پائین علیحدہ چبوترہ پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
٣٢	سید شاہ محی الدین پیر پسر نمبر ٣١ ۔ ۔	١٢ محرم	اپنے والد کے پاس علیحدہ چبوترہ پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
٣٣	سید شاہ قادر پیر پسر نمبر ٣٢	٢٦ رمضان	اپنے والد کے دست چپ پر دو مزار کے فاصلہ پر جانب مغرب ۔
٣٤	سید امین پیر پسر نمبر ٣٣	۔	اپنے والد کے دست راست پر تھوڑے فاصلہ پر جانب مغرب ۔

نمبرشمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
۳۵	سید شاہ ولی پسر سید نمبر ۲۲	۹ ربیع الثانی ۱۲۳۳ھ	اپنے والد کے دست چپ پر جانب مشرق کو - - -
۳۶	سید شاہ امام پسر سید نمبر ۳۳	.	سید سلطان پیر کے مزار کے سیدھے طرف جانب مغرب اخیر چبوترہ پر
۳۷	سید شاہ ہادی نعیم برادر نمبر ۲۷ و پدر مادر سید شاہ معروف قمیص القادری	۱۱ صفر	شاہ بڑے کے روضہ مین -
۳۸	سید شاہ بڑے برادر زادہ سید شاہ محمد نمبر ۲۷ -	سلخ محرم	رانچور مین جانب مشرق آبادی کے قریب ایک قبرستان مین سید شاہ ہادی کے بازو پر - -
۳۹	سید شاہ میران مشہور ساگ روٹی کے میران - -	.	باکی کسٹہ محلہ مین گھوڑو بہائی کے عاشور خانہ کے قریب - - -
۴۰	سید شاہ محی الدین معروف نور دریا خلیفہ خاندان نور دریا -	۲۵ شعبان	محلہ حجرہ مین کٹکا لودگی مسجد کے صحن مین
۴۱	سید روح بس پسر سید	۲۱ رجب	شیخ جلال کے پہاڑ کے پاس مغرب

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
	شاہ محی الدین پیر	۔	ایک چھوٹی پہاڑی پر - - -
۴۲	سید شاہ حسن حجۃ اللہی ابن کریم محمد ثانی عرف باوشاہ صاحب ابن سید محمد ابن سید کریم محمد ابن سید میران محمد مدرس - -	۱۲ ربیع الاول بسالت جنگ کے عہد مین	آثار شریف قدیم کے جنوب رویہ شیخ یونس کے پائین - -
۴۳	قاضی محمد غوث خلیفہ سید حسن پیر - -	۔	اندرون قلعہ ارک جامع مسجد کے صحن کے ملحق جانب شرق - - -
۴۴	خطیب محمد سلطان خلیفہ سید حسن پیر - - -	۔	باز ارکی جامع مسجد کے صحن مین -
۴۵	عاشور بیگ خلیفہ سید حسن پیر - -	۔	قلعہ ارک کے اندر - - -
۴۶	عارف علی شاہ خلیفہ سید حسن پیر - -	۱۰ رجب	قلعہ کے باہر جانب شمال آبادی سے ملحق - - - - -
۴۷	سید شاہ ولی اللہ زادہ	۔	قلعہ ارک کے اندر آثار شریف کے

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
	سید شاہ زین الدین صبغتہ الٰہی - -	۔	احاطہ مین شیخ یونس کے دست چپ کو - - - -
۴۸	سید نور الدین حسینی از اولاد سید اشرف جہانگیر سمنانی -	۔	رائچور کے جنوبی طرف یرگرہ کے راستہ پر عام تالاب کے پاس - -
۴۹	سید بدر الدین حسینی پسر نمبر ۴۸ -	۔	اپنے باپ کے پاس - -
۵۰	سید حمزہ حسینی عرف حسینی پیر پسر نمبر ۴۹	۔	اپنے باپ کے پایین - -
۵۱	عبد اللہ شاہ -	۔	محلہ گنٹال والی کی مسجد مین -
۵۲	حضرت بغدادی -	۔	رائچور کی جانب مشرق ایا باولی کے غربی کونے پر - - - -
۵۳	سید مصطفےٰ قادری	۔	جانب شمال سید شمس عالم کی درگاہ کے سامنے سڑک کے مشرق کی طرف
۵۴	سید کریم قادری -	۲۷ رمضان عہد بسالت جنگ	جانب جنوب یرگرہ کے راستہ پر شرق کی طرف باغ مین - -
۵۵	سکندر بادشاہ -	غرہ شوال -	رائچور کے مشرقی طرف کو لب سڑک

نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	مزار مع مختصر کیفیت
۵۶	نواب طالب محی الدین خان صوبہ دار	سنہ ۱۱۳۹ھ کے بعد	ابو طاحسینی کے مزار کی جانب مغرب چبوترہ پر
۵۷	نواب ہدایت محی الدین خان صوبہ دار	؍	نواب طالب محی الدین خان کے چبوترہ پر
۵۸	نواب شجاع الملک بسالت جنگ فرزند پنجمین نواب مغفرت مآب آصف جاہ بہادر	سنہ ۱۱۹۶ھ	ادہونی
۵۹	نواب ذوالفقار الدولہ دارا جاہ فرزند نواب بسالت جنگ	سنہ ۱۲۰۸ھ	رائچور کے مشرق ایک باغ مین بالائے چبوترہ
۶۰	نواب محمد حسین خان گھٹالہ		شاہ معروف کے پائین مقبرہ کے اندر
۶۱	نور محمد ساکن ساکلنڈہ	؍	ایضاً ایضاً

تمت بالخیر

حصہ چہارم مین عالمگیر کی وفات تک کا بیان ہے - راقم عبد الغفور خان رامپوری مولفانہ کرم

اشتہار چھاپائی مطبع مفید عام آگرہ

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع مین ہر قسم و ہر زبان کی کتابین اُردو ہندی۔ فارسی۔ عربی نہایت خوشخط صحیح و عمدہ جلد ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین۔ عدالتون و محکمہ بندوبست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع پینتیس برس سے اپنی فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت و نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین کتب بہ نسبت اور مطبع کے بہت خوشخط و صاف و عمدہ چھاپی جاتی ہین جن صاحبونکو کچھ چھپوانا ہو انکو کیفیت نرخ وغیرہ کی خط و کتابت سے معلوم ہو سکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی ووافی ہین فقط۔

المشتہر

محمد قادر علی خان صوفی مالک و مہتمم مطبع مفید عام آگرہ